ملفوظاتِ

حضرت خواجہ خواجگان

خواجہ شاہ محمد اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

(موسوم بہ)

غذا المحبّین شریف

جامع الملفوظات

حافظ نور محمد مکھڈی

مترجم

مولوی محمد عبد الغفور سلیمانی

مرتب و ناشر

محمد عبد الغفور سلیمانی

نام کتاب	....	**غذاء المحبین شریف**
ملفوظات	....	حضرت خواجہ شاہ محمد اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ
جامع	....	حافظ نور محمد مکھڈی
مترجم	....	مولوی محمد عبد الغفور سلیمانی
مرتب و ناشر	....	مولوی محمد عبد الغفور سلیمانی
تصحیح و نظر ثانی	....	محمد ناصر خان چشتی (فاضل دار العلوم نعیمیہ، کراچی) mnkchishiti@gmail.com - 0300-2080345
اشاعتِ اوّل	....	رجب المرجب ۱۴۳۴ھ/ جون ۲۰۱۳ء
اشاعت دوم	....	ذوالحج ۱۴۳۴ھ/ اکتوبر ۲۰۱۴ء
صفحات	....	۵۴۰
ہدیہ	....	[illegible] روپے

ملنے کا پتا

محمد عبد الغفور سلیمانی

(0334-3506728)

عربی استاذ، گورنمنٹ تعمیر نو بوائز سیکنڈری اسکول نمبر ۱، ناظم آباد نمبر ۴، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم
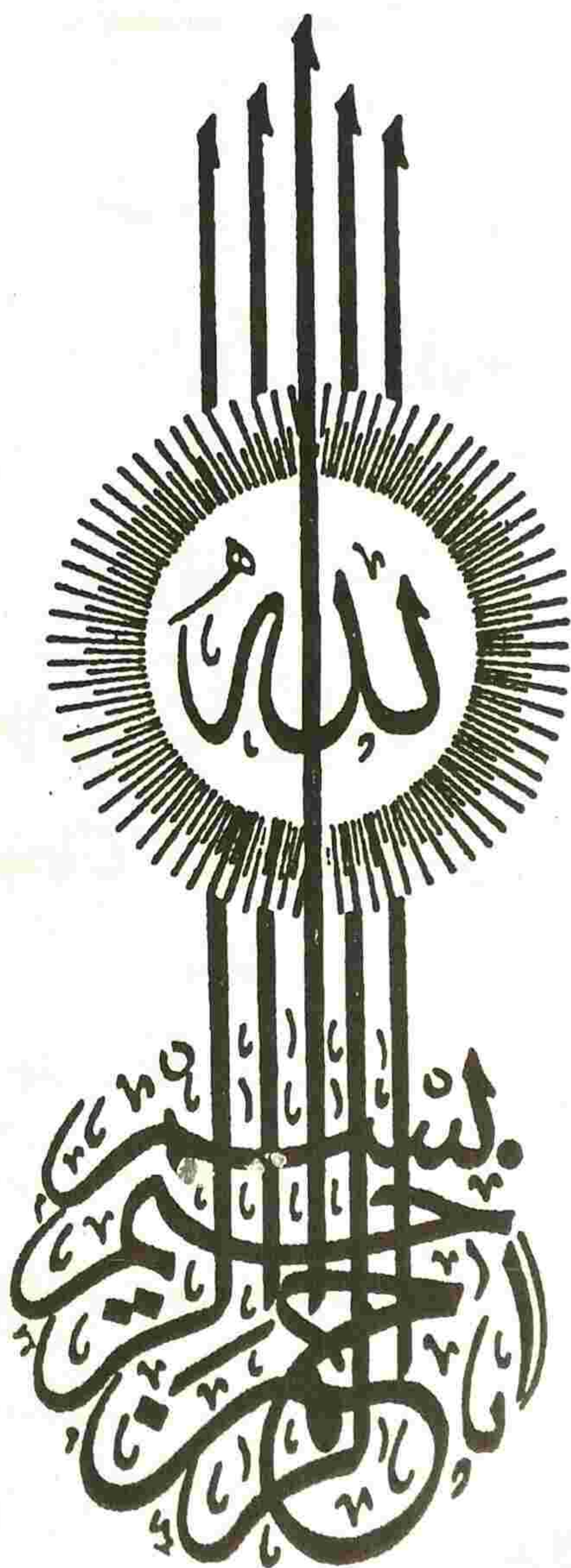
انتساب

حضور سیدی و مرشدی

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ

(سجادۂ پنجم، دربارِ عالیہ سلیمانیہ، تونسہ شریف)

واستاذ العلماء واستاذی

حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود سدیدی سلیمانی

(سابق خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف)

کے نام

جن کی محبت و شفقت سے اس بندۂ ناچیز کو
اس درِ اقدس پر حاضری اور بیعت کی سعادت
سے بہرہ مند ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

(محمد عبد الغفور سلیمانی)

(داجل)

غذا المحبین شریف

ملفوظات

خواجہ خواجگان

خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

نشاندہی

صفحہ نمبر

ملتان اور ریاست بہاولپور سے دین کی نشانیاں مٹ گئیں . (199)

(مدارس میں پلیدی بڑھ گئی یعنی (انگریزی تعلیم

جب سے انگریز کا نوکر ہوا ہے نماز معاف ہو گئی (202)

مرثیہ پڑھنے والے کو کافر فرمایا (205)

علی گڑھ میں " قرن شیطان " (شیطان کا سینگ) کھڑا ہے (270)

فہرست

حمد باری تعالیٰ

مَلِکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آں رہ کہ تو آں رہ بنمائی

ہمہ درگاہ تو جویم ہمہ درکار تو پویم
ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی

تو خداوند یمینی تو خداوند یساری
تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

تو زن و جفت نہ جوئی تو خور و خفت نخواہی
احدا بے زن و جفتی ملکا کام روائی

نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیرالامرائی

تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزّی تو مذلّی ملکُ العرش بجائی

ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی
ہمہ را رزق رسانی کہ تو باجود و عطائی

نہ بُد ے خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

بری از چوں و چرائی بری از عجزو نیازی
بری از صورت ورنگی بری از عیب وخطائی

بری ازخوردن وخفتن بری ازتہمت مردن
بری از بیم وامیدی بری از رنج و بلائی

تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندہ فضلی تو سزاوار خدائی

احداً لیس کمثلی صمداً لیس کفضلی
لملک الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

لب و دندانِ سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

(حضرت حکیم سنائی علیہ الرحمۃ)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بی ہمتا توئی

نازنینِ حضرتِ حق صدر بدر کائنات
نورِ چشم انبیاء چشم و چراغِ ما توئی

در شبِ معراج بودت جبرائیل اندر رکاب
پانہادہ بر سریر گنبد خضرا توئی

یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجزانڈ
عاجزاں را راہنمائی جملہ سامان ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت گویہائی تو
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

(حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ)

پیش لفظ

اللہ رب العزت نے اس عالم رنگ و بو میں انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح و فلاح کے لیے دو طریقے جاری فرمائے جن کی تکمیل کیلئے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی بعثت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد یہ سلسلہ آپ کی امت کے علماء راسخین اور اولیاء امت کے ذمہ رہا۔ ہر دور کے اولیاء کاملین انسانیت کی رہنمائی اور تبلیغ اسلام کا فریضہ تقریر و تحریر کے ذریعے سرانجام دیتے رہے، یہ عظیم نفوس قدسیہ تلوار کی نوک سے نہیں بلکہ اپنا سیرت و کردار اور نگاہوں کی تاثیر سے دلوں کو فتح کرتے تھے۔

- تقریر کی صورت میں ان بندگانِ خدا کے متعلقین و متوسلین اپنے اپنے مشائخ کے ملفوظات مبارکہ عوام و خواص کے افادہ اور حصول نجات کیلئے لکھتے آئے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے۔

- اولیاء اللہ کا کلام حب دنیا کو دل سے نکال دیتا ہے۔
- ان کے کلام سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔
- ان کے کلام کی برکت سے خدا کی دوستی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

❁ ان کے کلام کی سماعت کے بعد زادِ آخرت جمع کرنے کا عزم پیدا ہوتا ہے۔

❁ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"زہے سعادت اس مرید کی جو اپنے شیخ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے الفاظ قلم بند کرے فردائے قیامت ایک ایک حرف کے بدلے ہزار سال طاعت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج ہوگا"۔

❁ چنانچہ اسی سعادت کے پیش نظر حضرت ثانی کریم تونسوی کے مرید باصفا عاشق صادق حافظ نور محمد مکھڈی نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہ کے ملفوظات "غذاء المحبین" کے نام سے صفر المظفر ۱۳۱۴ھ تا جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کے عرصہ میں جمع کیے تھے تاکہ سلسلہ سے منسلک عوام وخواص سب بقدر ظرف محبت ومعرفت کی شراب کے جام بھر بھر کر پیتے رہیں گے۔

❁ جامع الملفوظات نے جس حسنِ عقیدت اور وجدانِ معرفت میں یہ ملفوظات جمع کیے اس کا مطالعہ روح مردہ کیلئے اعجازِ مسیحا سے کم نہیں ہے۔

دل زندہ می شود بہ امید وفائے دوست
جاں رقص میکند بہ سماع کلامِ دوست

❁ یہ ملفوظات فارسی زبان میں تھے ہر شخص کا اس سے مستفید ہونا ناممکن تھا کیونکہ برصغیر پاک وہند میں فارسی زبان دم توڑ چکی ہے، لہٰذا ضروری تھا کہ مشائخ عظام کے مجموعہ ہائے ملفوظات اور ان کے تبلیغی واصلاحی کارنامے موجودہ نسل کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ خوش عقیدہ عوام اہلسنّت کی اولادیں بدعقیدگی کے سیلاب سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت خواجہ غلام سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پڑدادا حضور ثانی کریم کے ملفوظات کو کتابی شکل میں طباعت کی

غرض سے حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود سدیدی سلیمانی سے اردو ترجمہ کرایا لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور کتاب مطبوعہ صورت میں منظر عام پر نہ آسکی۔

❁ بندۂ راقم الحروف نے ''القول السدید'' (ملفوظات حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی علیہ الرحمۃ) کی طباعت کے بعد غذاء المحبین کے اسی اردو ترجمہ کے حصول کیلئے بہت کوشش کی لیکن تلاش بسیار کے باوجود اردو ترجمہ دستیاب نہ ہوسکا البتہ غذاء المحبین شریف کا سات سو صفحات پر مشتمل فارسی قلمی نسخہ جسے حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی علیہ الرحمۃ نے ۱۳۶۱ھ میں مولوی گل محمد چودھواں والے سے نقل کرایا تھا حافظ غلام رسول فخری اور میرے استاذ محترم کے صاحبزادے حافظ حامد رسول سلیمانی کی کاوشوں سے مجھے موصول ہوا، میں ان کا شکر گزار ہوں۔

❁ ایک دن دورانِ مطالعہ راقم الحروف کو اس کتاب مستطاب غذاء المحبین فارسی کا اردو ترجمہ کرنے کا خیال آیا اور دل میں عجیب مسرت بھی محسوس ہوئی۔ چنانچہ ۹ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ جمعہ اس کا ترجمہ شروع کر دیا اور فروری ۲۰۱۳ء مطابق ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ کو یہ ترجمہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔

مجھ نالائق پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے اور میرے شیخ کی نگاہِ کرم ہے کہ غذاء المحبین فارسی کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

❁ غذاء المحبین شریف کا اردو ترجمہ بندۂ ناچیز نے اپنی قابلیت و ہمت کے مطابق تو کر دیا ہے تاہم مجھے اعتراف ہے کہ اس سے بھی بہتر ترجمہ ہوسکتا ہے کیونکہ ہمارے پیر بھائیوں میں بڑی بڑی عالم اور فاضل ہستیاں موجود ہیں جن

کے سامنے میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میرے ''خواجہ'' نے یہ کام اس ناچیز سے لیا ہے یہ ان کا کرم ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ میرے ''خواجہ'' میری غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے قبول فرمائیں گے۔

میری پوری پوری کوشش تھی کہ غذاء محبین شریف ترجمہ ہونے کے بعد جلد از جلد طباعت کے مراحل سے گزر کر کتابی صورت میں حضرت ثانی کریم غریب نواز کے عرس مبارک ۲۹ر جمادی الاوّل ۱۴۳۴ء کے موقع پر اہل سلسلہ اور برادرانِ طریقت کے ہاتھوں پہنچے لیکن میرے پاس کوئی اشاعتی ادارہ یا ٹیم ورک سسٹم نہیں ہے کہ مل جل کر کام ہو بلکہ میں ایک ملازمت پیشہ اکیلا آدمی ہوں کتاب کے ترجمہ سے لے کر طباعت تک کے تمام امور بندۂ ناچیز نے خود انجام دیے ہیں اسی لیے یہ کتاب آپ کے عرس مبارک کے موقع پر طبع نہ ہو سکی۔

اس کتاب کو منظر عام پر لانے کیلئے میں نے کسی فرد یا ادارہ سے کسی قسم کا کوئی فنڈ، چندہ یا قرض حسنہ نہیں لیا بلکہ حسب سابق اپنی تنخواہ سے ذرہ ذرہ بچا کر اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتا رہتا ہوں اور اپنے مرشد کریم کی نظر لطف وعطا کا منتظر رہتا ہوں کہ میرے ''خواجہ'' اب مجھے کیا عطا فرماتے ہیں اور میں نے اپنے آپ کو اپنے مشائخ کے نادر ونایاب مناقب وملفوظات کی اشاعت کیلئے وقف کر رکھا ہے اور پیر پٹھان غریب نواز کی تمام اولادِ امجاد سے یکساں عقیدت ومحبت رکھتا ہوں اور سب کا دل وجان سے ادب واحترام کرتا ہوں۔

مختصر تعارف

راقم الحروف (محمد عبدالغفور سلیمانی) کا آبائی علاقہ موضع ہوتی ہے جو ضلع راجن پور کی تحصیل جام پور کے شہر داجل کے مضافات میں واقع ہے۔

۱۹۶۷ء میں حصول تعلیم کیلئے حضرت مولانا خورشید احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ ظاہر پیر پہنچا، اس وقت وہاں حضرت علامہ مولانا فقیر محمود سدیدی سلیمانی صاحب مدرس تھے انھوں نے کریما اورنام حق کتابیں شروع کرادیں، ان کی محبت وشفقت نے اپنا گرویدہ بنالیا۔ انہی دنوں تونسہ شریف میں حضرت ثانی کریم قدس سرہ کا عرس مبارک منعقد ہورہا تھا، استاذ محترم اپنے ساتھ عرس پر لے گئے، اسی موقع پر حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔ حصول تعلیم کے بعد مختلف اخبارات میں شعبہ خطاطی سے وابستہ رہا اوراب سندھ گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم میں بحیثیت عربی ٹیچر اپنی خدمات انجام دے رہا ہوں۔

داجل:

داجل شہر میں ویسے تو بہت سے بزرگوں کے مزارات ہیں جن میں:

حضرت سید سلطان احمد بخاری المعروف ابھڑنگ سلطان

حضرت سید مخدوم جعفر لال گیلانی

حضرت حافظ جمال صاحب

حضرت بودلہ بہار صاحب

حضرت ابراہیم سانگی سلطان علیہم الرحمۃ، شامل ہیں۔

لیکن داجل شہر کا خصوصی شرف یہ ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ بعدِ وفات اپنے ایک مرید کا جنازہ پڑھایا تھا اس وقت تمام حاضرین کے ذہن سے یہ بات محو ہوگئی تھی کہ حضرت قبلہ عالم غریب نواز کا وصال ہو چکا ہے جونہی آپ نے قاضی صاحب کی نمازِ جنازہ

پڑھائی جنازہ کے قریب ہو کر ارشاد فرمایا:

"میاں ہم نے اپنا وعدہ وفا کر دیا ہے"۔

یہ کہہ کر آپ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ تب لوگوں کے ذہنوں میں آیا کہ قبلہ عالم غریب نواز تو وفات پا چکے ہیں شاید یہاں اپنے اس ایفائے عہد کیلئے تشریف لائے تھے۔

❁ جس مقام پر آپ نے نمازِ جنازہ پڑھائی تھی وہ جگہ داجل شہر سے باہر مغربی جنوبی سمت ایک چٹیل میدان تھا، اب وہاں ایک بہت بڑا قبرستان ہے، اسی قبرستان کے درمیان ایک مخصوص احاطہ ہے اس احاطے میں جہاں حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے قدموں کے نشانات نظر آئے تھے محفوظ کر لیے گئے تھے، اب وہاں ایک کمرا بنا ہوا ہے اور تین قدموں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، جبکہ ایک خوب صورت مسجد اور لنگر خانہ بھی بنا ہوا ہے، جس کی دیکھ بھال کیلئے ایک فیملی بطور مجاور مقیم ہے۔

ہر سال ۳/ اگست کو حضرت قبلہ عالم غریب نواز کا ایک روزہ عرس منایا جاتا ہے اور سارا دن لنگر عام جاری رہتا ہے۔ یہ تمام انتظامات حضرت خواجہ عبدالصمد مہاروی صاحب کرتے ہیں اب یہ جگہ علاقے میں "قدمین شریفین" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے بطفیل حضور نبی کریم ﷺ کرم فرمایا اور میرے مرشد کریم کی خصوصی نظر کرم اور توجہ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) سال بعد غذاء المحبین شریف پہلی مرتبہ ترجمہ کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ اسے درجہ قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کرام کو کتاب پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

میں ان تمام کرم فرماؤں اور خصوصاً جناب مولوی محمد رمضان معینی تونسوی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ کے وقت میری حوصلہ افزائی فرمائی اور جناب مولانا محمد ناصر خان چشتی نعیمی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں میری معاونت کی۔ اللہ تعالٰی ان تمام احباب کے علم و عمل، ایمان و ایقان اور رزق میں خیر و برکتیں فرمائیں اور دنیا و آخرت میں کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محتاجِ دعا

کراچی پاکستان

(محمد عبد الغفور سلیمانی)

0334-3506728

مختصر تعارف

مشائخ چشت اہل بہشت

مختصر سوانح حیات مشائخ چشت اہل بہشت

خواجۂ خواجگان شیخ المشائخ حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ طریقت سولہ واسطوں سے حبیب رب العالمین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ ان کے بعد امیر المؤمنین امام الاولیاء حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم (سال وفات ۴۰ھ) سے ہوتا ہوا حضرت خواجۂ خواجگان کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ علیہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔

نمبر	سلسلہ طریقت	سالِ وصال
۲	نائب علی المرتضیٰ حضرت خواجہ ابو محمد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۱ہجری
۳	سید الکاملین حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۷ہجری
۴	قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷ہجری
۵	سلطان الاولیاء حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۵ہجری
۶	برہان الکاملین حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ	۲۷۶ہجری
۷	افتخار الابرار حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ البصریؒ	۲۸۷ہجری
۸	زُبدۃ السالکین حضرت خواجہ ممشاد علو الدینوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸ہجری
۹	منہاج العارفین سر سلسلۂ چشتیہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی	۳۲۹ہجری
۱۰	قدوۃ الاحرار حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد ابدال چشتیؒ	۳۵۵ہجری
۱۱	سراج السالکین حضرت خواجہ ناصح الدین ابو محمد چشتیؒ	۴۱۱ہجری

۱۲	شیخ المشائخ حضرت ناصر الحق والدین حضرت ابو یوسف چشتیؒ	۴۵۹ ہجری
۱۳	زبدۃ الاصفیاء حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی	۵۲۷ ہجری
۱۴	سلطان الکاملین حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی	۶۱۲ ہجری
۱۵	قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ علیہ	۶۱۷ ہجری

○ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش (ثانی کریم) تونسوی کا سلسلہ ۷ اواسطوں سے مل جاتا ہے۔ حضرت ثانی کریم تونسوی تک مشائخ چشت اہل بہشت کے تبرکا مختصر حالات درج ذیل ہیں۔

۱۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ:

والد ماجد کا اسمِ گرامی غیاث الدین ۵۳۷ھ میں ایران کے علاقہ سیستان میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب گیارہ واسطوں سے سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ پندرہ سال کے تھے کہ والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ آپ بخارا تشریف لے گئے جہاں آپ نے حفظِ قرآن اور علومِ ظاہری کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد عراق تشریف لے گئے جہاں حضرت خواجہ عثمان ہاروَنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے بیس سال مرشدِ کامل کی خدمت میں رہے۔ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ جہاں ایک روز روضۂ اطہر سے آواز آئی کہ ہندوستان کی ولایت تمہارے سپرد ہے، اجمیر جاؤ اور وہاں اپنا مسکن بناؤ۔ چنانچہ ۱۰ محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر میں رونق افروز ہوئے۔

آپ کا وصال سلطان التمش کے دور میں ۶ رجب ۶۳۳ھ کو ہوا۔ عمر

مبارک ۹۷ برس تھی۔ جس روز وصال ہوا اس شب اکثر اہل اللہ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع اصحاب تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔ ''خدا کا دوست معین الدین دنیا سے آتا ہے اس کا استقبال ضروری ہے''۔

۲۔قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ:

۵۸۲ھ میں ماوراء النہر کے ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئے۔ڈیڑھ سال کے تھے کہ والد ماجد سید کمال الدین نے انتقال فرمایا۔ پانچ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ نے ایک ہمسایہ کے ساتھ بھیجا کہ معلم کے حوالے کر آئے۔

علومِ ظاہری کی تحصیل کے بعد حضرت خواجہ ٔ خواجگان معین الدین چشتی سے بیعت ہوئے اور سترہ سال کی عمر میں خرقۂ اجازت حاصل کیا۔ ہر شب سو رکعت نفل کے علاوہ تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا آپ کا معمول مبارک تھا۔ ایک مرتبہ کسی شخص سے یہ شعر سنا:

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ سن کر چار روز سکر کی حالت میں رہے اور پانچویں روز ۱۴؍ربیع الاول ۶۳۵ھ کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۳۔شیخ شیوخ العالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

والد ماجد کا اسمِ گرامی شیخ جمال الدین ۵۷۵ھ میں کھتوال (موجودہ نام کوٹھے وال) مضافاتِ ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم سے ملتا ہے۔آپ کے دادا قاضی شعیب ہلاکو کے زمانہ میں اپنے وطن مالوف کابل کو چھوڑ کر لاہور تشریف لائے۔ دہلی میں بادشاہ کو خبر ہوئی تو

اس نے منصب پیش کیا مگر آپ نے منظور نہ فرمایا اور ملتان تشریف لے گئے۔ علومِ ظاہری کی تکمیل آپ نے ملتان میں قاضی منہاج الدین کی مسجد میں فرمائی اور وہیں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کے دادا پیر خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے بھی آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

ایک مرتبہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی سے فرمایا کہ: ''قطب الدین، تم نے ایک بڑے شہباز کو مقید کیا ہے''۔

آپ کا وصال ۵ رمحرم الحرام ۶۶۸ھ کو پاک پتن شریف میں ہوا۔ اس وقت عمر مبارک ۹۵ سال تھی۔

۴۔سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ:

۶۳۶ھ میں بدایوں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد خواجہ احمد بن علی بخارا سے ہندوستان تشریف لائے۔ سادات حسینی سے ہیں۔ پانچ سال کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے جو اپنے وقت کی صالحہ اور با خدا خاتون تھی اس دُرِ یتیم کی پرورش اور دینی و اخلاقی تربیت کا مردانہ ہمت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ اہتمام کیا۔ کتابیں پڑھنے کے قابل ہوئے تو مولانا علاؤالدین اصولی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ قدوری ختم کی تو مولانا اصولی نے دستارِ فضیلت باندھی۔ سولہ سال کی عمر میں دہلی آگئے اور مولانا شمس الدین خوارزمی کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ علامہ کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کا درس لیا اور حدیث کی اجازت حاصل کی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ نے دربارِ شاہی میں ملازمت کے

لیے درخواست دی۔ خیال تھا کہ بدایوں کے قاضی مقرر ہو جائیں گے۔ ان دنوں دہلی میں حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی بزرگی کا چرچا تھا آپ ان کی خدمت میں دعا کی غرض سے حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا بابا نظام ''قاضی مشو چیز دیگر شو۔'' پھر شیخ نے فرمایا کہ پاک پتن میں شیخ شیوخِ عالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت پاک پتن تشریف لے گئے۔

شیخ شیوخِ عالم نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

اَے آتشِ فراقت دِلہا کباب کردہ

سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اس حاضری میں حضرت محبوبِ الٰہی شیخ کبیر سے بیعت ہو گئے۔ عمر مبارک اس وقت بیس سال تھی۔ ۶۵۹ھ میں حضرت شیخ کبیر نے سندِ خلافت عطا فرمائی اور دہلی کی تولیت پر مامور فرمایا۔ دہلی میں حضرت نے بیعتِ عام کا دروازہ کھول دیا۔ لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور گناہوں سے تائب ہو کر حلقۂ ارادت میں شامل ہو جاتے۔

تاریخ فیروز شاہی میں ہے کہ حضرت کی برکت سے عوام کا رُجحان دینداری کی طرف بہت ہو گیا تھا۔ حضرت کے اکثر مرید دو تہائی یا تین چوتھائی رات تمام سال قیام اللیل میں گزارتے۔ عام لوگوں کی زبان پر بھی شراب و شاہد، فسق و فجور، قمار بازی اور فحش حرکات کا ذکر نہ آتا تھا۔ دوکانداروں میں جھوٹ، کم تولنا، مکاری و دغا، دھوکا دہی اور نادانوں کا روپیہ مار لینا سب قطعی ختم ہو گئے تھے۔ حضرت نے سلطانی دربار سے منسلک اُمراء، دوسرے ملازمین کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ یہ لوگ حضرت کی توجہ سے چاشت، اشراق کی نمازیں ادا کرتے

تھے اور ایامِ بیض اور عشرۂ ذی الحجہ کے روزے رکھتے تھے۔ حضرت محبوبِ الٰہی اتباعِ سُنت کا بہت خیال رکھتے تھے اور اس کی تلقین فرماتے تھے۔ وصال سے چندروز قبل خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے ہیں:

"نظام! تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے"۔

اس خواب کے بعد سفرِ آخرت کے لیے بے چین رہنے لگے۔ حضرت کا وصال چہار شنبہ ۱۸ رربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوا۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت سلطان محمد بن تغلق نے بنوائی۔

۵۔ نصیر الکاملین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود ۶۷۵ھ میں اودھ میں پیدا ہوئے۔ شجرۂ نسب حضرت فاروقِ اعظم سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا شیخ عبداللطیف بخارا سے لاہور آئے جہاں آپ کے والد ماجد شیخ یحییٰ متولد ہوئے۔ جنھوں نے جوان ہوکر اودھ میں سکونت اختیار کی۔ نو برس کے تھے کہ والد ماجد شیخ یحییٰ فوت ہوگئے۔ والدہ نے علمِ ظاہری کے لیے مولانا عبدالکریم شیروانی کے سپرد کیا۔ جن سے آپ نے ہدایہ اور بزدوی تک کتابیں پڑھیں۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم کی تکمیل کی۔

تحصیلِ علوم کے بعد مجاہدات وریاضات میں مشغول ہوئے اور پندرہ سال اہل اللہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ چالیس برس کی عمر میں حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ حضرت نے خلافت سے نوازا اور چراغِ دہلوی کا خطاب دیا۔ فیروز شاہ کے عہد میں جمعہ ۱۸ ررمضان شریف ۷۵۷ ہجری کو آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت عمر مبارک ۸۲ سال تھی۔ مزارِ اقدس

پرانی دہلی میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۶۔ حضرت شیخ المشائخ علامہ خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خواہر زادہ تھے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی شیخ عبدالرحمٰن تھا۔ سلسلۂ نسب حضرت فاروقِ اعظم سے ملتا ہے۔ علمِ حدیث، فقہ، تفسیر اور اصول میں یگانۂ روزگار تھے۔ اس لئے علامہ آپ کا خطاب تھا۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مولانا احمد تھانیسری، مولانا عالم سنگریزہ ملتان اور مولانا عالم پانی پتی جیسے بزرگ شامل ہیں۔

شرفِ بیعت حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ خلافت حضرت چراغ دہلوی نے عطا فرمائی۔ حصولِ خرقۂ خلافت کے بعد احمد آباد گجرات چلے گئے۔ جہاں آپ کو قبولِ عظیم حاصل ہوا اور بے شمار خلقت حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی۔ آخر عمر میں دہلی تشریف لے آئے۔ آپ کا وصال ۲۷ رذی قعدہ ۷۶ھ کو ہوا۔ مزار مبارک حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے روضۂ اقدس کے قریب ہے۔

۷۔ سراج السالکین حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ چار سال کی عمر میں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید ہوئے۔ علومِ ظاہری اور باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ آپ صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ آپ کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

بارِ دیگر ہم ہمی گوید سراج
قبلۂ ما نیست اِلّا روئے دوست

فخر الاولیاء میں ہے کہ آپ حضرت چراغِ دہلوی کے مرید وخلیفہ تھے اور والدِ بزرگوار حضرت خواجہ کمال الدین علامہ سے بھی آپ کو خلافت ملی تھی۔

آپ کا وصال پنجشنبہ یکم جمادی الاوّل ۸۱۷ھ بوقت عشاء ہوا۔ مزارِ مبارک قلعہ پیراں پٹن نہر والا میں محلّہ برکات پورہ (احمد آباد گجرات) میں زیارت گاہِ مخلوق ہے۔

۸۔قطب العالم حضرت خواجہ علم الدین علم الحق رحمۃ اللہ علیہ:

سراج السالکین حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ والد محترم کے مرید وخلیفہ تھے۔ انہی سے علوم ظاہری اور باطنی حاصل کیے۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت و اجازت حاصل تھی۔ نہایت درجہ مرتاض، متبع سنت اور صاحبِ کشف وکرامت تھے جو زبان مبارک سے ارشاد فرماتے وہی ہوتا۔

سماع سے خصوصی شغف رکھتے تھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قطب العالم حضرت خواجہ علم الدین مادرزاد ولی تھے۔ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

۹۔حبیب معبود حضرت خواجہ محمود عرف راجن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ علم الدین علم الحق رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ ارادت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد جانشین ہوئے۔ ریاضت وکرامت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ سلسلۂ سہروردیہ اور شطاریہ میں حضرت شیخ قاذن رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل تھی۔

نیز ایک خرقۂ خلافت چشتیہ شیخ ابی الفتح مرید وخلیفہ حضرت خواجہ سید محمد

گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حاصل تھا۔

آپ کا وصال جمعہ ۲۲ر صفر ۹۳۲ھ کو ہوا۔ مزار مبارک پیراں پٹن میں ہے۔ آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد بے شمار ہے لیکن سلسلہ فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔

۱۰۔ جمال الابرار حضرت خواجہ جمال الدین عرف جمن رحمۃ اللہ علیہ:

آپ اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ علومِ ظاہری اور باطنی انہیں سے حاصل کیئے۔ مراۃ السالکین میں ہے کہ آپ صاحبِ معرفت، اہلِ شریعت اور متبحر عالم تھے۔ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت شیخ احمد کھٹو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خاندانِ مغربیہ کی خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ ۹ر ربیع الاوّل ۹۴۰ھ میں کفار چاپانیز نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

''شہیدِ خنجرِ تسلیم عمر جاوداں وارد'' سے مادۂ تاریخ برآمد ہوتا ہے۔
مزار شریف احمد آباد گجرات کے محلّہ شاہ پور میں دریائے سانبر کے کنارے زیارت گاہِ خلائق ہے۔

۱۱۔ قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ ابو صالح حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ:

۹۲۳ھ میں احمد آباد گجرات میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد کا اسمِ گرامی شیخ احمد عرف میاں جیو تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کی اولاد امجاد سے تھے۔
مراۃ السالکین میں ہے کہ آپ مادر زاد ولی تھے اور آپ نے اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں شہرتِ عظمیٰ حاصل کر رکھی تھی۔

بارہ برس کی عمر میں حضرت خواجہ جمال الدین جمن کے مرید ہوئے۔

اور اٹھارہ برس کی عمر میں علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کر کے ان کے خلیفہ بنے۔ آپ کو سلسلہ چشتیہ میں اپنے والدِ ماجد کی طرف سے خلافت حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں مختلف بزرگانِ سلاسل سے قادری، گازرونیہ، نوربخشیہ، ہمدانیہ، فردوسیہ اور کبرویہ وغیرہ سلسلوں میں بھی خلافت واجازت حاصل ہوئی۔

آپ کی دیگر تصانیف کے علاوہ حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ قوت القلوب حاشیہ بر شرح مطالعہ، حاشیہ نزہت الارواح وغیرہ معروف ہیں۔

آپ نے ۵۹ برس کی عمر میں اکتالیس سال مسندِ ارشاد پر فائز رہنے کے بعد ۲۸ ر ذی قعدہ ۹۸۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزارِ پُر انوار احمد آباد گجرات کے محلہ شاہ پور میں ہے۔ آپ کا سلسلہ آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سے جاری ہوا۔

۱۲۔ قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ:

نامِ نامی شمس الدین اور لقب محمد ہے۔ ۹۵۶ھ کو احمد آباد گجرات میں پیدا ہوئے۔ علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد حضرت خواجہ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ فقر وارادت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ والد ماجد سے قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ سلسلوں میں بھی خلافت ملی تھی۔ نیز حضرت خواجہ نصیر الدین چراغِ دہلوی سے فیضِ روحی حاصل تھا۔ آپ کے چار صاحبزادے شیخ عزیز اللہ، شیخ سراج الدین، شیخ حسن محمد اور شیخ محمود تھے لیکن سلسلہ خاندان چشتیہ نظامیہ میں آپ کا سلسلہ آپ کے پوتے حضرت خواجہ یحییٰ مدنی سے جاری ہوا۔ ۲۹ ر ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ مزارِ مقدس احمد آباد گجرات میں حضرت خواجہ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور کے قریب ہے۔

۱۳۔امام الاتقیاء حضرت خواجہ ابو یوسف محی الدین یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

نام نامی محی الدین، لقب یحییٰ مدنی اور کنیت ابو یوسف ہے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی شیخ محمود بن حسن تھا۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کی اولاد سے تھے۔آپ کی ولادت باسعادت ۲۰ر رمضان المبارک بروز پنج شنبہ ۱۰۱۰ھ کو احمد آباد گجرات میں ہوئی۔بیس سال کی عمر میں علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کرلیا۔تکمیلِ علوم کے بعد اپنے دادا حضرت خواجہ شمس الدین محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ فقر وارادت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد سجادۂ مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے۔

آخر عمر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روحانی اشارے پر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔اس لیے آپ کو مدنی کہتے ہیں۔نہایت درجہ صاحبِ ریاضت وکرامت تھے۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔آپ کے بے شمار خلفاء تھے لیکن سلسلہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی سے جاری ہوا۔چودہ سال مدینہ طیبہ میں رہنے کے بعد ۹۰ برس کی عمر میں ۲۸ر صفر ۱۱۰۱ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن ہوئے۔

۱۴۔حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

والد ماجد کا اسمِ گرامی نور اللہ بن شیخ احمد تھا۔حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد سے تھے۔حضرت شاہ صاحب کے اسلاف کا پیشہ معماری تھا۔تاج محل آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامع مسجد دہلی اور محل نواب آصف خان لاہور آپ ہی کے

بزرگوں کے تعمیری شاہکار ہیں۔

حضرت شاہ صاحب ۲۴؍جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ بمطابق ۱۶۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم و تربیت بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی۔ شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بہلول اور شیخ ابوالرضا الہندی (حضرت شاہ ولی اللہ کے تایا) سے علومِ ظاہری کی تکمیل کی۔

شاہ صاحب کچھ عرصہ حجاز میں مقیم رہے۔ شیخ یحییٰ مدنی نے خرقہ خلافت سے نوازا اور ظاہری و باطنی نعمت سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ دہلی جا کر خلق کی خدمت و ہدایت کا فریضہ انجام دیں۔ شاہ صاحب نے دہلی آکر بازار خانم میں رہائش اختیار کی اور سلسلۂ درس وتدریس شروع کیا۔ بہت جلد ان کی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی اور طلباء دور دور سے آکر تحصیل علم کے لئے حاضر ہونے لگے۔

شاہ صاحب کی متعدد تصانیف ہیں۔ مندرجہ ذیل کتابیں اب بھی دستیاب ہو جاتی ہیں:۔

(۱) قران القرآن (۲) عشرۂ کاملہ (۳) سواء السبیل (۴) کشکول
(۵) مرقع (۶) تسنیم (۷) الہاماتِ کلیمی
(۸) رسالہ تشریح الافلاک عاملی محشی بالفارسیۃ (۹) شرح القانون

بعض کتابوں میں ان کی تصنیف ''ردِّ روافض'' کا ذکر بھی ملتا ہے جو آج کل دستیاب نہیں۔ مرزا غالب کے ایک خط سے (جو اردوئے معلی حصہ اوّل میں ہے) معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب شعر بھی کہتے تھے اور ان کا کلام غدر کے ہنگاموں میں تلف ہو گیا۔

شاہ صاحب نے ۲۴؍ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷؍اکتوبر ۱۷۲۹ء کو وصال فرمایا انتقال کے وقت یہ شعر زبان پر تھا۔

غبار خاطرِ عشاق مدعا طلبی است
بخلوتے کہ منم یادِ دوست بے ادبی است

۱۵۔ حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۰۶۰ھ میں کاکوری میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے عزیز ترین مرید اور خلیفہ تھے۔ سلسلۂ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے واسطہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق تک پہنچتا ہے۔ شاہ صاحب حضرت نظام الدین سے نہایت پیار و محبت فرماتے اور ان کی ظاہری تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ عرصہ تک حضرت نظام الدین، حضرت شاہ صاحب کی خدمتِ بابرکت میں رہ کر علومِ ظاہری حاصل کرتے رہے۔ ایک روز شاہ صاحب مجلس سے اُٹھے اور فرش کے کنارے تک پہنچے تو حضرت نظام الدین نے بڑھ کر فوراً جوتے اٹھائے اور صاف کر کے رکھ دیئے۔ شاہ صاحب کو یہ ادا پسند آئی اور انتہائی محبت سے فرمایا:

نظام الدین! تو ہمارے پاس علومِ ظاہری حاصل کرنے آیا ہے یا فوائدِ باطنی، جو بہر حال زیادہ بہتر اور اچھے ہیں۔

حضرت نظام الدین نے بے ساختہ عرض کیا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تُو دانی حسابِ کم و بیش را

یہ شعر سنتے ہی شاہ صاحب کو اپنے پیر و مرشد حضرت یحیٰی مدنی کی پیش گوئی یاد آ گئی۔ انہوں نے حجاز سے روانگی کے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ ایک شخص ایسے موقع پر یہ شعر پڑھے گا اور وہ ہماری نسبت کا مالک ہوگا۔ اس سے چشتیہ نظامیہ سلسلے کو بے حد ترقی ہوگی۔ فرمایا۔

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

اور اسی وقت بیعت فرمالیا۔ حضرت کی تصنیف نظام القلوب بہت مشہور ہے جس میں اشغال واذکار کا تفصیلی ذکر ہے۔ حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲/ ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ کو اورنگ آباد میں وصال فرمایا۔

۱۶۔ محب النبی حضرت شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

۱۱۲۶ھ کی بات ہے اورنگ آباد دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کے ہاں ایک فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی۔ حضرت نے فوراً دہلی میں اپنے پیر ومرشد حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی کو اطلاع بھجوائی۔ وہ اس خبر سے بے حد مسرور ہوئے اور جواباً کہلا بھیجا کہ:

> نظام الدین تمہارا یہ بیٹا نہایت فرخندہ فال اور خوش اقبال ہے، میں تمہیں اس بچے کے شاندار مستقبل کی بشارت دیتا ہوں وقت آئے گا کہ یہ بچہ شاہجہان آباد (دہلی) میں ہدایت و ارشاد کی شمع روشن کرے گا جس سے مخلوق کے سینے منور ہوں گے اور تصوف وطریقت کے میخانے میں پھر سے بہار آجائے گی۔ یہ بچہ دینِ حنیف کے لیے باعثِ فخر وصد افتخار ہوگا۔ تم اس بچے کا نام ''فخر الدین'' رکھو۔

سلسلۂ نسب:

حضرت شاہ فخر الدین والد ماجد کی جانب سے صدیقی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سید۔ ان کی والدہ ماجدہ محترمہ سید بیگم حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھیں۔

حضرت شاہ فخر الدین کا لقب ''محب النبی'' تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی

جاتی ہے کہ انہوں نے خواب میں حضرت خواجۂ خواجگان سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اس لقب سے مخاطب فرماتے ہوئے سنا تھا۔

تعلیم و تربیت:

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی نے اپنے ہونہار صاحبزادہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔ ان کے پیر و مرشد حضرت شاہ کلیم اللہ بچے کے شاندار مستقبل کی بشارت دے چکے تھے۔ پیر و مرشد ہی کے ایما پر انھوں نے وقت کے مشہور اور قابل ترین علماء سے ان کی تعلیم کی تکمیل کرائی۔

حضرت شاہ فخر الدین صاحب نے فصوص الحکم، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ کتابیں میاں محمد جان سے پڑھیں اور ہدایہ مولانا عبدالحکیم سے پڑھا۔ شاہ صاحب نے بعض کتابیں اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں۔ جن میں شرح وقایہ، مشارق الانوار، نفحات الانس وغیرہ شامل ہیں۔ حدیث کی سند انہوں نے دکن کے مشہور محدث مولانا حافظ اسعد الانصاری المکی سے حاصل کی۔ درسی کتابوں کے علاوہ شاہ صاحب نے دیگر علوم و فنون سے بھی واقفیت حاصل کی۔ طب اور تیر اندازی کے متعلق کتابیں پڑھیں اور فنونِ سپہ گری میں مہارت حاصل کی۔

بیعت و خلافت:

حضرت شاہ نظام الدین بیٹے کی اصلاح باطن کے لیے خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ بچپن میں ہی انھیں مرید کر لیا تھا۔ جب نظام الدین کا وقتِ آخر آیا تو اپنے داماد قاضی کریم الدین خان کو حکم دیا کہ مولانا فخر الدین کو بلاؤ۔ وہ آئے تو حضرت شاہ نظام الدین نے انہیں اپنے سینے سے لپٹا لیا اور اپنی تمام باطنی نعمتیں ان کے سینے میں منتقل کر دیں۔ اس کے بعد ان کی روحِ پُر فتوح عالمِ فانی سے

عالمِ باقی کی طرف پرواز کر گئی۔ حضرت شاہ فخر الدین کی عمر اس وقت سولہ سال تھی انھوں نے اپنے علوم کی تکمیل ابھی نہیں کی تھی۔ والد ماجد کے وصال کے تین سال بعد تک انہوں نے سلسلۂ تعلیم جاری رکھا اور علوم کی تکمیل کی۔

دہلی میں وُرُودِ مسعود:

آخر ۱۱۶۰ھ میں اپنے دو خادموں قاسم چشتی اور محمد حیات کے ساتھ پا پیادہ دہلی کی طرف چل پڑے۔ دہلی میں ایک بُڑھیا نے آپ کو اپنے ہاں ٹھہرایا۔ بُڑھیا کے مکان کے قریب ایک بُت خانہ تھا۔ شاہ صاحب کے قیام سے بُت خانہ کی رونق ختم ہوگئی اور ہندو آپ کی عقیدت کا دم بھرنے لگے۔ یہاں سے آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور درگاہ شریف کی مسجد میں معتکف ہوگئے۔ بزرگانِ سلسلہ کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے آپ حضرت شاہ کلیم اللہ کے مزار پر پہنچے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ کے فرزند نہایت محبت اور خلوص سے پیش آئے اور تین روز تک آپ کو مہمان ٹھہرایا۔ اس کے بعد آپ نے کٹڑہ پہلیل میں ایک حویلی کرایہ پر لے لی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

حضرت شاہ فخر الدین جیسا باکمال اور صاحبِ عرفان وحال درویش دہلی میں غیر معروف اور گمنام کیسے رہ سکتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے حویلی میں خلقت کا ہجوم بڑھنے لگا اور بیعت وتوبہ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ یہاں کٹڑہ پہلیل میں شہبازِ لامکان قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حلقۂ مریدین میں داخل ہوئے۔

تصانیف:

شاہ صاحب نے تین کتابیں تصنیف فرمائیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) نظام العقائد (اسلام کے بنیادی عقائد پر عالمانہ بحث)

(۲) رسالہ مرجیہ (حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے ایک بیان کی شرح)

(۳) فخر الحسن (حضرت خواجہ حسن بصری کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ' سے بیعت وخلافت کا علمی وتاریخی ثبوت)

سرسید نے ان کتابوں کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا دیکھنا آپ کی مہارتِ علمی پر دلیلِ قاطع اور برہانِ ساطع ہے۔ [۱]

وصال:

شاہ صاحب نے ۷۳ سال کی عمر میں ۲۸ر جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو وصال فرمایا۔ وصال سے ایک دن قبل زبان مبارک پر مثنوی کا یہ شعر تھا۔

وقت آں آمد کہ من عُریاں شوم
چشم بگزارم سراسر جاں شوم

آپ کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کے قریب سپردِ خاک کیا گیا۔

۱۷۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ صاحب مہاروی ۱۴ر رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ کو چوتالہ میں پیدا ہوئے۔ یہ جگہ مہار شریف سے چار کوس کے فاصلے پر مشرق کی طرف

ہے۔ والد ماجد کا نام ہندال تھا۔ جو کھرل قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ سلسلۂ نسب نوشیرواں عادل سے جاملتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد خواجہ صاحب لاہور آئے۔ وہاں سے تکمیل تعلیم کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں وہاں نواب غازی الدین خان کے مدرسے کی بڑی شہرت تھی۔ آپ اس مدرسہ میں داخل ہو گئے اور حافظ برخوردار جی سے کافیہ پڑھنا شروع کیا۔ ابھی آپ قطبی پڑھ رہے تھے کہ حافظ صاحب کو دہلی سے باہر اپنے گھر جانا پڑا جس سے آپ کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کو شاہ فخر کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ شاہ فخر کے دہلی تشریف لانے کے بعد خواجہ صاحب پہلے شخص تھے جنہوں نے ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ خواجہ صاحب جب باطنی علوم کی تکمیل کر چکے تو شاہ صاحب نے فرمایا

"اے نور محمد! خلق را با تو کار خواہد بود"۔

یہ سن کر آپ بڑے حیران ہوئے۔ عرض کیا میں ایک کمترین پنجابی ہوں۔ کس طرح اس اعلیٰ مرتبے کے قابل سمجھا گیا۔ چند روز بعد شاہ صاحب نے خلافت عطا فرما کر انہیں مہار شریف قیام کرنے کا حکم دیا۔ رخصت کرتے وقت یہ پانچ وصیتیں فرمائیں۔

(۱) میری وفات کی خبر سن کر واپس دہلی نہ آنا۔

(۲) اس ملک میں ہندوستانی لباس نہ پہننا۔

(۳) کوئی شخص تمھیں تکلیف پہنچائے تو درگزر کرنا۔

(۴) علماء سادات اور بابا صاحب کی اولاد کی تعظیم کرنا۔

(۵) ایک امیر تمہارے دامنِ لطف سے وابستہ ہوگا اس کی نگہداشت کرنا۔

خواجہ صاحب کو اپنے مرشد کریم سے غایت درجہ عشق تھا۔ ۱۱۹۹ھ میں حضرت شاہ فخر صاحب کا وصال ہوا تو ان پر اس کا بے حد اثر ہوا۔ شاہ صاحب کے وصال کے بعد چھ برس زندہ رہے مگر کسی طرح طبیعت کبھی بحال اور خوش نہ رہی۔ مرشد کے وصال کے فوراً بعد ان کو کاست بدنی کی شکایت ہوگئی۔ اسی اثناء میں ان کے عزیز مرید اور خلیفہ حضرت نور محمد صاحب نارووالہ نے وصال فرمایا تو یہ صدمہ دو چند ہوگیا۔ آخر ۳رذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ نواب غازی الدین خان نے تاریخ وفات کہی۔

حیف واویلا جہاں بے نور گشت
۱۲۰۵ھ

۱۸۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۳ھ کو گڑگوجی پہاڑ میں پیدا ہوئے۔ ابھی بچے ہی تھے کہ والد بزرگوار جناب محمد زکریا عبدالوہاب بن عمر خان رحلت فرماگئے۔ ترکہ میں انھیں یتیمی اور غربت کے سوا کچھ نہ ملا۔ دل میں علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ بے سروسامانی کے عالم میں پھرتے پھراتے کوٹ مٹھن آپہنچے۔ وہاں قاضی احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوگئے۔ اس کے بعد قبلۂ عالم نور محمد مہاوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ نے انہیں آداب الطالبین، فقرات، عشرۂ کاملہ، لوائح، فصوص الحکم وغیرہ کتابیں پڑھائیں۔ ریاضت ومجاہدات سے باطنی علوم کی تکمیل کرائی اور خلافت عطا فرما کر تونسہ شریف بھیج دیا۔

آپ اہل سنت وجماعت کے ساتھ تعلق رکھنے کو بہت ضروری سمجھتے تھے اور والدین کی خدمت پر بڑا زور دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ دین ودنیا کی

کامیابی کا انحصار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی متابعت کے بغیر ناممکن ہے۔ حکومت بھی اس وقت مل سکتی ہے جب زندگی کے ہر شعبہ میں اکمل ترین انسان کامل ﷺ کا اتباع ہو اور روح کی کمالیت بھی اسی وقت ممکن ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر گامزن ہو۔ سلوک و معرفت کی راہیں بغیر اتباعِ رسول ﷺ کے طے نہیں کی جاسکتیں۔ اعلاء کلمۃ الحق حضرت کی زندگی کا مشن تھا۔ اسد خان حاکم سنگھڑ کے بارے میں جب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ وہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش نہیں آتا تو شاہ صاحب نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا:

> ''اسد خان! ظلم ترک کر دے۔ تیری حکومت میں اگر ہمیں کوئی فائدہ ہے تو صرف یہ کہ اذان سننے میں آتی ہے۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، ورنہ میں دیکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں ہی میں سکھوں کی فوج آنے والی ہے۔''

حضرت نے کم و بیش ستر خلفاء کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ ان خلفاء میں خلیفہ محمد باران صاحب حاجی نجم الدین صاحب حافظ محمد علی خیر آبادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔

حضرت کا وصال ۷ رصفر المظفر ۱۲۶۷ھ جمعرات کے دن ہوا۔ تونسہ شریف میں حضرت کا مزارِ اقدس مرجع خلائق ہے۔

○

سوانح حیات حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش کریم قدس سرہٗ

ولادت اور اسمِ مبارک:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ر یا ۱۳ر صفر المظفر ۱۲۴۱ھ بمطابق ۲۶ر دسمبر ۱۸۲۵ء کو تونسہ شریف میں ہوئی۔

آپ کا اسمِ مبارک ''اللہ بخش'' ہے جو کہ صاحبزادہ نور احمد مہاروی بن حضرت قبلہ عالم غریب نواز نے رکھا تھا۔ آپ کے والد گرامی کا اسمِ مبارک صاحبزادہ خواجہ گل محمد تونسوی اور دادا کریم حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ ہیں۔

○ منقول ہے کہ ''کریم'' کا خطاب آپ کو حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔

○ آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ عجیب ہے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت تونسوی رضی اللہ عنہ اپنے شیخ کی خدمت میں مہار شریف گئے ہوئے تھے۔ آپ خانقاہ شریف پر تشریف فرما تھا کہ میاں احمد قوال کی نانی آپ کی خدمت میں آئی اور مبارک باد دی۔ آپ نے فرمایا کہ کون سی مبارک؟ اس نے عرض کیا کہ آپ کا نواسہ پیدا ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ:

''اے نادان! دوسروں کی اولاد کی مبارک بھی کوئی مبارک ہے میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ میرے بیٹے کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے''۔

صاحبزادہ خواج محمود صاحب علیہ الرحمۃ وہاں موجود تھے۔ اعلیٰ حضرت

نے فرمایا میاں صاحبزادے اٹھو! قبلہ عالم غریب نواز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کرو کہ:

"میں آپ کا مہمان ہوں اور اتنی دور سے چل کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ ہر کوئی اپنے مہمانوں کی عزت افزائی کرتا ہے، تعجب ہے کہ آپ اپنے دروازۂ فیض پر مجھے غیروں کی اولاد کی مبارک دلواتے ہیں۔"

○ صاحبزادہ صاحب اُٹھے اور حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے مزار مبارک پر جا کر آپ کا یہ پیغام عرض کیا۔ جب واپس اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ حضرت قبلہ عالم نے کیا فرمایا ہے؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کی غریب نواز مجھے تو اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ عالم کا جواب سُن سکوں، البتہ جب میں روضہ مبارک سے باہر نکلا تو ایک شخص نے مجھے دو پھول دیئے، آپ صاحبزادہ صاحب سے پھول لے کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ:

"حق تعالیٰ مجھے حضرت قبلہ عالم غریب نواز کی دعا سے دو پوتے عطا فرمائے گا۔"

○ جب آپ دوسرے سال عرس مبارک پر چشتیاں شریف تشریف لائے تو تونسہ شریف سے "صاحبزادہ اللہ بخش" کے پیدا ہونے کی خوشخبری آئی یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پوتے کو دیکھنے کے لیے فوراً تونسہ شریف واپس چلے گئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ کریم تونسوی نے ابتدائی و اعلیٰ تعلیم اپنے دادا کی سرپرستی

میں مولوی محمد امین صاحب مغل تونسوی سے حاصل کی۔ مولوی صاحب مذکور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مرید اور عالم باعمل تھے۔

حضور خواجہ کریم تونسوی نے خاندانی دستور کے مطابق چار سال چند ماہ کی عمر میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ پھر فارسی نظم ونثر اور عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد تفسیر و حدیث کی کتابیں بھی مولوی صاحب مذکور سے پڑھیں علاوہ ازیں انشا پردازی اور خوش نویسی میں بھی مہارت حاصل کی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے سلوک وتصوف اور باطنی علوم کی تعلیم و تربیت اپنے جدِّ امجد سے پائی۔ آخری عمر میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر میں باطنی علوم اپنے جدِّ امجد سے حاصل نہ کرتا تو مجھ سا وہابی دنیا میں کوئی نہ ہوتا اور اب مجھ سا پیر پرست شاید ہی ملے گا۔''

بیعت وخلافت:

ابتدائی عمر میں آپ نہایت شان وشوکت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اعلیٰ لباس زیب تن فرماتے تھے اچھی اچھی گھوڑیاں سواری کے لیے رکھتے تھے لیکن بیعت کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فقر ودرویشی اور ریاضت ومجاہدے کی زندگی اختیار کی۔ حضور اعلیٰ حضرت پیر پٹھان تونسوی رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے کافی عرصہ قبل آپ کو اپنی دلائل الخیرات شریف عطا کی اور فرمایا کہ

''اب مجھ سے نہیں پڑھی جاتی میری جانب سے تُو پڑھا کر۔''

نیز یہ بھی حکم دیا کہ...... ''مریدوں کے لیے شجروں پر میری طرف سے تم ہی دستخط کر دیا کرو۔''

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکم کی اس طرح تعمیل کی کہ حضور

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی شجروں پر دادا حضور کا اسمِ مبارک لکھتے تھے اور ان کے وصال کے بعد بھی اپنے پیر و مرشد خواجہ تونسوی کا اسمِ گرامی لکھتے رہے۔

ہندوستان کا سفر:

اعلیٰ حضرت خواجہ تونسوی رضی اللہ عنہ کے سجادہ پر بیٹھنے کے بعد حضور ثانی کریم تونسوی نے ہندوستان کا سفر کیا اور مشائخ سلسلہ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ بیکانیر کی ایک مسجد میں تین چار دن تک قیام کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو داخل سلسلہ کیا نئے مریدوں کو ہدایت کی کہ نماز، روزے کی پابندی کریں۔

راجہ سردار سنگھ والی بیکانیر نے حاضر خدمت ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا:

''ما فقیریم از ملاقات مایاں ترا چہ سود است دریں جانیائی''

یعنی: ہم فقیر ہیں ہماری ملاقات سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہے یہاں نہ آؤ۔

جب حضرت ثانی کریم تونسوی دہلی پہنچے تو بہادر شاہ ظفر نے خدمت میں حاضر ہونا چاہا آپ اس وقت حضرت چراغ دہلوی کی درگاہ میں مقیم تھے بہادر شاہ ملاقات کے لیے آیا تو آپ دوسرے دروازے سے نکل کر جنگل کی طرف چلے گئے بہت منت سماجت کے بعد واپس آئے۔ بہادر شاہ نے شرف قدم بوسی حاصل کی۔
دوسرے روز حضرت ثانی کریم شاہ جہاں آباد تشریف لے گئے وہاں امراء اور درباریوں کی کثیر تعداد نے اظہار عقیدت کیا۔ محلات کی بیگمات بھی مرید ہوئیں اور بہادر شاہ ظفر نے نذر پیش کی۔

زندے کا جنازہ:

منقول ہے جب حضرت ثانی کریم تونسوی اور حضرت خواجہ امام بخش

صاحب مہاروی دونوں بزرگ ہندوستان تشریف لے گئے۔ دہلی اور پھر اجمیر شریف گئے تو دہلی اسٹیشن پر پہنچے تو عقیدت مندوں کا کافی ہجوم تھا جو زیارت و استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے تمام لوگوں سے ہاتھ ملایا مگر ان لوگوں میں ایک فرقہ کے دو مولوی بھی تھے، ان مولویوں نے مصافحہ کرنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو حضرت ثانی کریم نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ لوگ حیران ہو گئے کیونکہ کچھ لوگوں کی نظر میں وہ دونوں مولوی بہت بڑے عالم تھے۔

انہوں نے عرض کیا کہ حضور والا! آپ نے تمام لوگوں سے ہاتھ ملایا اور مصافحہ کیا ہے اور ہم دونوں سے کیا دشمنی ہے؟ ہم دونوں سے ہاتھ کیوں نہیں ملایا؟ حضرت ثانی کریم نے فرمایا کہ:

"تم دونوں مولویوں سے ہمیں گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بُو آرہی ہے ہم نے آج تک کسی گستاخ رسول ﷺ سے کبھی بھی ہاتھ نہیں ملایا"۔

ان مولویوں نے کافی اصرار کیا کہ مصافحہ کرلو آپ نے فرمایا:

جب تک توبہ نہیں کرو گے اس وقت تک ہاتھ نہیں ملاؤں گا۔"

چنانچہ ان مولویوں نے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے آپس میں مشورہ کیا کہ اپنے ایک ساتھی کو چارپائی پر لٹا کر جنازے کی شکل میں ان کے پاس لے جاتے ہیں اور ان سے کہیں گے کہ اس کا جنازہ پڑھ دو۔ جب وہ جنازہ پڑھنے لگیں گے تو ہمارا ساتھی چارپائی پر اُٹھ بیٹھے گا پھر لوگوں سے کہیں گے کہ دیکھو یہ سنیوں کے پیرِ کامل بنے پھرتے ہیں ان کو یہ پتا نہیں کہ یہ زندہ ہے یا مردہ اس طرح ہم کامیاب ہو جائیں گے اور اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکیں گے۔

چنانچہ ان مولوی نے ایسا ہی کیا۔ جب چارپائی آپ کے سامنے رکھی گئی

تو آپ نے ایک نظر جنازہ پر ڈالی پھر ارشاد فرمایا کہ کیا اس کا جنازہ پڑھنا ہے؟

انھوں نے کہا، ہاں آپ نے تین مرتبہ پوچھا، انہوں نے یہی جواب دیا۔ آپ نے نماز شروع فرمائی لیکن چار کی بجائے پانچ تکبیریں کہیں۔ وہ لوگ اسی انتظار میں تھے کہ ہمارا ساتھی ابھی چار پائی سے اٹھتا ہے مگر اٹھتا کون، جا کر دیکھا تو وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔ حیران رہ گئے۔ آپ نے فرمایا میں نے پانچویں تکبیر جنازے میں اس لیے پڑھی تھی کہ اگر قیامت تک بھی اس کو اٹھاتے رہو تو نہیں اٹھے گا۔ (یہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی تھے)۔

تعمیرات:

حضور غریب نواز ثانی کریم کو مکانات کی تعمیر کا بہت شوق تھا یہ تعمیرات اپنی ذات کے لیے نہیں تھیں بلکہ زائرین اور عام مخلوق کے آرام اور سہولت کے لیے تھیں اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ علاقے کے ہنر مندوں اور مزدور طبقہ کو رزق حلال کے حصول میں آسانی ہو۔ چنانچہ خانقاہ عالیہ سلیمانیہ کی تمام ترعمارات آپ کی تعمیر کردہ ہیں۔ روضہ مبارک، جامع مسجد، حوض، گھنٹہ گھر، مہمان خانے، سرائیں (جواب موجود نہیں ہیں ان کی جگہ مارکیٹیں بنی ہوئی ہیں) لنگر خانے، شیش محل وغیرہ یہ سب آپ کے ہی تعمیر کردہ ہیں۔ جامع مسجد کے دروازے کے قریب رہٹ والا کنواں بھی آپ نے تعمیر کروایا تھا، جس سے تمام گھروں اور مہمان خانوں کو پانی جاتا تھا بلکہ شہر کے لوگ بھی اسی کنوئیں سے میٹھا پانی بھر بھر کر لے جاتے تھے۔ مسجد شریف کے جنوبی کونے پر ایک گھنٹہ گھر تعمیر کروایا جس میں ہر پندرہ منٹ پر ایک گھنٹی بجتی تھی اور پھر پورے گھنٹہ کے بعد بڑی گونج دار آواز آتی تھی جو دور دور تک سنائی دیتی تھی (اب یہ گھنٹہ گھر بے توجہی کا شکار ہو

کر بند پڑا ہوا ہے)۔

روضہ مبارک کی عمارت بھی قابلِ دید ہے گنبد سنگِ مرمر کا ہے اور روضہ مبارک کے اندر مزار مبارک کے اوپر بارہ دری بھی سنگِ مرمر کی ہے جس پر خوبصورت سنہری نقاشی ہے۔ روضہ شریف کے اندر فرش بھی بیش قیمت سنگِ مرمر کا ہے۔

تونسہ شریف کی تعمیرات کے سلسلے میں مسٹر ایچ ایف فاربس ڈسٹرکٹ جج ملتان نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا کہ:

''حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش میں انتظام وتعمیر کے کام کی بڑی لیاقت تھی۔ انھوں نے لنگر خانے، سرائے ومکانات وغیرہ بنائے۔ جب ان کے دادا کے پرانے خلفاء کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کچے مکانات کو گرا دیا اور فراخ آستانے درگاہ ومسجدیں بنوائیں اور ان کے اردگرد پختہ اینٹوں کے مدرسے اور درویشوں اور مولویوں کی رہائش کے مکانات بنوائے۔''

حلیہ مبارک:

حضور غریب نواز حضرت ثانی کریم تونسوی کا چہرۂ مبارک فراخ، پیشانی کشادہ، آنکھیں بڑی بڑی مگر خوبصورت، بینی دراز، داڑھی مبارک گھنی قد درمیانہ اور جسم بھاری بھرکم۔ سر پر قادری ٹوپی پہنتے تھے۔ ایک لمبا کرتا جسم کو ڈھانپے رہتا موسم گرما میں اکثر نیلا تہبند باندھتے تھے۔ سردیوں میں سر مبارک پر روئی دار ٹوپی پہن لیتے اور روئی دار قبا بھی استعمال کر لیتے تھے۔

معمولات:

حضور غریب نواز حضرت ثانی کریم تونسوی اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ سفر و حضر، تندرستی و بیماری اور خوشی و غم میں معمولات میں ناغہ یا فرق نہیں پڑتا تھا۔ شب بھر نوافل و عبادات میں مشغول رہتے اس کے بعد فجر کی سنتیں بنگلہ شریف میں پڑھتے پھر کچھ دیر توقف کرنے کے بعد مسجد شریف میں تشریف لے جاتے اور نماز فجر با جماعت ادا کرنے کے بعد روضہ مبارک میں زیارت کے لیے حاضر ہوتے کچھ دیر فاتحہ و دعا میں مشغول رہتے۔ اس دوران صاحبزادگان، معتقدین اور دیگر زائرین روضہ مبارک کے باہر صف بستہ کھڑے رہتے۔ جب آپ زیارت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو یہ سب حضرات زیارت سے مشرف ہوتے۔

اس کے بعد آپ بنگلہ شریف میں داخل ہو جاتے اور اپنے اوراد و وظائف اور نوافل و عبادات میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فراغت کے بعد آپ تعمیراتِ نو ملاحظہ فرماتے۔ بعدہٗ دولت سرائے میں تشریف لے جاتے اور مہمانوں کو کھانا تقسیم فرماتے۔ جب سب کو کھانا مل جاتا تو خود اپنے صاحبزادگان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے، دوپہر کو قیلولہ فرماتے پھر نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر روضہ مبارک کی زیارت کرتے ہوئے اپنے بنگلہ شریف میں تشریف لے جاتے اور اپنے جد امجد پیر و مرشد کے معمول کے مطابق تلاوتِ کلام پاک کرتے۔

بعدہٗ اہلِ مجلس سے مختلف امور و مسائل پر تبادلۂ خیال فرماتے یہ مجلس عام طور پر نماز عصر تک قائم رہتی۔ اس مجلس میں علماء، فقراء، درویش، کسان و مزدور، اور

اعلیٰ وادنیٰ سب موجود ہوتے ان سب سے دوران گفتگو ایسے ایسے علمی نکات بیان فرماتے کہ علماء وفضلاء دنگ رہ جاتے۔ نماز عشاء کے بعد روضہ مبارک میں جا کر ختم شریف پڑھتے اور نوافل ودعا میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر اندر تشریف لے جاتے۔ آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ بدھ کے دن سفر نہیں کرتے تھے۔ الغرض آپ اپنے معمولات میں اعلیٰ حضرت حضور پیر پٹھان تونسوی کا مکمل نمونہ تھے۔

حضرت ثانی کریم کا مقام ومرتبہ:

ایک مرتبہ مولانا حاجی عبدالستار خان افغانی (جامع الملفوظات القول السدید) نے حضرت خواجہ حافظ غلام سدید ین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے مشائخ چشت اہلِ بہشت کے روحانی مقامات کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت خواجہ حافظ صاحب نے فرمایا کہ:

"حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت قبلۂ عالم غریب نواز حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت بابا فرید گنج شکر اور حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہم کا مقام ومرتبہ محبوبیت ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا کہ:

"خواجہ غریب نواز اجمیری کا مقام بے مثل ہے اور ان کے درجات میں ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ حضرت ثانی کریم تونسوی اور مرشدی خواجہ محمد حامد تونسوی کا مقام "قطبیت" ہے اور حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب تونسوی نے مقام "فردانیت" میں وصال فرمایا۔"

شمائل حضور غریب نواز قدس سرہٗ:

بداں آوائک اللّٰہ تحت ظلّ حضور غریب نواز قدس سرہٗ وایّانا .

حضور غریب نواز قدس سرہٗ بہت سخت پیر پرست تھے۔ اپنے پیرومرشد (حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ اٹھتے بیٹھتے اور سوتے وقت آپ کی زبان مبارک پر "یا خواجہ" ہوتا۔

○ جب کوئی شخص آپ سے دعا کے لیے عرض کرتا تو آپ اس طرح دعا فرماتے:

"یا اللہ! یا حضرت! ایں قدیمی غلام است وایں را فلاں حاجت است، حاجت وے برآرید، غریب نواز ایں را از شرِ دشمناں نگہدارید"

یعنی: اے اللہ! اے حضرت صاحب (یعنی اپنے پیرومرشد) رضی اللہ عنہ یہ قدیمی غلام ہے، اس کی فلاں حاجت (کام) ہے اس کا وہ کام پورا فرما اور اس کو دشمنوں کے شر سے بھی محفوظ فرما۔ الغرض جب بھی اپنے پیرومرشد کا نام مبارک لیتے اس ادب واحترام سے لیتے گویا کہ اللہ تعالیٰ کا اسمِ گرامی لے رہے ہوں۔

○ حضور غریب نواز متقدمین اور متاخرین بزرگوں میں سے کسی کو اپنے پیرومرشد جیسا نہیں سمجھتے تھے۔ بسا اوقات آپ یہاں تک فرماتے تھے کہ میں نے دنیا میں دو بزرگ دیکھے ہیں اور کبھی فرماتے میں نے ماسوا ڈھائی بزرگوں کے کچھ نہیں دیکھا۔

○ الغرض جب آپ فرماتے میں نے صرف دو بزرگ دیکھے ہیں اس

وقت ایک اپنے پیرومرشد مراد ہوتے اور جب دوونیم (ڈھائی) بزرگ فرماتے تو اس وقت ایک بزرگ اپنے پیر کا ارادہ فرماتے اور یک ونیم (ڈیڑھ) بزرگ سے مراد اپنے پیرومرشد کے تین خلفاء ہوتے۔

حضرت ثانی کریم کا خواب:

ایک دن آپ نے فرمایا میں نے کبھی کوئی خواب نہیں دیکھا لیکن آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ خواب یہ ہے کہ میرے بیٹے محمود (حضرت خواجہ محمود عالم صاحب) نے مجھے کہا کہ بابو آپ کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی بزرگ نہیں ہے لہٰذا آپ تو وہابی (دیوبندی) ہو گئے ہو۔ میں نے اسے یہ جواب دیا ہے کہ:

"میں نے یہ نہیں کہا کہ دنیا میں کوئی بزرگ نہیں ہے بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ میں نے کسی بزرگ کو نہیں دیکھا۔ بعدہٗ میں نے اسے یہ کہا ہے کہ میں نے دو بزرگ دیکھے ہیں، ایک حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ اور دوسرا آپ کا خلیفہ صاحب۔"

مگر اتنا فرق ضرور ہے کہ اگر کوئی شخص مجھے یہ کہے کہ قرآن مجید اٹھا کر (حلفاً) کہو کہ خلیفہ صاحب بزرگ ہیں۔ میں ایک بار بھی قرآن مجید حلفاً نہیں اُٹھاؤں گا کہ شاید خلیفہ صاحب بزرگ نہ ہو، اگرچہ میرے وہم وگمان میں خلیفہ صاحب بزرگ ہیں اور اگر حضرت صاحب (پیرومرشد) رضی اللہ عنہ کے لیے چالیس قرآن مجید اٹھوائیں تو میں چالیس مرتبہ چالیس قرآن مجید اٹھا کر حلفاً کہوں گا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بزرگ ہیں۔

○ ایک دن حضور غریب نواز کتاب شجرۃ الانوار سن رہے تھے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کے ذکر میں حضرت رکن الدین ابوالفتح

المشہور شاہ رکنِ عالم صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو اسی دوران منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ کیا شاہ رکنِ عالم صاحب کوئی بڑے بزرگ تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں وہ صاحبزادہ تھا۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ اگر بزرگ ہوگا تو ایسا بزرگ نہیں ہوگا جیسے ہمارے مشائخ عظام چشتیہ ہیں۔

○ کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے حضرت شاہ رکنِ عالم صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ کلمات اس لیے کہے ہیں کہ حضور غریب نواز کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں کمالِ قرب اور بلندیٔ درجات اس قدر ہے کہ اکثر بزرگ آپ کے سامنے طفلِ مکتب بھی نظر نہیں آتے ورنہ حضرت شاہ رکنِ عالم صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ متفق علیہ بزرگ تھے۔

حضور غریب نواز بسا اوقات اپنے مشائخ عظام سے کمال محبت کی وجہ سے یہ کلمات ارشاد فرماتے کہ:

" اَسَاڈا معر که کوئی خدا دیاں شاناں ھِن"

○ ایک دن حضور غریب نواز کتاب شجرۃ الانوار سن رہے تھے کہ اس میں ذکر آیا کہ حضرت شاہ رکنِ عالم صاحب جب دہلی تشریف لے گئے تو ان کے مریدین یہ کہتے تھے حضرت شاہ رکنِ عالم صاحب دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کو فیض دینے گئے ہیں اور حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کے غلام یہ فرماتے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ سے فیض لینے آئے ہیں۔

دریں اثناء منشی عبداللہ نے بطریق سوال آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فی الحقیقت شاہ رکنِ عالم صاحب دہلی کیوں گئے تھے؟ آپ نے جواب میں یہ لطیفہ ارشاد فرمایا کہ:

لطیفہ:

نہ فیض ڈیون گے ہن نہ فیض گھنن گئے ہن۔ ہک بادشاہ مرید

ہانے اوندی دعوت تے گئے ہن۔

یعنی: نہ فیض دینے گئے تھے اور نہ ہی فیض لینے گئے تھے بلکہ وہاں ان کا ایک بادشاہ مرید تھا، اس کی دعوت پر گئے تھے۔

○ حضور غریب نواز قدس سرہ' کو مسجد شریف سے والہانہ محبت تھی۔ اگرچہ آپ کے پاؤں اور گھٹنوں میں ہمیشہ درد نِقرس رہتا تھا اور یہ درد آپ کو موروثی تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت ثانی کریم تک تمام مشائخ عظام کو یہ درد رہا ہے۔ کبھی کبھی یہ درد آپ کو شدید ہو جاتا تھا۔ شدتِ درد کے باوجود آپ مسجد شریف کی پاس داری کرتے تھے۔ نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔

○ حضور غریب نواز کو علم دین اور تدریس علم دین سے بہت محبت تھی معلمین اور متعلمین سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ مولوی خدا بخش جراح کو اس لیے دوست رکھتے تھے کہ وہ عالِم دین ہے اور آپ کی اولاد کو تعلیم دی ہے۔ اس کے ضُعف اعتقاد کے باوجود اپنی چھوٹی اولاد کے لیے مولوی صاحب کو وصیت فرمائی تھی۔ مولوی غلام محی الدین صاحب کو توکل کی بنیاد پر دوست رکھتے تھے۔ آپ علم دین کا سبق پڑھانے والے ہر معلم کو دوست رکھتے تھے۔

○ حضور غریب نواز قدس سرہ' ہر اسکول و کالج کو مطلقاً دشمن جانتے تھے۔ چاہے وہ انگریزی اسکول ہوتے چاہے مدرسہ اسلامیہ کے نام سے ہوتے۔ کیونکہ وہ بدعات سیئہ ہیں اور ان کی عادات و خصائل کو بھی دشمن جانتے تھے۔ مثلاً ان کا داڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا، گھوڑے کی دُم کاٹنا اور لباس میں

پتلون وغیرہ کا استعمال کرنا یعنی ہر وہ شخص جس نے انگریزی لباس پہنا ہوتا یا اس میں انگریزوں کی خصلتیں ہوتیں آپ کو اچھے نہیں لگتے تھے۔ اسی طرح مُدّعی اور گدا صفت صاحبزادگان کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ عاجزی و انکساری کرنے والوں سے محبت کرتے تھے۔

O حضور غریب نواز قدس سرہ' بہت ہی وفادار تھے، اگر آپ کا کوئی مرید مرتد ہو جاتا یا آستانہ عالیہ سلیمانیہ سے کوئی فقیر بغیر اجازت کے بھاگ جاتا تو ازراہِ وفاداری وشفقت جان کنی کے وقت اسے ایمان کی دولت سے بہرہ مند فرماتے۔ یہ غیرت اور وفاداری مشائخ چشت کی موروثی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت ثانی کریم تونسوی اور آپ کی اولاد امجاد تک ہمارے تمام مشائخ عظام چشتیہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں یہ صفت موجود ہے اور رہے گی۔

O یہ تمام حضرات متخلق باخلاق اللہ تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو کوئی شریک پسند نہیں ہے اسی طرح ہمارے مشائخ عظام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی کسی کی شراکت پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ سلسلہ چشتیہ کے مشائخ عظام کو دیکھ لیں کسی نے اپنے پیر ومرشد کے بغیر کسی سے کوئی فیض حاصل نہیں کیا۔ لیکن دوسرے سلسلے والوں نے اپنے پیر ومرشد کے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں سے فیض لیا ہے اور سلسلہ چشتیہ کے متوسلین میں سے اگر کسی نے حصول فیض کے لیے کسی دوسری طرف توجہ کی تو فوراً چشتی فیض سلب کیا گیا اور وہ خائب وخاسر ہو گیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضرت مولانا فخر الحق والدین کے خلیفہ شاہ نیاز احمد اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کا مرید عمر خان ماکلی کے قصے مشہور ہیں یہ ہے غیرت ربانی۔

O حضور غریب نواز کسی کے معاملات میں دخل نہیں دیتے تھے۔ اکثر د

بیشتر مکانات ومحلات کی تعمیر میں مشغول رہتے اور آستانہ عالیہ سلیمانیہ کے فقراء کو بھی اسی کام میں مصروف رکھتے تھے۔

○ آپ سفید پوش لوگوں کی عزت وتکریم کرتے تھے تاکہ ان کا دل پھر نہ جائے۔

○ ہندوستانیوں کو ان کے اعتقاد میں کمزوری کے سبب دوست نہیں رکھتے تھے لیکن جب وہ آجاتے تو ان کی دل جوئی فرماتے۔

○ آپ خراسان اور اہلِ خراسان کو دوست رکھتے اور لنگر شریف میں کام کرنے والوں سے پیار کرتے، سرکاری ملازمین کو ناپسند کرتے اور ان کے آنے کو مصیبت سمجھتے تھے۔ ملک ریاست اور ریاستیوں (یعنی ریاست بہاولپور) کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

○ اپنے پیر ومرشد کے تمام معتقدین اور اپنے تمام پیر بھائیوں کو دوست رکھتے حتیٰ کہ بسا اوقات جن شہروں میں پیر بھائی رہتے ان شہروں کو شمار کرتے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ بے نمازیوں، بدعتیوں یعنی روافض اور غیر مقلدین اور اہلِ سنت وجماعت کے دوسرے مخالفین کو بھی دشمن رکھتے تھے۔

○ حضور غریب نواز جمیع اولیاء اللہ سے محبت کرتے تھے خصوصاً اپنے سلسلہ چشتیہ کے مشائخ عظام اور ان کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

○ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے سلسلۂ بیعت کو عام فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ بوڑھے بچے، حاضر وغائبین کی بیعت بذریعہ خط قبول فرمالیتے تھے۔ یا غائبین کی بیعت کے لیے آپ کپڑا ادم کرکے بھیجتے تھے جب کسی کو بیعت فرماتے تو ایک تسبیح درود شریف:

ایک تسبیح: "یَا کَرِیْمُ" اور کبھی کبھی یَا کَرِیْمُ کی بجائے یَا سَتَّارُ اور یَـا وَھَّـابُ، کا ورد پڑھنے کو بتاتے۔ اگر کوئی شخص کسی ورد (وظیفہ) پڑھنے کی اجازت لیتا تو آپ اسے اجازت عطا فرماتے لیکن اس ورد و وظیفے کا اثر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔

○ حضور غریب نواز قدس سرہٗ اپنے غلاموں (مریدین) کو دنیا میں دنیاوی مقاصد کے حصول میں محروم رکھتے لیکن بوقت انتقال جمیع مطالب و مقاصد یعنی ایمان کی دولت سے مالا مال فرما کر روانہ کرتے تھے۔

چنانچہ آپ کے غلاموں میں سے ہر طالب حق دنیا میں تو اپنی محرومی پر فریاد کرتا رہا لیکن جب اس دنیا سے کوچ کا وقت آیا تو آپ اس کے حق میں فرماتے تھے اس جیسا کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور غریب نواز بوقت نزع اسے ایسے درجہ پر پہنچاتے کہ اس کے حق میں ایسے کلمات ارشاد فرماتے۔ چنانچہ مولوی احمد خان جو ایک سچا طالب حق تھا اور ہمیشہ اپنی محرومی پر روتا رہتا تھا لیکن جب فوت ہوا تو بندہ راقم الحروف نے خود اپنے کانوں سے حضور غریب نواز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ آپ نے اس کے حق میں فرمایا تھا دنیا میں اس جیسا کوئی شخص نہیں تھا۔ اور اس کی بیگم صاحبہ بھی ایک سچی طالب حق تھی، جب تک زندہ رہی نامرادی کے سبب فریاد کرتی رہی۔ جب وفات پائی تو حضور غریب نواز نے مذکورہ کلمات ارشاد فرمائے۔ یہ بیت بھی اسی کے حق میں پڑھا۔ بیت:

ندانند کس مردی در کفن رفت
بریں مردانگی کیں شیر زن رفت

○ منقول ہے کہ جب بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا اور اس کی وفات کی خبر تونسہ شریف پہنچی تو حضور غریب نواز اپنے گھر جا کر اس کی وفات کی خبر بتائی کہ ہماری بیگم صاحبہ انتقال کر گئی ہے۔ پس مائی رحمت صاحبہ نے عرض کی کہ حضرت صاحب! بیگم صاحبہ کیا تھی؟ آپ ہر وقت بیگم صاحبہ، بیگم صاحبہ کرتے ہو۔ وہ بیچاری جب بھی یہاں آتی ہمیشہ فریاد کرتی رہتی تھی کہ "مجھے خدا ملا" آپ نے اسے منزل مقصود تک نہیں پہنچایا اور اپنی مراد سے محروم رہی۔

○ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ: "رحمت!" قیامت کے دن جب لوگ میدان حشر میں آئیں گے اور ہماری بیگم صاحبہ بھی آئے گی اس وقت لوگ ہماری بیگم صاحبہ کو دیکھیں گے کہ کس شان وشوکت سے آئے گی۔

○ حضور غریب نواز ہمیشہ اپنے راز چھپانے کی کوشش کرتے تھے، اگرچہ دوسرے بزرگوں نے یہ راز پوشیدہ رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا فخر الدین محمد صاحب رضی اللہ عنہ اسی راز کو چھپانے کے لیے مسند نشینی سے کنارہ کش رہے لیکن ان کا یہ راز پوشیدہ نہ رہ سکا، جبکہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مسند سجادگی پر بیٹھ کر اس راز کو پوشیدہ (خفیہ) رکھا اور وہ امر خارق (کرامت) جو حضور غریب نواز سے ظاہر ہوتی تو آپ اس کرامت کو حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب فرماتے اور ہر شخص کو یقین ہو جاتا کہ یہ کرامت حضرت پیر پٹھان رضی اللہ عنہ کی ہے۔

○ حضور غریب نواز قدس سرہٗ حوصلہ اور بردباری میں امام الاوّلین و الآخرین تھے۔ عقل ظاہری اور جہانداری میں بھی بے مثل تھے۔ چنانچہ میاں روشن فقیر کہتا تھا کہ حضور غریب نواز کی عقل مبارک اور دوسرے بزرگوں کی ولایت برابر تھی اور دوسرے بزرگ حضور غریب نواز کی ولایت سے بے خبر تھے۔

○ حضور غریب نواز بادشاہوں، حکام وقت اور دوسرے دنیا داروں سے ملاقات کو ناپسند فرماتے تھے۔ حتی الامکان ان کی ملاقات سے پرہیز کرتے تھے مگر بامر مجبوری مصلحتاً تشریف لے جاتے تھے۔ چنانچہ بہاول خان مہاروی حضرات سے تنگ آ گیا تھا اور کہا کہ اگر تم (جب تک) حضور غریب نواز کو بہاول پور نہیں لاؤ گے تو میں تمہاری مباعات پر قبضہ کرلوں گا۔ حضور غریب نواز بامر مجبوری اس مصلحت کے تحت بہاول پور تشریف لے گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اوقات نماز:

حضور غریب نواز قدس سرہ' نماز فجر کو بہت تاخیر سے ادا فرماتے تھے چنانچہ نماز سے قبل لوگوں کو طلوع آفتاب کا خوف ہوتا تھا۔

○ موسم سرما میں نماز ظہر تین بجے کے بعد پڑھتے موسمِ بہار میں نماز ظہر ساڑھے تین بجے اور موسمِ گرما میں نماز ظہر چار بجے پڑھتے تھے۔

○ آپ نماز عصر اس وقت پڑھتے جب لوگوں کو غروب آفتاب کا خوف ہونے لگتا۔

○ نماز مغرب پہلی شفق (سُرخی) غیب ہونے کے بعد ادا فرماتے یا اس وقت ادا فرماتے جب وہ سرخی غروب ہونے کے قریب ہوتی اور کبھی کبھی نماز مغرب کے فرض میں اتنا تاخیر ہو جاتی کہ ہم چاند کی روشنی میں اپنا سایہ دیکھتے۔ شام کے وقت میں علماء کوشش کرتے کہ بدل دیا جائے لیکن حضور غریب نواز تبدیل نہیں فرماتے تھے۔ اگر کبھی آپ ان کے کہنے پر نماز مغرب کا وقت قدرے مقدم فرما لیتے لیکن کچھ دن بعد پھر اپنے پہلے وقت پر لے آتے۔

○ ایک دن حضور غریب نواز نماز مغرب سے پہلے مسجد شریف میں ختم

خواجگان پڑھنے میں مصروف تھے کہ میاں غلام قادر نے عرض کی کہ غریب نواز مغرب کا وقت تنگ (ختم) ہو رہا ہے۔ آپ نے غصے ہو کر فرمایا کہ:

"ھُن پیشین ویلھے چا پڑھاں یعنی نماز شام"

یعنی: کیا نماز مغرب کو ظہر کے وقت میں پڑھ لوں۔ پھر میاں صاحب خاموش ہو گئے۔

○ ایک دن آپ غریب نواز اشراق کے بعد گرم وردگاہ میں کتاب شجرہ الانوار سماعت فرما رہے تھے اور میاں غلام قادر والد احمد و ملاّ حاضر خدمت تھا۔ آپ نے نماز کے وقت کے متعلق بات چلائی اور بطور شہادت ایک حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھتے تھے چینی والی مسجد کی جگہ ایک مسجد تھی جسے "مسجد گل دامانی" کہتے تھے۔ اس مسجد میں معرکہ کاتبین بیٹھتے تھے وہ تمام نمازیں اوّل وقت میں پڑھتے تھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کا نام چوڑ گھوڑی رکھا تھا۔ القصہ جب وہ نماز مغرب پڑھ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے تو ابھی تک حضرت صاحب اپنے بنگلہ شریف میں موجود ہوتے تھے اور کبھی نماز مغرب کے لیے تازہ وضو کر کے بیٹھے ہوتے اور کبھی ان کے آنے کے بعد وضو کی تیاری کرتے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر بطریق سوال ارشاد فرماتے کہ "چوڑ گھوڑی نماز پڑھ کر آ گئے ہو؟" پس وہ عرض کرتے کہ جی ہاں غریب نواز یعنی وہ اقرار کرتے انکار نہیں کرتے تھے۔ قبلہ والد صاحب (حضرت

خواجہ گل محمد صاحب) بھی نماز عشاء ان کے ساتھ ادا فرماتے اور عثمان کا نجو وہاں امامت کراتا تھا۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس کے بعد نماز مغرب کی تیاری فرماتے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان فرما کر میاں غلام قادر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا " میاں غلام قادر یہ بات کس طرح ہے؟ صحیح ہے یا میں جھوٹ کہتا ہوں۔ میاں مذکور شرمندہ ہو کر عرض کرتا غریب نواز آپ نے صحیح فرمایا ہے ایسا ہی ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ قوم خراز سے محمود نام کا ایک مولوی تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا تھا کہ جب معرکہ نماز مغرب کے لیے جلدی کریں تو ان سے کہنا کہ ابھی نماز مغرب کا وقت نہیں ہوا۔ القصہ جب معرکہ نمازِ مغرب کی اذان کے لیے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگتے تو حضرت صاحب فرماتے مولوی محمود سے پوچھو۔ پس مولوی محمود کہتا ابھی اذان کا وقت نہیں ہوا۔

اسی دوران حضور غریب نواز نے کسی دوسرے مولوی کا نام لے کر فرمایا کہ وہ کہتا تھا اس خراز خبیث کو وقت کی کیا خبر لیکن حضرت صاحب فرماتے مولوی محمود نماز مغرب کے وقت کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ الغرض مولوی محمود بھی کہتا ابھی اذان کا وقت نہیں ہوا اور جب دیکھتا کہ حضرت صاحب کی مرضی ہے تو پھر کہتا ہاں اذان کا وقت ہو گیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' سردیوں میں نمازِ عشاء دس بجے سے گیارہ بجے تک پڑھتے اور موسمِ گرما میں نمازِ عشاء گیارہ سے بارہ بجے تک ادا فرماتے تھے۔ حضور غریب نواز اپنے آخری ایام میں نمازِ عشاء بارہ بجے سے ایک بجے تک پڑھتے تھے۔

وضو:

○ حضور غریب نواز اپنے ابتدائی حال میں نماز تہجد کے وضو کے علاوہ باقی رات دن میں تین بار وضو فرماتے تھے۔

(۱) نماز فجر کے لیے وضو۔

(۲) نمازِ ظہر کے وقت وضو۔

(۳) اور نماز عشاء کا وضو۔

آخری ایام میں دن رات میں پانچ مرتبہ وضو فرماتے تھے۔

(۱) نماز فجر کا وضو

(۲) نمازِ ظہر کا وضو

(۳) ایک وضو نماز عصر و مغرب کے لئے

(۴) نماز عشاء کا وضو

(۵) اور ایک وضو نماز تہجد کے لئے

○ بہار فقیر حضرت خواجہ محمود عالم صاحب سے نقل کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں تین دن سے حضور غریب نواز پر ناراض تھا لیکن میں آپ کی شبِ وصال میں آپ سے راضی ہوا کیونکہ آپ نے مجھ پر بہت مہربانی و شفقت فرمائی اور آخری وقت میری گردن پر آہستہ سے تھپکی ماری اور فرمایا کہ: ''محمودا جان تو گرم چرا است؟'' یعنی اے محمود تجھے غصہ کیوں ہے؟ کسی دوسرے آدمی نے سنا کہ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب نے عرض کیا کہ ''این گردن تا قیامت گرم نگردد'' یعنی اس گردن کو قیامت تک غصہ نہیں آئے گا کیونکہ حضور غریب نواز نے اپنے دستِ مبارک سے تھپکایا ہے۔

○ ایک دن بندہ راقم الحروف بنگلہ شریف کے باہر بیٹھا ہوا تھا کہ اندر سے رونے کی آواز آئی بنگلہ کے باہر موجود حضرات نے سمجھا کہ حضور غریب نواز کا وصال ہو گیا ہے ایک آدمی اندر سے باہر آیا تو ہم نے اس گریہ کی وجہ معلوم کی تو اس نے بتایا کہ حضور غریب نواز نے معرکہ سے فرمایا مجھے اٹھاؤ جب آپ کو اٹھایا گیا تو آپ نے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت خواجہ محمود عالم صاحب قدس سرہما دونوں کو اپنے پاس بلا کر ارشاد فرمایا کہ ''آؤ میڈے بابو'' پھر دونوں صاحبزادوں کو اپنے سینۂ مبارک سے لگایا اس لیے لوگ روئے۔

○ میاں حامد امام مسجد سے منقول ہے کہ حضور غریب نواز نے اپنی اولاد امجاد کو وصیت فرمائی کہ مسجد کی پاسداری کرنا، مہمانوں کا خیال رکھنا اور آپس میں اتفاق رکھنا دوسرا یہ کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم اس سے نیکی کرنا اگر دوبارہ برائی کرے تو تم پھر بھی اس کے ساتھ بھلائی کرنا۔ تیسری بار بھی اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم پھر اس کے ساتھ بھلائی کرنا۔

وصال:

۲۹/ ماہ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ کو نماز مغرب اور عشاء بیٹھ کر با جماعت ادا فرمائی۔ ''زہے ہمتِ مردانِ خدا''

○ حافظ حسین برگھا سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حضور غریب نواز قدس اللہ سرہٗ کے وصال کی رات میں آپ کی چارپائی کے پاس کھڑا سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ آپ ساری رات نوافل نماز اشارہ سے پڑھ رہے تھے۔ حافظ حسین صاحب کہتا تھا جب رات کے بارہ بجے حضور غریب نواز قدس اللہ سرہٗ نے پوچھا کہ کیا نمازِ صبح کا وقت ہو گیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ نہیں غریب نواز

ابھی تو رات کے بارہ بجے ہیں۔اس کے بعد حضرت خواجہ محمود عالم صاحب نے کلمہ طیبہ بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا تم مجھے تلقین کر رہے ہو۔یہی ہے تم بلند آواز سے پڑھ رہے ہو اور میں آہستہ آواز میں پڑھ رہا ہوں کیونکہ بلند آواز میں پڑھنے کی مجھے طاقت نہیں ہے۔بعدہٗ آپ نے فرمایا تم مجھے تلقین نہ کرو مجھے تمہاری تلقین کی ضرورت نہیں ہے۔الغرض جب رات کے ساڑھے چار بجے تو حضور غریب نواز کو تیمّم کرایا گیا۔آپ نے نماز فجر پڑھی پھر ایک لحظہ کے لیے آپ کی سانس رُک گئی معرکہ نے سمجھا کہ حضور غریب نواز واصل باللہ ہو گئے ہیں لیکن حضرت خواجہ محمود عالم صاحب نے نزدیک ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز کیا صبح کی نماز پڑھ لی ہے۔آپ نے فرمایا ہاں۔حافظ حسین نے کہا اس کے بعد میں بنگلہ شریف سے باہر آیا ابھی بیرونی دروازے سے باہر نہیں نکلا تھا کہ حضور غریب نواز قدس اللہ سرہٗ واصل باللہ ہو گئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون، جبکہ ابھی طلوع آفتاب اور پانچ بجنے میں کچھ وقت باقی تھا۔

غسل اور نمازِ جنازہ:

- بعد ازاں غسل کی تجویز ہوئی غسل کے وقت تمام شہزادگان حاضر تھے۔
- آپ کو غسل پنج درہ حجرہ میں دیا گیا جو بنگلہ وصال کے شرقی شمالی طرف واقع ہے۔
- آپ کو غسل مولوی حامد امام مسجد اور مولوی خدا بخش جراح نے دیا۔
- گیارہ بجے کے بعد غسل مبارک سے فارغ ہوئے تو شہزادگان نے حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ کے مرید مولوی محمد حسین یا کسی دوسرے مرید سے پوچھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو دستار مبارک باندھی

گئی تھی یا نہ تو انہوں نے بتایا کہ ہاں انہیں دستار مبارک باندھی گئی تھی۔ پھر حضور غریب نواز کے سرِ مبارک پر دستار باندھی گئی۔

○ حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ' کو کفن مبارک وہی پہنایا گیا جو آپ عرب شریف سے اپنے ساتھ لائے تھے پھر آپ کو حجرۂ غسل سے اٹھا کر چینی والی مسجد کی شرقی جانب صحن میں جہاز محل کے سایہ تلے عورتوں کی زیارت کے لیے لایا گیا تا کہ تمام خواتین آپ کی زیارت کر سکیں۔ پھر بارہ بجے کے بعد اس صحن سے آپ کو اٹھا کر مجلس خانہ میں یعنی اس برآمدہ میں جو روضہ مبارک کے دروازہ کے آگے بنا ہوا ہے لے آئے اور لوگوں کے ہجوم سے قیامت برپا ہو چکی تھی۔

ڈیڑھ بجے مولوی خدا بخش صاحب جراح نے جلدی سے اسی مجلس خانہ میں حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ' کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سینکڑوں لوگ نماز جنازہ سے محروم رہے۔

القصہ نماز جنازہ کے بعد لوگوں کو زیارت کرانے کے لیے روضہ مبارک کی غربی تبحر میں روضہ مبارک کی غربی جالی مبارک کے بالمقابل آپ کو رکھا گیا۔ اور جنوبی طرف چند طاقتور آدمی کھڑے کر دیئے گئے تا کہ لوگوں کو آہستہ آہستہ گزار کر حضور غریب نواز کی زیارت سے مشرف کرائیں۔

آپ کی زیارت سے مشرف ہونے والوں کو آستانہ عالیہ کے شمالی دروازے سے باہر بھیجا گیا اس وقت آستانہ عالیہ کا جنوبی دروازہ بند کر دیا گیا الغرض چار بجے تک عوام الناس زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ ہندو لوگ بھی اپنی اپنی دکانیں بند کر کے آئے تھے لیکن شیخ غلام رسول صاحب آپ کی زیارت کو نہ آیا اور آخری دیدار سے بھی محروم رہا۔

قطعہ تاریخ وصال:

چوں آں حبیب اللہ و امام اہل اللہ
بیافت شوق قوی وضعیف جملہ قویٰ

وصالِ دوست طلب کرد زُود بے مہلت
گذاشت جسم پریدہ بہ عالم بالا
زہوش سالِ حیات وصال سلطنتش
طلب نمودیم داد پا سخ بصفا

حیات و زندگی آں حکیم زبدۂ حلم
نمود سلطنتش بیم ہر فرہ را

شنوتو سالِ وصال ای عزیز گفتم ہوش
قدم نہادہ مسیحا بچرخ صبح نما
۱۳۱۹ھ

ooo

ملفوظاتِ حضرت ثانی کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد لله الذی جعل رئیس المقربین انیس المتوکلین خاتم الصدیقین الی العرش والفرش حبیب ذی العرش حضرت خواجه محمد الله بخش صاحب التونسوی رضی الله تعالیٰ عنه الملقب بحضور غریب نواز قدس الله سره العزیز خلیفة فی السمٰوات و الارضین وجعله قدس سره مظهر نور محمد صلی الله تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلم الذی و صفهٗ ﴿انک لعلیٰ خلقٍ عظیم﴾ ونعته ﴿وما ارسلنک الّا رحمةً للعٰلمین.﴾

امّا بعد فان کان جمع الملفوظات یحسن باهل العلم والذوق ولا یحسن بمثلی ولکن اسمع من لسانه المبارکة قدس سره فی بعض الاوقات الفاظاً یعجبنی ضبطها یصعبنی حفظها فاردت امسکها بالکتابة لمطالعتی ولمطالعة بعض المحبین فاخذت ویجتمعها فی شهر صفر المظفر سنه الف و ثلٰثة عشرة واربعة عشراً من الهجرة النبویة و سمیتها بغذاء المحبین ختمها الله بامانة بلا خیانة فاقول و بالله التوفیق.

○ ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد نماز عصر روضہ مبارک کے دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ بندۂ ناچیز راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ معرکہ (پیر بھائی) و نفخت فیه من رّوحی کو میرے حق میں بیان کرتے ہیں۔ میں یہ تمام باتیں بالکل کچھ نہیں جانتا میں صرف یہ جانتا ہوں کہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار یہ

فرمایا کہ فلاں سے یعنی اللہ بخش سے راضی ہوں۔ اس وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ جملہ اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "میں کوں تاں ایہو سخن تار گیا ہے" (یعنی مجھے تو اس بات نے کامیاب کیا ہے) جو والد محترم اپنے بیٹے سے راضی ہو خصوصاً وہ والد گرامی جو پیر و مرشد بھی ہو۔ پھر ایسے بیٹے کی کیا ہی سعادت مندی و خوش قسمتی ہے۔ آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔

○ ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک دن بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ کے سامنے رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آپ غریب نواز نے فرمایا ایک روز حبیب علی شاہ حیدر آبادی جو محمد علی شاہ کے خلفاء میں سے ہے نے میرے سامنے ایک حدیث شریف پڑھی تھی اس حدیث کا متن تو یاد نہیں رہا البتہ اس کا مضمون یہ ہے:

ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کوئی ڈاڈھی چنگی عبادت ڈسو"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے مونہہ کو ڈیکھو"۔ حضرغریب نواز قدس سرہ اتنا فرما کر خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک

○ ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک روز بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مہاروی حضرات کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ اکثر حضرات مہاروی اور عالم شاہ جکھڑانوالہ جو فن راگ میں مہارت رکھتا تھا، حاضر خدمت تھے۔ آپ نے شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا شاہ صاحب خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ غزل پڑھو۔ اسی وقت آپ نے اس غزل کا یہ بیت پڑھا۔

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے
بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

شاہ صاحب نے اس غزل کو عجیب طرز و ترنم سے پڑھنا شروع کیا اور حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے شاہ صاحب کے ساتھ بیت مذکور کو کئی بار پڑھا اور مہاروی حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا ہی عمدہ بیت ہے۔ القصہ شاہ صاحب نے غزل مکمل کی اور چند جگہ جو غلطیاں کیں تو حضور غریب نواز نے ان کی اصلاح فرمائی اور شاہ صاحب سے فرمایا اس طرح پڑھو۔ اسی وقت آپ نے یہ بیت پڑھا۔

صحت پہ ناز رکھتا ہے آزار آپ کا
عیسیٰ کی نبض دیکھ ہے بیمار آپ کا

الغرض اس بیت کو بھی آپ نے کئی بار پڑھا اور مہاروی حضرات کو مخاطب کر کے فرمایا کیا ہی عمدہ بیت ہے۔ دوسرے روز آپ غریب نواز بنگلہ جہاز محل میں رونق افروز تھے حبیب علی شاہ بھی حاضر خدمت تھا آپ نے شاہ صاحب سے پھر فرمایا وہی بیت پڑھو۔

بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے
بہ از آنکہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے وہوئے

یہاں بھی حضور غریب نواز نے اس بیت کو بار بار پڑھا اور حبیب علی شاہ صاحب سے فرمایا کہ خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک روز حضور غریب نواز قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا کہ اسد خان کی اولاد سے جب مسّو خان ڈیرہ غازی خان میں فوت ہوا تو اسے دفنانے کی خاطر منگروٹھہ لے آئے تھے اس کی اولاد سے صرف ایک آدمی کے سوا اور کوئی شخص اس کے جنازہ کے ساتھ نہیں آیا۔ اسی وقت حضور غریب نواز نے فرمایا اگر اس کا کسی کے ساتھ اچھا سلوک واحسان ہوتا تو ضرور کوئی جنازہ کے ہمراہ آتا لیکن جب اس کا کسی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں تھا تو اس

کے جنازہ کے ساتھ بھی کوئی نہیں آیا اور اسے تنہا لایا گیا دیگر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب اس کو یہاں تونسہ شریف سے لے کر گزرے تو براستہ بازار منگڑوٹھہ لے گئے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے شرقی دروازہ کی طرف سے نہیں گزرنے دیا تاکہ روضہ مبارک کا سایہ اس کے جنازہ پر نہ پڑے کیونکہ روضہ مبارک کا سایہ بھی اثر رکھتا ہے۔ اس وقت آپ نے اسی امر کی شہادت کے لیے ایک حکایت بیان فرما کر فائدہ بخشا کہ ''شہر فرید میں (یہ ایک شہر ہے جو حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک سے بقدر تین میل مغرب میں واقع ہے) ایک دولت مند خاندان کا سلیم خان نامی ایک آدمی رہتا تھا جو تنگدست ہو گیا تھا۔ القصہ جب بھی حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہر فرید سے گزر ہوتا وہ شخص بطریق عجز وانکساری حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ عرض کرتا کہ غریب نواز میں آپ کے پیر و مرشد کے روضہ مبارک کے زیر سایہ پڑا ہوا ہوں۔ دیکھیں جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے، آپ کے پیر و مرشد کے روضہ مبارک کا سایہ مجھ پر پڑتا ہے۔ الغرض اس کی یہ بات حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند آئی اور آپ کی نظر کرم سے سلیم خان اپنے آباؤ اجداد کے حال پر قائم ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک رات بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور ہوا بالکل بند تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ''حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں جب ہوا بند ہو جاتی تھی تو حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے اکتالیس (۴۱) یک چشم (کانڑیں) شمار کرو تاکہ ہوا چلے۔ اسی وقت آپ نے ایک آدمی کا نام لیا لیکن راقم الحروف کو

اس کا نام یاد نہیں رہا۔

الغرض حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا اکتالیس یک چشم گن۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک اور آدمی تھا جسے عیسیٰ بگا کہتے تھے وہ یک چشم تھا۔ شمار کنندہ نے جب چالیس یک چشم گن لیے تو حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ غریب نواز چالیس یک چشم گن لیے ہیں صرف ایک باقی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ''چوتھے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے'' عیسیٰ بگا جب یہ بات سنتا تو (مندے کڈھن لگ ویندا ہا) (یعنی گالی گلوچ کرنا شروع کر دیتا) وہ شمار کنندہ آدمی اسے کہتا تیرا نام تو نہیں لیا گالیاں کیوں بکتا ہے پس عیسیٰ بگا کہتا تو مجھے یک چشم کیوں کہتا ہے۔ القصہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی گفتگو سن کر تبسم فرماتے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے ایک اور حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بارشیں بند ہو جاتیں تو نصیر گنجہ سے فرماتے اکتالیس گنجے گن تا کہ بارش آئے۔ نصیر گنجہ چالیس گنجے گننے کے بعد عرض کرتا۔ غریب نواز چالیس گنجے گن لیے ہیں اور ایک گنجہ خود میں ہوں حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی اس بات سے تبسم فرماتے۔ الغرض جب اکتالیس گنجے پورے گن لیے جاتے اللہ تبارک وتعالیٰ بارش بھیجتا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام فوائد بخشے پھر سماع (قوالی) میں مشغول ہو گئے۔

ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک روز بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ جہاز محل بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف ہاتھ میں پنکھا لے کر ہلا رہا تھا اور حبیب علی شاہ بھی حاضر خدمت تھا۔ آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ تمھاری عمر کتنی ہے؟ شاہ صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز میری عمر ستر (۷۰) سے

زیادہ اور اسّی سے کم ہے۔ پس آپ نے بطریق سوال فرمایا خاص مقرر نہیں ہے؟ شاہ صاحب نے عرض کی جی ہاں حضور! پھر آپ نے فرمایا میری عمر بھی ستر سال سے اوپر ہے۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر فائدہ بخشا کہ میری پیدائش سے پہلے تین لڑکیاں میرے والد صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں آیا تو شہر کی عورتوں نے میری والدہ صاحبہ سے کہا کہ جو بیٹا تین لڑکیوں کے بعد پیدا ہو وہ کم بخت ہوتا ہے۔ پس میری والدہ صاحبہ نے اسقاط حمل کے حیلے شروع کیے۔ یہ خبر میری دادی صاحبہ کو پہنچی تو دادی صاحبہ نے میری والدہ صاحبہ کو منع فرمایا لیکن میری والدہ صاحبہ کے ذہن سے یہ خیال ختم نہ ہوا۔ پس دادی صاحبہ نے یہ بات حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائی۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری والدہ صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مائی جنت! (میں بھی ترّی کا کیاں دے پچھیں جایا ہاں میں گندا ہاں) یعنی میں بھی تین لڑکیوں کے بعد پیدا ہوا تھا میں بھی گندا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مائی جنت تسلی کر اور اسقاط حمل کا حیلہ ہرگز نہ کر۔ یہ بچہ جو تمھارے پیٹ میں ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ بختاور ہے اور کم بخت نہیں ہے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا اس وقت میری والدہ صاحبہ کے دل کو تسکین ہوئی اور اسقاط حمل کے حیلہ سے باز آئیں۔ بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب میں پیدا ہوا تو حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہار شریف میں تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی سے چار دن ابھی باقی تھے کہ میری ولادت کی خوشخبری دی گئی اور میری ولادت ۱۲ یا ۱۳ صفر المظفر کو ہوئی۔

القصہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی روز واپسی کا ارادہ

فرمایا۔ صاحبزادگان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ غریب نواز ابھی تو آپ کی واپسی سے چار دن باقی ہیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غریب نواز گل محمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور وہ بہت ہی بختاور ہے، اس کے دیکھنے کے شوق میں جارہا ہوں۔

المختصر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی روز روانہ ہوئے، آپ کے ساتھ میاں صالح محمد اور اس کا بھائی مولوی علی محمد تھے۔ آپ نے میاں صالح محمد سے فرمایا، اس بختاور بچے کی تاریخ ولادت نکالو۔ میاں صالح محمد نے اپنے بھائی مولوی علی محمد کو بتایا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ کوئی اس بختاور بچہ کی تاریخ نکالے۔ الغرض کچھ دیر بعد مولوی علی محمد نے میاں صالح محمد سے کہا کہ اس بختاور بچہ کی تاریخ ولادت میں نے نکالی ہے اور وہ یہ ہے۔

زہے بیدار بخت

۱۲۶۱ھ

پس میاں صالح محمد حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تاریخ پیش کی تو حضرت صاحب نے اس تاریخ کو بہت ہی پسند کیا اور فرمایا بچے کے مطابق ہے۔

القصہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ فرماتے تھے کہ یہ بچہ بہت بختاور ہے، جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے میرے فقراء سے فاقہ ختم ہو گیا ہے اور لنگر شریف میں فراخی آ گئی ہے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میں نے بھی حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے ایسے کلمات سنے ہیں کہ جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے تنگی ختم ہو گئی ہے۔ بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر کام کی نسبت

دوسروں کی طرف کرتے اور اپنی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ فوائد تمام کیے بندہ راقم الحروف کو کسی نے لنگر شریف کے کام کے لیے بلایا تو میں اٹھ کر چلا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ذکر جمال شاہ مجذوب الحال:

ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک رات بعد نماز عشاء دولت صحبت حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے عالم شاہ موضع جکھڑ انوالہ حاضر خدمت تھا آپ نے بغیر کسی وجہ ظاہری کے اپنا رُخِ انور شاہ صاحب مذکور کی طرف کر کے یہ حکایت بیان فرما کر فائدہ بخشا کہ " جمال شاہ نام مجذوب الحال ایک شخص جو حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بھٹی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا یہ جمال شاہ بیکا یز کے علاقے قصبہ جلالہ کا رہائشی تھا اور یہ تونسہ شریف بہت آیا کرتا تھا اور اس کا حال یہ تھا کہ کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتا تھا رات دن ہائے ہائے کرتا اور کبھی کبھی نماز ہی نماز پڑھتا اور دن رات توبہ توبہ کہتا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ مہار شریف میں ایک نوجوان طالب علم تھا جو تحفہ مولوی جامی علیہ الرحمۃ پڑھتا تھا اور بہت ہی خوش آواز تھا اور ہر روز حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کے پنجرہ کی طرف متوجہ ہو کر خوش الحانی سے سبق دہراتا تھا۔ الغرض ایک روز وہ نوجوان اپنی عادت کے مطابق پنجرہ شریف کے سامنے بیٹھا سبق دہرا رہا تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے اور پنجرہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوئے وہ نوجوان خاموش ہو گیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا پڑھ خاموش مت رہو۔

القصہ ہر چند کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پڑھنے کا فرمایا مگر وہ نوجوان از روئے شرم ایک حرف بھی زبان پر نہیں لا سکا۔ آخر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا حال معلوم کیا اور حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی غربی جانب سے گزر کر مسجد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بھٹی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ کے سامنے پہنچے تو کسی نے آکر عرض کی کہ غریب نواز جب آپ نے اس نوجوان کی طرف پشت مبارک کی تو وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نوجوان کے پاؤں کی تلیاں ملو تا کہ ہوش میں آجائے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرمایا اور مسجد میں آکر بیٹھ گئے پھر کچھ دیر بعد وہ نوجوان بھی آکر بیٹھ گیا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا وہ نوجوان یہی جمال شاہ ہے اس کا پہلے حال یہ تھا۔ القصہ جب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہار شریف سے تونسہ شریف تشریف لائے تو جمال شاہ بھی آپ کے ساتھ آیا۔

حضرت خواجہ گل محمد صاحب اور جمال شاہ کی دوستی:

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس جمال شاہ کو قبلہ والد صاحب (حضرت خواجہ گل محمد صاحب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دوست رکھتے تھے جہاں جاتے جمال شاہ کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قبلہ والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ ہر مجذوب الحال شخص کو دوست رکھتے۔ اگرچہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں منع فرماتے تھے کہ ان مجذوبوں کے نزدیک نہ ہو، ان سے فائدہ کم ہوتا ہے۔ الغرض بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اسد خان کے متعلق

گفتگو شروع کی کہ جب خان مذکور حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو جمال شاہ کی زیارت ضرور کرتا تھا پس اسی دوران حضور غریب نواز قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ جمال شاہ کی عادت تھی کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظالم کہتا تھا اور بجائے ظالم کے جالم بولتا اور کہتا:

"میں واسطے تاں حضرت صاحب جالم ہے جِند میڈی کوں
حلقوم وچ رکھا ہویں نہ نکلنے ڈیندا ہے نہ وڑنے ڈیندا ہے"۔

یعنی حضرت صاحب میرے لیے ظالم ہیں میری جان کو میرے حلق میں رکھا ہوا ہے نہ نکلنے دیتا ہے اور نہ اندر جانے دیتا ہے۔

فی الجملہ جب اسد خان جمال شاہ کے سامنے آتا تو شاہ صاحب اسے کہتے کہ خانا (اس جالم دا مرید تھیویں ہا) اسد خان اس کا جواب دیتا کہ شاہ صاحب "میں مریدوں سے کم نہیں ہوں" تم دیکھتے نہیں کہ بہاول خان اگرچہ مرید ہے لیکن جب حضرت صاحب کی جانب سے اسے کسی کام کا کہا جاتا ہے تو وہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سو کاموں میں سے دس کام بھی نہیں کرتا اور مجھے جس کام کا حکم فرماتے ہیں میں بجالاتا ہوں۔ پھر جمال شاہ نے اسے کہا کہ:

"بھڑ وا اس جالم دے گل لگیں ہا جی۔ ایہو جالم فروگزاشت
نہیں کریندا۔ آدے خانا اس جالم دا مرید تھیویں ہا جی بال
بچی ٹکڑا پیا کھاون ہا۔"

یعنی اے بھڑ وا! ان کا دامن پکڑ لیتا تو پھر یہ چھوڑتے نہیں ہیں۔ اے خان ان کا مرید ہو جاتا تو تیرے بچے ان کی دعا سے روٹی کھاتے رہتے مگر خان مذکور اسے وہی جواب دیتا تھا۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا آخر اس طرح ہوا کہ

جمال شاہ کہتا تھا۔ جب بہاول خان اور شیر خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے تو ان کی اولادیں اب تک عیش کر رہی ہیں اور اسد خان مرید نہیں ہوا اس کی اولاد اب تک روٹی کے لیے حیران سرگردان پھر رہی ہے۔

حضرت ثانی کریم کا بیمار ہونا اور جمال شاہ کا استخارہ:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کے بعد ایک اور حکایت کا فائدہ بخشا کہ والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جمال شاہ کے زمانہ میں میں بیمار ہو گیا تھا۔ حکیموں نے کہا ان کو ''تپ دق'' ہے۔ والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات سے بہت پریشان ہوئے۔ پس بارہا جمال شاہ سے پوچھتے کہ شاہ صاحب جی! میرا بیٹا زندہ رہے گا یا نہیں۔ جمال شاہ جواباً کہتے کہ:

گل محمد ''میں کوں کوئی خبر ہی نہیں میں کوئی خدا تاں نہاں۔''

یعنی اے گل محمد مجھے کیا خبر میں کوئی خدا تو نہیں ہوں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جمال شاہ کی عادت تھی کہ کبھی کبھی بطور کشف و کرامات غیب کی خبریں بتاتے تھے۔ اسی لیے والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے حال معلوم کیا تھا۔

فی الجملہ ایک رات والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک جمال شاہ آیا اور آواز دی کہ ''گل محمد! گل محمد!'' پس والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو کر اٹھے اور پوچھا کہ شاہ صاحب خیریت تو ہے شاہ صاحب نے کہا آپ کا بیٹا ''بچ پیا ہے'' (بچ گیا ہے) والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شاہ صاحب کیسے بچ گیا ہے۔ جمال شاہ نے پھر کہا کہ ''بچ پیا ہے''۔ وت والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پوچھا کہ شاہ صاحب ''بھلا کیویں بچ پیا ہے، شاہ صاحب نے کہا اس طرح بچ گیا ہے کہ جب آپ روزانہ مجھ سے

پوچھتے ہو کہ میرا بیٹا زندہ رہے گا یا نہیں اور مجھے چھوڑتے نہیں ہو۔ آج رات میں کچھ پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ کا بیٹا میاں اللہ بخش کنوئیں کی گہرائی میں چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں آپ اور حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر کنوئیں پر کھڑے ہیں دو چادریں آپس میں باندھ کر نیچے لٹکائی ہوئی ہیں اور میاں اللہ بخش صاحب سے کہتے ہو کہ چادر کا کنارہ پکڑو اور وہ بھی پکڑنا چاہتے ہیں مگر نہ ان کا ہاتھ چادر تک پہنچتا ہے اور نہ چادر ان کے ہاتھ تک پہنچتی ہے۔

القصہ جب میں ظاہر ہوا آپ نے کہا آؤ شاہ صاحب تم بھی اپنی چادر دو تا کہ ہم اپنی چادروں کے ساتھ باندھیں۔ میں نے اپنی چادر تمھیں دی اور آپ نے اسے اپنی چادروں کے ساتھ باندھا مگر کوئی فائدہ اور مقصد حاصل نہ ہوا اور آپ ناامید ہو کر کنوئیں سے دور چلے گئے اور میں حیران ہو کر ایک درخت کے سائے تلے جو اس کنوئیں کے قریب کھڑا تھا جا کر بیٹھ گیا اور دور سے دیکھا کہ دو آدمی ہندوستانی لباس میں ظاہر ہوئے ہیں ایک آگے اور دوسرا پیچھے آ رہا ہے۔ پہلے آدمی کی داڑھی مبارک دو حصے ہوئی ہوئی ہے، ایک حصہ دایاں رخسار پر چپکا ہوا ہے اور دوسرا حصہ بایاں رخسار پر ہے۔

الغرض پہلا آدمی جب کنوئیں کے نزدیک آیا کنوئیں کی گہرائی میں دیکھا اور آواز دی کہ "میاں اللہ بخش، میاں اللہ بخش" پھر وہ شخص کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ نیچے کیا اور آواز دی "میاں اللہ بخش میرا ہاتھ پکڑو۔" اور اس آدمی کا ہاتھ مبارک میاں اللہ بخش کے ہاتھ تک پہنچ گیا پھر اس آدمی نے میاں اللہ بخش کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں کی گہرائی سے باہر نکالا اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھا دیا اور ایک دستار اپنی بغل مبارک سے نکال کر میاں اللہ بخش کے سر پر باندھی پھر جس طرف سے آئے تھے اٹھ کر اسی سمت چل دیئے۔ پس میں ان کے پیچھے دوڑا مگر ان تک

نہ پہنچ سکا لیکن بڑی کوشش کے بعد اس پچھلے آدمی تک پہنچا جو اس جوان کے ہمراہ تھا پیچھے سے اس کا کندھا پکڑا اور اس سے پوچھا کہ یہ شخص جو تمھارے آگے جا رہا ہے کون ہے؟ اس نے جواباً کہا کیا تم ان کو نہیں پہچانتے؟ یہ شخص حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جمال شاہ نے کہا اتنا کچھ دیکھا اور بیدار ہو گیا اور اب اس لیے آپ کو خوش خبری دینے آیا ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت تمام فرمائی اور ارشاد فرمایا اس لیے مجھ میں ہلکی بیماری ظاہر ہوئی۔ تب میں نے جانا کہ کنوئیں سے باہر آنا یہی تھا اور جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا میاں غلام نظام الدین صاحب آئے میری دستار بندی کی تب میں نے جانا یہ دستار بندی بھی وہی تھی۔

بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جمال شاہ کے متعلق یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ہم اجمیر شریف کے رستے بیکانیر کے علاقے ایک قصبہ میں ٹھہرے وہاں سے ہم نے پوچھا کہ قصبہ جلالہ یہاں سے کتنا دور ہے انھوں نے کہا دو میل کے فاصلہ پر ہے ہم خوش ہوئے اور جمال شاہ کے پاس جلالہ جانے کا ارادہ کیا۔ فی الجملہ یہ کہ ایک آدمی سے ہم نے کہا کہ ہمیں جلالہ کا راستہ بتاؤ وہ شخص گویا تھا بیچارہ جلالہ تک ہمارے ساتھ گیا۔

القصہ جب ہم جلالہ پہنچ کر عقلمند گھرانہ جمال شاہ کے گھر پہنچے تو اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور جمال شاہ کا حال معلوم کیا گھر والوں نے بتایا جمال شاہ فوت ہو چکے ہیں۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جواب دینے والی جمال شاہ کے گھر کی عورتیں تھیں ان کے بھائی موجود نہیں تھے کسی کام کے لیے کہیں گئے ہوئے تھے۔ فی الجملہ یہ کہ جمال شاہ کے گھر کی خواتین نے بہت خاطر تواضع کی اور کہا اگر ہمارے مرد موجود ہوتے تو آپ کی

خدمت کرتے۔ بعدازاں ہم نے کسی سے جمال شاہ کے قبرستان کا پوچھا یہ آدمی بھی گویا تھا اور ہمیں جمال شاہ کے قبرستان لے گیا۔ جب ہم قبرستان پہنچے میں نے اس آدمی سے کہا مجھے جمال شاہ کی قبر دکھا کس لائن (صف) میں ہے۔ آخر اس آدمی نے میری بات پر عمل کیا۔ جس لائن میں جمال شاہ کی قبر تھی اس لائن میں بارہ یا تیرہ قبریں تھیں۔ میں اسی لائن میں جا کر اس کی قبر پر کھڑا ہو گیا اور اس آدمی سے کہا جمال شاہ کی قبر یہ ہے۔ پھر وہ آدمی میرے قدموں میں گر گیا اور کہا جی ہاں غریب نواز یہی قبر ہے اور آپ نے کیسے معلوم کیا اور پہچانا؟ میں نے کہا قیافہ سے پہچانا ہے۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قیافہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہر شخص کی قبر اس کی صورت کے مطابق نظر آتی ہے۔ الغرض ہم وہاں سے اپنے مکان پر واپس آئے ظہر کے وقت جمال شاہ کے گھر کی خواتین ہمارے مکان پہ آئیں اور ایک بڑی چادر جس میں اندازاً سات یا آٹھ کلو باجرہ کی روٹیاں گھی اور شکر میں مالیدہ (چوری) بنا کر اپنے ساتھ لائیں بے حد خاطر تواضع کی اور کہا اگر ہمارے مرد گھر میں موجود ہوتے تو خدمت گزاری میں کوتاہی نہ کرتے۔

الغرض وہ طعام ہم نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا اور خواتین اپنے گھر چلی گئیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت تمام فرمائی اور دوبارہ اسد خان کے متعلق گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ خان مذکور بعض کام حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرضی کے خلاف کرتا تھا اور دُکھی ہوتا تھا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک حکایت کا فائدہ بخشا کہ اسد خان کے گھر ایک بدکار فاحشہ عورت اس کی بیوی تھی۔ ایک دن فاحشہ عورت کسی اونٹ پر سوار ہوئی۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ الفاظ اپنی

زبان مبارک سے ارشاد فرمائے کہ ''لوڈا اس اوٹھ اوسکوڈاڈھا پسند آیا''۔ پھر اس فاحشہ نے خان کے سامنے اس اونٹ کی تعریف کی۔ خان نے وہ اونٹ جبراً اس کے مالک سے چھین لیا۔ اونٹ کا مالک حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آ کر رویا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خان مذکور کو پیغام بھیجا کہ اس مسکین کا اونٹ واپس کر دے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا خان مذکور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ڈرتا تھا۔ اسد خان نے اس فاحشہ عورت سے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا پیغام آیا ہے، لہٰذا ہم اونٹ واپس کر دیتے ہیں، مگر اس فاحشہ نے خان کو جواب دیا:

''پہلے مجھے گھر سے باہر نکال دو یا قتل کرو پھر اونٹ واپس دے دو''۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا، اس زمانے میں اونٹ سستے دام (کم قیمت میں) مل جاتے تھے، چنانچہ بہترین اور پسندیدہ اونٹ ساٹھ روپے میں مل جاتا تھا۔

الغرض خان نے اسّی (۸۰) روپے دے کر پیغام بھجوایا:

''اونٹ کی قیمت تو ساٹھ روپے ہے لیکن آپ کے دل کی خوشی کے لیے اسّی (۸۰) روپے بھیجے ہیں''۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اونٹ کے مالک نے اس اونٹ کا نام بگڑی رکھا ہوا تھا۔ القصہ اونٹ کے مالک نے ''دھاڑ دھاڑ کیتی جی مین بگڑی نہیں وچیندا'' (دھاڑ فریاد کی کہ میں بگڑی اونٹ نہیں بیچتا)۔

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خان کو دوبارہ پیغام بھیجا کہ ہمارا بگڑی واپس کر دے۔ تیرے لیے بہتر ہے ورنہ ہمارا بگڑی چار پاؤں رکھتا ہے اور اس کے ہر پاؤں سے تو لاتیں کھائے گا۔

اسد خان نے دوبارہ اس فاحشہ سے کہا ہم اونٹ واپس کر دیتے ہیں لیکن اس نے وہی جواب دیا۔ آخر خان مذکور نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پیغام کا جواب نہ دیا اور خاموش ہو گیا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ نے ایک اور فائدہ بخشا کہ اسد خان کے دو خیمے تھے۔ جب اندرون پہاڑ جاتا اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور اس کے گھر کا تمام سامان ان خیموں میں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ اندرون پہاڑ گیا ہوا تھا کہ اتفاقاً ایک رات دونوں خیموں کو آگ لگ گئی اور گھر کا تمام سامان جل گیا حتیٰ کہ ان کے پہنے ہوئے کپڑے بھی جل گئے بڑی کوشش سے اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو بچایا۔ (تاں جی سارا ٹبر ننگا کھڑا ہا) یعنی تمام گھر والے ننگے تڑنگے کھڑے تھے، آس پاس کے لوگوں نے سنا ان کے پہننے کو کپڑے لائے، حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خان کی طرف پیغام بھیجا کہ ابھی بگڑی اونٹ کی ایک لات تجھے لگی ہے۔)

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لیہ میں ایک سکھ رنجیت سنگھ کی طرف سے حاکم تھا، اس نے مذکور کو پیغام بھیجا کہ تم لیہ آؤ تاکہ تجھے اپنے ساتھ لاہور لے جاؤں اور رنجیت سنگھ سے تمھاری سفارش کروں تاکہ وہ تجھے اس سے زیادہ علاقہ کی حکمرانی دے۔ خان مذکور اس لالچ میں لیہ گیا، اس سکھ نے اسد خان کو گرفتار کر کے لاہور بھیج دیا۔ ایک سال لاہور میں قید رہا۔ اس کے بعد بارہ سال ملتان میں قید رہا۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فاحشہ عورت کو پیغام بھیجا کہ بگڑی اونٹ کی یہ دوسری لات تمھیں لگی ہے۔ بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جس وقت

اسد خان ملتان میں قید تھا حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر روز بعد ختم شریف اسد خان کے لیے دعا کرتے اور فرماتے تھے (معرکہ دعا کرو خدا تقصیراں خان دیاں معاف کرے) اور کبھی فرماتے خان جیل سے رہائی نہیں پائے گا کیونکہ اس نے ایک مولوی صاحب کی کشتی چھینی ہے اور مولوی صاحب بہت غیرت مند ہے۔ بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب خان مذکور جیل سے رہائی پاکر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ:

خانا کوئی جی آولی تند توں تھی پئی ہائی جی دعا اساڈی کجھ تا وٹیند ے

ورنہ ہم تیرے لیے بہت دعا کرتے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام فرما کر اہلِ مجلس کو رخصت فرمایا اور محوِ خواب ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک دن بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے بندہ ناچیز بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ نماز عشاء کی تاخیر کے متعلق گفتگو ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء میں باندازہ رات کے گیارہ بجے تک تاخیر فرماتے تھے اگرچہ اس زمانے میں گھڑیاں نہیں تھیں لیکن اندازہ سے یہی وقت معلوم ہوتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء میں تاخیر، ہماری طرح آرام کی خاطر نہیں کرتے تھے بلکہ آپ نے نماز مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ وظائف معین کیے ہوئے تھے، اس لیے گیارہ بجے سے پہلے فارغ نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے رات کے گیارہ بج جاتے تھے۔

بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وظائف کی وضاحت فرمائی کہ "بعد از نماز مغرب دیر تک نوافل میں

مشغول ہوتے، اس کے بعد ذکر بالجہر کافی دیر تک کرتے۔ بعد ازیں کھڑے ہو کر مشرق کی سمت حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی طرف متوجہ ہو کر بہت دیر تک کچھ پڑھتے۔ اس کے بعد ہاتھ مبارک اٹھا کر کافی دیر تک لمبی دعا فرماتے۔ اس کے بعد ضرورت مند لوگ مرد اور عورتیں کھڑے ہوتے تھے، ان کو وقت دیتے ہر ایک اپنی اپنی حاجت پیش کرتا۔ اسی وقت حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی زمین پر لیٹ جاتے اور کبھی اُٹھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے بعد کھانا تناول فرماتے اور نیا وضو کر کے نماز عشاء کی تیاری کرتے تھے۔ جب آپ نے یہ فوائد تمام کیے تو نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔

ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک روز دولت صحبت حاصل ہوئی آپ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف حافظ غلام نبی نابینا اور مولوی خدا بخش آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ یہ حافظ صاحب بوقت صف بندی نماز دو حدیثیں پڑھتا ہے کیا یہ دونوں حدیثیں حدیث کی کتابوں میں آئی ہیں؟

بعد ازاں حافظ صاحب مذکور کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا حافظ چساں میخوانی حافظ صاحب نے دونوں حدیثیں پڑھی۔

سوّوا صفوفکم فان تسویۃ الصف من اقامۃ الصلوٰۃ

اور دوسری حدیث:

اقیموا صفوفکم فان اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ.

مولوی صاحب مذکور نے دونوں حدیثیں سنیں اور عرض کی غریب نواز سوّوا صفوفکم الیٰ آخرہٖ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور دوسری نہیں ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا دونوں کیوں پڑھتا ہے، وہی

ایک حدیث کافی ہے۔

اسی دوران حافظ صاحب نے عرض کی غریب نواز عرب شریف میں دونوں حدیثیں پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا اقامۃ الصلوٰۃ اور حُسن الصلوٰۃ کے درمیان فرق فاحش (بہت فرق) ہے کیونکہ من حسن الصلوٰۃ کا اطلاق مستحبات میں ہوتا ہے (مستحبات کا اختیار کرنا افضل ہے اور چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور نہ نماز میں کوئی کراہت آتی ہے) اور من اقامۃ الصلوٰۃ کا اطلاق مؤکدات میں کیا جاتا ہے۔

اس وقت آپ نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا، مولوی صاحب کیسے ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز اسی طرح ہے۔ دیگر یہ بھی عرض کی کہ فقہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ "نمازی نے دوسری صف میں نماز کی نیت باندھی۔ نیت باندھنے کے بعد پہلی صف میں اس نے خالی جگہ دیکھی تو نیت باندھے باندھے چل کر پہلی صف کے خَلا کو پُر کر دے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ یہ عمل قلیل ہے"۔

جب حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مسئلہ کی یہ صورت سنی تو منہ مبارک حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کر کے فرمایا ڈیکھو سائیں کتنا تاکید ہے کہ نماز کی حالت میں چل (کھسک یعنی پاؤں زمین سے نہ اٹھے) کر پہلی صف کا خلا پُر کیا جائے۔ کیا من اقامۃ الصلوٰۃ مقرر ہوئی یا من حسن الصلوٰۃ. آپ یہ تمام فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔

ماہ صفر المظفر ۱۳۱۴ھ ایک دن بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف بھی حاضر خدمت تھا۔ ایک آدمی کہیں سے آیا ہوا تھا جو اپنی کوتاہیوں کے عذر پیش کرتا اور ہائے ہائے

کر کے روتا تھا شاید آپ اس سے رنجیدہ دل تھے۔ پھر آپ نے یہ دو بیت اپنی زبان مبارک سے پڑھے۔

نہ کشتی و نہ نوح اے گریۂ شوخ
چنیں بیگ چہ طوفان تازہ کر دی
طبیب ماجزاک اللہ خیراً
کُہن دردے زد رمان تازہ کر دی

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ کچھ دیر تک ان ابیات کو بار بار پڑھتے رہے اس کے بعد یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

زدردت راحتے دارم کہ در گفتن نمی آید
خدا ایں درد را از آفتِ درماں نگہدارد

یعنی آپ کے دیئے ہوئے درد (سوز و محبت) سے میں جو راحت و سکون پاتا ہوں وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خدا تعالیٰ اس درد (سوز و گداز) کو علاج معالجہ کی مصیبت سے محفوظ رکھے۔

ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک رات بعد نماز عشاء ٹھنڈے کمرے کے اوپر والے بنگلہ میں آپ تشریف فرما تھے آپ نے یہ بیت اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

قرب روحی بشما دارم وبُعد بدنی

یعنی: جسمانی طور پر تو میں آپ سے دور ہوں اور روحانی طور پر آپ کے قریب ہوں۔

ہم چو در حُب نبی حال بُو داویس قرنی

جیسے حُبّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت اویس قرنی کا حال تھا۔

فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ یہ بیت پڑھتے پڑھتے چارپائی پر لیٹ گئے۔

ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک روز نماز مغرب سے پہلے حضور غریب نواز قدس سرہ' خانقاہ مبارک سے اُٹھ کر نماز مغرب کے لیے مسجد کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اٹھنے سے قبل تارک نماز کے متعلق بات ہو رہی تھی کہ چچہ قوم اور بھٹہ قوم نمازیوں میں شمار ہوتی ہے۔ الغرض راستہ میں حضور غریب نواز قدس سرہ' مولوی خدا بخش کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ بات مجھے بہت پسند آئی ہے کہ:

''سُؤر کوں جی لوکاں سُؤر سُؤر سڈیا۔ سُؤر خدا دی جناب وچ دَرُک گیا، رُنا اتے آکھس جی لوک میکوں سُؤر سُؤر سڈیندے ہیں خدا نے فرمایا جی توں اس ناں نال جیکر راضی نہیں۔ ول تیڈا ناں بے نمازی کراں چا۔ تاں لوک تیکوں بے نماز سڈن۔ پچھیں سُؤر عرض کیتی جی نہ نہ خدایا میکوں ایہو ناں منظور ہے۔ بے نماز میڈا ناں نکر۔''

یعنی خنزیر کو جب لوگ خنزیر خنزیر کہنے لگے تو خنزیر نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی اور رویا کہ لوگ مجھے خنزیر خنزیر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اگر اس نام سے راضی نہیں ہے پھر تیرا نام بے نمازی رکھ دوں تا کہ لوگ تجھے بے نمازی کہیں۔ پھر خنزیر نے عرض کی یا اللہ مجھے یہی نام منظور ہے میرا نام بے نمازی نہ رکھ۔ فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ نقل بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ خنزیر بھی اس نام (بے نمازی) سے نفرت اور شرم کرتا ہے یہ تمام فوائد بیان کر کے آپ ختم شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

ہم دونوں ایک ہیں:

ماہ صفر ۱۳۱۴ھ ایک دن بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہ' بنگلہ جہاز محل میں تشریف فرما تھے۔ حبیب علی شاہ حیدر آبادی اور بندہ راقم الحروف خدمت

میں حاضر تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے شاہ صاحب کی طرف منہ مبارک کر کے فرمایا کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب ہوا تو معرکہ احباب نے حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرے لیے دعا کی درخواست کی اور میری والدہ صاحبہ بھی بہ تقاضائے دعا حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں۔ الغرض اس وقت حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں آپ کی پیٹھ پیچھے بیٹھا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری والدہ صاحبہ کی معروضات سنیں اور میری والدہ صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: ''مائی جنت تسلی کرو''۔

اس وقت حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیٹھ مبارک میرے سینہ سے بالکل ملا دی اور فرمایا کہ ''میں اور یہ دونوں ایک ہیں''۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام کیے اور بندہ راقم الحروف کو کسی نے لنگر شریف کے کام کے لیے بلایا اور بندۂ ناچیز اٹھ کر چلا گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۲۶ صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک ۱۳۱۴ھ کو بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ حبیب علی شاہ اور بندہ راقم الحروف حاضر خدمت تھے۔ آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ تمھارے گھر سے کوئی خبر آئی ہے؟

شاہ صاحب نے عرض کی: ''غریب نواز کوئی خط نہیں آیا مگر بیگم صاحبہ کی طرف سے ایک تار آئی ہے۔

آپ نے پوچھا بیگم صاحبہ نے کیا تار بھیجی ہے؟ شاہ صاحب نے تار اپنی جیب سے نکال کر حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے سامنے پڑھی۔ تار کا مضمون یہ تھا کہ:

''تم جلدی گھر آؤ اور تمھیں مبارک باد ہے''

آپ نے تار کا مضمون سن کر فرمایا: ''خیر خیرا ویں ہے'' اس وقت آپ نے اپنا سر مبارک نیچے جھکا کر تبسم فرمایا کچھ دیر بعد سر مبارک اوپر کر کے یہ بیت ارشاد فرمایا۔

پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر ایک رِند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ بیت بار بار پڑھنے کے بعد یہ دوسرا بیت پڑھا۔

جامی از عشق مگو نکتہ بزاہد کہ بود
ہر محل را سخنی و ہر سخنی را محلی

القصہ اس بیت کا بھی آپ نے چند بار تکرار فرمایا۔ بعدہ اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

آپ نے فرمایا ایک شخص حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔ غریب نواز مجھے ایک رتی برابر عشق عطا فرمائیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے بھائی کئی سال گزر گئے ہیں ہم بھی چاہتے ہیں کہ ''عشق دی کڈاہیں ساکوں لت مارے ہا'' یعنی کاش ہمیں بھی کوئی عشق کی لات مارتا اور تُو ہم سے ایک رتی برابر عشق مانگتا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کے بعد یہ دوسری حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا قاضی حسن علی نام کا ایک شخص تھا جس نے ''قصہ لیلاں کوراں و جام چنسیر'' جو ایک دوسرے کے عاشق تھے'' نظم کیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قصہ منظومہ کو پسند فرماتے تھے اور اسے ماہرِ ابیات بھی فرماتے تھے۔ القصہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلے یہ عادت مبارک تھی کہ بعد نماز ظہر آفتابہ (لوٹا) ہاتھ مبارک میں لے کر

قضائے حاجت کے لیے شہر سے دور تشریف لے جاتے تھے۔ایک دن آپ اپنی عادت کے مطابق آفتابہ ہاتھ میں لے کر جا رہے تھے۔راستہ میں قاضی صاحب موصوف کی اولاد سے عمر نامی ایک شخص آپ کے سامنے آیا۔حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی بلایا وہ شخص عاجزی وانکساری سے پیش آیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا،آؤ آج تمھارا قبرستان دیکھتے ہیں۔ اسی وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ان کا قبرستان تونسہ شریف کے قریب دو میل کے فاصلہ پر موضع ٹب میں ہے۔

الغرض حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ہمراہ ان کے قبرستان روانہ ہوئے۔ جب آپ وہاں پہنچے حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا مجھے قاضی حسن علی کی قبر دکھا اور وہ صف (قبروں کی لائن) دکھا جس میں اس کی قبر ہے۔ چنانچہ وہ آدمی اسی طرف گیا پھر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لائن میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک قبر پر جا کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ مبارک کے اشارہ سے فرمایا ''ہوں'' قاضی حسن علی کی قبر یہی ہے۔اس آدمی نے عرض کی جی ہاں غریب نواز یہی قبر ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے اس کی قبر اس طرح پہچانی ہے کہ مجھے اس کی قبر سے عشق کی بُو آئی ہے۔حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔والحمد للہ علیٰ ذٰلک

۲۷ صفر المظفر بروز ہفتہ ۱۳۱۴ھ حضور غریب نواز قدس سرہ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے تشریف فرما تھے۔حبیب علی شاہ حیدر آبادی اور بندہ راقم الحروف حاضر خدمت تھے۔شاہ صاحب نے عرض کی گزشتہ برسوں حیدر آباد میں ایسا قحط پڑا کہ لوگ اپنے بیٹوں کو پانچ آنے اور چھ آنے میں بیچتے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ ماجرا سن کر فرمایا ہمارے ملک میں بھی قحط سالی ہوتی ہے مگر ایسی قحط سالی نہیں ہوتی کہ لوگ اپنے بیٹے فروخت کریں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کیسے مولوی جی؟ اگر یہاں قحط پڑے کوئی شخص اپنا بیٹا پانچ سو روپے میں بھی نہیں بیچے گا اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بیٹوں کو پانچ اور چھ آنہ میں فروخت کیا گیا ہے۔ اسی وقت آپ نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہ اپنے بیٹوں کو بیچتے جب وہ تمام عمر زردہ اور پلاؤ جیسی نعمتیں کھاتے ہیں اور ہم تمام زندگی باجرہ اور جوار کی روٹی کھاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا:

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم اجمیر شریف سے واپس آرہے تھے۔ راستہ میں روہڑی شہر ٹھہرے۔ وہاں کے کچھ لوگ ہمارے پاس آکر بیٹھے اور کچھ سکھ بھی آبیٹھے۔ وہاں کے لوگوں نے ایک حکایت بیان کی کہ یہاں کئی مرتبہ ایسا قحط پڑا کہ لوگوں نے اپنے بیٹے فروخت کیے اور لوگ آدمیوں کو کھاتے تھے۔ میں نے کہا، کیا وجہ تھی۔ ہمارے ملک میں ایسا قحط نہیں پڑتا اور تم ایسے قحط میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ پھر لوگ خاموش ہو گئے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ آخر ہماری مجلس میں موجود سکھوں میں سے ایک سکھ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس سوال کا جواب میں دیتا ہوں۔

بعد ازیں کہا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں تونسہ شریف میں کئی بار آیا ہوں اور آپ کے ملک میں کافی عرصہ رہا ہوں اور یہاں بھی ایک عرصہ سے رہ رہا ہوں۔ اس ملک کا اس مصیبت میں گرفتاری کا سبب اور آپ کے ملک کا اس مصیبت سے آزادی کا سبب یہ ہے کہ آپ کے ملک کے لوگ اگرچہ بہت سخت

کام کرتے ہیں آدھا سیر خوراک سے زیادہ نہیں کھاتے اور اس ملک کے لوگ اگر چہ ہندو ہیں کوئی محنت و مشقت نہیں کرتے صرف قلم ہاتھ میں لے کر بیٹھے رہتے ہیں مگر چار اور پانچ سیر سے کم نہیں کھاتے اور یہ لڑکے بھی ڈھائی سیر سے کم نہیں کھاتے۔ پس اگر آدھا سیر کھانے والے کو آدھا پاؤ خوراک مل جائے وہ مرے گا نہیں اور اگر چار اور پانچ سیر خوراک کھانے والے کو آدھا پاؤ خوراک ملے وہ خود بخود مر جائے گا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام کیے اور نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔ والحمدللہ علیٰ ذٰلک

۲۹ صفر المظفر بروز پیر ۱۳۱۴ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ کے سامنے رونق افروز تھے۔ شیخ غلام رسول صاحب بھی حاضر خدمت تھے۔ آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ مکھی کو مارنا گناہ ہے یا نہیں؟ شیخ صاحب نے عرض کی اگر تکلیف پہنچائے تو اس کا مارنا گناہ نہیں ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ''وہ کیا تکلیف ڈیندی ہی اینویں ودی ہے'' گویا کہ شیخ صاحب کے جواب کو حقیر جانا۔

شیخ صاحب نے عرض کی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب وہ کسی چیز پر بیٹھے تو اسے غوطہ (ڈبو کر) دے کر باہر نکال لو کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں علاج ہے۔ جب کسی چیز پر بیٹھتی ہے تو جس پَر میں بیماری ہے اس میں ڈبو دیتی ہے۔ آپ نے بطریق سوال فرمایا اس نے اگر غوطہ کھایا ہوا ہو۔ شیخ صاحب نے عرض کی پھر باہر نکال لے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا (باہر نہ آئے تاں چہ کرے کھاوے چا) گویا کہ آپ نے شیخ صاحب کا جواب پسند نہیں کیا۔

اسی دوران ایک آدمی آیا پنکھا ہاتھ میں لے کر باد کشی شروع کر دی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا کیا تو وہی آدمی نہیں جو لنگر شریف کے لیے لکڑیاں لے آتا تھا۔ اس نے عرض کی جی ہاں غریب نواز میں وہی ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"میں تیکوں نہیں سنجاتا کیوں جی پَرو کے سال بگی ڈاڑھی والا ھائیں ھُن رَتی داڑھی ھِیوِی"۔

یعنی میں نے تمھیں نہیں پہچانا کیونکہ گزشتہ سال تیری داڑھی سفید تھی اور اب لال داڑھی ہے۔ اس نے عرض کی ایک آدمی مہندی لگائے بیٹھا تھا اور مجھے کہا مہندی لگاؤ گے۔ میں نے اس کے کہنے پر مہندی لگائی ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا:

کوئی جے مکالہ مَلے بھڑوا ہووے اتیں تیکوں جے آکھے توں بھی مکالہ مَل، تو بھی مکالہ ملیسیں چا۔

یعنی اگر کوئی بھڑوا اپنا منہ کالا کرے اور تجھے بھی کہے تو بھی اپنا منہ کالا کر، کیا تو منہ کالا کر لے گا۔ سادہ آدمی تھا عرض کی غریب نواز میں نے بُرا کیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے پوچھا کیا تمھاری بیوی ہے۔ آدمی نے عرض کی جی ہاں غریب نواز پھر آپ نے یہ فقرہ اپنی زبان مبارک سے پڑھا:

"آکھیا ہوسیا زال رتا تھی ڈکھال"، یعنی بیوی نے کہا ہوگا کہ داڑھی لال کر کے دکھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر کچھ دیر خاموش بیٹھے بعدہٗ حبیب علی شاہ صاحب سے پوچھا کہ کیا حج پڑھا ہے شاہ صاحب نے عرض کی جی ہاں، غریب نواز میں نے حج پڑھا ہے اور بغداد شریف بھی گیا تھا لیکن حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سجادہ نشین کی زیارت نہیں کر سکا۔

کیونکہ ان کے دروازے پر تُرک شمشیر بردار کھڑے تھے کسی کو اندر نہیں جانے دیتے تھے۔آپ نے پوچھا اندر کیوں نہیں جانے دیتے۔شاہ صاحب نے عرض کی شاید امیرانہ طور طریقہ اختیار کیا ہوا ہوگا۔حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا:

''چہ امیری ہے پئنے زمانے دے تاں بنے ہوئے ہن''۔

یعنی: یہ کیا امیری ہے جہاں دنیا کے بھکاری بنے ہوئے ہیں۔

شاہ صاحب نے عرض کی غریب نواز لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔آپ نے غصے ہو کر فرمایا کہ ''لوگ کیا جھوٹ کہتے ہیں بلکہ مشہور ہے کہ پانچ روپے لے کر خلافت کی مُہر لگا دیتے ہیں۔اسی وقت شاہ صاحب نے عرض کی ایسی سعادت وہاں نہیں ہے جو یہاں ہے جو شخص آتا ہے شرف قدم بوسی حاصل کر کے جاتا ہے پھر آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ (ایسا تو کہیں نہیں) حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام بیان فرما کر پہلی کا چاند دیکھنے کی کوشش کی۔والحمدللہ علیٰ ذٰلک

یکم ماہ ربیع الاوّل بروز منگل ۱۳۱۴ھ نماز مغرب سے پہلے حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ شریف کے سامنے تشریف فرما تھے۔ مولوی خدا بخش صاحب جراح حاضر خدمت تھا۔آپ نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی جیو (اج ڈاڈھے سُبنج ہن خدا امان ڈیوے) کاتب الحروف کہتا ہے کہ لفظ ''سبنج'' سنگھڑ کے علاقہ میں ان علامات اور نشانیوں کو کہتے ہیں جو بارش کے آنے کی خبر دیتی ہیں۔

الغرض اس کے بعد حوادثات کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش جراح سے پوچھا وہ بارش جس میں بگی مسجد گر گئی تھی تمھیں یاد ہے۔مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز بہت سخت بارش تھی۔آپ اپنے بنگلہ میں تشریف فرما تھے اور لوگ شرف قدم بوسی حاصل

رکے جارہے تھے یہ بندہ راقم الحروف بھی قدم بوس ہوا۔ پھر حضور غریب نواز قدس سرہ' نے گوشہ چشم سے دیکھا بندہ ناچیز نے تجدید بیعت کے لیے عرض کی۔ حضور غریب نواز نے تجدید بیعت فرما کر سرفرازی بخشی۔ بعدازاں بندہ نے عرض کی غریب نواز حضور کی صورت کا نقش اس غلام کے سینہ میں بالکل نہیں ٹھہرتا۔ آپ نے فرمایا: ''خدا کریسی استعمال نال ٹھہرویسی''۔

۱۳۱۴ھ بروز منگل بعد نماز فجر حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا نو (۹) دن پہلی بارش برستی رہی تھی، اس روز سے لے کر آج تک ایسی نہیں برسی۔ حضور غریب نواز نے پوچھا کہ اس بارش کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی تقریباً چالیس سال گزر چکے ہیں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا ایسے حوادثات غالباً چالیس سال بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک سال سیّارے دوڑ رہے تھے اور لوگ کہتے تھے یہ حادثہ چالیس سال بعد واقع ہوا ہے۔

بعدازاں حضور غریب نواز نے فرمایا ایک مرتبہ ہم دریائے گھارہ کے کنارے پر تھے کہ ایک رات مشرق کی جانب سے ایک شعلہ بلند ہوا تھا، مولوی صاحب تمھیں یاد ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز یاد ہے بہت سخت روشنی ہوئی تھی۔ حضور غریب نواز اس شعلہ کے مطلع اور وقت طلوع میں اختلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور غریب نے فرمایا کہ وہ شعلہ مشرق کی جانب سے بوقت نو بجے شب طلوع ہوا اور مولوی صاحب کا دعوئ ہے وہ شعلہ جنوب کی جانب سے بوقت گیارہ بجے شب طلوع ہوا ہے۔

المختصر یہ کہ نہ حضور غریب نواز قدس سرہ نے مولوی صاحب کے قول کو قبول فرمایا اور نہ مولوی صاحب نے فرمودۂ حضور غریب نواز قبول کیا۔ بعدازاں حضور غریب نواز نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ وہ شعلہ کہاں جا گرا تھا۔

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز سُنا تھا کہ روس کے ملک میں دریا میں گرا تھا اور کہتے ہیں اس دریا کے کنارے کچھ شہر تھے وہ لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔

اسی وقت منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز ایک سال دریائے گھارہ کا پانی سیاہ ہو گیا تھا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا ہاں اس وقت میں کرم پور میں تھا، لوگ کہتے تھے کہ دریائے گھارہ کا پانی سخت سیاہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ میں نے کسی کو بھیجا تا کہ اس کی نہر سے لوٹا (برتن) بھر کر لائے۔ چنانچہ وہ آدمی لوٹا بھر کرلے آیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مثل نیل کے ہو گیا تھا اور اس کا ذائقہ تبدیل نہیں تھا پھر ہم نے یہ صورتِ مسئلہ لکھ کر بھیجی۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا سنا تھا کہ گزشتہ محرم الحرام کے شروع میں کسی علاقہ میں خون کی بارش ہوئی ہے اور اس علاقہ کے کسی آدمی نے اس حادثے کا احوال لکھ کر ملتان بھیجا ہے تا کہ علماء سے اس حادثہ کے متعلق پوچھا جائے کہ علماء اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ شیخ اکبر قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ ملک یمن میں میں جمے ہوئے خون کی بارش ہوئی ہے جو حیوانی شکل اختیار کی ہوئی تھی۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ آبی حیوان دریاؤں میں ہوتے ہیں۔ اس دوران مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز ہوا میں بھی جانور ہوتے ہیں۔

چنانچہ حبیب علی شاہ صاحب نے کہا ہے کہ ہمارے شہر حیدر آباد میں لوگوں نے اپنے بیٹوں کو چار اور پانچ آنے میں بیچا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ایک اخبار نے لکھا ہے کہ لدھیانہ اور کشمیر میں بہت سخت زلزلہ آیا ہے۔ اس سے پہلے بھی کشمیر میں متواتر چار زلزلے آئے ہیں۔ بعد ازیں آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں کلاچی گیا تھا وہاں میں نے زمین میں دراڑیں دیکھی تھیں لوگ

کہتے تھے یہ دراڑیں بڑے زلزلے سے آئی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عثمان ماچھی نے بتایا ہے کہ میرا والد راستہ میں جا رہا تھا کہ اچانک زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی اور میرا والد صاحب اس شگاف میں گر گیا۔ میرے والد کے ساتھیوں نے زمین کھود کر میت نکالنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے میت کا نشان تک نہ ملا۔ جب آپ نے یہ فوائد مکمل بیان کر دیئے۔ حافظ نکے نے عرض کیا غریب نواز چاند نظر آ گیا ہے پھر آپ چاند دیکھنے کے لیے اٹھے اور چاند دیکھ کر مسجد شریف تشریف لے گئے۔

۲ ربیع الاوّل بروز بدھ ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے کہ بات ان مصوّروں کے بارے میں چلی جو خیالی تصویر کشی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات ذہن میں نہیں آتی کہ خیالی تصویر کشی کیسے کرتے ہیں۔ مجلس میں سے کسی نے ان کی تصویر کشی کی وجہ بیان کی آپ نے فرمایا ہر جگہ قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ پھر آپ نے تمثیلاً ایک حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

آپ نے فرمایا ایک عورت کسی حکیم کے پاس گئی اور کہا میرا پستان سُست ہو گیا ہے کوئی دوا بتاؤ تا کہ میرے پستان کی سستی دور ہو جائے۔ اس حکیم نے اسے کہا کہ تم اپنے پستان پر برف باندھو تا کہ اس کی سستی ختم ہو جائے۔ القصہ اس عورت نے حکیم کی بات پر عمل کیا برف سخت تیز ٹھنڈی تھی اور پستان کا گوشت نازک برف نے اس عورت کے پستان کے گوشت کو پگھلا دیا۔ عورت

نے حکیم کے پاس آ کر شکایت کی حکیم نے کہا یہ طریقۂ علاج میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا بلکہ میں نے خصّیوں پر قیاس کیا ہے کہ خصیتین کی سُستی ٹھنڈے پانی سے ختم ہو جاتی ہے۔ حضور غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب کا قیاس یہاں درست ثابت نہیں ہوا۔

حکایت:

بعد ازاں حضور غریب نواز نے اس قیاس کی عدم درستی پر تمثیلاً ایک اور حکایت کا فائدہ بخشا کہ اسی طرح ایک مرتبہ محمود (حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ) کہیں سے چیتے کا بچہ لے کر آیا۔ اسی وقت آپ نے یہ فرمایا کہ اگرچہ اس بچہ جانور کو ہم مکروہ سمجھتے ہیں لیکن کیا کرتے ہم مجبور تھے فی الجملہ یہ کہ ایک دن میں نے محمود سے اس کی خوراک کے متعلق پوچھا اور پوچھنا بھی ضروری تھا کہ یہ کیا کھاتا ہے اور کیسا ہے؟ صاجزادہ محمود صاحب نے کہا گوشت کھاتا ہے۔

القصہ یہ کہ اسی روز میں اپنے بنگلہ میں بیٹھا تھا کہ صاجزادہ محمود صاحب نے چیتے کے بچہ کو کسی کے ذریعے میرے پاس بھیج دیا۔ پس اس شخص نے اس بچہ پلنگ کو میرے بنگلہ کے دروازے پر چھوڑ دیا پھر وہ بچۂ چیتا گھومتا ہوا میری چارپائی کے نیچے چلا گیا۔ چارپائی کے نیچے میری جائے نماز رکھی ہوئی تھی میں خوف زدہ ہوا کہ میری جائے نماز پلید ناپاک کرے گا۔ پھر میں نے حافظ محمد سے کہا کہ اس کو پکڑ کر اس شخص کے حوالے کر دو جو اس کو یہاں لایا ہے اور میں نے اسے یہ بھی کہا کہ اس بچہ چیتا کو جنوبی برآمدہ میں نیچے گراؤ۔ حافظ بیچارے نے ویسے ہی کیا۔

القصہ یہ کہ میں نے قیاس کیا کہ یہ شیر کی اقسام سے ہے اور شیر بلی کے

طور طریقے رکھتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ:

''بلی شینہ پڑھایا شینہ بلی کوں کھاون آیا''، یعنی بلی نے شیر کو پڑھایا تعلیم دی لیکن بعد میں شیر بلی کو کھانے آ گیا۔

بلی کی یہ عادت ہے کہ اگر اسے اوپر سے نیچے گرایا جائے تو پاؤں کے بل زمین پر آتی ہے اور یہ بھی پاؤں کے بل زمین پر آئے گا مگر جب حافظ صاحب نے اسے نیچے گرایا تو وہ چوتڑوں کے بل زمین پر گرا اور اس کے پاؤں پر چوٹ لگی تکلیف پہنچی وہ آدمی جو اس بچۂ پلنگ کو لایا تھا نے خواجہ محمود صاحب سے جا کر کہا کہ حافظ محمد نے اس کو اوپر سے نیچے پھینکا ہے، اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ خواجہ محمود صاحب نے حافظ صاحب کو کہلوا بھیجا کہ جیسے تو نے اس کی ٹانگ توڑی ہے میں بھی تیری ٹانگ توڑوں گا۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ محمود صاحب کو پیغام بھیجا کہ اس میں حافظ کا قصور نہیں ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ اس کو اوپر سے نیچے گراؤ اور میں نے قیاس کیا کہ یہ شیر کی اقسام سے ہے اور شیر بلی کے طور طریقے رکھتا ہے اور بلی کی عادت ہے کہ اسے اوپر کہیں سے نیچے پھینکا جائے تو زمین پر پاؤں کے بل آتی ہے اور میں نے گمان کیا کہ یہ بھی پاؤں کے بل زمین پر آئے گا۔ خواجہ محمود صاحب نے وہ بچۂ چیتا واپس کر دیا اور کہا جب تک میں حافظ کا پاؤں نہیں توڑوں گا اس بچۂ چیتا کو نہیں لوں گا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میں نے عبداللہ جان وغیرہ سے کہا اس کے پاؤں کے ٹھیک کرنے کی کوشش کرو۔ چنانچہ انھوں نے بہت کوشش کی حتیٰ کہ اس کا پاؤں ٹھیک ہو گیا اور عبداللہ جان کو رہائی ملی اور حافظ محمد چالیس دن تک خواجہ محمود صاحب سے چھپا رہا۔

اس کے بعد آپ نے گزشتہ بالا حکایت کے ساتھ برف کی تاثیر کے متعلق گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ برف کا اصل گرم نہیں ہے لیکن آگ سے منجمد ہوتی ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ گرمی کے بخار کے لیے فائدہ مند ہے اور ٹھنڈی تاثیر رکھتی ہے اور بار ہا دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی پر گرمی کا بخار غالب ہو جائے اس پر برف باندھتے ہیں فوراً ہی اس کا نفع ظاہر ہو جاتا ہے اور تعجب کا موجب بھی۔

ایک ڈاکٹر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر تھا، یہ بات سنی خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ آسمانی برف (اولے رنانواں) بھی اگرچہ تاثیر رکھتی ہے مگر وہ موجب تعجب نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل ٹھنڈک ہے۔

بعد ازاں آپ نے آتشی برف کے اثر کے ظہور پر ایک حکایت بیان فرمائی کہ اس سال ہم پاک پتن شریف سے واپس آ رہے تھے، جب ہم نور پور ٹھہرے اور اپنے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو آدمی آئے مجلس میں بیٹھ گئے اور گرمی سے پریشان تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم ڈھاڈھر سے آئے ہیں پاک پتن شریف عرس مبارک کی تاریخ پر نہیں پہنچ سکے کیونکہ ہمیں عرس مبارک کی تاریخ معلوم نہیں تھی۔ اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا کھانا تیار تھا ہم نے انھیں کھانا دلایا اور وہ سائے میں آرام کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک آدمی آیا مجھے کہا کہ وہ ڈھاڈھر والا برف منگوا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک گویا (گانے والا) ہے وہ گرمی سے بے ہوش ہو گیا ہے میں نے اسے اندازۃً ایک کلو برف دلا دی۔ الغرض برف اس بے ہوش آدمی کے سینے پر رکھی تو وہ فوراً ہوش میں آ گیا اور تندرست ہو گیا۔ چنانچہ فوراً برف کی تاثیر ظاہر ہوئی اور موجب تعجب بھی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ فوائد

بیان فرما دیئے پھر ایسا طوفانِ گرد (آندھی) آئی کہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنا مشکل ہوگیا تھا۔ بعدہٗ آپ نمازِ مغرب کے لیے کھڑے ہوگئے اور اس حادثہ (طوفانِ گرد) کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

وظیفہ برائے حصولِ روزگار:

بروز جمعہ چہارم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد از طلوع آفتاب دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ درگاہ شریف میں جلوہ افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر بادکشی کر رہا تھا۔ میانوالی کا رہائشی احمد علی نام کا ایک آدمی آیا میرے ہاتھ سے پنکھا لے کر بادکشی کرنے لگا اور بندۂ ناچیز حضور غریب کے روبرو جا کر بیٹھ گیا۔ احمد علی نے عرض کیا کہ میں بندۂ ناچیز بہت عرصہ سے اسکول میں استاذ ہوں ان کفار کی نوکری کر رہا ہوں۔ غریب نواز براہ غلام نوازی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ اس غلام کی روزی کے لیے کوئی اور سبب بنا دے تا کہ ان کفار کی ملازمت سے یہ غلام آزاد ہو جائے۔

الغرض وہ آدمی عرض کرتے وقت زار و قطار رو رہا تھا۔ چنانچہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے حال پر رحم فرما کر اسے تسلی دی اور ارشاد فرمایا ہر روز ایک سو (۱۰۰) مرتبہ سورۃ الم نشرح بعد از نماز عشاء پڑھا کر اور آپ نے اس کے لیے دعائے خیر بھی فرمائی۔

فرقہ وہابیہ شیطان ہے:

بعد ازاں اس آدمی نے عرض کی کہ غریب نواز وہاں ایک وہابی (دیوبندی) ہے، وہ کہتا ہے کوئی شیطان نہیں ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا اس آدمی کا نام کیا ہے، احمد علی نے عرض کی اس کا نام فیروز دین ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا

اس نے سچ کہا ہے، اس کے لیے شیطان نہیں ہے بلکہ وہ خود شیطان ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب شیطان کو کسی کے بارے میں مکمل یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میری طرح شیطان ہے (اس کول پھیرا بھی نہیں پیندا) یعنی شیطان اس کے پاس چکر بھی نہیں لگاتا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار کی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

حضرت مولانا صاحب کی عادت مبارکہ:

بروز ہفتہ پنجم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز ظہر شرف قدم بوسی حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ شریف میں قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے کہ حبیب علی شاہ حاضر خدمت ہوا۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت سے فارغ ہوئے۔ شاہ صاحب سے پوچھا شاہ صاحب رخصت ہونا چاہتے ہو۔ شاہ صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ پھر آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ اپنے مشائخ عظام کی زیارت کے لیے دن مقرر کیے ہوئے تھے۔ مثلاً:

- حضرت خواجہ قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے منگل کا دن۔
- حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے بدھ کا دن۔
- حضرت چراغ دہلوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے جمعرات کا دن مقرر تھا۔

ایک مرتبہ بادشاہ حضرت مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ کہیں لے گئے۔ بعد ازاں کسی نے مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ

مقررہ دن کے بغیر اپنے مشائخ کی زیارت کو جا رہے ہیں اس آدمی نے عرض کی غریب نواز آپ نے تو اپنے مشائخ کی زیارت کے لیے ایام مقرر کیے ہوئے تھے اب کیا وجہ ہے کہ مقرر دن کے بغیر اپنے مشائخ کی زیارت کو جا رہے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا اس نقصان کی تلافی کے لیے جا رہا ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے بعد ازاں اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی نے آپ سے پوچھا کہ:

''میں کوں اولیاء خدا دے اُتے دین ڈسو''یعنی مجھے اولیاء اللہ اور دین کے متعلق بتاؤ۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''اولیاء اللہ مزاروں میں ہیں اور دین کتابوں میں ہے''۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام فوائد بیان فرما کر حبیب علی شاہ کو رخصت دی اور آپ بنگلہ سے تشریف لے گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

بروز ہفتہ پانچ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف حاضر خدمت تھا۔ ایک آدمی آیا قدم بوس ہوا اس آدمی کی عادت تھی۔ جب بھی حضور غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کے قدم بوس ہوتا تھا۔ الغرض وہ شخص اپنی عادت کے مطابق جب قدم بوس ہوا تو حضور غریب نواز نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا ہر بار قدم بوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ جس دن آئے اور جس روز واپس رخصت ہو قدم بوسی کر لے۔

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وفات:

بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ وفات کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ حضور غریب نواز نے مولوی خدا بخش جراح سے پوچھا کہ "مولوی جی روایت کثیرہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا عرس شریف (وفات) کون سی تاریخ میں ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی اکثر روایات میں گیارہ تاریخ آئی ہے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس سے سوال کیا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق یا حضرت سیدنا عمر فاروق یا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے کون سی تاریخ مروی ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز اکثر روایات میں گیارہ اور بارہ تاریخ آئی ہے۔ آپ نے دوبارہ مولوی صاحب سے سوال کیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کون سی روایت آئی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز ان (صحابہ کرام) سے مروی کوئی روایت نہیں دیکھی۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ وفات معیّن نہیں ہے۔ مولوی صاحب بہت بڑا صدمہ تھا۔ اسی سبب حضور نبی کریم ﷺ کے عرس مبارک کی تاریخ معیّن نہ ہو سکی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا بڑے صدمے کی تاریخ تو بطریق اولیٰ یاد ہونی چاہیے تھی۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ شہادت کا صدمہ، ہر کسی کو معلوم ہے کہ بتاریخ ۹ محرم الحرام جامِ شہادت

نوش فرمایا، اور دس محرم الحرام کو آپ کی تدفین ہوئی اور لوگ ہر سال محرم میں قیامت بپا کرتے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے دوبارہ مولوی صاحب سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرس کی تاریخ معین نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔

مولوی صاحب: غریب نواز! اس وقت لکھنے کا رواج نہیں تھا اس لیے تاریخ وفات (عرس مبارک) معیّن نہ ہوئی۔

حضور غریب نواز: جب لکھنے کا رواج نہیں تھا تو قرآن کریم کی کتابت کیسے ہوئی۔

مولوی صاحب: تاریخ لکھنے کا رواج نہیں تھا۔

حضور غریب نواز: جب تاریخ لکھنے کا رواج نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کی تطہیر، شق صدر اور تاریخ نبوت کی کتابت کیسے ہوئی۔

مولوی صاحب: ہجرت ایک خوشی کا معاملہ تھا، اس لیے اس کی تاریخ کا تعین کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال صدمہ تھا، اس لیے عرس مبارک کی تاریخ معین نہ ہو سکی۔

حضور غریب نواز: ہجرت کی خوشی کا عمل تو اہلِ مدینہ کے لیے تھا نہ کہ مکہ والوں کے لیے۔

مولوی صاحب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے دن کوئی مسلمان مکۃ المکرّمہ میں باقی نہیں رہا تھا۔ تمام مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مکہ سے ہجرت کر گئے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "مُڈھوں کوئی نرھیاہا"، یعنی کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا (گویا کہ آپ نے یہ بات بطور تعجب کے کہی)۔

مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کو رکھا ہوا تھا، بوقت ہجرت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے چھوڑا۔ بعد ازیں مولوی صاحب نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ معظّمہ سے باہر تشریف لے جاتے وقت ایک مقام پر کھڑے ہو کر دیکھا روئے اور فرمایا ''اے مکہ تو میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے ہجرت پر مجبور نہ کرتی تو میں تجھ سے باہر نہ جاتا''۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے کیوں نہ کہا کہ مجھے اس شہر سے باہر نہ کر بلکہ ان (کفار) کو غرق کر دے۔ اس کے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ وفات اکثر روایات معتبرہ کے مطابق دو ربیع الاوّل ہے۔ اس کے بعد آپ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ قرآن کریم کا نازل ہونا کون سے مہینے میں ختم ہوا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا غریب نواز احکام شرعی کا نزول تو حجۃ الوداع میں ختم ہو گیا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ سوائے احکام شرعی کے کیا باقی قرآن کریم میں قصے ہیں اور بطور استفہام انکاری کے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کیا قصص شرعی نہیں غیر شرعی ہیں۔ گویا کہ حضور غریب نواز نے مولوی صاحب کے جواب کو ناپسند فرمایا۔ پھر مولوی صاحب خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ دیا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش جراح سے

پوچھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس کرتے تھے یا نہیں۔ اگر کرتے تھے تو کون سی تاریخ میں کرتے تھے۔

مولوی صاحب نے عرض کی، غریب نواز کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے، مگر مولوی صاحب سے سنا ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عرس نہیں کرتے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خلیفہ وہی تھے، انہیں کرنا چاہیے تھا، انھوں نے نہیں کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں کیا۔ گویا آپ نے مولوی صاحب کا جواب پسند نہیں کیا۔ دریں اثنا محمود خان بن سردار خان آیا قدم بوس ہوا حضور غریب نواز اس سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔

شب یک شنبہ یعنی چھ اور سات ربیع الاوّل کی درمیانی رات ۱۳۱۴ھ بعد نماز عشاء سعادت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر ہلا رہا تھا کیونکہ ہوا بالکل بند تھی۔ آپ نے حافظ صالح محمد کو مخاطب کر کے فرمایا صالح محمد اکتالیس یک چشم (کانڑیں) گنو تا کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجے پس حافظ صالح محمد (ممدو) اور جمال دین نے یک چشم گننا شروع کیے۔ آپ غریب نواز نے بھی بعض یک چشموں کے نام بتائے اور بندہ ناچیز کو بھی فرمایا کہ (توں بھی کوئی کانڑیں ڈس) یعنی تم بھی کوئی یک چشم بتاؤ۔ پس بندہ نے بھی دو یک چشم کے نام بتائے۔ القصہ اکتالیس یک چشم گن لیے گئے مگر ہوا نہ چلی۔ کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا ہمارا یک چشموں کا شمار کرنا ضائع گیا۔ المختصر یہ کہ اس رات ہوا بالکل نہ چلی۔ دوسری رات بہت ہی اچھی ہوا چلی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

بروز پیر ہفتم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز روضہ

مبارک کے دروازہ کے سامنے رونق افروز تھے۔ سخن در کنارہ انداختن دریا افتاد یعنی دریا کا پانی کم ہونے کے متعلق بات ہوئی تو حضور غریب نواز نے فرمایا کہ: ''جو کچھ تھیندا اہے خدا دے حکم نال تھیندا اہے'' یعنی جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ پس دریں اثنا آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا:

حکایت:

حاجی خان کاتب نے ہمیں حکایت بیان کی کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے چناب میں کشتی پر سوار تھے ''دریا کنار ہائے خود فرد انداخت'' یعنی دریا نے اپنا پانی کم کر دیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کئی بار کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے۔ ہم نے عرض کی غریب نواز ''دریا کنار ہائے خود فرومی اندازد'' آپ کیوں کھڑے ہوتے اور بیٹھتے ہیں پس حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم اسی طرح ہے۔ آگے آگے فرشتہ نشان لگا تا جا رہا ہے اور وہ بیلدار ہیں جو ایشان آنقدر کنار ہائے دریا فرومی اندازند حضور غریب نواز نے یہ فوائد بیان فرما کر عوام الناس کی باتوں کے متعلق فکر کی۔

بروز منگل ہشتم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف اور مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھے۔ آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مقدمہ بافندگان بوہڑ والا (جولاہے) تمھیں معلوم ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پہلے شریعت میں کوئی اختلاف نہیں تھا، اب شرع میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ایک ملاّ فتویٰ لکھتا ہے تو دوسرا مولوی اس کے خلاف فتویٰ لکھتا ہے۔

چنانچہ ایک آدمی ان بافندگان میں سے مولوی عبدالرزاق سے فتویٰ لکھوا

کر لے آیا اور اس کا مد مقابل بافندگان میں سے موضع بغلانی کا ایک خبیث مولوی ہے، اس سے فتویٰ لکھوا کر لے آیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے میاں علی گوہر بھی اسی طرح کہتا ہے جس طرح مُلّا بغلانیاں والا نے فتویٰ لکھا ہے۔ میاں علی گوہر حاضر خدمت تھا آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا، میاں علی گوہر کیسے ہے؟ میاں علی گوہر نے عرض کی بغلانیاں والا مُلّا اسی طرح کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا قول شریعت میں مقبول ہے۔ تب میاں علی گوہر خاموش ہوا۔

حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا ہر شخص چاہتا ہے کہ میں بڑا مولوی بنوں، اگر ایمان رخصت ہوتا ہے ہو جائے۔ یہ الفاظ آپ نے کئی بار دہرائے۔ اسی دوران اہلِ مجلس سے کسی نے بے وجہ بات کی تو آپ نے بہت ناراض ہو کر اس واقعہ کی وضاحت فرمائی کہ محمد یار بوہڑ والا نے خود یہ تمام قصہ میرے سامنے بیان کیا ہے کہ بستی بوہڑ میں دو بافندگان کا مسجد کی امامت کے بارے میں جھگڑا ہوا ہے۔ کیس عدالت لے گئے کسی نے انھیں کہا کہ مقدمہ عدالت میں کیوں لے گئے ہو اور شریعت کا فیصلہ کیوں نہیں کرایا۔ بافندگان میں سے ایک نے کہا کہ (شریعت تاں کھوتی ہے لتاں مریندی ہی) یعنی شریعت گدھی ہے لاتیں مارتی ہے۔ اس کا مخالف آدمی عبدالرزاق کے پاس گیا مذکورہ کلمات کہنے والے کے خلاف کفر کا فتویٰ لکھوا کر لے آیا۔ مذکورہ کلمات کہنے والا بغلانیاں والا مُلّا کے پاس جا کر فتویٰ لکھوالایا کہ یہ شخص ایسے کلمات کہنے سے کافر نہیں ہوا بلکہ اس کو کافر کہنے والا کافر ہوا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ قصہ تمام بیان فرما کر دوبارہ یہ ارشاد فرمایا

کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ ہم بڑے مولوی بنیں، اگرچہ ایمان رخصت ہو جائے۔ بعدہ' آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

موضع بنڈی میں ایک بافندہ تھا جو فال نکالتا تھا لوگ اس سے حال معلوم کرتے تھے۔ الغرض ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں عثمان موچی کا قرآن مجید گم ہو گیا تھا۔ عثمان موچی اس بافندہ کے پاس گیا اپنے قرآن مجید کا حال معلوم کیا۔ اس بافندہ نے اسے کہا کہ فلاں کے گھر میں فلاں جگہ فلاں چیز رکھی ہے اور قرآن مجید بھی رکھا ہے جلدی جاؤ ورنہ تمھارا قرآن مجید وہاں سے اٹھا لیں گے۔ القصہ یہ کہ جب عثمان موچی نے وہاں آکر دیکھا تو وہ تمام چیزیں وہاں موجود تھیں جو اس نے بتائی تھیں مگر قرآن مجید موجود نہیں تھا۔ پس عثمان موچی حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ فلاں اور فلاں آدمیوں نے میرا قرآن مجید اٹھا لیا ہے، مجھے واپس نہیں دیتے۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تجھے کس نے کہا ہے؟ عثمان موچی نے عرض کی، غریب نواز بنڈی والے بافندہ نے مجھے بتایا ہے اور وہ بالکل جھوٹ نہیں کہتا اور ہر وہ چیز جو اس نے بتائی ہے وہاں موجود ہے مگر قرآن مجید موجود نہیں ہے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا کہ کیا کہا تھا۔ عثمان موچی نے عرض کی، اس نے کہا تھا کہ فلاں گھر میں فلاں جگہ فلاں چیز رکھی ہوئی ہے اور تیرا قرآن مجید بھی رکھا ہوا ہے۔ جلدی جاؤ ورنہ وہاں سے کوئی اٹھا لے گا۔ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ:

(یاروا گے تاں ایہو جے شخص کوں حاکم ٹھگ گھتیندے ہن)

یعنی دوستو! پہلے تو حکام ایسے شخص کو گرفتار کر لیتے تھے۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا دو تین دن نہیں گزرے تھے کہ حاکم اس بافندہ کو گرفتار کر کے لے گئے۔ اس کے گرفتار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے کسی قوم سے کہا تھا کہ فلاں قبرستان میں خزانہ ہے۔ اس قوم نے اس کی بات پر اعتبار کر کے خزانہ کی تلاش میں قبرستان کو کھودنا شروع کر دیا مگر کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی۔ قبرستان والوں نے حکام کے پاس جا کر فریاد کی کہ فلاں قوم نے ہمارے قبرستان سے ہمارا خزانہ نکالا ہے۔ حکام نے اس قوم کی تفتیش کی پہلے تو انھوں نے انکار کیا لیکن بعد میں اقرار کیا کہ ہاں ہم نے تمھاری قبروں کو کھودا ہے لیکن کوئی چیز ہمیں نہیں ملی۔ پس حکام نے اسی قوم سے پوچھا کہ تمھیں کس نے کہا ہے؟ انھوں نے کہا موضع بنڈی میں ایک نجومی ہے، اس نے ہمیں کہا تھا۔ پس حکام اسی وقت اس بافندہ کو گرفتار کر کے لے گئے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس زمانے میں یہاں کا حاکم پنڈت تھا۔ اس نے حکم دیا ہوا تھا کہ ہر قوم میں ایک منصف مقرر کیا جائے اور اسی قوم کے مقدمات کے فیصلے وہی منصف کرے۔ ایک مرتبہ ہوتانی قوم اپنا مقدمہ پنڈت کے پاس لے گئی۔ اس نے احمد یار ہوتانی کو بلا کر کہا تو منصف بن کر اس مقدمہ کا فیصلہ کر۔ احمد یار نے کہا میں ہرگز منصف نہیں بنوں گا نہ اس مقدمہ کا فیصلہ کروں گا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور کا۔ پنڈت نے غضب ناک ہو کر کہا میں زبردستی تم سے یہ فیصلہ کراؤں گا مجھے قادری ٹوپی سے مت ڈرا اس کلاہ (ٹوپی) پر

جوتا ماروں گا اور تم سے ضرور فیصلہ کراؤں گا پس احمد یار نے سر سے ٹوپی اتار کر زمین پر رکھی اور کہا اگر ٹوپی پر جوتا مارنا ہے تو یہ ہے اور اگر میرے سر پر مارنا ہے سر حاضر ہے لیکن میں نہ تیرا منصف بنوں گا اور نہ فیصلہ کروں گا۔ پس پنڈت نے ہنس کر کہا تمھیں آفرین (شاباش) ہے کہ تمھارے اندر ایمان ہے بعدہٗ اپنے منشیوں سے کہا کہ یہ لکھو کہ احمد یار خان کو کوئی منصف نہ بنائے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا، اب ہر شخص چاہتا ہے کہ ہم بڑے مولوی بن جائیں اگر ایمان رخصت ہوتا ہے تو ہو جائے۔

فائدہ:

دیکھو! پنڈت اگرچہ کافر تھا لیکن عہدہ قضا قبول نہ کرنے اور نفرت کرنے پر ایمان کی علامت قرار دی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان کرنے کے بعد نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔ والحمدللہ علیٰ ذٰلک

بروز بدھ نہم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ عصر و مغرب کے درمیانی وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ بندہ راقم الحروف بھی حاضر خدمت تھا بغیر کسی ظاہری وجہ کے آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ "ایک مرتبہ یہاں کھیل تماشا کرنے والے آئے تھے اور تماشا یہ دکھایا کہ لمبی لکڑیاں اپنی ٹانگوں کے ساتھ باندھیں اور ایک لمبی لکڑی ہاتھ میں لے کر ٹانگوں میں بندھی ان لکڑیوں پر چل کر دکھایا۔

القصہ یہ کہ جب وہ کھیل تماشا کر کے واپس چلے گئے تو کچھ دنوں بعد خبر ملی کہ فلاں آدمی جو تمھاری کاشت کاری کرتا ہے، اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا۔

''اووت اساکوں ڈاڈھا پیار اہا اتے ڈاڈھا کم ڈیندا ہا جی جوان زور والا ہا''۔
یعنی وہ ہمیں بہت پیارا تھا بہت کام کرتا تھا اور طاقتور جوان تھا۔ آخر اسے اٹھا کر یہاں لے آئے۔ میں نے لوگوں سے اس کا حال معلوم کیا۔ لوگوں نے ہنس کر کہا کہ جب بازی گر کھیل تماشا کر کے واپس چلے گئے تھے تو اس آدمی نے کہا اس طرح میں بھی چل سکتا ہوں جو کم وقت میں زیادہ فاصلہ طے کیا جا سکتا ہے، چنانچہ پہلے تو اس نے چھوٹی لکڑیاں اپنی ٹانگوں کے ساتھ باندھیں اور دیوار کے سہارے چلنا شروع کیا۔ بعد ازاں بڑی لکڑیاں اپنی ٹانگوں کے ساتھ باندھ کر کسی سے کہا مجھے دیوار کے ساتھ کھڑا کرو، پس اس آدمی نے اس کی بات پر عمل کیا۔ الغرض جب اس نے چلنے کی کوشش کی اور ایک پاؤں اٹھایا تو دوسرے پاؤں سے ایسا گرا کہ اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا افادہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ بڑی کوشش اور مشقت سے کافی عرصہ بعد تندرست ہوا۔ بعد ازیں آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ بیت کیسا ہے؟ پائی چوبین۔ مولوی صاحب نے بیت عرض کیا۔

پائی استدلالیاں چوبیں بُود
پائی چوبین سخت بی تمکین بُود

آپ نے دوبارہ پوچھا کہ مصرعہ ثانی کیسے کہا ہے مولوی صاحب نے بیت مذکور کے مصرعہ ثانی کا تکرار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''سخت بی تمکین'' بمعنی ''اختیار سے باہر تھا''۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ یہ بیت مولانا روم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولانا فخر الدین رازی کے حق میں کہا ہے حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا فخر الدین رازی معتزلہ نہیں تھا پس مولوی صاحب

نے عرض کی کہ نہیں غریب نواز وہ اہل سنت سے تھا تمام فرقوں کی تردید کی ہے۔
مولوی صاحب نے فخر الدین رازی کی چند حکایتیں نقل کیں اور حضور غریب نواز قدس سرہٗ خاموش بیٹھے سنتے رہے تا آنکہ یہ حکایت نقل فرمائی۔

ذکر امام فخر الدین رازی و شیخ نجم الدین کبریٰؒ:

فخر الدین رازی جب پہلے شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے شیخ صاحب نے انھیں ایک ورد/وظیفہ پڑھنے کو دیا انھوں نے چند روز شیخ کے دیئے ہوئے وِرد کو پابندی سے پڑھا بعد چند دن کے شیخ صاحب کی خدمت میں آکر پوچھا کہ میرے باطن میں یہ کیا حرکت ہے شیخ صاحب نے فرمایا تجھے حرکت سے کیا کام تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ فخر الدین رازی نے عرض کی پوچھنا ضروری ہے پس شیخ نے فرمایا تمھارے باطن میں علم کے نقوش ہیں فرشتے ان کو تمھارے سے مٹاتے ہیں تمھارے اندر یہ حرکت اسی سے ہے۔ اور یہ علم تم بھول جاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمھیں ایک ایسا علم عطا فرمائے گا جو اس علم سے بہتر ہوگا اور یہ علم بھی دوبارہ عنایت فرمائے گا۔ پس فخر الدین رازی نے کہا ابھی یہ علم یقینی ہے اور اس علم کا حصول احتمالی ہے لہٰذا اس یقینی علم کو احتمالی علم کی خاطر نہیں چھوڑتا پس فخر الدین رازی نے شیخ کا وِرد چھوڑ دیا۔

الغرض مدت کے بعد ایک دن شیخ صاحب وضو کر رہے تھے اور وضو کرانے والا شاگرد فخر الدین رازی تھا۔ شیخ صاحب نے انھیں فرمایا آج کے دن تیرے استاد کا شیطان کے ساتھ مقدمہ (واردات) ہے شاگرد نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی میرا استاذ شیطان پر غالب آئے گا۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ تیرا استاذ کیسے غالب آئے گا ان کے شاگرد نے عرض کی کہ اس لیے

غالب ہوگا کہ میں صدقِ دل سے یہاں (آپ کی خدمت میں) پہنچا ہوں۔

الغرض مولوی صاحب نے جب حکایت یہاں تک بیان کی تو حضور غریب نواز قدس سرہ' آب دیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ شاگرد فخر الدین رازی نے کیا ہی عمدہ کلمہ کہا ہے بعدہ' مولوی صاحب نے حکایت مکمل کی کہ آخر فخر الدین رازی شیخ صاحب کی مدد سے سلامتی ایمان کے ساتھ گئے۔

بنگلہ شریف کا طواف:

بعدازاں کلمات صدق میں گفتگو ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے تمثیلاً اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ مولوی یار محمد بندی والا نے مجھے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ میں رات کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے آیا اور دیر ہوگئی تھی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے آنکھوں میں سُرمہ لگایا ہوا تھا میں نے سمجھا کہ آنکھوں میں سرمہ لگانے کے بعد شاید حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے کوئی نہیں جاتا۔ فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا مولوی یار محمد نے کہا اس وقت تو شرف زیارت حاصل نہ ہوئی۔ پس صبح تہجد پڑھ کر حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لیے بنگلہ شریف کے قریب گیا بنگلہ شریف کا دروازہ کھلا ہوا تھا دروازہ کے باہر سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کر کے بنگلہ شریف کی شمالی مشرقی کھڑکی کے قریب جا کر بیٹھ گیا دیکھا کہ اچانک ایک خوبصورت بھاری جسم شخص آیا بنگلہ شریف کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا کہ ایسا حلیہ جو مولوی یار محمد نے بیان کیا ہے، ایسا ہی حلیہ عباس خراسانی کا تھا جو شعر پڑھتا اور گریہ کرتا تھا۔ یہ عباس خراسانی ایک مرتبہ یہاں آیا تھا پھر نہیں آیا۔ القصہ یہ کہ مولوی یار محمد نے کہا کہ وہ شخص بنگلہ شریف کا طواف کرتا رہا جب وہ بنگلہ شریف کے جنوبی

دروازے کے سامنے آتا سر نیچے جھکا کر یہ مصرعہ کہتا۔

چوں ترا دیدم خدا را دیدہ ام

ترجمہ: جب میں نے آپ کو دیکھا ہے گویا کہ خدا کو دیکھا ہے۔

فی الجملہ یہ کہ صبح تک اس کا کام یہی ہوتا نہ وہ بس کرتا اور نہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے منع فرماتے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت مکمل بیان فرما کر یہی مصرعہ آہستہ آواز سے کئی بار پڑھا اور ہر بار آپ آبدیدہ ہو کر فرماتے۔ ''سبحان اللہ'' آپ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے اور نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز جمعرات دہم ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ عصر و مغرب کے درمیان شرفِ قدم بوسی حاصل ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے گزشتہ رات میاں غلام رسول سے پوچھا ہے کہ مجد دالدین بغدادی رضی اللہ عنہ کس کے مرید تھے۔ میاں غلام رسول نے بتایا کہ مجد دالدین رضی اللہ عنہ شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں ان کے درمیان ایک واسطہ ہے۔ فی الجملہ یہ کہ میں نے کہا کہ کتاب مرأت اور سلسلہ دیکھو۔ میاں غلام رسول نے کتاب مرأت اور سلسلہ دیکھا تو دونوں میں ہر دونوں حضرات کے درمیان علی لالہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسطہ ہیں۔ پس مولوی خدا بخش نے عرض کیا کہ کتاب نفحات میں واسطہ نہیں لکھا ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا صاحب مرأت نے نفحات الانس کا حوالہ دیا ہے پھر مولوی خدا بخش خاموش ہو گئے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا بخشا کہ مجد دالدین بغدادی رضی اللہ عنہ حکیم سنائی صاحب رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے اور اس کی

والدہ صاحبہ حکیمہ تھیں۔فی الجملہ یہ کہ اس کی والدہ صاحب نے اسے شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تربیت باطنی کے لیے بھیجا پس شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے استنجا خانہ کی صفائی اور وضو کرانے کی ذمہ داری سونپ دی۔مجد الدین رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ نے یہ قصہ سن کر شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کہلوا بھیجا کہ مجد الدین کو کسی دوسرے کام میں مصروف رکھو اور میں دس غلام (نوکر) بھیجتی ہوں آپ جو کام کہیں گے وہ خدمت کریں گے۔شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے کہلوا بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حکیمہ ہیں اور یہ کیا بے وقوفی ہے کہ مرضِ صفرا تیرے بیٹے کو ہے اور دوا میں نوکروں کو دوں۔پس مجد الدین رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ خاموش ہو گئیں۔اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مجد الدین رضی اللہ عنہ کے نصیب اچھے تھے کہ شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مقیم رہا بعدہٗ یہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

صاحب مرأت کا مجد الدین بغدادی رضی اللہ عنہ اور شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان علی لالہ صاحب رضی اللہ عنہ کا واسطہ بیان کرنے کی مطابقت اس قصہ سے یہ ہے کہ ہمارے خلیفہ محمد باران صاحب رضی اللہ عنہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے سے قبل حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے جب بھی خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی بیعت ہونے کی عرض کرتے تو حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ ان کے جواب میں ارشاد فرماتے کہ:

"داما نیا اجاں وقت بیعت تیری دا نہیں آیا تاں"

یعنی ابھی تیرے بیعت ہونے کا وقت نہیں آیا۔

کچھ مدت کے بعد جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ سے ملنے والی مجاز بیعت سے مشرف ہوئے تو حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس سے بیعت ہو۔ پس سب سے پہلے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت سے خلیفہ صاحب مشرف ہوئے۔

ممکن ہے کہ اسی طرح حضرت مجد الدین بغدادی رضی اللہ عنہ شیخ نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں علی لالہ صاحب رضی اللہ عنہ کے خلافت دینے سے پہلے رہتے ہوں اور شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے انھیں بیعت نہ فرمایا ہو۔ پس حضرت علی لالہ صاحب رضی اللہ عنہ نے خلافت دینے کے بعد انھیں فرمایا ہو کہ مجد الدین رضی اللہ عنہ کو بیعت کرو۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام فوائد بیان فرما کر سفر دہلی کا ذکر شروع کیا۔

طریقہ برائے زیارت مشائخ دہلی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی دہلی سے حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کرے تو دہلی کی مشرقی طرف سے دہلی سے باہر نکلے۔ اور جب حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ سے حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت آئے اور وہاں سے دہلی جانے کا ارادہ کرے پس وہاں ایک راستہ ہے اگر اس راستہ سے کوئی دہلی آئے تو دہلی کی مغربی جانب سے دہلی میں داخل ہو۔

القصہ ایک مرتبہ ہم اسی راستہ سے دہلی آرہے تھے راستہ میں بہت سے مکانات شکستہ اور خراب کھڑے تھے اور راستہ میں ایک بڑا بلند و بالا محل کھڑا دیکھا

ہم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ یہ جنتر منتر ہے۔ پس میں سمجھ گیا کہ یہ پنڈتوں کی رصدگاہ ہے اس پر وہ کھڑے ہو کر ستاروں کا احوال دیکھتے اور ستاروں کا حساب کرتے ہیں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اپنے گھنٹہ گھر کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کبھی اس کو بھی لوگ کہتے ہوں گے یہ بھی جنتر منتر ہے۔ دریں اثنا مولوی خدا بخش نے عرض کی کہ کہتے ہیں کہ دہلی ۳۰۰ھ میں آباد ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی ملتان سے بہت پہلے آباد ہوا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ملتان قدیمی (پرانا) ہے یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

بروز جمعۃ المبارک ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے جلوہ افروز تھے آپ نے مولوی خدا بخش جراح سے پوچھا کہ "پانچ روزہ ہزار سالی" لوگوں میں مشہور ہے کیا حدیث شریف میں ذکر ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز حدیث شریف میں ذکر ہوا ہے۔ بعد ازاں آپ نے سوال کیا کہ صحیح حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیر صحیح میں ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز تفسیر مدارک میں اس کا ذکر آیا ہے اور صاحبِ تفسیر مدارک نے صحیح بیان کیا ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا تفسیر مدارک کس نے لکھی ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ کنز الدقائق کے مصنف مفتی الثقلین کی تصنیف ہے۔

اسی دوران حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ (رزقہ اللہ رضاء والدہ) نے عرض کی کہ مفسرین میں سے صرف یہی ایک صاحب تفسیر مدارک حنفی المذہب ہے باقی تمام مفسرین شافعی المذہب ہیں۔ بعد ازاں حضور

غریب نواز نے سوال کیا کہ پانچ دن ہزار سالی کے کون کون سے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز مجھے یاد نہیں ہیں۔ بعدہٗ آپ نے شیخ غلام رسول صاحب سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ میاں غلام رسول تمھیں یاد ہے۔ شیخ صاحب دو روز بتا کر خاموش ہو گئے۔

پس حافظ محمد ٹھیکر والا جو حافظ نکا کے نام سے مشہور تھے نے عرض کی یہ کچھ بیت ہیں ان ابیات میں ہزار سالی دنوں کا ذکر ہے۔ حضرت غریب نواز قدس سرہٗ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور حافظ نکا نے ابیات پڑھنا شروع کیے۔ حافظ نکا کی آواز میں ضعف تھا اس لیے جو بیت حافظ نکا پڑھتا مولوی صاحب مذکور ان ابیات کی ترجمانی کرتا۔ وہ ابیات یہ ہیں۔ (ابیات):

زنقل مدارک عیانست گنج
کہ روزہ ہزار یست در سال پنج
یکے بیست و دوئیم محرم شُمر (۲۲ محرم الحرام)
امامت درآن حضرت نامور
ربیع الاوّل دو بدہ شد تمام (۱۲ ربیع الاوّل)
وفات پیغمبر علیہ السلام
دگر بیست و ہفتم زماہ رجب (۲۷ رجب المرجب)
درآن بُود معراج شاہ عرب
دگر بیست و پنجم بذی القعدہ ماہ (۲۵ ذیقعد)
بنا کعبہ شُد درآن ساز گاہ
دگر ہژ دہم ماہ ذی الحج دان (۱۸ ذی الحج)
مرتب شدہ کعبۂ مؤمنان

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ ابیات سن کر مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا تفاسیر میں احادیث ہوتی ہیں؟ مولوی صاحب نے عرض کی کہ جی ہاں غریب نواز تفسیروں میں حدیثیں ہوتی ہیں بلکہ وہ تفسیر زیادہ افضل ہوتی ہے جس میں احادیث زیادہ ہوں۔

ائمہ کرام کی اطاعت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن مجید کو سوائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی نے نہیں سمجھا اور احادیث کو ائمہ عظام کے سوا کسی نے نہیں سمجھا اور ہمیں ائمہ کرام کی تابعداری واطاعت کرنی چاہیے۔

ذکر امام ابو حفص اور امام بخاری:

بعد ازاں مولوی صاحب نے امام بخاری علیہ الرحمۃ اور امام ابو حفص کبریٰ علیہ الرحمہ کے متعلق حکایت بیان کی کہ امام ابو حفص کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ دینے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے تم فتویٰ مت دو حدیث شریف روایت کیا کرو اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو مجتہد سمجھ کر فتویٰ دیتے تھے اور فتویٰ دینے سے باز نہیں آتے تھے۔

القصہ یہ کہ ایک دن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر کسی نے پوچھا کہ دو لڑکوں نے ایک بکری کے پستان سے دودھ پیا ہے کیا ایک دوسرے پر حرام ہوں گے۔ پس انھوں نے ایک دوسرے پر حرام نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ جب یہ فتویٰ امام ابو حفص کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو امام ابو حفص کبریٰ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس فتویٰ میں غلطی کی

ہے کیونکہ اس پستان سے مراد انسان (عورت) کا پستان ہے۔ عام حیوان کا پستان مراد نہیں ہے۔ جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو امام بخاری علیہ الرحمۃ کے لیے باعث ایذا ہوئی حتیٰ کہ انھیں بخارا شریف سے باہر نکال دیا گیا۔

دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہ' نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ کیا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس فتویٰ سے رجوع نہیں کیا تھا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ جی ہاں غریب نواز اس فتویٰ سے رجوع نہیں کیا تھا۔ بعدہ' حضور غریب نے فرمایا کہ کہتے ہیں کہ مجتہد متعصب نہیں ہوتا اور اس فتویٰ سے رجوع نہ کرنا محض تعصب اور خود غرضی ہے۔

بعد ازاں آپ نے ارشاد فرمایا اس نفس خبیث کا علاج اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا کسی دوسرے نے نہیں کیا۔ یہ تمام فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز ہفتہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل تشریف فرما تھے مولوی خدا بخش جراح حاضرِ خدمت تھا۔ حضور غریب نواز نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ عرس (وفات) مبارک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کب ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز یاد نہیں ہے پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ عرس مبارک (وفات) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کس دن ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز یاد نہیں ہے بعدہ' حضور غریب نواز نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حضرت سیدنا امیر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات کب ہے، پس مولوی صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز یاد نہیں رہا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا عرس مبارک (وفات) حضرت علی المرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ گمان اسی طرف جاتا ہے۔ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات جمادی الاوّل میں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین ماہ زندہ رہے ہیں۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ اس حساب میں مولوی صاحب سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ اگر بعد از وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو سال تین ماہ اور چند دن شمار کیے جائیں تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات جمادی الثانی میں ہوتی ہے اور اسی طرح ہے۔ (مدت خلافت سیدنا ابو بکر الصدیق، بحوالہ تاریخ الخلفاء دو سال سات ماہ ہے۔ صفحہ ۱۵۳)

الغرض بعد ازاں حضرت غریب نواز قدس سرہ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کتنی مدت خلیفہ رہے؟ مولوی صاحب نے عرض کی کہ دس سال خلافت پر فائز رہے۔ (تاریخ الخلفاء میں آپ کی مدت خلافت گیارہ سال درج ہے۔ صفحہ ۲۱۵ حاشیہ۔ مترجم)

بعد ازاں آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حضرت سیدنا امیر عثمان رضی اللہ عنہ کتنی مدت خلافت پر فائز رہے مولوی صاجب نے عرض کی کہ غریب نواز حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال مسندِ خلافت پر فائز رہے۔ بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان سے پوچھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ کتنا عرصہ خلیفہ رہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ پانچ سال خلافت فرمائی ہے۔

پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت سیدنا امیر عثمان صاحب رضی اللہ عنہ کی مدتِ خلافت کے سالوں پر تعجب کا اظہار فرمایا۔

بعد ازاں مولوی صاحب نے عرض کی کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہے۔ پھر آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ اس حدیث کے کیا معانی ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ یعنی اس مدت میں ظلم نہیں ہوگا اور اس کے بعد ظلم ہوگا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ بات سُن کر ارشاد فرمایا حضرت سیدنا امیر عثمان رضی اللہ عنہ کو بے گناہ قتل کیا گیا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بے گناہ شہید کیا گیا اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز اس سے میری مراد یہ ہے کہ خلیفہ ظالم نہیں ہوگا۔ پس حضور غریب نواز نے فرمایا اس حدیث شریف کے یہ معانی نہیں ہیں بلکہ یہ معانی ہیں کہ وہ (خلفاء راشدین) بار خلافت حصول دنیا کے لیے نہیں اٹھائیں گے بلکہ اعلائے کلمہ حق، تقویتِ دین اور احکامِ شرعی کے اجراء کے لیے بارِ خلافت اٹھائیں گے۔ اس مدت (یعنی تیس سال) کے بعد حصول دنیا کے لیے خلافت قبول کریں گے بلکہ خلافت کے طلبگار ہوں گے۔

دریں اثنا مولوی صاحب نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زیادہ جزع وفزع (بے صبری) نہیں کی، جب تک زندہ رہے اور وہی جزع وفزع ان کے اندر رہی اور پگھلتے رہے اندر کا غم اگر ظاہر کیا جائے تو شاید اندر کی تسلی ہوتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جی ہاں تسلی ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ خواجہ حافظ صاحب علیہ الرحمۃ کے یہ دوبیت ارشاد فرمائے۔

حافظا در عشق بازی کم زنِ ہندو مباش
کو برائے مُردہ سوزد زندہ جانِ خویش را

آشکارا سوختن ایں شیوۂ ہندو زن ست
مردِ صادق آن بُود سُوزد نہانِ خویش را

یعنی اے حافظ! عشق بازی میں ہندو عورت سے کم ہمت نہ ہونا جس نے ایک شخص (اپنے شوہر) کے لیے اپنے آپ کو زندہ جلایا ہے۔ یہ ظاہراً جلانا تو ہندو عورت کا طریقہ شیوہ ہے لیکن مرد صادق وہ تھا جس نے عشق کی آگ میں اپنا باطن جلایا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے دوسرے شعر کے مصرعہ ثانی میں "سوزد نہاں" کے بجائے کلمہ "پنہاں بسوزد" پڑھا۔ فی الجملہ یہ کہ آپ نے ان دو بیتوں کا تکرار فرمایا۔ بعدہٗ اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک اخبار نے لکھا ہے کہ مرہٹہ شہر میں ایک ہندو حالتِ نزع میں تھا۔ اس کی عورت نے اسے کہا کہ غم نہ کر میں بھی تمھارے پاس پہنچتی ہوں۔ یہ بات کہہ کر شوہر کے پاس سے اُٹھ کر گھر کے کمرہ میں گئی غسل کیا اور مٹی کا تیل اپنے اوپر ڈالا اور ایک تختہ پر لیٹ کر اپنے آپ کو آگ لگا دی۔ الغرض ان کا ایک متبنیٰ (لے پالک لڑکا) تھا وہ ماں کی تلاش میں آیا گھر کے کمرے کا دروازہ بند تھا اور دھواں کمرے سے باہر آ رہا تھا بڑی کوشش سے جب دروازہ کھولا گیا تو وہ عورت مر چکی تھی، جب اس کے شوہر کے پاس گئے تو وہ بھی مر چکا تھا۔ گویا کہ ایک ہی وقت میں دونوں کی روح نکلی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ نے جب یہ فوائد مکمل بیان فرما دیئے نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

نماز کی صف بندی کے وقت بھی بارہا مرتبہ ملفوظات آپ کی زبان مبارک سے سُنے گئے۔ چنانچہ فرماتے تھے: "صف سِدھی کرو پیراں دو تکو" (یعنی

صف سیدھی کرو اور اپنے اپنے پاؤں دیکھو) اور کئی مرتبہ بوقتِ دعا آپ کی زبان مبارک سے سنا گیا فرماتے تھے۔ ''یا اللہ شریعت میں استقامت عطا فرما اور بخشش دے۔ یہ بھی سنا گیا کہ وَتْ بھی فاتحہ خیر آکھو خدا تقصیراں معاف فرمائے۔

بروز اتوار ۱۳ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ نماز مغرب سے پہلے حضور غریب نواز قدس سرہ خانقاہ شریف سے اُٹھ کر مسجد شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مولوی خدا بخش صاحب جراح نے ایک شخص کا نام لے کر عرض کی کہ وہ کہتا ہے کہ میرے والد نے بیان کیا ہے کہ جب میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ملفوظات جمع کرتا تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میرے ملفوظات میں انگریزوں کے حالات نہ لکھنا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ بات سن کر غصے ہوئے اور فرمایا کہ ''خبیث اپنے واسطے سند بنیندا اھا'' یعنی وہ اپنے لیے سند بنانا چاہتا تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ملفوظات جمع کیے ہیں۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ بات محض جھوٹ ہے، لہٰذا اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مزاج مبارک ایسا تھا کہ اگر کوئی شخص کہتا کہ میں ملفوظات جمع کروں گا، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں ملفوظات جمع کرتا ہے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے فرماتے تھے کہ ''خبیثا چہ لکھیسیں نہ لکھ۔'' (اے نالائق کیا لکھنا چاہتا ہے مت لکھ)۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو شخص حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ملفوظات جمع کرتا خفیہ طور پر جمع کرتا تھا اور کوشش کرتا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ملفوظات جمع کرنے والا اگر کوئی لفظ بھول جاتا یا کسی لفظ میں شک پڑ جاتا پھر کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ عرض کرے کہ غریب نواز فلاں لفظ کیسے فرمایا تھا بلکہ وہ انتظار کرتا تھا کہ حضرت

صاحب رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ اس لفظ کا اعادہ فرمائیں اس کے بعد آپ نے ایک شخص کا نام لیا۔ (بندہ راقم الحروف کا غالب گمان یہ ہے کہ محمد درزی کا نام لیا) اور فرمایا اس نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک جن رہتا ہے وہ حافظِ قرآن ہے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتا ہے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اسے فرمایا کہ ''خبیثا کیڑھا جن ھے میں کون تان خبر نھیں'' اے نالائق وہ کون سا جن ہے مجھے تو معلوم نہیں ہے۔

پھر اس نے ایک شخص کا نام بتایا اور عرض کی فلاں جن ہے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ وہ کس طرح جن ہے۔ اس نے عرض کیا کہ غریب نواز ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں رہتا ہے یعنی تمھارا وطن کونسا ہے اس نے ایک ایسا مقام (جگہ) بتائی ہے کتابوں میں لکھا ہے ایسی جگہ جنّات کی ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''اے نالائق تو نے پہلوں (سلف) کے ملفوظات سے میرا اعتبار ختم کر دیا ہے، انھوں نے بھی تیری طرح ملفوظات لکھے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا'' یہ ملفوظات امام الدین نے لکھے ہیں۔ معرکہ (احباب) صحیح کہتے ہیں یہ امام الدین نے خود سنا (لکھا) ہے بلکہ کچھ لوگ (احباب) حجرے میں ہوتے تھے پس ان میں سے جو شخص حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے جو لفظ سنتا وہ شخص امام الدین کے پاس آ کر بتاتا پھر امام الدین اسے لکھ لیتے تھے ان میں ایک شخص تھا (آپ نے اس کا نام بھی لیا مگر میں کاتب الحروف بھول گیا ہوں) آپ نے فرمایا وہ بہت ہی با اعتبار شخص تھا جو کچھ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے

سنتا اسی وقت کاغذ پر لکھ لیتا اور امام الدین کے پاس آکر بیان کرتا تھا۔حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے یہ فوائد تمام فرما کر ختم شریف (ختم خواجگان) میں مشغول ہو گئے۔والحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

بروز پیر اور بدھ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ عصر اور مغرب کے درمیانی وقت حضور غریب نواز قدس سرہ‘ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل تشریف فرما تھے صحبت دولت حاصل ہوئی بندہ کاتب الحروف اور مولوی خدا بخش جراح حاضرِ خدمت تھے آپ نے مولوی صاحب مذکور سے پوچھا کہ کیا تمھارا بند بھر گیا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا کہ غریب نواز معلوم نہیں کوئی آیا ہی نہیں جو آکر بتاتا۔آپ نے فرمایا تمھارا شاگرد کوئی نہیں؟ جو معلوم کر کے آئے مولوی صاحب مذکور نے عرض کی غریب نواز ایسا شاگرد کوئی نہیں۔پس حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے فرمایا مولوی جی تم بالکل پڑھاتے ہی نہیں ہو۔مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز میں تو پڑھاؤں گا لیکن پڑھنے والا کوئی نہیں۔پس حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے فرمایا کہ:

”جیکر تساں پڑھاوھا تاں کوئی تان آن پھسّے ھا“

یعنی اگر تم پڑھاتے تو کوئی تو آپھنستا۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ جی ہاں! پڑھنے والے کم ہو گئے ہیں ملتے ہی نہیں ہیں۔اگر کوئی طالب علم مل جائے تو استاذ (تعلیم دینے والا) نہیں ملتا۔

بعد ازاں آپ نے مولوی صاحب مذکور سے پوچھا کہ مولوی جی! تمھیں مولوی علی محمد یاد ہے مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز یاد ہے لیکن میں ایک نا سمجھ بچہ تھا۔اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی علی محمد یہاں بہت اچھا پڑھاتے تھے اگر طالب علم ہوتے تو وہ اس

کی تعلیم سے سیر نہ ہوتے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مولوی علی محمد بڑے فقیہہ تھے پس حضور غریب نواز نے فرمایا کہ یہ بھی فقہ میں ماہر تھا مگر مولوی عمر آخوند فقہ میں بہت مضبوط تھا۔ بعدہٗ آپ نے چند علماء کے نام لیے اور ان کی تدریس کے اوصاف بیان فرمائے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اساڈا میاں جی (حافظ حسن) بھی اساڈے پڑھاون تی اگے پڑھیندا ہا'' جب ہم دونوں بھائیوں کو ان کے سپرد کیا گیا تو انھوں نے پڑھانا چھوڑ دیا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ صاحبزادگان کی عادت ہے کہ ماسوائے استاذ کے کسی کے سامنے ایک حرف بھی منہ سے نہیں نکالتے۔ اب یہ میرے بچے کہتے ہیں ہم مطالعہ کر رہے ہیں اور سبق کا تکرار (دُہرا) کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر آزمایا ہوا ہے۔ مجھے تمھاری بات پر کیسے اعتبار آئے۔ بعدازیں آپ نے فرمایا البتہ میں اپنے استاذ کے سامنے کوئی حرف پڑھ لیتا تھا اور میاں خیر محمد صاحب استاذ کے سامنے ایک حرف بھی منہ سے نہیں نکالتے تھے اکثر اوقات آتے ہی نہیں تھے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مجھے ان کے پیچھے دوڑاتے تھے۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ میاں خیر محمد صاحب کے پڑھانے کی ایسی کوشش فرماتے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے ایمان لانے کے لیے کوشش فرمائی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ اسی طرح میاں خیر محمد صاحب بھی علم کی دولت سے محروم رہے۔

بعدازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ والد صاحب رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض رہتے تھے اور میاں خیر محمد سے خوش رہتے، کیونکہ جب والد صاحب رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے فلاں چیز لے کر آؤ۔

اگر مجھے خشکی (یعنی غصہ) ہوئی ہوتی تو میں وہیں کھڑے انکار کر دیتا، وہاں سے روانہ ہو کر کسی دوسری طرف چلا جاتا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس وہ چیز لینے نہیں جاتا تھا اور جب والد صاحب رضی اللہ عنہ میاں خیر محمد صاحب کو فرماتے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے فلاں چیز لے کر آؤ۔ پس وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فوراً جاتے اور وہ چیز حضرت صاحب سے مانگتے۔ اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس چیز سے منع فرماتے کہ نہیں ہے تو میاں خیر محمد ''جھگڑا کرے ہا اتے رُو یہا اتے رُس پو و یہا۔''
یعنی: جھگڑا کرتا، روتا اور رُوٹھ جاتا تھا۔ فی الجملہ یہ کہ جب تک حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے وہ چیز نہ لے لیتا واپس نہ آتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ ایک مرتبہ میاں حیات عمرانی ہراتی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بطور نذرانہ ایک خراسانی بکرار (دنبہ) لے آیا۔ الغرض میاں مذکور ابھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہیں پہنچا تھا کہ میاں قادر بخش اور میاں خالق داد اس کے پاس آئے بکرا پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے (یعنی چھیننے کی کوشش کی)۔

الغرض ہر چند میاں مذکور نے ان کو منع کیا، تھپڑ مارے اور کہا کہ ''نہرو میں کوں مُلاّ تائیں تا پہوںچن ڈیوو۔'' یعنی اے نہرو مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تک پہنچنے دو۔ انھوں نے بالکل نہیں چھوڑا۔ اسی دوران میاں خیر محمد صاحب دور سے نظر آئے جب میاں قادر بخش اور خالق داد نے میاں خیر محمد صاحب کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ اور میاں خیر محمد نے آ کر بکرا لے لیا۔ پس میاں حیات ان کو بھی تھپڑ مارنا چاہتا تھا مگر لوگوں نے کہا یہ میاں خیر محمد صاحب ہیں تب میاں حیات تھپڑ مارنے سے باز آئے۔ اور کہا کہ کچھ صبر کر حضرت صاحب تک پہنچنے دو۔ آخر

میاں خیر محمد صاحب بکرے کے ساتھ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہم نے دوز سے دیکھا کہ آخر خیر محمد شور اور طاقت سے وہ بکرا لے گئے۔

اس حکایت کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ دوسری مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک اور خراسانی بکرا بطور نذر لایا گیا آپ نے معرکہ پیر بھائیوں سے پوچھا کہ فقراء میں سے کون شخص باقی رہ گیا ہے جسے کوئی چیز نہ ملی ہو۔کسی نے عرض کی کہ مولوی عمر آخوند رہ گیا ہے پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بکرا اسے دے دو۔القصہ یہ کہ ایک آدمی مولوی مذکور کو بلانے چلا گیا اِدھر سے میاں خیر محمد آگئے اور اُدھر سے مولوی عمر آگیا۔بکرے کو ایک طرف سے میاں خیر محمد نے پکڑا اور دوسری طرف سے مولوی عمر نے پکڑ لیا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی عمر سے فرمایا کہ

"چھوآر کوں دھکا ڈے اتے دنبہ گِھن ونج"

یعنی لڑکے کو دھکا دے کر دُنبہ لے جا۔مگر مولوی عمر نے ادب کیا۔آخر دُنبہ میاں خیر محمد صاحب لے گئے۔پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے والد صاحب کو کہلوا بھیجا کہ جب خیر محمد سو جائے بکرا مولوی عمر کو دے دینا۔قبلہ والد صاحب کو یہ بات پسند نہ آئی۔القصہ جب رات آئی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مائی عزت صاحبہ کو پیغام بھیجا کہ خیر محمد سو گیا ہے یا نہیں؟ مائی عزت صاحبہ نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز وہ سو گیا ہے۔حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے قبلہ والد صاحب رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ بکرا کھول کر مولوی عمر کو دے دیں۔والد صاحب رضی اللہ عنہ نے مجبوراً بکرا کھول کر مولوی مذکور کو دے دیا۔صبح کو خیر محمد فریاد کرتا ہوا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا حضرت

صاحب رضی اللہ عنہ نے میاں خیر محمد سے فرمایا تسلی کرو تمھیں دوسرا بکرا دوں گا۔
میاں خیر محمد نے عرض کیا کہ نہیں نہیں میں ابھی بکرا لوں گا۔ اسی دوران حضور
غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو امر
اختیاری تھا جو چیز چاہتے کہ ابھی موجود ہو جائے فوراً حاضر کر دی جاتی۔

فی الجملہ یہ کہ حضرت صاحب رضی اللہ تعالیٰ نے میاں خیر محمد صاحب
سے فرمایا کل صبح تجھے بکرا دوں گا۔ الغرض دوسرے روز کسی نے ایک موٹا تازہ
خراسانی بکرا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذر پیش کیا تو حضرت
صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر محمد کو بلاؤ اسے راضی کریں۔ جب میاں خیر محمد
صاحب آئے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا یہ بکرا بڑا ہے تجھے چھوٹا
بکرا دوں گا یہ کسی اور کو دیتا ہوں۔ میاں خیر محمد نے کہا نہیں نہیں میں یہی بکرا لوں گا۔
الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وہ بکرا میاں خیر محمد کے حوالے کیا۔ پس
میاں خیر محمد صاحب اس بکرے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ اچانک گر پڑے اور
بازو ٹوٹ گیا اور بازو کے درد کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا۔ پھر قبلہ والد صاحب فریاد
کرتے ہوئے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ
غریب نواز خیر محمد کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خیر میاں خیر ہے''۔ قبلہ والد صاحب نے پھر عرض کی غریب نواز بخار
بھی ہو گیا ہے اور خیر محمد کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر
ارشاد فرمایا کہ ''خیر میاں خیر ہے'' حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ حکایت بیان
فرما کر ارشاد فرمایا میاں خیر محمد جب کہیں بھاگ جاتے تو حضرت صاحب رضی اللہ
عنہ اسے گھر واپس لا کر فرماتے:

''جو پتھر اپنی جگہ پڑا رہتا ہے بھاری (وزنی) ہو جاتا ہے تم بھی اپنی

جگہ پر رہو۔ جلد بازی نہ کرو۔"

بروز منگل ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نماز عصر کے بعد روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ دولت صحبت حاصل ہوئی۔ مولوی غلام محی الدین صاحب مکھڈی حاضر خدمت تھے آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا "حسینی دے پیو کوں ڈٹھا ہاوی پتلا جھنیا ہا" یعنی حسینی کے باپ کو دیکھا تھا پتلا دُبلا سا تھا۔ مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز دیکھا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ شخص نیک بخت تھا اور دولت مند نہیں تھا یہ مال و دولت حسینی نے اکٹھی کی تھی۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز حُسینا بیان کرتا تھا کہ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا آپ نے میرے لیے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا تو کابل چلا جا اور خوش طبعی فرمائی کہ: "حسینی منڈے کوں: پنج کوڈیاں وٹوں وِچیندے ہائیں۔" یعنی حسینی کو پانچ کوڑی کے عوض بیچتے ہیں۔ پس حضور غریب نواز نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس نالائق نے جھوٹ کہا ہے بلکہ حضرت صاحب نے نصر اللہ کو فرمایا تھا کہ "نصر اللہ کوں" کھوٹے پیسے وٹوں وچیندے ہائیں۔" یعنی نصر اللہ کو کھوٹے پیسوں کے عوض بیچتے ہیں۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نصر اللہ بہت گستاخ تھا اس نے عرض کی کہ "مجھے کھوٹے پیسوں میں بھی نہیں لیتے۔" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب مکھڈی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے تو آپ ان سے پوچھتے تھے کہ "پیسے والا پراچہ نہیں آیا۔ بعدہٗ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا "محمد امین کے گھر کے افراد حضرت صاحب کو بہت چاہتے تھے۔ اور پراچوں میں سے محمد امین کے سوا کسی کو نہیں پہچانتے تھے حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔

بروز بدھ سولہ (۱۶) ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے شرف قدم بوسی حاصل ہوا۔ آپ نے بغیر کسی ظاہری وجہ کے ارشاد فرمایا کہ فرزند علی محمد نمازی اس سے پہلے نماز پڑھتا تھا جب اس نے اپنے بیٹوں کو مدرسہ میں داخل کرایا تو وہ لڑکے مدرسے جانے کے لیے سستی و کاہلی کرتے تھے اور یہ علی محمد نمازی کا بیٹا بچوں کو مدرسہ جانے کی ترغیب دیتا تھا یعنی ''ڈانگ چائی پھر داہا مدرسے واسطے چھوراں پچھے۔'' یعنی لڑکوں کو مدرسے بھیجنے کے لیے ان کے پیچھے ڈنڈا لے کر گھومتا رہتا تھا۔

بعد ازیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ علی محمد نمازی نماز کا پابند تھا اسے یہی لقب (نمازی) کافی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اسے یہ لقب دائرہ دین پناہ والوں نے دیا تھا اس لیے کہ یہ کوئی نماز نہیں چھوڑتا تھا پابندی سے نماز پڑھتا تھا اور وہ دائرہ دین پناہ والے نماز کے نزدیک ہی نہیں جاتے تھے اسی سبب اسے نمازی لقب پڑ گیا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ موضع بنڈی میں برخوردار نام کا ایک شخص تھا وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مولود شریف پڑھتا تھا خصوصاً یہ مولود شریف جس کا مصرعہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مرحَبَا سیّد مکی مدنی العربی

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ مصرعہ پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس برخوردار کا ایک بیٹا تھا اس کا نام بھی علی محمد تھا۔ جس وقت یہ دونوں علی محمد موضع بنڈی میں تھے یعنی علی محمد بالا مذکور ''نمازی'' لقب والا اور یہ علی محمد ولد برخوردار قدرے اوباش تھا، اس لیے اسے ''زانی'' لقب سے پکارتے تھے المختصر

یہ کہ اس کو علی محمد زانی اور اسے علی محمد نمازی کہتے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان کرنے کے بعد اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک عورت کے متعلق منقول ہے کہ جب اس عورت کو قبر میں رکھا گیا منکر ونکیر آئے اس سے سوال کیا کہ "مَنْ رَبُّکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ" تیرا رب کون ہے اور تیرا رسول کون ہے۔ اس عورت نے انھیں جواب دیا کہ رب العزت جل شانہ کی بارگاہ میں میری طرف سے عرض کرو کہ "جب تو تمام جہانوں کا بادشاہ ہے اور میری مثل تیرے بے شمار بندے ہیں اتنی بڑی سلطنت کے باوجود تو نے اس ضعیفہ گمنام کو فراموش نہیں کیا اور فرشتوں کو ضعیفہ سے پوچھ گچھ کے لیے بھیجا ہے میں تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں رکھتی تجھے کیسے بھلا سکتی ہوں۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک دوسری عورت کے متعلق منقول ہے کہ اس عورت کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس کی طرف بھیجا، فرشتوں نے عورت سے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "دنیا سے کیا چیز لائی ہے۔" پس وہ عورت یہ بات سن کر "پٹن کھڑ گئی" یعنی رونے لگ گئی۔ فرشتوں نے اس سے پوچھا روتی کیوں ہے عورت نے جواب دیا کہ میں دنیا مین بھیک مانگتی تھی اور لوگ مجھے کہتے تھے کہ "خدائے تعالیٰ تیکوں رجاوے" یعنی اللہ تعالیٰ تیرا پیٹ بھرے۔ پس میں سمجھتی تھی کہ اللہ تالیٰ کے پاس چیزیں ہوں گی اور اب یہاں مجھ سے پوچھتا ہے کہ دنیا سے کیا لائی ہے۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ حکایت بیان فرما کر یہ حکایت نقل فرمائی کہ مولوی دیدار بخش نے بیان کیا ہے کہ رنجیت سنگھ کی حکومت کے وقت میں ایک مرتبہ لاہور میں تھا کہ ایک مسافر آیا مسجد کے منار پر جا کر بلند آواز سے اذان کہنا شروع کر دی۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا سکھوں میں ایک قوم سنگان ہے ان کو ''اکالی'' کہتے ہیں یہ قوم سنگان کے فقراء ہیں۔ اور یہ ہمیشہ چھری سر میں رکھتے ہیں الغرض مولوی دیدار بخش نے کہا کہ دو آدمی اکالیوں کے اس منار کے نیچے سے گزرے جس پر وہ مسافر آذان کہہ رہا تھا جب انھوں نے اذان کی آواز سنی تو اسی وقت منارہ پر گئے وہ مؤذن اس کلمہ پر پہنچا تھا کہ:

'' اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه ''

ان دونوں اکالیوں نے سر سے چھری نکال کر فوراً اس مؤذن کی ناک کاٹ دی اور اسے بہت زدوکوب بھی کیا اور پکڑ کر رنجیت سنگھ کے پاس لے گئے۔ رنجیت سنگھ نے اسے سزا نہ دی اور کہا اگر تم اسے سزا نہ دیتے تو میں سزا دیتا اور اسے چھوڑ دیا۔

القصہ مولوی دیدار بخش کہتا تھا جب میں نے یہ قصہ سنا تو میں نے اس آدمی کے دیکھنے کا شوق دل میں پختہ کر لیا۔ پس جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد میں گیا ایک شخص کو دیکھا کہ ناک پر پٹی باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے گمان کیا کہ وہ مؤذن یہی آدمی ہے پس میں کھڑا ہو گیا تا کہ نماز کا سلام کہے پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تمھارے ناک پر کیا ہوا ہے اس نے جواب دیا کہ کیا میرا قصہ نہیں سنا۔ میں نے کہا جی ہاں تمھارا قصہ سنا ہے تو وہی آدمی ہے اس نے کہا ہاں میں وہی آدمی ہوں۔ بطور خوش طبعی میں نے اسے کہا نماز کیوں پڑھتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں مسلمان ہوں نماز کیوں نہ پڑھوں۔ میں نے کہا تمھیں نماز

پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب منکر ونکیر قبر میں تجھ سے سوال کریں کہ "مَنْ رَبُّکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ" تو انھیں کہنا کہ میں اس کلمہ پر پہنچا تھا کہ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰہ" میری ناک کاٹ دی گئی اور تمھیں اتنا کافی ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل فرما کر ارشاد فرمایا کہ مجھے مہار شریف کے مطربان (گویوں) کا یہ کلمہ بہت پسند آیا ہے ان کی عادت ہے کہ جب کسی سے ملاقات کریں گے پہلے یہ کہیں گے کہ "دیدار خدادا شفاعت نبی دی ہووی" اس کے بعد دوسری کوئی بات کرتے ہیں۔

الغرض اگر ان کی عادت اسی طرح رہی تو قبر میں جب منکر ونکیر سے ملاقات کریں گے تو اپنی عادت کے مطابق یہی کلمہ کہیں گے تو لازماً منکر ونکیر کا جواب یہی حکم ہو جائے گا۔ چنانچہ ان کی یہ بھی عادت ہے جب کسی سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "حقہ تمبا کو چکھائی ونج۔" اگر یہ بھی اپنی عادت کے مطابق منکر نکیر کو دیکھ کر یہی جملہ کہیں تو یہ بھی جواب ہو جائے گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام بیان فرما کر اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عورت تھی اسے مائی سہائی کہتے تھے وہ لنگر شریف کی روٹیاں پکایا کرتی تھی اور خدا بخش لانگری اس کے پاس بیٹھا رہتا تھا جب مائی سہائی قدرے روٹی بڑی بناتی تو خدا بخش لانگری اسے کہتا کہ "مائی سہائی ہتھ ٹھلا رکھ" (یعنی روٹی چھوٹی بنا) اور جب فقراء روٹی کھاتے پس وہ فرماتے "مائی سہائی ہتھ اکھیر ارکھ" (یعنی روٹیاں بڑی بنایا کر) پس مائی سہائی کہتی میں کیا کروں مجھے خدا بخش لانگری کہتا ہے کہ "ہتھ ٹھلا رکھ" پس فقراء خدا بخش لانگری سے کہتے جب قبر میں منکر ونکیر تجھ سے سوال کریں تو ان کو جواب میں کہنا کہ "ہتھ ٹھلا رکھ۔"

حضور غریب نواز قدس سرہ یہ فوائد بیان فرما کر ختم شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب جمعہ ہشتم ماہ شوال ۱۳۱۴ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہ' سردیوں کی خوابگاہ (گرم بنگلہ) تشریف فرما تھے دولت دیدار حاصل ہوئی۔ میاں محمد دین سیالوی حاضر خدمت تھے میاں صاحب کے ساتھ ایک شخص تھا جس کی زبان توتلی تھی حضور غریب نواز قدس سرہ' اس سے خوش طبعی فرماتے ہوئے اسے شربت کہتے تھے کیونکہ اس کو شربت سکنجبین کا نام صحیح نہیں آتا تھا۔ الغرض اس شخص کا لباس سرخ تھا حضور غریب نواز نے اس کے لباس کو دیکھ کر میاں محمد دین سے پوچھا کہ اس شخص نے انگاری شاہ سے خلافت لی ہوئی ہے۔ میاں صاحب نے مسکرا کر عرض کی کہ غریب نواز اس نے سُرخ لباس پہنا ہوا ہے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ پھر حضور غریب نواز قدس سرہ' نے میاں محمد دین کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم اجمیر شریف گئے تھے انگاری شاہ کو دیکھا تھا۔ میاں صاحب مذکور نے عرض کی جی ہاں غریب نواز میں نے اس سے ملاقات کی تھی اور اس سے پوچھا تھا کہ تم کس سلسلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا میں سلسلہ نظامیہ فخریہ میں ہوں۔ پھر میں نے پوچھا بالواسطہ یا بلا واسطہ۔ اس نے کہا بلا واسطہ ہوں پس میں نے کہا تمھارا پیر و مرشد کون ہے اس نے کہا کہ عبداللہ لاغر صاحب ہے جو کہ حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے تھے حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس خبیث (نالائق) نے جھوٹ کہا ہے اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ میاں صاحب مذکور نے عرض کی کہ غریب نواز وہ کہتا ہے کہ میں اسّی (۸۰) سال کا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتا ہے اس کی عمر اتنی نہیں ہے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے آخری خلیفہ حضرت لعل شاہ صاحب رضی اللہ عنہ ہیں۔ لعل شاہ صاحب کے دیکھنے والوں میں سے دو تین آدمی دہلی میں اور دو آدمی اجمیر شریف میں رہتے ہیں۔ اسی دوران میاں محمد دین نے عرض کی کہ غریب نواز وہ شاہ صاحب اور ان کے ساتھی ایک عجیب طریقے سے رقص کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ خبیث شیطان جو ہوئے۔"

بعدہٗ میاں صاحب مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز اس شربت والے کو دیوان صاحب اجمیری اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے مگر یہ نہیں گئے۔ اس دوران آپ نے میاں صاحب مذکور سے پوچھا کہ یہ شربت والا نماز پڑھتا ہے میاں صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز نماز پڑھتا ہے پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ شربت والا اگر دیوان صاحب کے ساتھ جاتا تو نماز بھی ہاتھ سے دے دیتے (یعنی نماز پڑھنا چھوڑ دیتے) میاں صاحب نے عرض کیا غریب نواز دیوان صاحب وہاں یعنی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مشائخ کے دیوانے ہیں نماز اور روزہ سے محفوظ ہیں۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

اسی روز یعنی شب جمعہ ۸ شوال المکرّم کو بعد نماز عشاء سعادت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر تشریف فرما تھے بغیر کسی ظاہری وجہ کے یہ بیت ارشاد فرمایا۔ بیت:

ہوشم بہ نگاہی بُرد جانا نہ چنیں باید
یک جُرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

یعنی: ایسا محبوب چاہیے جو ایک ہی نگاہ میں میرا ہوش و حواس لے جائے اور ایسا

ہی پیمانہ (شراب) چاہیے جس کا ایک گھونٹ مست کردے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس بیت کو دو، تین بار پڑھ کر خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز جمعہ ہشتم شوال المکرم ۱۳۱۴ھ اشراق کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ جہاز محل بنگلے میں تشریف فرما تھے شرف زیارت حاصل ہوا۔ پیر بھائیوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر بھائی کم ہو گئے ہیں اس دوران یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ:

گزشت آں کز لب ہر صاحب ہوش

زجاناں یا فتی قوت از رہ گوش

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس بیت کو چند بار پڑھ کر حاضرین کو بنگلہ شریف دکھانے میں مصروف ہو گئے جب بنگلہ دکھانے سے فارغ ہوئے تو بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''دعائے خیر کہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے دارین میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی غلامی عطا فرمائے۔ مجھے نہ بہشت چاہیے اور نہ دوزخ بس دنیا و آخرت میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی غلامی درکار ہے۔ المختصر یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ دعائے خیر فرما کر گھر تشریف لے گئے۔

بروز جمعہ ہشتم ماہ شوال سن مذکور بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے ایک شخص آیا اور عرض کی غریب نواز کوئی چیز ارشاد فرمائیں تا کہ میں اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ (یعنی الحمد شریف پوری) سات مرتبہ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے گا۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

شب شنبہ (ہفتہ کی رات) نہم (۹) شوال سن مذکور بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہ٬ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا تھا کہ مولوی غلام محی الدین مکھڈی حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا تم بھی واپس جانے کے لیے آمادہ ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ غلام نواز نہیں۔ بندہ ابھی کچھ دن یہاں رہے گا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ میاں محمد دین سیالوی جانے کے لیے تیار ہے پھر فرمایا بیچارہ کیا کرے جب ہم جنس نہیں ہے۔ (ہم خیال)

اس دوران حضور غریب نواز قدس سرہ٬ نے اس کے مثل ایک حکایت کا فائدہ بخشا کہ جالینوس کو ایک دیوانہ راستہ میں ملا۔ اس دیوانے نے جب جالینوس کو دیکھا فوراً جالینوس کو پکڑ کر معانقہ کیا۔ اگرچہ جالینوس نے اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی کوشش کی مگر دیوانے نے ان کو نہ چھوڑا اور معانقہ کرلیا۔ الغرض جب جالینوس اپنے مکان پر آیا تو اپنے شاگردوں سے کہا جلدی (فوراً) میرا فصد کرو (میری رگ سے خون نکالو) کیونکہ ایک سودائی (پاگل) نے مجھے پکڑ کر مجھ سے معانقہ کیا ہے اور مجھ میں پاگل پن کا فتور آ گیا ہے۔ شاگردوں نے کہا یہ کیا کہتے ہو۔ جالینوس نے کہا کہ ایک دیوانہ نے مجھے اپنے جیسا سمجھ کر میرے ساتھ معانقہ کیا ہے اگر وہ مجھ میں اپنی جنسیت نہ دیکھتا تو مجھے پکر کر معانقہ نہ کرتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ٬ یہ حکایت بیان فرما کر دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے کچھ دیر بعد چند بیت ارشاد فرمائے۔ آپ نے ان ابیات کا تکرار نہ فرمایا اس لیے صرف ایک ہی مصرعہ مجھے یاد رہا۔ ''لے کر اپنے فخر دین کے کفش برداروں میں ہوں''۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

بروز ہفتہ نہم شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ حضور غریب نواز قدس سرہ٬ مغربی محل

میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف حاضر خدمت تھا کہ بہاول خان کے وزراء اور مشیروں کے بارے میں بات شروع ہوئی آپ نے یہ مصرعہ اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا۔

مصرعہ: یہ نوبت چندروزہ ہے بجالے جس کا جی چاہے۔

القصہ آپ نے اس مصرعہ کو بار بار پڑھا بلکہ قبل از نماز عصر تھوڑی دیر بعد اس مصرعہ کا تکرار فرماتے۔ جب وقت عصر قریب ہوا عبداللہ خان نامی ایک شخص ساکن ڈیرہ اسماعیل خان حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ عبداللہ خان تمھارے بیٹوں میں سے کسی نے قرآن کریم حفظ کیا ہوا ہے۔ عبداللہ خان نے عرض کی جی ہاں غریب نواز بڑے بیٹوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہوا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھاتے ہیں۔ عبداللہ خان نے عرض کی نہیں غریب نواز اس سے پہلے قرآن مجید سناتا تھا لیکن اس مرتبہ کام میں مصروف تھا قرآن مجید کو چھوڑ دیا۔ (نہیں سنایا)۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سُن کر یہ بیت ارشاد فرمایا۔

بادہ نوشیدن و مست نگر دیدن سہل است

چوں بدولت برسی مست نگردی مردی

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کا تکرار فرما کر اس حکایت کا افادہ فرمایا کہ: ''حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مظفر خان کے زمانہ میں ایک افغانی تھا جو ایک اچھا اور نیک بخت انسان تھا۔ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا ہندو اور مسلمان اس سے خوش تھے۔'' ایک دن نواب مظفر خان نے اس سے کہا کہ مجھے کابل میں ایک کام ہے تم ایک قابل آدمی ہو لہٰذا میرے کام کے لیے کابل جاؤ۔ پس وہ افغانی انکار نہ کرسکا نواب صاحب کا فرمان مجبوراً قبول

کر لیا۔ پھر اس افغانی نے دوسرے روز ہندوؤں اور مسلمانوں کو جمع کیا اور کہا:

''اگر کسی نے مجھ سے کوئی چیز لینی ہے لے لے۔ اگر کوئی بات کہنی ہے مجھے بتا دے۔ اگر کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لے، کیونکہ کل میں نابینا ہو جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ خیر کرے یہ کیا کہتے ہو۔ اس افغانی نے کہا نہیں نہیں کل مجھے لازمی نابینا ہونا ہے۔ لوگوں نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر اس افغانی نے وہ کاغذ نواب صاحب کا حکم نامہ لوگوں کو دکھایا اور کہا کہ میرے نابینا ہونے کا سبب یہ ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے ارشاد فرمایا: ''وہ افغانی اگرچہ نابینا نہیں ہوا لیکن دولت کو نابینا ہونے کا سبب جان کر اتنا فکر کی''۔

حضور غریب نواز قدس سرہ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

بروز منگل ۱۲ شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل جلوہ نما تھے۔ محمد یار بوہڑ والا نے عرض کی کہ آج تحصیل دار صاحب نے کنوئیں کی کھدائی شروع کی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کونسی جگہ کھدوا رہا ہے۔ محمد یار نے عرض کی غریب نواز ''دَرُنَی'' (بارانی نالہ) میں جہاں پہلے کنواں تھا اور بارانی پانی کی وجہ سے بھر گیا تھا اسی جگہ شروع کیا ہے مگر وہ جگہ کسی کو معلوم نہیں تھی کہ کہاں ہے آخر ایک فراخ کشادہ جگہ پر کھدائی شروع کی ہے تاکہ نشان ظاہر ہو جائے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وہاں بکریوں کو کیوں نہیں بٹھایا گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایسی نامعلوم جگہ جہاں پہلے کنواں ہو وہاں بکری نہیں بیٹھتی اور کہتے ہیں کہ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا ملک تجّو میں سنا ہے کہ وہاں ہندو ہیں جو زمین کو اوپر سے دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہاں پانی قریب ہے زیادہ گہرائی میں ہے یا پانی میٹھا ہے یا کڑوا ہے۔ حضور غریب نواز نے

یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب چہار شنبہ (بدھ کی رات) تیرہ شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ بعد نماز مغرب قبل از تناول طعام حضور غریب نواز قدس سرہٗ خبریں سن رہے تھے کہ ایک اخبار نویس ۔ نے لکھا ہے کہ حاکم وقت انگریز اگر مسلمانوں کو تحائف دیں تو تمام ہندو اپنے آپ کو مسلمانوں سے منسوب کریں گے کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور اگر حاکم وقت انگریز ہندوؤں کو انعام (تحائف) دیں تو تمام مسلمان اپنی نسبت ہندوؤں سے کریں گے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ مطلب ان کلمات کا تصدیق اس بات کی ہے کہ لوگوں نے نماز اور روزہ چھوڑا ہوا ہے مسلمانی صرف نام کی رہ گئی ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خبریں سننے میں مشغول ہو گئے ۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

شب پنجشنبہ (جمعرات کی رات) چودہ (۱۴) شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ بعد نمازِ عشاء دولت ہمراہی حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے برآمدہ سے اپنی خواب گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میاں غلام نبی مجاور اور شیخ غلام رسول بھی آپ کے ساتھ تھے پہلے حضور غریب نواز نے مجاور مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کل فقراء (طلباء) کو بلا کر درود شریف پڑھنے کے لیے بٹھاؤ۔ کسی نے کچھ رقم درود شریف پڑھانے کے لیے بھیجی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا رُخ انور شیخ صاحب کی طرف کر کے فرمایا کہ احمد خان جمعدار کہتا ہے اگر کچھ لوگ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر مقیم ہو جائیں، ابتدائی دنوں میں ان پر تنگ دستی آئے گی اور دو تین تکلیفیں سخت آئیں گی اگر اس تنگی اور صاعقہ سے بھاگ گئے تو جان خلاص شد اور اگر صبر کیا اور مقیم رہے تو ان کے لیے خوشی و فراخی ہے بلکہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔

اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ فقراء (طلباء) جو یہاں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے سبب پیدا کرتا ہے تا کہ ان کے لیے فتوحات (آمدنی) ہو۔ حضور غریب نواز اتنا فرما کر خاموش ہو گئے اور اپنے کمرۂ خواب گاہ میں تشریف لے گئے۔ الغرض جب اپنے کمرۂ خواب گاہ میں پہنچے کچھ دیر چارپائی پر بیٹھ کر لیٹ گئے۔ مولوی غلام محی الدین صاحب مکھڈی حاضر خدمت تھا اٹھا آپ کی چارپائی کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا مولوی صاحب آپ نے آج کا قصہ سنا ہے مولوی صاحب نے عرض کی کہ غلام نواز نہیں سنا۔ کون سا قصہ ہے۔؟

مولوی شمس الدین سیالوی کے مرید و خلیفہ کا خط:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا آج ایک شخص کا خط آیا ہے لیکن اس نے اپنا نام و پتا نہیں لکھا خط میں لکھا ہے کہ:

''میں مولوی شمس الدین سیالوی صاحب کے مریدوں اور خلفاء میں سے ہوں۔ مزید لکھا ہے کہ میاں محمد دین سیالوی سجادہ نشین مولوی شمس الدین صاحب سیالوی آپ کی خدمت میں آتا ہے اس میں کچھ عیوب ہیں ان عیوب سے وہ باز نہیں آتا۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے ان عیوب سے منع کریں تا کہ وہ ان عیوب سے رُک جائے۔''

پہلا عیب یہ ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی فاتحہ کے لیے یہ خود چلا جاتا ہے کسی درویش کو نہیں بھیجتا اور اگر کسی کی شادی ہو تو اس میں بھی خود جاتا ہے کسی دوسرے کو نہیں بھیجتا۔

دوسرا عیب: اپنے بھائی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا۔
تیسرا عیب: چاچڑاں شریف میں اس کے والد صاحب کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ کا مزار ہے جب یہ وہاں جاتا ہے تو اس کی قبر کو بوسہ دیتا ہے۔
چوتھا عیب: اس کے والد صاحب کے مریدوں میں سے کوئی مرید اگر سیال شریف میں آجائے تو مُرتد ہو کر واپس جاتا ہے۔
الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے خط کا مضمون نقل کرنے کے بعد فرمایا میں اس کی بات سے بہت غصے میں ہوں لیکن مجبور ہوں کہ خط لکھنے والے نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا کہ اسے جواب لکھوں۔ پس میں نے منشی عبداللہ سے کہا کہ اس خط کا جواب اسی خط کی پُشت پر لکھ کر میاں محمد دین کے پاس بھیج دو اور اسے لکھو کہ اس خط کے لکھنے والے کو تلاش کر کے یہ جواب اس تک پہنچاؤ۔
اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس خط کے جواب کا مضمون لکھوایا۔

جوابِ آں خط:

اے خبیث! وہ عیوب جن کو تُو نے شمار کیا ہے یہ تو اس کے عمدہ اخلاق میں سے ہیں اور یہ اُمور مسنون (سنت) بھی ہیں۔
اے خبیث! کسی کی فاتحہ کے لیے جانا تو عیب سمجھتا ہے جبکہ حضرت رسول اللہ ﷺ لوگوں کی فاتحہ کے لیے خود تشریف لے جاتے تھے۔
اے خبیث! کسی کی شادی میں جانے کو بھی تو عیب شمار کرتا ہے یہ بھی مسنون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کی شادیوں میں خود قدم مبارک رنجہ فرمایا کرتے تھے۔
اے خبیث! اس کا اپنے بھائی کے ساتھ اچھا سلوک نہ رکھنے کو تو عیب

شمار کرتا ہے۔ جب مولوی شمس الدین صاحب فوت ہوئے تو انھوں نے بارہ ہزار روپے ترکہ چھوڑا اس بیچارے میاں محمد دین کو چار ہزار روپے حصہ ملا اس نے وہ چار ہزار روپے اپنے والد صاحب کی خانقاہ پر خرچ کیے اور وہ مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے اور اس میاں کے بھائی نے وہ چار ہزار روپے ابھی تک اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور نہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے آتا ہے اور یہ کس وجہ سے اس کے ساتھ الفت ومحبت نہیں کرتا۔ یہ بیچارہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔

اے بد بخت! قبر کو بوسہ دینے کو بھی تو عیب سمجھتا ہے اور وہ خلیفہ صاحبِ مزار اس کے گمان میں تو بزرگ ہے اس لیے اس کی قبر پر بوسہ دیتا ہے اور کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا کون سا عیب ہے۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکھڈ شریف گیا تھا۔ مولوی محمد علی مکھڈی رضی اللہ عنہ کی مزار کو بوسہ دیا تھا اور کلاچی دو تین بار گیا ہوں خلیفہ محمد باراں رضی اللہ عنہ کی مزار کو بوسے دیئے تھے اور میں جب بھی ملتان شریف جاتا ہوں حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر بوسہ دیتا ہوں۔ مجھے کون سا عیب لگ گیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان کرنے کے بعد دوبارہ اس خط کے جواب میں کلام فرمایا کہ ہم نے اس کی طرف یہ بھی لکھا ہے کہ:

اے خبیث! اُن مریدوں کے مرتد ہونے کو تو اس کا عیب شمار کرتا ہے اگر مرید خود بخود مُرتد ہو جائیں تو یہ بیچارہ ان سے کیا کہے۔ اب تو مرید ہے اور کہتا ہے کہ میں خلیفہ ہوں اب تو بھی مُرتد ہو گیا ہے کیونکہ تو اپنے پیرزادے کا گلہ شکوہ کرتا ہے اس کے عیب گنتا ہے اور بد گوئی کرتا ہے۔ اہل طریقت کے نزدیک تو کافر ہو گیا ہے تجھے کافر کون کہے۔ یہ بیچارہ میاں محمد دین مجھے تمام سجادہ نشینوں

سے بہتر نظر آتا ہے۔ سجادہ نشینوں میں سے کون شخص بزرگ ہوا اور یہ بے چارہ بزرگ نہیں ہوسکا۔ بزرگی ہے کہاں؟ والسلام

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے خط کے جواب کا مضمون نقل فرما کر مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''مولوی صاحب میاں محمد دین بیچارہ نیک آدمی ہے نماز باجماعت ادا کرتا ہے، مہمانوں سے ملاقات کرتا ہے سال میں دو تین مرتبہ یہاں حاضری دیتا ہے اس سال بھی تین بار یہاں حاضر ہوا ہے۔ مہار شریف اور پاک پتن شریف جاتا ہے اور اپنے والد صاحب کی خانقاہ پر خرچ کرتا ہے۔ اور اس کا بھائی نماز باجماعت ادا نہیں کرتا، ایک پیسہ خرچ نہیں کرتا۔ اور اس بے چارے سے کہتا ہے کہ میرے پیسے کم ہو جائیں گے اس لیے میں زکوٰۃ نہیں دوں گا، لہٰذا میرے ان پیسوں کی زکوٰۃ تم ادا کرو۔ یہ بیچارہ کہتا ہے مجھ پر کیا جرمانہ ہے کہ تیرے پیسوں کی زکوٰۃ میں دوں تم اپنے روپے مجھے دے دو ان کی زکوٰۃ دوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ مجھے دے گا میں تجھے دے دوں گا۔

ردِ مرزا قادیانی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر مرزا قادیانی کے متعلق بات شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی کا ایک کاغذ میری طرف آیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ ''میں نے آپ کی تعریفیں سنی ہیں مجھے آپ پر پختہ یقین ہے میں کوئی دن مقرر کرتا ہوں براہ خدا آپ مہربانی فرمائیں لاہور آئیں اور میری بات سنیں اگر آپ مجھے باطل سمجھیں اور جھوٹا کہیں گے پھر امید ہے کہ میں تائب ہو جاؤں اور اگر مجھے برحق سمجھا اور صادق کہا تو پھر آپ لوگوں کو کہیے گا کہ وہ مجھے خراب (ذلیل وخوار) نہ کریں اور اگر آپ میری بات سننے کے لیے

لاہور نہ آئے پھر میں بذریعہ اشتہار لوگوں کو منع کر دوں گا کہ وہ تمھارے پاس نہ جائیں اور نہ تمہارے مرید ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مرزا کے خط کا مضمون نقل کر کے فرمایا کہ میں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ:

اے خبیث! تو لوگوں کو منع کر دے کوئی شخص یہاں نہ آئے۔ میں مریدوں کی جائیداد نہیں کھاتا بلکہ میں اپنے پیر و مرشد کی جائیداد کھاتا ہوں۔

آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر ایک بیماری کے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "مولوی صاحب تمھیں یاد ہے کہ جدہ شریف میں لوگ بیمارئ وبا سے بیمار ہوئے تھے، غلام حسین خان ان کی خدمت کرتا تھا لوگوں کے بول و براز (پیشاب و پاخانہ) صاف کرتا تھا، اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہوئی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غلام نواز۔ آپ نے اچانک یہ بیت ارشاد فرمایا۔ گویا کہ آپ اپنی سابقہ گفتگو سے پشیمان ہوئے۔ بیت:

نہ شبم نہ شب پرستم چہ حدیث خواب گویم
من بندۂ آفتابم ہمہ از آفتاب گویم

فی الجملہ یہ کہ آپ نے اس بیت کا تکرار فرمایا اس کے بعد پیر پرستی اور مرید پرستی سے متعلق گفتگو شروع کی، اس کے مثل ایک حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا مولوی یار محمد بنڈی ڈالے کا چاکر

خان نام کا چچا تھا جو حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کا مرید تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہار شریف جاتا رہتا تھا ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ موضع حسان پور سے روانہ ہوکر موضع تلائی میں جا ٹھہرے۔ یہ چاکر خان بھی آپ کے ہمراہ تھا پس چاکر خان یہاں بیمار ہوگیا۔ اسی رات چاکر خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر بھیجی کہ مجھے بخار ہوگیا ہے میرے لیے سواری کا انتظام کریں میں پیدل نہیں چل سکتا۔ حضرت صاحب نے خدا بخش لانگری کو بلا کر فرمایا چاکر خان کی سواری کے لیے کوشش کرو۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت صاحب کے پاس ایک خچر تھا جس پر لنگر کا سامان اور خدا بخش لانگری سوار ہوتا تھا اور کوئی سواری نہیں تھی یا ایک گھوڑا تھا جس پر حضرت صاحب سوار ہوتے۔ القصہ خدا بخش لانگری نے بہت دوڑ دھوپ اور کوشش کی مگر کوئی اونٹ اسے نہ ملا۔ آخر ایک ہندو سے گدھا کرایہ پر لیا۔ جب روانگی کا وقت ہوا تو چاکر خان کا بخار اُتر گیا اور میاں خدا بخش گدھا لے کر چاکر خان کے پاس آیا۔ چاکر خان نے کہا میں گدھے پر سوار نہیں ہوں گا میں خیریت سے ہوں اور پیدل چلوں گا۔ ادھر حضرت صاحب نے گھوڑے پر سوار ہوکر خدا بخش کو بلایا اور چاکر خان گدھے پر سوار نہ ہوا پیدل روانہ ہوگیا الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب ایک جگہ پہنچے آپ نے چاکر خان کا حال معلوم کیا معرکہ (ساتھیوں) نے عرض کی کہ غریب نواز وہ آگیا ہے۔

فی الجملہ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ چاکر خان نے بتایا تھا کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ ہمارے حضرت صاحب یعنی حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشفق و شفیق تھے ان کی عادت مبارک تھی سفری ساتھیوں میں سے جب کوئی بیمار

ہو جاتا وہ اپنی سواری اسے دے دیتے تھے اور حضرت صاحب (خواجہ شاہ محمد سلیمان) رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا۔ چاکر خان نے یہ بھی کہا کہ اسی دوران کسی نے آکر مجھے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تمھیں یاد کر رہے ہیں۔ پس میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ گدھے پر سوار کیوں نہیں ہوا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا تو بلوچ ہے اس لیے گدھے پر سوار نہیں ہوا۔ میں نے عرض کی کہ نہیں غریب نواز میں آپ کی دعا سے تندرست ہو گیا تھا اس لیے سوار نہیں ہوا۔ اور وہ اندیشہ جو میرے دل میں تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے چاکر خان تم سچے ہو تم مرید پرست کے مرید ہو اور ہم پیر پرست کے مرید ہیں الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات دو تین بار دہرائے اور میں اپنے دل میں شرمندہ ہوا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قبلہ والد صاحب رضی اللہ عنہ ہر وہ کام جو ظاہراً کرتے تھے وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رضامندی سے ہوتا تھا اور وہ کام جس میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رضا نہ ہوتی وہ کام آپ ظاہر نہ کرتے اور یہ کام والد صاحب ظاہراً کرتے تھے یعنی شہر میں اگر کوئی آدمی فوت ہو جاتا اگرچہ وہ کٹانہ (جھاڑو لگانے والا) ہوتا اس کی فاتحہ کے لیے آپ خود تشریف لے جاتے تھے۔

حضور غریب نواز نے فرمایا ابتدائی حال میں میری بھی یہی عادت تھی مگر جب میں سنت (مرید) ہوا تو مجھ سے یہ عادت چھوٹ گئی ورنہ مجھے بھی چاہیے تھا میں اپنے والد صاحب کی سنت پر چلتا جب آپ نے یہ فوائد بیان کر دیئے تو مولوی صاحب نے عبدالمجید خان کے متعلق بات چلائی۔

وہ افغانی ہے:

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرتبہ عبدالمجید خان بہت سخت بیمار ہوا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی علی محمد سے فرمایا کہ جاؤ عبدالمجید خان کو دوائی دو۔ مولوی صاحب خان مذکور کے پاس آ کر کہا کہ حضرت صاحب نے تمھیں دوا دینے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔ خان صاحب نے کہا میں دوا ہرگز نہیں پیئوں گا کیوں کہ تم کڑوی دوا دیتے ہو اور میں نے اپنی زندگی میں کڑوی دوا کبھی نہیں کھائی۔ مولوی صاحب نے کہا دوائی لینا ضروری ہے میں حضرت صاحب کا فرمان کیسے چھوڑوں۔ پس خان مذکور نے ایک روپیہ جیب سے نکال کر مولوی مذکور کو دے کر کہا کہ جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں نے اسے دوائی دے دی ہے اور پلا دی ہے۔ مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں واپس آ گیا حضرت صاحب نے اس سے پوچھا کہ مولوی جی عبدالمجید خان کو دوا پلائی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ جی ہاں غریب نواز میں نے دوا بتا دی ہے وہ پی لے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا وہ افغانی ہے دوا بالکل نہیں پیئے گا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ نہیں غریب نواز میں نے اسے کہا ہے اور سخت تاکید کی ہے وہ دوا پی لے گا۔

الغرض دوسرے روز حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی جی عبدالمجید خان کا کیا حال ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز وہی حال ہے جو کل تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس نے دوائی نہیں پی، جاؤ اسے دوا پلا کر آؤ۔ مولوی صاحب خان مذکور کے پاس گئے اور کہا آج دوا لازمی لو کیونکہ حضرت صاحب مجھ پر غصہ ہوں گے۔ خان صاحب نے کہا مولوی جی تم

بھی وہی ہو۔ مجھ پر یہ سختی نہ کرو اور جیب سے دو روپے نکال کر مولوی صاحب کی ہتھیلی پر رکھے اور کہا جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں نے اسے دوا پلا دی ہے اور میری طرف سے عرض کرو کہ مجھے زہر کیوں پلاتے ہو اور دعا کیوں نہیں فرماتے تاکہ میں شفایاب ہو جاؤں۔ مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں واپس آیا۔ حضرت صاحب نے اس سے پوچھا کہ عبدالمجید خان کو دوا پلا دی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ جی ہاں غریب نواز گزشتہ روز دوا پی تھی اور آج بھی پی لے گا اور آج کچھ آرام ہے۔

حضرت صاحب مسکرائے:

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر ارشاد فرمایا کہ وہ افغانی ہے دوا ہرگز نہیں پیئے گا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ نہیں غریب نواز دوا پی لے گا۔ تیسرے روز حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب سے فرمایا مولوی جی جاؤ خان مذکور کو دوائی پلا کر آؤ۔ مولوی صاحب خان صاحب کے پاس آکر کہا آج ضرور دوا لے لو کیونکہ حضرت صاحب مجھ پر ناراض ہوں گے۔ خان صاحب نے کہا حضرت صاحب سے جا کر کہو کہ "اس معاملہ میں آپ کی اطاعت نہیں کرتا۔ مجھے زہر کیوں دیتے ہو اور دعا کیوں نہیں کرتے تاکہ میں شفایاب ہو جاؤں اور پانچ روپے جیب سے نکال کر مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیئے اور کہا جاؤ حضرت صاحب کی خدمت میں میرا پیغام پہنچاؤ۔ مولوی صاحب اور ان کا ساتھی حضرت صاحب کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کی کہ غریب نواز وہ کہتا ہے میں حضرت صاحب کے اس حکم کی اطاعت نہیں کرتا اور حضرت صاحب مجھے زہر کیوں دیتے ہیں اور دعا کیوں نہیں کرتے تاکہ میں تندرست ہو جاؤں۔

حضرت صاحب یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ دو آدمی گئے اسے پکڑ کر بڑی مشکل سے حضرت صاحب کے پاس لائے۔ بہت سخت بخار تھا۔ حضرت صاحب نے خان مذکور سے مخاطب ہو کر فرمایا دوا کیوں نہیں پیتا۔ خان صاحب نے عرض کی کہ میں آپ کے اس حکم کی اطاعت نہیں کروں گا اور زہر نہیں پیوں گا آپ دعا کیوں نہیں کرتے تا کہ میں اس مصیبت سے چھٹکارا پاؤں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ آ، اپنا ہاتھ (نبض) مجھے دکھا۔

اس دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا عبدالمجید خان نے کہا تھا، میں نے اپنا ہاتھ حضرت صاحب کے قریب کیا تو حضرت صاحب نے اپنا ہاتھ مبارک میری نبض پر رکھ کر فرمایا مجھے تو تیرے اندر ذرہ برابر بخار نظر نہیں آتا۔ بعدہٗ آپ نے مولوی مذکور سے مخاطب ہو کر فرمایا مولوی جی دیکھو اسے کسی طرح بخار نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے میری نبض پر ہاتھ رکھ کر عرض کی جی ہاں غریب نواز اسے بخار بالکل نہیں ہے۔ القصہ عبدالمجید خان نے بتایا تھا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک میری نبض پر رکھا فوراً ہی میں تندرست ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ میری دوا تو یہ ہے مجھے زہر کیوں دیتے ہو۔ پھر حضرت صاحب نے مجھے فرمایا اپنے مکان پر جا کر آرام کرو اور وہ پشمینہ (چادر) جو میں نے اپنے اوپر ڈالی ہوئی تھی وہ چھوڑ کر چلا گیا مولوی صاحب نے مجھے کہا اپنا پشمینہ تو لے جاؤ۔ میں نے کہا مجھے پشمینہ کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور غریب نواز نے یہ فوائد بیان فرما کر یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک مرتبہ اس عبدالمجید خان کا گھوڑا کسی نے چوری کر لیا۔ پھر یہ اپنے گھوڑے کے بارے میں حضرت صاحب

کی خدمت میں آ کر عرض کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ اس کی تلاش میں کوشش کرو میں کیا کروں۔ الغرض دوسری مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں پھر آیا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا گھوڑا کوئی چوری کر کے لے گیا ہے جاؤ کسی پاؤں شناس (کھوجی) (وہ آدمی جو چوری شدہ جانور کے پاؤں کے نشان کو پہچان کر کھوج لگائے کہ چوری شدہ جانور کس طرف گیا ہے) کو بلا کر اپنے گھوڑے کی تلاش کرو۔ خان صاحب نے عرض کی غریب نواز میں کیا تلاش کروں مجھے کھوجی سے کیا کام میرا گھوڑا تو آپ جسے چاہتے تھے کھول کر دے دیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ حکایت بیان فرما کر عبد الحمید خان کی وفات پر گفتگو شروع کی۔ آپ نے فرمایا جب عبد الحمید خان کو بوقت وفات ایک شخص نے کلمہ شریف پڑھنے کی تلقین کی تو خان صاحب اس پر غصے ہوا۔ بجائے کلمہ طیبہ کے "یا حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ پڑھ کر جاں بحق ہوا۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر قوالی سننے میں مشغول ہو گئے۔

روز پنجشنبہ (جمعرات) چودہ (۱۴) شوال المکرم ۱۳۱۴ھ عصر اور مغرب کے درمیانی وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازے کے سامنے تشریف فرما تھے۔ مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھا آپ نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ گزشتہ روز ہم نے آتش خان کو تار بھیجا ہے کہ:

"ہم نے سنا ہے کہ بمبئی میں بیماری ہے لہٰذا اپنی اور اپنے خاندان کی خیریت کی اطلاع دو تا کہ پریشانی دور ہو۔

اس کے جواب میں تار آیا ہے کہ میں اور میرا خاندان آپ کی مہربانی سے بالکل خیر و عافیت سے ہے اور ہمارے دوسرے پیر بھائی بھی خیریت سے

ہیں۔ پھر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا۔

ع ہود گرد موموناں خطی کشید

یعنی توبہ کرنے والے مؤمنین کے ارد گرد ایک خط کھینچا گیا کہ وہ بچ گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب جمعہ ۱۵ شوال المکرّم ۱۳۱۴ ہجری بعد نماز عشاء شرف زیارت حاصل ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بغیر کسی ظاہری تقریب کے آپ نے یہ شعر پڑھا۔

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست

با کریماں کار ہا دشوار نیست

الغرض آپ نے یہ بیت دو تین بار پڑھ کر سماع میں مشغول ہوئے۔

شب شنبہ (ہفتہ کی رات) سولہ (۱۶) شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ بعد نماز مغرب دولت صحبت حاصل ہوئی۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ آپ اخبار سن رہے تھے کہ ایک اخباری نے اخبار میں لکھا ہے کہ اسلم خان، محمد حسین خان، ذوالفقار خان اور محمد یار خان لندن جانے کے لیے تیار ہیں۔ اسی اثنا میں آپ نے ارشاد فرمایا رافضیوں کے لیے کربلا معلّٰی، مسلمانوں کے لیے جنت البقیع اور ان خبیثوں یعنی نصاریٰ سے دوستی کرنے والوں کے لیے لندن کربلا معلّٰی ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا دیکھو ان میں سے کس کو لندن کی مٹی نصیب ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا دوسروں کو خاک لندن نصیب ہو یا نہ ہو شاید مسلمان ہو جائیں مگر محمد یار خان اور محمد اسلم خان کو لازمی خاک لندن نصیب ہوگی کیوں کہ یہ ان نصرانیوں کو زیادہ چاہتے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے بعد اس حکایت کا فائدہ بخشا

مگر بندہ راقم الحروف اس حکایت کی حقیقت سے واقف نہ ہو سکا۔ علی شیر خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے ایک آدمی تھا جو نواب بہاول خان کا ملازم تھا احمد پور میں رہتا تھا نیک آدمی تھا ہر سال بہاول خان سے اجازت لے کر یہاں تونسہ شریف آتا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہی علی شیر خان یہاں آکر مجھے کہا کہ ''اگر نواب صاحب اپنی بیٹی مجھے دے دے تو میں ایک سو روپیہ حضرت صاحب کی خدمت میں شکرانہ نذر پیش کروں گا۔ اسی اثنا حضور غریب نواز نے فرمایا وہ آدمی بہت بوڑھا تھا میں نے اسے کہا کہ تم تو بوڑھے ہو نواب صاحب کی بیٹی کو کیا کرو گے۔ اس نے کہا کہ نہیں غریب نواز میرا یہ کام لازمی ہونا چاہیے۔

القصہ علی شیر خان جب واپس چلا گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد مبلغ ایک سو روپیہ اور ایک ٹکڑا کمخواب کا میرے پاس بھیجا کہ میری وہ حاجت پوری ہوگئی یعنی نواب صاحب نے اپنی بیٹی مجھے دیدی ہے۔ ہم نے بہت تعجب کیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ یہ فوائد بیان فرما کر خبریں سننے میں مشغول ہوگئے۔

روز دوشنبہ (پیر) پنجم ماہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز ظہر شرف قدم بوسی حاصل ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ انار کے باغ کی غربی جانب تعمیر شدہ محل میں کرسی پر تشریف فرما تھے حافظ محمد بقا ٹھیکر والا رخصت لینے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور غریب نواز نے بوقت رخصت اس کے ساتھ اتنا شفقت فرمائی جو بیان نہیں کی جا سکتی۔ بندہ راقم الحروف کو اس پر حسد آیا۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس حکایت کا افادہ فرمایا کہ قبل از وصال حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''میاں میرے قریب آجا۔'' اسی اثنا میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے

فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں آپ کے قریب ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ میاں زیادہ قریب آجا پس میں زیادہ قریب ہو گیا۔

الغرض حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے اس طرح کئی بار فرمایا کہ میرے قریب آجا اور زیادہ قریب آجا۔ پس میں قریب سے قریب تر ہو گیا حتیٰ کہ میری ٹھوڑی حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک کے ساتھ چپک گئی۔

اس دوران لوگ حیران ہو گئے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اتنا لطف و کرم اور شفقت فرماتے ہیں۔ یعنی لوگ حسد اور رشک کرتے تھے۔ اور میاں غلام رسول لانگری بھی از روئے حسد اور خوشامد مجھے آکر کہا کہ "میاں آجا دیر ناں کر آتے ٹکڑا لے" یعنی جلدی آ روٹی لے لے۔ پس حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا میاں جاؤ یہ ابھی نہیں آتا۔ کچھ دیر بعد میاں غلام رسول نے مجھے آکر کہا کہ "میاں اپنا کمرہ لے لے ورنہ مکان خالی نہیں ہوں گے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب میں اسے فرمایا کہ "میاں جاؤ ابھی تمام مکان خالی ہو جائیں گے۔

اسی اثنا میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ عشاء کے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو رخصت دے کر فرمایا کہ فلاں مسجد میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ جب تک میرا جنازہ نہ آئے اس مسجد سے باہر نہ آنا۔ الغرض جب حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال قریب آیا تو لوگوں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو اس مسجد کے سوا باقی تمام مساجد میں بہت تلاش کیا۔

القصہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کا جنازہ مبارک لے کر

وہاں سے گزرے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس مسجد سے باہر آئے اور آپ کے جنازہ مبارک کے ہمراہ ہو گئے۔ پس لوگوں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میاں کہاں تھے ہم نے تمھیں بہت تلاش کیا ہے۔

فی الجملہ یہ کہ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی تدفین سے شام کے وقت فارغ ہوئے تو لوگوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ میاں آجاؤ مہار شریف چلیں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں آؤں گا۔ اب مجھے مہار شریف میں کیا کام۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک پر تین ماہ قیام فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ چھ ماہ تک قیام پزیر رہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اسی دوران اہل مجلس میں سے کسی نے عرض کی کہ غریب نوازا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور کسی کو بیعت فرمایا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ نے اس کے جواب میں فرمایا نہیں بہت کم بیعت فرمائی۔ خلیفہ محمد باران صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی مشکل سے بیعت فرمایا تھا۔

ذکر ایک درویش کا:

بعدہ، حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ طالب علموں میں سے ایک شخص کسی شہر میں ایک عالم کا شاگرد تھا وہ طالب علم کسی درویش کا مرید ہو گیا جو اس شہر سے باہر تقریباً دو تین میل دور دیہات میں رہتا تھا وہ طالب علم اپنے استاذ کے پاس مہینہ میں دو تین بار جاتا لیکن اس درویش کے پاس ہر دوسرے یا تیسرے روز جاتا تھا۔ ایک دن استاذ نے اس سے پوچھا کہ تو یہاں کبھی کبھی آتا

ہے اور اس باپ یعنی اپنے پیرو مرشد کے پاس روزانہ کیوں جاتا ہے۔ شاگرد نے کہا بندہ کی سُستی و کوتاہی ہے آخر استاذ نے اسے کہا کہ مجھے یہ بتا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کونسا نام تجھے سکھایا ہے اور میں نے بھی اللہ تعالیٰ کے ہزاروں نام کتابوں میں تجھے سکھائے ہیں۔ پس اس شاگرد نے اپنے استاذ کے جواب میں کہا کہ جی ہاں غریب نواز اسی طرح ہے۔ مگر معاف فرمائیں جس خدا کا نام اس (پیر) نے سکھایا ہے وہ اور خدا ہے اور وہ نام جو آپ نے سکھائے ہیں وہ دوسرا خدا ہے۔ حضور غریب نواز نے یہ فوائد تمام کر کے اس گفتگو سے خاموش ہو گئے۔ والحمدللہ علیٰ ذٰلک

روز سہ شنبہ (منگل) ششم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بوقت چاشت دولت قدم بوسی حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہ انار کے باغ کی غربی جانب والے محل میں رونق افروز تھے اپنے غلاموں کی معروضات سُن کر جوابات سے سرفراز فرما رہے تھے کہ منشی عبداللہ نے گل محمد کا نام لے کر عرض کیا کہ اس نے خط میں لکھا ہے کہ ''فلاں ہندو (جس کا اخبار آپ کی خدمت میں آتا ہے) نے لکھا ہے کہ کچھ مسلمانوں نے اپنے اتفاق سے ایک اشتہار جاری کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

''فلاں ہندو اخبار والا متعصب ہے کوئی شخص اس سے اخبار نہ خریدے۔''

اس کے بعد گل محمد نے لکھا ہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کچھ رقم اس کی طرف بھیجوں اور اس اخبار کے خریدار دو تین مسلمان بناؤں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اسے جواب اس طرح لکھ کہ:

جو چیز تمھاری طرف سے آتی ہے ہم اسے برداشت کر لیتے ہیں مگر کفر باقی ہے اس کو کفار تک پہنچاؤ یہ کفر ہم گوارا نہیں کریں گے۔ خدا تعالیٰ تمھیں ہدایت دے اس کفر سے بچو اور جب سال پورا ہو جائے گا تو ہم بھی اس کے اخبار

سے اجتناب کریں گے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے مثل ایک اور حکایت کا فائدہ بخشا کہ دو بھنگی تھے۔ ایک استاد اور دوسرا شاگرد۔ ایک دن وہ شاگرد استاذ سے تنگ آ کر اسے کہا کہ تو مجھے تنگ کرتا ہے "میں پاجامہ پہن کر مسجد میں داخل ہو جاؤں گا۔ استاذ نے شاگرد کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے مگر یہ کفر نہ کر اس کفر سے بچ جا یعنی مسلمان نہ ہو۔ حضور غریب قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر دوسرے جوابات میں مشغول ہو گئے۔ والحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز سہ شنبہ (منگل) ششم ماہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلسِ خانہ میں روضہ مبارک کے دروازہ کے مقابل تشریف فرما تھے شرف زیارت حاصل ہوا۔ مولوی خدا بخش جراح صاحب حاضر خدمت تھے۔ آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اکثر لوگ پاک پتن شریف سے چلے گئے ہیں۔ اسی دوران مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز اب پاک پتن شریف میں لوگوں کا وہ انبوہ (ہجوم) نہیں ہوتا جو اس سے پہلے ہوتا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا جی ہاں ان خبیث واعظین کے سبب، اسی اثنا میں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ:

"لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ زانی زِنا کے بعد جب غسل کرتا ہے تو اس کے جسم سے گرنے والے پانی کے ہر قطرہ سے ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔"

اسی دوران آپ نے فرمایا وہ مولوی جو اس دن یہاں تھا اسی اثنا میں آپ نے اس کے کچھ حالات بیان فرمائے کہ:

"اس کا گھر میانوالی میں ہے۔ بیس سال ہو گئے ہیں یہ اپنے گھر

نہیں گیا۔“

بعدہ، حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جندہ خوجہ نام کا ایک شخص ملتان میں رہتا ہے جو علم میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ اس خوجہ نے اپنے لڑکوں کی تعلیم کے لیے تیس روپے ماہانہ تنخواہ پر اسی مولوی (میانوالی والے) کو مقرر کر کے ٹھہرایا۔ مگر وہ مولوی وہاں نہ ٹھہرا۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے آرام کرتا اور ٹھہرتا اس کی تو عادت ہو گئی ہے کہ یہ جاہلوں میں جا کر وعظ تقریر کرتا ہے اور جاہل لوگ ان کو بہت کچھ دیتے ہیں اور اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھتے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا وہ خوجہ بہت سخت ممتحن بھی ہے ہر روز امتحان لیتا ہے یہ مولوی وہاں کیسے ٹھہرتا۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا اسی مولوی نے ایک دن مجھے کہا کہ اب واعظین اور غیر مقلدین بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی غیر مقلد نظر آتا ہے اگر چہ وہ اپنے آپ کو مولوی شمس الدین کے مریدوں میں شمار کرتا ہے۔ فی الجملہ یہ کہ میں نے اسے کہا وہ چیز جو دنیا میں پیدا ہوئی ہے اور پیدا ہو گی وہ چیز دنیا سے کیسے کم ہو سکتی ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ کہتے ہیں: ”جب زانی زنا کے بعد غسل کرتا ہے تو اس کے غسل کے پانی کے ہر ہر قطرہ سے ایک ایک واعظ پیدا ہوتا ہے، پس دنیا میں کتنے ہزار زانی روزانہ زِنا کر کے غسل کرتے ہیں پھر یہ دنیا میں کیسے کم ہوں گے۔

بعدہ، حضور غریب نواز نے فرمایا کہ میں مولوی سلطان محمود کو شیطان کہتا ہوں اس لیے کہ وہ کہتا ہے ملتان میں نمازِ جمعہ جائز نہیں ہے آپ نے فرمایا میں اس کی اس بات پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ کیسے نماز جمعہ کا انکار کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں بالواسطہ مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری رضی اللہ عنہ کا مرید ہوں۔ جبکہ مولوی صاحب خیر پوری رضی اللہ عنہ خیر پور میں ہمیشہ نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔ القصہ

میں اسے شیطان کہتا ہوں اور یہ مولوی میری اس بات سے غصہ کرتا ہے شاید اس کا شاگرد ہوگا۔ اور اب وہ خود خان گڑھ میں جمعہ پڑھتا ہے۔ میں نے کہا لوگوں کو دکھانے کے لیے پڑھتا ہے ورنہ اس کا عقیدہ اس طرح نہیں ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوبارہ واعظین کے متعلق گفتگو (بات) شروع کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی علی الدین بہاولپوری ایک واعظ (مقرر) تھا ہر دوسرے یا تیسرے سال وہ یہاں آتا تھا لوگ اس کا وعظ تقریر سنتے تھے۔ میں بھی اس کی تقریر و وعظ سننے کا ارادہ رکھتا تھا مگر کبھی سامنے نہیں آیا۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ مولوی عزیز الدین بہاولپوری کا بھائی مولوی محمود الدین بھی وعظ (تقریر) کرتا ہے۔ پس جب مولوی محمود الدین یہاں تونسہ شریف آیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے سنا ہے تم وعظ کرتے ہو۔ یہاں بھی تقریر کرو۔ اس نے بہت عذر معذرت پیش کی لیکن میں نے اسے نہیں چھوڑا۔ بہت کوشش کی کہ منبر پر جائے لیکن وہ منبر پر نہ بیٹھا لیکن منبر پر ہاتھ رکھ کر تقریر شروع کی وہ بہت ہی خوش الحان تھا اور اس کی آواز میں تاثیر تھی میں اس کی تقریر میں رویا تھا۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک مدنی صاحب آیا تھا۔ لوگوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز اجمعہ اس مدنی صاحب سے پڑھوائیں لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا۔ آخر لوگوں نے بڑی کوشش سے اسے منبر پر بٹھایا۔ الغرض جب وہ نماز جمعہ سے فارغ ہوا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز نے آب دیدہ ہو کر

فرمایا جو لوگ حضرت صاحب کے مشتاق تھے وہ بھی چلے گئے۔ باقیوں نے اس کی تقریر سنی۔ میں بھی موجود تھا لیکن کم عمر لڑکا تھا وہیں رہا۔ اس نے تقریر میں کہا تھا کہ:

''ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکانا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی وعید بہت خطرناک ہے''۔

اسی اثناء میں آپ نے فرمایا کہ وہ مدنی صاحب نے خود پاجامہ پہنا ہوا تھا اور بڑے دائرے دار (کشادہ پائنچوں) والا تھا پاجامہ کے اوپر ایک جُبہ پہنا ہوا تھا جس کا دامن زمین تک گرا ہوا تھا۔ میں نے تعجب کیا کہ وہ اس طرح تقریر کیوں کرتا ہے۔ آپ نے یہ فو ئد بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ وعظ کرنا آسان ہے مگر تدریس علم دین بہت مشکل کام ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تقریر کی کتابیں لکھی گئی ہیں کتاب ہاتھ میں لے کر وعظ کرتے ہیں اور علم دین پڑھانا سخت مشکل کام ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان کلمات کا کئی بار تکرار فرما کر مدرسین علماء اور ان کے اوصاف بیان فرمائے۔ مولوی خدا بخش صاحب نے عرض کی غریب نواز! مولوی علی محمد صاحب اچھا پڑھاتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ ہمارے زمانہ سے پہلے پڑھاتے تھے ہم نے ان کی تدریس نہیں دیکھی اس کے بعد آپ نے فرمایا علماء مدرسین میں سے تین شخص دیکھے ہیں۔

(۱) مولوی محمد دین صاحب (۲) مولوی عمر آخوند۔

فقہ کے اسباق شام تک پڑھاتے۔ آپ نے تیسرے عالم دین کا نام بتایا لیکن وہ نام اس بندہ جامع الملفوظ کو یاد نہ رہا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا ہم ان لوگوں کی تعلیم و تدریس شمار کرتے ہیں کہ علماء مدرسین ان ہی کی تعلیم سے پیدا

ہوئے ہیں یعنی یہ تین آدمی جن کے نام میں نے لیے ہیں انہی کی تعلیم و تدریس سے دوسرے علماء مدرسین ظاہر ہوئے۔ بعدہٗ آپ نے ان کے کچھ شاگردوں کے نام لیے اور ان کی تدریس کے اوصاف بیان فرمائے۔ پھر فرمایا علم پڑھانا سخت مشکل کام ہے۔

مولوی خدابخش صاحب نے تصدیق کی کہ جی ہاں غریب نواز علم سکھانا بہت مشکل ہے۔ لوہے کے چنے کھانے کے برابر ہے۔ اسی دوران مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز میں حیران ہوں کہ آپ نے کبھی پڑھایا نہیں ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہے کہ علم سکھانا بہت مشکل ہے۔ حضور غریب نواز نے مولوی صاحب کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ:

''میں کوں ڈاڈھی خبر ہے میں کوں ہر شے دی خبر ہے۔''

یعنی: مجھے بہت معلوم ہے اور مجھے ہر چیز کی خبر ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خانقاہ شریف سے اٹھ کر مسجد شریف تشریف لے گئے۔ راستہ میں بھی علمی گفتگو فرماتے رہے۔ مسجد شریف پہنچ کر ختم شریف (ختم خواجگان) پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

فضیلت تدریس علم:

دوران ختم شریف حضور غریب نواز نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ ایک عالم دین حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کسی وِرد وظیفہ پڑھنے کے لیے عرض کی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا ''علم دین پڑھاؤ'' دوبارہ اس نے وِرد کے لیے عرض کی۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا ''تدریس علم بکن'' (علم دین سکھاؤ) حتیٰ کہ کئی بار وہ وِرد وظیفہ

پڑھنے کی اجازت مانگتا رہا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے تدریس علم کی وصیت فرماتے رہے۔

الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ

''توں تدریس علم دی کر۔ اَتے روز قیامت دے آپ کوں عابداں نال رلا گھن''

یعنی تم علم دین پڑھاؤ اور بروز قیامت اپنے آپ کو عابدین کے گروہ میں شامل کرلو۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا: ''مجھے علم اور تدریس علم دین سے محبت اس لیے ہے کہ میں نے علم دین اور تدریس علم سے محبت کرنے والوں کو دیکھا ہے۔ اسی اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے آبدیدہ ہو کر یہ بیت پڑھا۔

میل دارد یارِ ما باجوگیاں

زیں سبب لاچار جوگی گشتہ ام

یعنی ہمارا دوست جوگیوں کے ساتھ میل محبت رکھتا ہے اسی لیے میں بھی جوگی بنا ہوا ہوں۔

الغرض حضور غریب نواز نے اس بیت کا تکرار فرماتے ہوئے ختم شریف خواجگان مکمل کیا اور مؤذن نے نماز مغرب کی اذان کہی بعدازاں آپ نے مولوی خدا بخش صاحب کو اپنے پاس بلا کر ارشاد فرمایا کہ ''علم دین اور تدریس علم دین سے محبت موروثی ہے ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔''

بعدازیں آپ نے اس حکایت کا افادہ فرمایا کہ ''مہار شریف میں مولوی اسد اللہ ایک عالم دین تھا جس نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ روزانہ اس کے

پاس تشریف لے جاتے اور ہر روز اسے ایک روپیہ بھی دیتے۔ اور اس کا حال یہ تھا کہ جب حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے جاتے اگر وہ کسی کو سبق پڑھا رہے ہوتے تو زمین سے اٹھنے کی ذرہ بھر جنبش نہ کرتے اور اگر فارغ بیٹھے ہوتے تو زمین سے اٹھنے کے لیے اپنے آپ کو جنبش دیتے اور کہتے آمیاں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی تھا بلکہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی اور حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہما کے حالات بھی ایسے تھے۔ اسی اثناء میں آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ:

"اَساں معرکے کوں یا اَساڈے معرکے کوں دو چیزاں
هتھ آیاں هن. هِک علم ڈوجها عشق."

یعنی: ہمیں یا ہمارے معرکہ (یعنی سلسلہ چشتیہ والوں) کو دو چیزیں ہاتھ آئی ہیں ایک علم، دوسرا عشق۔

بعدہٗ آپ نے سلسلہ قادریہ وغیرہ کا ذکر فرمایا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب میں مشغول ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

ماہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ ایک دن عصر اور مغرب کے درمیانی وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے تشریف فرما تھے۔ ایک شخص سنگہائے مرمر کی اینٹیں جو حضور غریب نواز نے روضہ مبارک کے فرش کے لیے منگوائی تھیں ریاست نوشہرہ سے محمود خان کی طرف سے لے کر آیا تھا وہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ پہلے تو آپ نے ان اینٹوں کا حال پوچھا بعدہٗ فرمایا محمود خان نے اینٹیں بھیجنے سے کچھ دن پہلے ہمیں بتایا کیوں نہیں تا کہ ہم اینٹیں لانے کا انتظام کرتے۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ غریب نواز محمود خان نے

کہا ہے کہ میں نے بذریعہ خط انھیں بتا دیا ہے اور تار بھی بھیجا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ بات سنی اور غصہ ہو کر فرمایا کہ چار ماہ ہو گئے ہیں کہ اس کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ مگر اس کا تار ابھی پہنچا ہے تار کا مضمون یہ ہے کہ ''میں نے اینٹیں بھیج دی ہیں غازی گھاٹ سے لے جائیں۔'' اب ہم کیا کریں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ محمود خان نے یہ جھوٹ کہا ہے کہ میں نے خط بھیج کر خبر کر دی ہے نیز آپ نے فرمایا یہ ریاست کی تاثیر ہے ورنہ محمود خان ایک نیک آدمی ہے۔

زمین کی تاثیر:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے زمین کی تاثیر کے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے فرمایا جس زمانہ میں ہم نے اپنے مکانات ملتان میں تعمیر نہیں کیے تھے اس وقت ہم غلام قادر خان کے مکان میں رہتے تھے اور ہماری آمد و رفت ملتان کے دو دروازوں سے ہوتی تھی۔ اسی اثناء آپ نے فرمایا ممتحن کو دو چیزوں کا اندیشہ ہوتا ہے۔

القصہ یہ کہ جب ہم ان دو دروازوں میں سے ایک دروازہ سے گزرتے اگرچہ رات بھی ہوتی تو اس دروازے والے کھڑے ہو کر ہمیں سلام کرتے اور جب اس دوسرے دروازے سے گزرتے اگر دن بھی ہوتا تو اس دروازے والے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتے تھے یعنی سلام نہیں کرتے تھے۔ مجھے اس بات سے تعجب ہوا کہ یہ کیا سبب ہے، آخر ایک دن میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ جب فلاں دروازہ سے گزرتے ہیں اگرچہ رات ہوتی ہے، اس دروازہ والے کھڑے ہو کر سلام کرتے ہیں اور جب فلاں دروازہ سے گزرتے

ہیں اگر چہ دن ہوتا ہے اس دروازہ والے اپنا منہ اپنی پیٹھ پیچھے کر لیتے ہیں سلام نہیں کرتے۔ تمام ساتھیوں نے یہ وجہ بیان کی کہ یہ سلام کرنے والے آپ کو پہچانتے ہوں گے اور دوسرے سلام نہ کرنے والے آپ کو جانتے نہیں ہوں گے۔ میں نے کہا وجہ یہ نہیں ہے بلکہ اس امر کا باعث یہ ہے کہ ان دروازوں کی زمین میں اپنی اپنی تاثیر ہے۔ ساتھیوں نے میرا بیان کیا گیا موقف تسلیم نہیں کیا۔

القصہ یہ کہ ایک دن ہم اس دروازہ سے گزرے جس کے لوگ اپنا منہ ہم سے موڑ لیتے تھے ان میں ایک شخص ہمارا جاننے والا تھا بلکہ ہمارے دوستوں میں سے تھا۔ اس دروازہ پر کھڑا تھا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر یہ شخص اپنا منہ ہم سے پھر لیتا ہے تو وہ وجہ جو میں نے بیان کی ہے تم تسلیم کر لو گے تمام ساتھیوں نے کہا جی ہاں غریب نواز ہم تسلیم کر لیں گے۔

الغرض جب ہم اس آدمی کے قریب سے گزرے تو اس نے اپنا منہ اپنی پیٹھ پیچھے کر لیا۔ پھر میں نے ساتھیوں سے کہا دیکھو یہ زمین کی تاثیر ہے تب تمام پیر بھائی ساتھیوں نے میرا بیان کیا گیا موقف تسلیم کیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ تمام فوائد بیان کر دیئے تو گفتگو کا موضوع بدل دیا۔

روز چار شنبہ (بدھ) ہفتم ماہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز ظہر دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا تھا۔ حکماء اور ڈاکٹروں کے متعلق بات چلی آپ نے ارشاد فرمایا قبلہ والد صاحب رضی اللہ عنہ کی مجذوبوں سے بہت دوستی تھی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے قبلہ والد صاحب رضی اللہ عنہ کو بارہا ان مجذوبوں کی صحبت سے منع کیا اور فرماتے تھے ان کی دوستی سے نفع کم اور نقصان زیادہ ہے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا اسی طرح ان ڈاکٹروں سے بھی

نفع کم اور نقصان زیادہ ہے کیونکہ ان کی اکثر ادویہ زہریلی ہوتی ہیں۔ آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

روز پنجشنبہ (جمعرات) ہشتم ماہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد از عصر حضور غریب نواز روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے میاں قمر الدین لاہوری آپ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے میاں صاحب مذکور سے پوچھا کہ تمھارے ملک میں بھی یہ رسم ہے جیسا کہ اس ملک میں رسم ہے یعنی عاشورہ کے دن اپنے عزیز و اقارب کی قبروں پر پانی ڈالتے ہیں اور اس کو فرائض سے بھی زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اگر ان کے کسی عزیز کی قبر سو میل دور ہے یہ وہاں جا کر اس کی قبر پر پانی ڈالتے ہیں اور یہاں کے پہاڑی باشندے کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتے لیکن اس رسم کو ترک نہیں کرتے۔

میاں صاحب مذکور نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز ہمارے ملک (شہر) میں بھی لوگ قبروں پر پانی ڈالتے ہیں اور گلاب کے پھول بھی رکھتے ہیں۔ اس پر حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہاں گلاب کے پھول تو نہیں رکھتے بلکہ کھجور کے درخت کی سبز شاخیں (چھڑیاں) قبروں پر رکھتے اور پانی ڈالتے ہیں اور آپ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبروں پر کھجور کی شاخیں رکھی تھیں۔ حضور غریب نواز نے یہ حدیث شریف بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں بھی ایک رسم ہے کہ مرنے کے تیسرے روز (قل خوانی ر سوئم میں) پھول اور صندل وغیرہ پیالہ میں ڈال کر میت کی قبر پر لے جاتے ہیں۔ اسی دوران آپ نے یہ بیت اپنی زبانِ مبارک سے پڑھا۔

ہو غریقِ رحمت پروردگار
آج ساقی کا پیالہ ہو رہا

حضور غریب نواز نے اس بیت کی تکرار فرمائی اور بعدہٗ فرمایا کہ میں نے ایک ہندوستانی سے پوچھا کہ یہ پیالہ کیا ہے اس نے کہا بروز سوئم قل خوانی کے دن پھول اور صندل پیالہ میں ڈال کر قبر پر لے جاتے ہیں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا میں نے یہاں پیالہ کے یہ معانی سمجھے ہیں کہ:

''کل تک یہ ساقی تھا اور آج پیالہ اسی کا ہو گیا یعنی فوت ہو گیا ہے۔'' آپ نے یہ فوائد بیان کر کے کچھ دیر خاموش رہے بعدہٗ یہ حکایت بیان فرمائی۔

قصہ شاہ صاحب لکھنؤ والا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حاجی خان کاتب نے میرے سامنے یہ حکایت بیان کی کہ محرم الحرام کی ۳ یا ۴ تاریخ کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پاک پتن شریف مسجد میں تشریف فرما تھے ہزار دو ہزار آدمی آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے کہ ایک شخص پھٹا پُرانا پاجامہ پہنے چمڑے کا ڈول اور رسی ہاتھ میں لیے مسجد میں آیا۔ ڈول اور رسی زمین پر رکھ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے قدم بوس ہوا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سرِ مبارک نیچے جھکائے بیٹھے تھے جب آپ نے اپنا سرِ مبارک اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور ارشاد فرمایا:

''آؤ شاہ صاحب خیریت ہے خیریت سے آئے ہو۔''

الغرض اتنا کچھ فرما کر بیٹھ گئے اور شاہ صاحب سے پوچھا آپ کا وطن کونسا ہے۔ اس نے عرض کی غریب نواز میرا وطن لکھنؤ کے قریب کھیری خیر آباد ہے۔ دوبارہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب خیریت ہے۔

القصہ یہ کہ حاجی خان نے کہا کہ ہم حیران ہوئے کہ یہ کون شخص ہے جو حضرت صاحب کے جاننے والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب وہ آیا تو لوگوں سے پوچھتا ہوا آیا ہے کہ حضرت صاحب سنگھڑ والا کون شخص ہے۔ اہلِ مجلس سے کسی نے اشارہ کیا تب وہ قدم بوس ہوا۔ اگر اس نے پہلے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہوتا تو لوگوں سے کیوں پوچھتا کہ حضرت صاحب سنگھر والا کون ہے۔

الغرض اس دوران اذانِ مغرب ہوئی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نماز مغرب کے فرض اور سنت مسجد میں پڑھ کر حسبِ عادت مبارک نوافل کے لیے مسجد سے برج نظامی کی طرف تشریف لے گئے اور برج نظامی کے قریب مشرقی جانب ایک حُجرہ تھا میں وہاں خدا بخش لانگری کے بھائی غلام رسول کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اور کبھی مولوی قادر بخش کے پاس بھی جا کر بیٹھتا تھا۔

فی الجملہ بعداز مغرب میں اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے آ کر مجھے کہا کہ حضرت صاحب تمھیں بُلا رہے ہیں پس میں اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تو کپڑے سینا جانتا ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ بعدہٗ آپ نے پوچھا فقراء میں سے کوئی اور بھی کپڑے سینا جانتا ہے میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ پھر حضرت صاحب نے میاں خدا بخش کے بھائی میاں غلام رسول صاحب کو بلا کر پوچھا کہ کیا لنگر شریف میں کپڑے کا ٹکڑا آیا ہے۔ میاں غلام رسول نے عرض کی جی ہاں غریب نواز دو ٹکڑے سفید کپڑے کے لنگر شریف میں آئے ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے مجھے مخاطب کر کے پوچھا حاجی خان وہ ہندوستانی درویش جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے نماز مغرب سے پہلے مسجد میں آیا تھا اسے پہچانتا ہے۔

میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز میں اسے پہچانتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اس درویش کے لیے تین کپڑے ایک پاجامہ ہشت تختی والا، ایک جُبّہ اور ایک چادر نماز عشاء سے پہلے تیار کر کے لے آؤ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تو اپنے قد و قامت پر قیاس نہ کرنا کہ وہ چھوٹے قد کا ہے اور فرمایا اسے دیکھا ہے میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز میں نے اسے دیکھا ہے۔ بعدہٗ فرمایا، جاؤ میاں غلام رسول سے کپڑا لے کر یہ تینوں کپڑے تیار کر کے لے آؤ۔ پھر میں کچھ دوسرے فقراء کو اپنے ساتھ بٹھا کر اور چراغ روشن کر کے کپڑے سینے بیٹھ گیا۔

القصہ تقریباً رات کے گیارہ بجے تینوں کپڑے تیار کر لیے۔ حضرت صاحب اس وقت کھانا تناول فرما کر بیٹھے تھے میں کپڑے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی غریب نواز کپڑے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تینوں کپڑے تیار ہو گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ پھر حضرت صاحب نے کپڑے مجھ سے لے کر کشادہ کر کے دیکھے اور فرمایا اس درویش کو پہچانتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، اسے تلاش کر کے میرا نام لے کر کہو، شاہ صاحب یہ کپڑے پہن لو ان پُرانے کپڑوں میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔

فی الجملہ یہ کہ حاجی خان نے کہا میں اٹھا تو حضرت صاحب نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ جان لو وہ درویش مسجد میں ہوگا کیونکہ وہ کسی سے واقف نہیں ہے۔ بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا اسے کپڑے لازمی پہنا کر آنا۔

القصہ حاجی خان نے کہا میں مسجد میں جا کر بلند آواز سے کہا۔ شاہ صاحب لکھنؤ والا۔ الغرض کئی مرتبہ میں نے آواز دے کر بُلایا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے مسجد میں تلاش کرنا شروع کیا جب مسجد کے کونے میں پہنچا تو

اس کے ڈول کو پہچانا پھر اسے دیکھا تو وہ مراقبہ کیے بیٹھا ہے میں نے اس کا کندھا پکڑ کر اسے ہلایا اور حضرت صاحب کا نام لیا پھر وہ درویش فوراً کھڑا ہو گیا اور کہا کیا حضرت صاحب مجھے بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا نہیں بلکہ یہ کپڑے دیئے ہیں اور فرمایا ہے، شاہ صاحب وہ پُرانے کپڑے اتار کر یہ نئے کپڑے پہن لو۔

الغرض اس درویش نے کپڑے ہاتھ میں لے کر بطریق سلام اپنے سر کو نیچے جھکایا اور کپڑے زمین پر رکھنے کا ارادہ کیا لیکن میں نے کہا کہ حضرت صاحب کا حکم ہے کہ کپڑے ابھی پہنو۔ پھر اس درویش نے بطور سلام اپنا سر نیچے جھکایا اور وہ پرانے کپڑے اتار کر یہ نئے کپڑے پہنے اور کہا کہ کیا میں تمھارے ساتھ چلوں۔ میں نے کہا نہیں ابھی حضرت صاحب نماز عشاء کے لیے مسجد میں آئیں گے۔

الغرض حاجی خان نے کہا میں نے دل میں خیال کیا سوچا اگر میں اپنے ساتھ لے جاؤں تو حضرت صاحب مجھ پہ ناراض ہوں گے اور فرمائیں گے کہ کیا میں نے تجھے کہا تھا اس کو بلا کر لے آؤ۔ القصہ جب میں مسجد سے واپس آیا تو حضرت صاحب لوگوں سے پوچھ رہے تھے کہ حاجی خان ابھی تک نہیں آیا۔ پھر مجھے دیکھ کر فرمایا حاجی خان کپڑے پہنا کر آئے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ پھر فرمایا اسے پہچانا تھا وہی درویش تھا کسی دوسرے کو تو نہیں پہنا کر آئے۔ میں نے عرض کی نہیں، غریب نواز میں نے اسے پہچانا ہے۔ بعدہٗ حضرت صاحب نماز عشاء کے لیے کھڑے ہو گئے۔

حضرتِ اعلیٰ نماز عشاء ۱۲ بجے پڑھتے تھے:

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ تقریباً گیارہ بجے

رات کا کھانا تناول فرماتے اور بوقت بارہ (۱۲) بجے نماز عشاء پڑھتے۔ مسجد میں صرف فرض پڑھتے اور باقی نماز برج نظامی میں آ کر پڑھتے۔ فی الجملہ یہ کہ حاجی خان نے کہا کہ حضرت صاحب عشاء کے فرض مسجد میں پڑھ کر حسبِ عادت بُرج نظامی میں تشریف لے گئے اور میں مولوی قادر بخش کے پاس جا کر یہ قصہ بیان کیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ شاید حضرت صاحب کے جاننے والوں میں سے ہوگا۔ میں نے کہا نہیں اگر جاننے والوں میں سے ہوتا تو اس سے پہلے آپ کو دیکھا ہوتا اور لوگوں سے کیوں پوچھتا کہ حضرت صاحب سنگھڑ والا کون ہے۔ اور میں نے خود دیکھا ہے کہ لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ حضرت صاحب سنگھڑ والا کون ہے۔ جب کسی نے اشارہ کیا تب وہ قدم بوس ہوا۔

الغرض حاجی خان نے کہا اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس درویش نے کب حضرت صاحب سے ملاقات کی اور کس وقت بیعت ہوا۔ مگر جب حضرت صاحب پاک پتن شریف سے روانہ ہوئے تو وہ درویش آپ کے ساتھ تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے ارشاد فرمایا وہ درویش یہی محمد علی شاہ ہے۔ جو بارہ (۱۲) سال مدینہ منورہ میں پانی لاتا تھا حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صاحب کا نام بتایا اور فرمایا پاک پتن شریف کی طرف جاؤ حضرت صاحب وہاں آئیں گے تمھارا حصہ ان کے پاس ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ محمد علی شاہ بہت بڑے بزرگ خاندان سے تھا اس کے والد اور دادا بھی بڑے بزرگ تھے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا یہ محمد علی شاہ صاحب جب پہلی مرتبہ یہاں تونسہ شریف آیا تو نو (۹) سال یہاں مقیم رہے، مجاہدہ کیا ریاضت کی اور حضرت صاحب کا یہ بنگلہ

شریف انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے بنایا تھا دوسری مرتبہ آئے تو تین سال رہے اور آخری مرتبہ آئے تو چھ سال رہے مجاہدے اور ریاضتیں کیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر ارشاد فرمایا میاں جیون سے منقول ہے جس زمانہ میں سید محمد علی شاہ صاحب حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ لاتعداد لوگ ان کے مرید ہوئے تھے میں ہزاروں کی تعداد میں سلسلہ شریف کی طباعت کرتا تھا وہ تمام کا تمام تقسیم ہو کر ختم ہو جاتا تھا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اب بھی حیدر آباد دکن میں ان کے مریدوں میں سے کچھ لوگ باقی ہیں۔ ان کے خلفاء بہت ہیں چنانچہ گزشتہ سال حبیب علی شاہ صاحب یہاں تونسہ شریف آیا تھا وہ ان کے خلفاء میں سے تھا۔ سردار بیگ اور مولوی حسن زمان بھی ان کے خلفاء اور مریدوں میں سے ہیں۔ ان کا قائم مقام وسجادہ نشین محمد اسلم ان کا برادرزادہ ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔

روز شنبہ (ہفتہ) دہم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلس خانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مولوی خدا بخش جراح سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ علماء تنبیہاً یا کس لیے کہتے ہیں کہ جہاں کہیں مرد اور عورتیں جمع ہوں، اگر چہ قبرستان میں جمع ہوں ان کا نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں نے حیدر خشت بند (کچی اینٹیں بنانے والا) سے کہا ہے کہ تو اپنا نکاح چھوڑ دے کیونکہ تیری بیوی روافض کے تابوت دیکھنے جاتی ہے۔ اس نے کہا اگر اسی طرح ہے تو پھر تمام شہر والوں کا نکاح ٹوٹ گیا ہے کیونکہ شہر کے مردوں اور عورتوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو

روافض کے تابوت دیکھنے نہ جاتا ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کی غریب نواز۔ کفار کی عید یعنی ہندوؤں کے ڈسارہ میں اگر کوئی جائے چاہے صرف مرد ہی کیوں نہ ہو نکاح باطل ہو جائے گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا کیا قصور ہے کہ اس کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ مولوی صاحب نے عرض کی اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مرد ہندوؤں کے ڈسارہ میں جائے گا تو کافر ہو جائے گا اور نکاح کفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مردوں اور عورتوں کے رافضیوں کے تابوت یا قبرستان میں جمع ہونے کی صورت میں ان کے نکاح کے باطل ہونے کی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ اسی اثناء میں مولوی صاحب مذکور نے ایک کلمہ کہا کہ ازاں آنگاہ فساد نکاح فہمیدہ میشد۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ کلمہ سن کر غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ پہلے علماء نے تو یوں فرمایا ہے اور تم اس طرح کہتے ہو۔

<u>حکایت:</u>

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ دائرہ دین پناہ میں اکرم نام کا ایک مولوی صاحب تھا جو مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بالواسطہ یا بلاواسطہ مرید تھا اور اس کا بھائی محمد احسن ہمارا پیر بھائی تھا۔ القصہ یہ مولوی محمد اکرم اپنی ہر تقریر میں کہتا تھا کہ رافضی کی عورت بغیر نکاح کے حلال ہے۔ اسی دوران آپ نے شکور نام کے ایک شخص کو آواز دے کر بلایا جو دائرہ دین پناہ کا رہنے والا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا اب بھی مولوی محمد اکرم اپنی تقریر میں اسی طرح کہتا ہے۔ شکور نے عرض کی جی ہاں غریب نواز بلکہ اس سے بھی زیادہ کہتا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے خوش

طبعی کرتے ہوئے فرمایا اس سے زیادہ اور کیا کہتا ہوگا یہی کہتا ہوگا۔ "سات حج کا ثواب ہوگا۔" دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے منشی غلام محمد نوشہری (جو کہ محمود خان خاکوانی کے ملازمین میں سے تھا مگر حاجی تھا۔) کو مخاطب کر کے بطور خوش طبعی فرمایا کہ میاں غلام محمد تو مکہ شریف میں کیوں خوار ہوا ہے کیا تمھارے ملک میں کوئی رافضی نہیں تھا اس کی عورت کے ساتھ حج کر لیتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ فوائد بیان فرما کر کچھ دیر اپنا سَر مبارک نیچے جھکایا۔ پھر مولوی خدا بخش کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا سنا گیا ہے کہ عاشورہ کا دن حضرت امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے بھی متبرک دن تھا اور میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام پر ان دس دنوں کے روزے فرض تھے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ابتدائی ایام میں ان دنوں کے روزے رکھے پھر مستحب ہوئے۔ یہ دن متبرک تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی اور حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی بھی اسی دن کنارے لگی۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یوم عاشور ایک اچھا دن تھا مگر ان رافضیوں نے اسے بُرا بنا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا اسی روز اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو رتبۂ شہادت عطا فرمایا۔ مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز یہ دن بہت اچھا تھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بنی اُمیہ نے اس دن کو یوم عید قرار دیا اور ان روافض نے ماتم کے طور پر منایا۔

حضور غریب نواز نے یہ بات سن کر گفتگو کو دوسرا رنگ دے کر مولوی صاحب سے پوچھا کہ پیاز کی کیا تاثیر ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس

کی تاثیر گرم اور خشک ہے۔ بعدہٗ آپ نے پوچھا پیاز کا فائدہ کیا ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا نانخورش ہے (سالن کے طور پر کھایا جاتا ہے) پھر آپ نے اونچی آواز سے فرمایا ہائے ہائے وہ نان خورش تو تھا...... مگر اس کا فائدہ کیا ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مُقوی ہے اور جَھلّہ (لُو) کے لیے مفید ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا مرض جَھلّہ (لُو کا لگنا) کے لیے فائدہ مند ہے۔ میاں قادر بخش کو مرض جَھلّہ لگ گیا تھا۔ پھر کسی نے کہا تھا اس کو پیاز پیس کر دے دو۔ پھر پیاز پیس کر دو پیالے پلائے گئے تو اسی وقت ٹھیک ہو گیا تھا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک ڈاکٹر صاحب جو آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا سے پوچھا کہ پیاز کے کیا فائدے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے پیاز کے فائدے اس تیز گفتاری سے بیان کیے کہ نہ حضور غریب نواز کچھ سمجھ سکے اور نہ یہ بندہ ناچیز۔ پھر آپ نے منشی عبداللہ سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے۔ منشی عبداللہ بھی مکمل نہیں سمجھا تھا اس لیے ترجمانی نہیں کی۔ پھر آپ نے ڈاکٹر صاحب سے دوبارہ تقریر نہ کرائی اور یہ فوائد بیان فرما کر آپ نماز مغرب کے لیے کھڑے ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

روز یکشنبہ (اتوار) گیارہ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ اشراق کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ مغربی محل میں رونق افروز تھے۔ آپ نے اچانک استاد خدا بخش ملتانی گلکار (نقاشی کرنے والا) سے پوچھا کہ تم نے کل روزہ رکھا تھا۔ اس نے عرض کی جی ہاں غریب نواز۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیوں روزہ رکھیا ہاوی فرض تاں نہا مستحب ہا۔'' یعنی: روزہ کیوں رکھا تھا فرض تو نہیں تھا مستحب تھا۔

بعد ازاں روافض کے تابوت پر مردوں اور عورتوں کے ہجوم کے بارے

میں گفتگو ہوئی تو آپ نے فرمایا کفر کے ساتھ مخلوق کی رغبت زیادہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے وحی سے ساٹھ سال تک دعوتِ اسلام کے ساتھ ساتھ جہاد کی دعوت دی سات یا ستر ہزار سے زیادہ آدمی جمع نہ ہوئے اور مسلیمہ کذاب نے چھ ماہ کفر کی دعوت دی تو دوصد پنجاہ ہزار آدمی جمع ہوئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہوئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) یازدہم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مغربی محل میں تشریف فرما تھے۔ سعادت زیارت حاصل ہوئی بغیر تقریب ظاہری آپ نے ارشاد فرمایا کہ دَرُگ پہاڑ میں رسم ہے کہ جب ماہِ صفر آتا ہے تو پہاڑی لڑکے گھر کے چاروں کونوں میں آگ جلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر کا سر جل جائے اور فلاں فلاں کا سَر نہ جلے یعنی تمام گھر والوں کا نام لیتے ہیں۔

روز یک شنبہ (بروز اتوار) یازدہم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے تشریف فرماتھے کہ گرد وغبار کا طوفان آیا۔ چنانچہ تمام روئے زمین سُرخ ہوگئی۔ آپ نے مولوی خدا بخش صاحب سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی جی آج مٹی برس رہی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی جی ہاں غریب نواز اس کے بعد ایک بیت پڑھا، جس کا مضمون یہ تھا کہ مٹی کا برسنا بارش کی علامت ہے۔

بعد ازاں غصہ کے متعلق بات ہوئی۔ مولوی صاحب نے یہ حکایت بیان کی کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی شخص نے شیطان کو دیکھا کہ بغداد کی گلی کوچوں میں بھاگتا پھر رہا ہے اس آدمی نے اس سے پوچھا کہ

کیوں بھاگتا پھر رہا ہے۔ شیطان نے کہا آج جنید کو غصہ آیا ہوا ہے۔ اس شخص نے شیطان سے کہا تُو تو کہتا ہے بنی آدم کے غصہ کے وقت جتنی قدرت مجھے ہوتی ہے کسی دوسرے وقت نہیں ہوتی۔ شیطان نے کہا ایسا ہی ہے مگر یہ دوسری قوم ہے (یعنی مخلصین پر شیطان کا بس نہیں چلتا)۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت سُن کر بطریق سوال ارشاد فرمایا، شیطان جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے غصہ سے کیوں بھاگا اور اللہ کے غصہ سے نہیں بھاگا۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ غریب نواز اللہ تعالیٰ کا غصہ اور قسم کا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ

یعنی: میری رحمت میرے غصے پر سبقت کرتی ہے یعنی غالب آجاتی ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ خشم اہل اللہ دیگر است (یعنی اولیاء اللہ کا غصہ اور ہے) اسی دوران مولوی صاحب نے ایک حکایت بیان کی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت شریف پڑھی گئی۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ.

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وَبَطْشِیْ اَشَدُّ.

پس دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ان کے قہر کو اللہ تعالیٰ کے قہرِ غضب سے تشبیہ دیتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے قہر کو ان کے قہر سے۔

آپ نے جب یہ فوائد بیان کیے تو مولوی صاحب مذکور خاموش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب دوشنبہ (اتوار اور پیر کی درمیانی رات) دوازدہم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ کو نماز عشاء کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ

چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور عبداللہ قوال نابینا چارپائی کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر ہلا رہا تھا۔ قوال مذکور نے حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی یہ غزل پڑھنا شروع کی۔ بیت:

تاز میخانۂ و مے نام و نشاں خواہد بود

سر ما خاک رہ پیرِ مغاں خواہد بود

یعنی: جب تک شراب خانہ اور شراب کا نام و نشان باقی رہے گا تو ہمارا سر پیر مغاں کے راستہ کی خاک بنا رہے گا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے قوال مذکور سے پوچھا کہ کیا تمھیں یہ راگ آتا ہے۔ قوال مذکور نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ پھر آپ نے فرمایا اسی ادا (طرز) پر ایک مخمس است ہے اسے یاد کر لے۔ قوال نے عرض کیا غریب نواز وہ کون سی مخمس ہے۔ آپ نے فرمایا مجروح کی ''مخمس'' ہے۔ بعدہ' آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ یہ مجروح کچھ عرصہ یہاں نہیں آیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ مجروح زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ زندہ ہے۔ پھر میں نے کہا وہ غیر مقلد ہو گیا ہے یہاں نہیں آئے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں غریب نواز وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے بوجہ ضعف نہیں آ سکتا۔ پھر ان میں سے کسی نے جا کر اسے کہا کہ فلاں (حضور غریب نواز) اس طرح کہتا ہے پھر مجروح نے یہ مخمس تلاش کر کے میرے پاس بھیجی۔ بعدہ' آپ نے فرمایا دوسرے بیت تو یاد نہیں رہے صرف یہ ایک بیت مخمس یاد ہے۔ بیت مخمس:

مبتلائے تو کہ از ضعف بداں در نرسد

یاد بادا کہ گہی بردرِ دیگر نرسد

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ' نے اس بیت مذکور کا دو تین بار تکرار

فرما کر خواجہ حافظ شیرازی کی وہی غزل سننے میں مشغول ہو گئے۔ قوال جب اس بیت پر پہنچا۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

یعنی جس زمین پر تیرا نقشِ قدم ہوگا وہ زمین برسوں صاحبِ نظر لوگوں کی سجدہ گاہ بنی رہے گی۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان کا ذکر:

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ دہلی میں ایک جگہ ایک پتھر پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہے اور کہتے ہیں یہ بالکل صحیح ہے دہلی میں علی گوہر نام کا ایک بادشاہ گزرا ہے۔ وہ عرب شریف سے اس سنگ قدم مبارک کو ایک لاکھ روپے میں خرید کر لایا تھا اور کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر علی گوہر تک اس سنگ قدم مبارک کی سند خادمین کے پاس موجود ہے اور کہتے ہیں ا علی گوہر نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ جب میں مروں اور مجھے دفن کرو تو میری قبر پر میرے سینہ کے مقابل اس سنگ قدم مبارک کو مرکوز کر (گاڑ) دینا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یکم ربیع الاوّل تا ۱۲ ربیع الاوّل لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں اور دہلی کا ہر بادشاہ روزانہ وہاں جا کر دروازہ پر بیٹھتا ہے اور جس زمانہ میں میں گیا تھا بادشاہ وہاں بیٹھا (ٹھہرا) ہوا تھا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اس سنگِ قدم مبارک کے اوپر ایک چبوترہ بنا ہوا تھا اور اس صفہ کے نیچے کمخاب کا سائبان تھا، اس سائبان کے ستون چاندی کے تھے اور

اس سنگِ قدم مبارک کے چاروں طرف سنگِ مرمر سے چھوٹا سا حوض بنایا گیا تھا جس میں تقریباً ایک مشک بھر پانی کی گنجائش تھی اور وہ سنگ قدم مبارک پانی کے نیچے سے نظر آتا تھا۔ اور لوگوں کے ہجوم (رش) کے دنوں میں خادمین سنگ مبارک نے کچھ شیشیاں (بوتلیں) رکھی ہوئی تھیں۔ وہ خادمین ان بوتلوں میں پانی بھر کر لوگوں کو دیتے تھے اور لوگ بقدر وسعت کوئی چیز بطور نذر پیش کرتے تھے۔

الغرض اس حوض کے کنارے پر خوبصورت خط میں یہ بیت لکھا ہوا میں نے دیکھا۔

بر زمینی کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

المختصر حضور غریب نواز نے اس بیت کی تکرار فرما کر قوالی سننے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت ثانی کریم کا حج پر جانا:

روز دوشنبہ (بروز پیر) دوازدہم محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ آپ نے میاں قمرالدین لاہوری کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب ہم بیت اللہ شریف گئے تھے ہم اپنے ساتھ سو (۱۰۰) آدمی لے گئے تھے۔ بمبئی میں ہمیں رُکنا پڑا تھا کیونکہ جہاز تیار نہیں تھا پس ہم تنگ ہو گئے تھے۔ پھر ہم اورنگ آباد شریف جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ دریں اثناء آپ نے اورنگ آباد شریف کے اوصاف بیان فرمائے کہ:

- اونگ آباد شریف میں آباد اور غیر آباد ہزاروں حوض ہیں۔
- ان حوضوں کے پانی کے دخول اور خروج کا کسی کو علم نہیں ہے۔
- ان حوضوں میں پانی کے آنے کا وقت مقرر ہے۔ اپنے وقت سے پہلے ظاہر

نہیں ہوتا۔

○ وہ پانی اتنا میٹھا ہے کہ کسی نے گھی بھی نہیں دیکھا ہوگا۔

○ الغرض اورنگ زیب بادشاہ اس پانی کو پہاڑوں سے ایسا چھپا لایا کہ آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے۔

○ انگریزوں نے بہت کوشش اور طاقت صَرف کی تاکہ اس پانی کا مدخل معلوم کریں مگر ناکام رہے معلوم نہ کر سکے۔

○ آخر نظام الملک سے انگریزوں نے کہا کہ کروڑ روپیہ لے لو تاکہ ہم اس شہر کی عمارتیں گرا کر معلوم کریں کہ اس پانی کا دخول اور خروج کہاں سے ہے مگر نظام الملک نے قبول نہ کیا۔

○ بعدہٗ آپ نے فرمایا اورنگ آباد شریف میں آباد اور غیر آباد سینکڑوں مساجد ہیں اور ہر مسجد میں ایک حوض ہے۔

○ اورنگ آباد شریف میں ایک مزار مبارک ہے جو ہمارے مشائخ میں سے یعنی حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ نظام الحق والدین اورنگ آبادی رضی اللہ عنہ کی مزار ہے۔

فی الجملہ یہ کہ وہاں سے ان کی زیارت سے مشرف ہو کر قلعہ دولت آباد کی طرف متوجہ ہوئے جو اورنگ آباد شریف کے قریب ہے۔ وہاں بھی ہمارے مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ کی مزار ہے۔ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تیس روپے نذرانہ پیش کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر دریائے گنگ (گنگا) کے کنارے ایک گاؤں تھا آدھا دن وہاں آ کر گزارا۔ وہاں سے ہم نے چار روپے کے خربوزے خریدے جو بہت سستے اور میٹھے تھے۔

القصہ ہم وہاں سے روانہ ہو کر احمد نگر (احمد آباد) پہنچے جو ایک بہت بڑا

شہر ہے اور نظام کے ملک سے باہر ہے وہاں سے ریل (ٹرین) پر سوار ہو کر بمبئی پہنچے۔ ہم اپنے ساتھ پندرہ آدمی اورنگ آباد شریف لے گئے تھے اور باقی بمبئی اسٹیشن پر ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جب ٹرین سے اترے تو پیر بھائیوں نے مبارک باد دی کہ جہاز تیار ہے پس ہم خوش ہوئے اور میں نے کہا ہمارے پیرانِ عظام اس طرح ہیں پھر ہم جہاز پر سوار ہو کر مکہ معظّمہ پہنچے۔ وہاں ہم نے دوسو آدمیوں کا کھانا تیار کروایا۔ ایک سو آدمی تو ہمارے ساتھ تھے باقی سو آدمیوں کا کھانا تقسیم کیا۔ پھر ہم سو آدمیوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور لوگ تعجب کرتے تھے کہ سو آدمی ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں اور میں نے کہا ہم سب ایک شہر کے نہیں ہیں۔ وہ (عربی) کہتے تھے کہ عرب ایسا سخت ملک ہے کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے دور ہو جاتا ہے اور تم سو آدمی ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہو اور عرصہ دراز ہو گیا ہے کہ اس سے پہلے ایسے لوگ اس ملک میں نہیں آئے۔

ہم ابھی مکہ شریف میں تھے کہ مدینہ منورہ میں مشہور ہو گیا کہ مکہ شریف میں شیخ نواب آیا ہوا ہے یعنی بزرگ بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے۔ الغرض جب ہماری نماز دیکھتے تو بزرگ سمجھتے تھے اور جب ہمارا خرچ دیکھتے تو بادشاہ سمجھتے۔ جب ہم مدینہ منورہ گئے تو مکہ مکرمہ سے کاغذ زر لے گئے اور اپنے ساتھ روپے لے کر نہیں گئے تھے۔ ہم نے چالیس دن مدینہ منورہ میں قیام کیا۔

فی الجملہ یہ کہ ہم یہاں سے پچاس ہزار روپے اپنے ساتھ لے کر گئے تھے جب ہم واپس آئے تو بیس ہزار روپے بچ گئے تھے اور تیس ہزار روپے خرچ ہوئے تھے، بعدہٗ آپ نے فرمایا ہم پچاس ہزار روپے اپنے ساتھ اس لیے لے گئے تھے کہ ہم نے سنا تھا کہ گزشتہ سال میاں غلام فرید صاحب (کوٹ مٹھن

والے) رحمۃ اللہ علیہ گئے تھے تو ان کا خرچہ ختم ہو گیا تھا آخر اپنے اہل خانہ کا زیور فروخت کر کے بڑی مشکل سے واپس بمبئی پہنچے پھر بمبئی سے متّو خان کی طرف تار بھیج کر خرچہ منگوایا۔ متّو خان نے دو ہزار روپے بھیجے تب وہ اپنے گھر پہنچے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ تمام فوائد بیان فرما کر مغربی محل کی طرف تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر منشی غلام محمد نوشہری کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''ہم سُستوں کی صفائی ستھرائی دیکھو۔''

منشی مذکور نے عرض کی غریب نواز! ''زہے صفائی صحن''۔

پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''دنیا میں مجھ سے زیادہ سُست کوئی نہیں ہے''۔

پندرہ ذیقعد کو ہم نے سر سنوارا (حجامت کرائی) تھی آج بارہ محرم الحرام ہے کہ سر سنوارا ہے اور اسی طرح کپڑے بھی انہی دنوں میں پہنے تھے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہمارا ایک جاننے والا تھا وہ مجھے ہر روز کہتا تھا کہ کپڑے مجھے دیدیں میں دھو کر لے آؤں میں معذرت کر لیتا تھا۔

الغرض کچھ دیر آپ کرسی پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص بدایوں سے آیا ہوا تھا وہ آ کر پنکھا ہاتھ میں لے کر ہلانے (بادکشی کرنے) لگا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا ''ایسی جماعت نماز اور مکانات کی صفائی ہندوستان میں کہیں دیکھی ہے'' اس نے عرض کیا نہیں غریب نواز نہیں دیکھی۔ پس آپ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ کے گنبد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ تمام فیوضات ان کے ہیں ورنہ میں تو وہی ہوں جو دیکھ رہے ہو۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) نوز دہم جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ بعد نماز مغرب دولتِ ہمراہی حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نماز مغرب کے فرض اور

سنت پڑھ کر نوافل گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ خانقاہ شریف کے بیرونی دروازہ پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا وہ شخص کھڑا ہوا اور قدم بوسی حاصل کی۔ آپ نے فرمایا ہندو ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں میں مسلمان ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا نماز نہیں پڑھی کیا ہندو ہے۔ پھر وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ آپ اتنا فرما کر وظائف گاہ کی طرف مائل ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اسی دن حضور غریب نواز قدس سرہ' مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ کے مقابل تشریف فرما تھے۔ مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھا بیماری کے متعلق بات شروع ہوئی۔ اسی دوران مولوی صاحب نے عرض کیا کہ فلاں شخص کو بخار ہو گیا تھا اس نے جُلاب کیا تو شفایاب ہو گیا تھا لیکن اب پھر اسے تپ (بخار) ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس کے منہ کا قصور ہے کہ پرہیز نہیں کیا پھر کچھ دیر بعد ایک عورت نے آ کر عرض کیا کہ "اے مولائے من" میرے بیٹے کو بخار ہو گیا تھا جُلاب کر کے تندرست ہو گیا تھا اب دوبارہ اسے بخار ہو گیا ہے۔

دریں اثناء آپ نے فرمایا کہ اس نے زہر کھایا ہے یعنی بد پرہیزی کی ہے۔ عورت نے عرض کیا نہیں غریب نواز اس نے کچھ نہیں کھایا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ گوشت کھایا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا دعا مانگو۔ آپ نے دعا فرما کر اسے رخصت فرمایا۔

بعد ازاں آپ نے مولوی صاحب مذکور سے پوچھا کہ تم نے اپنے بیٹے کو کام کے لیے بھیجا تھا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز کل اسے بھیجا تھا لیکن جب واپس آیا تو اسے بخار ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کام کی وجہ سے بخار ہوا ہے۔ بعدہ' آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میاں جی اساں تاں کوئی شئے نا هاں"

یعنی ہم تو کوئی چیز ہی نہیں ہیں بس یہ ہے کہ بادشاہ کے صدقے روٹی کھا رہے ہیں یعنی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا دوبارہ بچے کو کام پر ہرگز نہ بھیجنا۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) بیست و یکم جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد نماز عصر مجلس خانہ میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف اور مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھے بیماری سے متعلق بات ہو رہی تھی آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا مولوی جی حیلہ مکنید برائے بیماری، مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ دعا فرمائیں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ ہر نماز میں دعا کرتا ہوں اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جا کر دعا کرتا ہوں۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا تم نے لنگاہ کا قصہ سنا ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز۔ پس آپ نے فرمایا کہ منشی عبداللہ نے کہا ہے کہ آج ایک شخص لنگاہ فوت ہو گیا ہے تین دن سے اسے بخار اتھا اور عبداللہ نے کہا گزشتہ رات وہ ہمارے گھر بھی آیا تھا۔ آج رات پھر اسے بخار ہوا ہے۔ دو تین بار قے (اُلٹیاں) کیں اور دو تین مرتبہ دست (پاخانہ) آئے صبح کو فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عبداللہ نے کہا ہے یہ بھی اس کی سیاہ ہو گئی تھیں۔ افسوس یہ ہے ہیضہ کی علامت۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ ایک اخبار نویس نے اخبار میں لکھا ہے کہ تین چیزیں تمام ممالک میں عام ہیں:

(۱) ٹڈی: تمام ملکوں میں ہے مثلاً مدراس، کلکتہ، دہلی اور اجمیر شریف۔

(۲) بیماری

(۳) اور حوادثات یعنی لڑائی، جھگڑے، جنگیں وغیرہ۔

آپ نے یہ فوائد تمام بیان فرما کر دوسری گفتگو شروع کی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز چار شنبہ (بروز بدھ) بیست و دویم جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ اشراق کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ بنگلہ وظائف گاہ میں رونق افروز تھے کہ ایک ہندوستانی شخص آکر قدم بوس ہوا اور عرض کیا کہ آج رات دوبارہ مجھے بخار ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ گزشتہ رات مجھے بخار ہوا ہے یہ میری اپنی غلطی ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا کون سی غلطی کی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضور کل میں نے لسّی پی تھی (یا دہی کھائی تھی) آپ نے ارشاد فرمایا لسّی ہمارے علاقہ میں اس موسمی بخار کا علاج ہے یعنی جب سردیاں آتی ہے۔

فی الجملہ کچھ دیر بعد ڈیرہ غازی خان سے دو آدمی آئے قدم بوس ہوئے۔ آپ نے ان سے بیماری کا حال معلوم کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ وہاں بہت سخت بیماری ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ بیماری تمام ملک میں ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ ان بیماریوں کا سبب بارش کی کثرت ہے جو برسی ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے سرکاری ملازمین کا حال پوچھنا شروع کیا۔ دریں اثناء انھوں نے ایک شخص سرکاری ملازم کا نام لے کر عرض کیا کہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا اس نے انگریزی پڑھی ہے۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز وہ انگریزی پڑھا ہوا ہے۔ آپ نے تعجب فرمایا کہ "کوئی کوئی نماز پڑھدا ہوسی۔" یعنی انگریزی پڑھنے والا نمازی نہیں ہوتا اگر پڑھتا ہے تو پوری نماز نہیں پڑھتا ہوگا۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ آج میں نے موسن (حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے کہا ہے کہ سورۃ یٰس پڑھواؤ۔ آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر گفتگو کا موضوع بدل دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) بیست و ہشتم جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ نماز عصر سے پہلے حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بغیر کسی ظاہری تقریب کے آپ نے یہ بیت ارشاد فرمایا کہ: **بیت:**

صحبت ایں خلق را طوفان دان

ہر ولی را نوح کشتیبان دان

آپ اس بیت کا کئی بار تکرار فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز چار شنبہ (بروز بدھ) بیست و نہم جمادی الاوّل ۱۳۱۵ھ قبل از نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے حافظ ممدو سے فرمایا کہ گودھا کے بیٹے سے گودھا کا حال معلوم کر کے آؤ۔ القصہ جب حافظ ممدو نے گودھا کے بیٹے سے اس کے باپ کا حال معلوم کیا تو وہ خود حضور غریب نواز کے پاس آ کر اپنے باپ کا حال بتایا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نماز عصر کے لیے اُٹھے اور مسجد کی طرف جانے لگے راستہ میں ایک شخص کھڑا تھا آپ نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا تو حافظ ممدو نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ مولوی محمد شاہ عالم کا بھائی ہے اور مولوی شاہ عالم بھی کھڑا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا حال ہے خیریت ہے پھر مولوی شاہ عالم نے اپنے گھر کا حال بتانا شروع کیا تو حضور غریب نواز نے اس کی سرزنش کی اور فرمایا تو موجود ہے جب تیرا بھائی آیا ہے تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ میں اس سے خیر و عافیت معلوم کرتا اور تجھے معلوم ہے کہ اب میں

کسی کو پہچان نہیں سکتا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ آپ کی یہ سرزنش مریضوں کی عیادت میں مبالغہ وشدت کی وجہ سے تھی۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہوگئے اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز چار شنبہ (بروز بدھ) بیست ونہم سن مذکور بعد از نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے سامنے بیٹھا تھا ایک شخص آیا عرض کی کہ غریب نواز غلام رسول تحصیلدار نے شربت سَنَا اور عرق سونف منگوایا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ کو مذکورہ ادویہ دینے کے لیے فرمایا۔ حضرت حافظ صاحب دوا دینے چلے گئے جب دوا دے کر واپس آئے۔ آپ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا یہ دوا اسے ڈاکٹر نے بتائی ہے؟ حضرت حافظ صاحب نے عرض کیا ایسا ہی ہوگا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہاں شربت سنا اور کہاں عرق سونف، شربت سَنَا ٹھنڈا اور رعرق سونف گرم ہے، اس کو ایک چیز دینی تھی۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے حضرت خواجہ حافظ صاحب سے پوچھا کہ مطلع صاف ہے۔ مجھے گرد آلود نظر آتا ہے حضرت خواجہ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز مطلع صاف ہے۔ پھر آپ نے اونچی آواز سے فرمایا کہ "اے تیز نظروں والے نیا چاند دیکھنے جاؤ۔ بعدہ' آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اسرارہم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ان کو بتاؤ کہ چاند کہاں سے دیکھنا ہے پس حضرت حافظ صاحب نے فرمایا شمال مغربی جانب سے دیکھو۔

الغرض جب چاند دیکھنے والے چاند دیکھ کر واپس آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ماہِ رمضان المبارک کی بنیاد پختہ ہوگئی۔ بعدہ' آپ نے حضرت

حافظ صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم نے بھی چاند دیکھا ہے، ہم کل دیکھیں گے کل یقیناً دوسری تاریخ ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ آپ نے یہ بات اس لیے کہی کہ آپ چاند کی تین تاریخ کو پہلی مرتبہ چاند نہیں دیکھتے تھے کیونکہ میں نے محرم کے مہینہ میں دیکھا تھا کہ یکم اور دو تاریخ کو مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے آپ چاند نہیں دیکھ سکے تھے پھر تین تاریخ کو آپ سر مبارک جُھکا کر چلے تاکہ چاند پر نظر نہ پڑے آخر آپ نے چار تاریخ کو چاند دیکھا۔

فی الجملہ جب حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب چاند دیکھ کر واپس آئے تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت حامد صاحب کو چاند دیکھنے کے لیے بھیجا تاکہ وہ بھی چاند دیکھ کر واپس آئیں۔ بعدہٗ آپ نے شیخ غلام رسول صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جمادی الآخر کا چاند دیکھنے کے بعد کیا دیکھنا چاہیے۔ یعنی صاحب تحفہ نصائح نے کیا کہا ہے۔ شیخ صاحب کچھ دیر خاموش رہ کر عرض کیا کہ (غَنَم) بکری دیکھیں آپ نے فرمایا کہ ''غنم چہ معنی دارد''۔

شیخ صاحب نے عرض کیا کہ گلہ (بکریوں کا ریوڑ) حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے شیخ صاحب کے اس ترجمہ کرنے پر تعجب کا اظہار کیا اور خاموش ہوگئے۔ کوئی دوسرا مولوی صاحب بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز کسی بوڑھے آدمی کو دیکھنا چاہیے۔ (یعنی جب جمادی الآخر کا چاند نظر آئے تو کسی بوڑھے شخص کو دیکھنا ہے) پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''پیری بہ بیں'' یعنی بڈھا دیکھ۔ اس نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ آپ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) یکم جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ بعد از نماز ظہر

حضور غریب نواز قدس سرہ' حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ میں تلاوتِ قرآن الکریم کے بعد بیٹھے تھے کہ مولوی علی گوہر، میاں محمد جان کوہی، شیخ غلام رسول اور مولوی احمدانی والا حاضر خدمت تھے۔ آپ نے مولوی صاحب احمدانی والا سے پوچھا کہ تمھارے پاس کوئی سبق پڑھتا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز آپ نے پوچھا اس سے پہلے تمھارے پاس نور محمد کا بیٹا پڑھتا تھا اب وہ کہاں ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس کے رشتے دار پہاڑ میں رہتے ہیں وہاں تراویح پڑھانے گیا ہوا ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا وہ کیا پڑھتا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ ملاّ عبدالغفور (شرح جامی) پڑھتا ہے۔ آپ نے بطور سوال فرمایا اس کے ساتھ کوئی اور بھی پڑھتا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہ یہ بھی اس کے ساتھ پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بھی عبدالغفور پڑھتا ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ آپ نے تعجب کا اظہار کیا اور تعریفی کلمات ارشاد فرما کر پوچھا کیا یہ لڑکا ابتداء سے تمھارے پاس پڑھ رہا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا غریب نواز کتاب ابواب الصرف مجھ سے شروع کی تھی پھر یہ ڈیرہ غازی خان چلا گیا کچھ عرصہ وہاں پڑھتا رہا اب یہ واپس میرے پاس آیا ہے، باقی تمام کتابیں مجھ سے پڑھی ہیں۔ بعدہ' آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کوئی اور بھی تمھارے پاس پڑھتا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز ایک لڑکا محمد حسین کا پوتا بھی پڑھتا ہے۔ دریں اثنا مولوی صاحب نے اس محمد حسین کا تعارف کرایا تا کہ آپ اسے پہچان جائیں اور آپ نے اسے پہچان لیا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا پڑھتا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ زنجانی اور مراح الارواح پڑھتا ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا ہاں ہر شخص کے پڑھنے کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے ورنہ اس علم (علمِ دین) سے کسی کو رغبت نہیں ہے اور ہر شخص انگریزی تعلیم کی طرف زیادہ مائل ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا علمِ دین کے حصول کی وجہ کسی کو نیک صحبت سے ہے اور کسی کو ماں باپ کی سختی اور جبر سے ہے۔ الغرض اس علم کے پڑھنے کا شوق اب کسی کو نہیں رہا اور فرمایا اس علم کا شوق و رغبت کسی کو کیسے ہو کیونکہ اس علم کے حصول کی غرض و غایت محض دین اسلام ہے اور اس علم سے حصولِ دنیا کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

بعد ازیں آپ نے فرمایا ابھی دو تین ملاّ (عالم دین) اس علاقے میں ہیں جب یہ فوت ہو جائیں گے پھر یہاں نماز کے مسائل جاننے والا کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس علم (علمِ دین) کی آمد (تعلیم) بند (رُک) ہوگئی ہے جس چیز کی آمد (پیداوار) بند ہو جائے آخر الامر نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ چیز دنیا میں ختم ہو جائے گی۔

بعد ازاں آپ نے ارشاد فرمایا کہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ملتان کے علاقہ میں نیل کی کاشت ہوئی جب پک کر تیار ہوگئی تمام کی تمام فروخت کر دی گئی حتیٰ کہ بیج بھی نہیں ملتا تھا آخر اس سال ملتان کے علاقے میں تخم نیل نایاب ہوگیا۔ چنانچہ ہندوستان سے تخم نیل منگوا کر کاشت ہوئی۔

القصہ: ہمچنیں از جہاں تخم علم برداشتہ شدہ است

یعنی اسی طرح دنیا سے علم اٹھالیا گیا ہے۔ پس ملاّ از جہاں چگونہ کم نشوند (یعنی علماء دین دنیا سے کیسے کم نہ ہوں) بعدہٗ آپ نے فرمایا اب بھی بعض شہروں میں نماز کے مسائل جاننے اور بتانے والے کوئی نہیں ہیں۔

اہل منگڑوٹھہ قدیم الایام سے رافضی تھے:

آپ نے میاں محمد جان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ منگڑوٹھہ میں ایک

وہابی آکر بیٹھا تھا کیا اب بھی وہ موجود ہے؟ میاں محمد جان نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز اب بھی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا منگڑوٹھہ کے دونوں شہروں میں کسی وہابی کی ضرورت نہیں تھی، اس لیے کہ اس وہابی کے آنے سے پہلے اہلِ منگڑوٹھہ کافر (رافضی) تھے۔آپ نے فرمایا وہ ابھی کافر (رافضی) نہیں ہوئے بلکہ قدیم الایام سے رافضی تھے۔گزشتہ زمانہ میں منگڑوٹھہ میں مسلمانوں کے دو یا تین گھر تھے۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا ڈمرہ میں بھی دو تین شخص نمازی تھے، اب ان کی اولاد بدمعاش ہوگئی ہے اور ڈونہ میں بھی کچھ لوگ نمازی تھے ان کے چہرے نورانی تھے اب ان کی اولاد بھی دوسرے لوگوں کی اولاد کی طرح اوباش بن گئی ہے پھر آپ نے فرمایا بنڈی میں دین کی کیسی رونق تھی جب تک مولوی یار محمد صاحب زندہ رہے حال اچھا تھا اور ان کی وفات کے بعد حالات میں تبدیلی آگئی۔اس کے بعد آپ نے پوری قوم کا حال ذکر فرمایا اور بلوچ قوموں کی جہالت اور بدمعاشی کی مذمت بیان کی۔آپ نے فرمایا موضع کالا میں بھی دیندار لوگ تھے اب سنا ہے کہ ان میں بے دین گھس گئے ہیں۔اسی طرح ڈیرہ زیرین میں چند گھرانے نیکی میں مشہور تھے اب ان کی اولاد کا حال بھی بدل گیا ہے۔بعدہ' آپ نے فرمایا اب بھی دو تین گھر ہیں مگر ذلیل وخوار ہیں کہ کوئی ان کی بات سنتا اور مانتا نہیں ہے اور ڈیرہ زیرین میں افغان تھے سدوزئی وغیرہ نیک سیرت اور پاکیزہ صفات اب ان میں سے صرف عبداللہ خان رہ گیا ہے۔باقی تمام لڑکے نیچر (نیچری) اور بے دین ہوگئے ہیں۔

بعدازیں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے میاں محمد جان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمھارا کوہ (پہاڑ) بھی دین اسلام سے آباد تھا۔اسی دوران آپ نے ایک

حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ گزشتہ بعض وقتوں میں گڑگوجی میں ۱۲۰ افراد تہجد خوان تھے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ محمد جان تم تو گڑگوجی جا چکے ہو کتنا شہر ہے یعنی بالکل چھوٹا سا شہر ہے۔ میاں محمد جان نے عرض کیا غریب نواز اب بھی گڑگوجی میں اتنا آبادی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا ابھی تک کوہ (پہاڑ) محفوظ تھا مگر اب غیر محفوظ ہو جائے گا کیونکہ ان فرنگیوں نے کوہ میں چوکیاں بنائی ہیں، لہٰذا اب محفوظ نہیں رہے گا۔

حکایت:

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ساون مَل کی عادت تھی کہ چھ ماہ ملتان میں رہتا تین ماہ راوہ میں قیام کرتا تین ماہ قصبہ قریشی میں ٹھہرتا تھا یہ قصبہ قریشی دیرہ کے قریب ایک جگہ ہے تا کہ اس علاقہ کے حالات معلوم کرتا رہے۔ الغرض ایک مرتبہ ساون مَل قصبہ قریشی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اچانک خبر آئی کہ ساون مَل پہاڑ میں داخل ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی تو پھر ہر روز پوچھتے تھے کہ وہ خبر کیسی ہے۔ آخر ایک دن خبر ملی کہ اہلِ کوہ (پہاری لوگ) غالب آ گئے ہیں۔ ساون مَل کے گھوڑوں کا پیچھا کیا اور اسے پہاڑ میں داخل نہیں ہونے دیا پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہت خوش و خرم ہوئے اور فرمایا کہ کوہی محفوظ ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا اسی طرح ملتان اور ریاست بہاول پور سے دین اسلام کی نشانیاں مٹ گئیں اور مخلوق نیچری اور بد مذہب (بدعقیدہ) ہو گئی ہے اور مدارس میں پلیدی (انگریزی تعلیم) بڑھ گئی ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا، اس سے پہلے ان علاقوں میں حضرت صاحب

رضی اللہ عنہ کے مرید تھے جو دین دار لوگ تھے اس کے بعد آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے جو نمازی لوگ تھے اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ بعدازیں آپ نے فرمایا کہ مہار شریف میں صاحبزادگان ہیں وہ بدعقیدگی اور بے حرمتی سے محفوظ ہیں مگر اب ریاست کے وزراء کے رویے سے بہت تنگ ہیں اور ان کے خرچ زیادہ ہیں اور ان کے خرچ اپنی جگہ صحیح ہیں ہر روز ان کے گھر یعنی ہر صاحبزادہ صاحب کے دروازہ پر دس دس مہمان، بیس، تیس مہمان اور چالیس چالیس مہمان ہوتے ہیں یہ ان کی خدمت کرتے اور کھانا کھلاتے ہیں اور سجادہ نشین صاحب کے مکان پر تو کبھی کبھی سو، سو (۱۰۰/۱۰۰) مہمان ہوتے ہیں یہ ان تمام کی خدمت کرتے ہیں اور حضرت بابا گنج شکر صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد کسی کے دروازے پر بالکل نہیں جاتی مگر ریاست کے وزراء انھیں بہت تنگ کرتے ہیں۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میاں غلام فرید صاحب (مٹھن کوٹی) کا ان کے ساتھ تعلق ہے اگر کوشش کرے تو صاحبزادگان کی تنگ دستی و پریشانی دور ہو سکتی ہے مگر وہ ان کا خیال نہیں کرتے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا میاں غلام فرید صاحب کی بہاول خان کے پاس آمدورفت بہت زیادہ ہے بلکہ وہ اکثر اوقات اس کے پاس رہتا ہے مگر وہ بھی سچا ہے کہ دو تین لاکھ روپے زمینوں کی پیداوار کے خان صاحب سے لے کر ذخیرہ کرنے سے ڈرتا ہے کہ خدانخواستہ پیداوار میں کوئی خرابی نہ آجائے۔ دریں اثناء میاں محمد جان نے بطریق سوال عرض کیا کہ میاں غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہار شریف مین کبھی آتا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے کہ ہم مہار شریف جاتے ہیں لیکن ہم نے انھیں نہیں دیکھا ہے۔ بعدہٗ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک

اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ دعائے خیر مانگو کہ ”عاقبت ما محمود گرداند“۔ پھر آپ نے ایک وِرد ارشاد فرمایا کہ:

الٰہی عاقبت ما محمود گرداں کہ
مارا و اولاد مارا و جمیع ہمپیران مارا
از حوادثات زمانہ محفوظ و مامون دار

یعنی یا الٰہی ہماری، ہماری اولاد کی اور ہمارے تمام پیر بھائیوں کی آخرت اچھی بنا۔ اور ہم سب کو زمانہ کے حوادثات سے محفوظ فرما۔

آپ دعائے خیر پر کھڑے ہوگئے بنگلہ مبارک کے دروازہ سے ابھی باہر نہیں نکلے تھے کہ پھر کھڑے (رُکے) ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ ”حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دو چیزوں کا افسوس کرتے تھے۔

(۱) زمانہ کے حالات کی تبدیلی پر افسوس۔
(۲) اور علم کے اُٹھ جانے پر افسوس۔

اور فرماتے تھے کہ ابھی تک فرق ہے کہ زمانے میں بارہویں صدی کے کوئی کوئی بزرگ موجود ہیں اور جب بارہویں صدی والے نہیں ہوں گے۔

جُھمّر تاں اوس ویلھے مچسی“

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اب ہم کہتے ہیں کہ ابھی تک فرق ہے زمانے میں تیرہویں صدی کے کوئی کوئی بزرگ باقی ہیں اور جب تیرہویں صدی والے بزرگ کوئی نہیں ہوں گے۔

”جَھمّر تاں اوس ویلھے بَھلی مچسی“

آپ یہ فوائد بیان فرما کر چینی والی مسجد تشریف لے گئے۔

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) یکم جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ قبل از نماز عصر

حضور غریب نواز قدس سرہٗ تشریف فرماتھے کہ ایک شخص تعویذ لکھوانے کے لیے آیا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تعویذ مُوسن (حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے لکھوا۔ کچھ دیر بعد حضرت حافظ موسیٰ صاحب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے وہ شخص اپنی حاجت کے لیے ان کے پاس گیا۔ حضرت خواجہ حافظ صاحب نے بطور خوش طبعی فرمایا تعویذ تجھے تب دوں گا اگر تو نماز پڑھے۔ اس نے کہا کہ میں نماز پڑھوں گا۔ دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ نماز پڑھتا تھا جب سے انگریز کا نوکر (ملازم) ہوا ہے نماز معاف ہوئی ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر نماز عصر کے لیے تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

قوم بھٹہ اور چچہ قوم کی مذمت:

اسی روز بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ کاتب الحروف خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے میاں محمد یار مدرس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قوم چچہ اور بُھٹہ قوم قدیم الایام سے خبیث ہیں بعدہٗ آپ نے یہ حکایت افادہ فرمائی۔

حکایت:

آپ نے فرمایا منشی حامد ہمارے کام کے سلسلے میں ملتان میں تھا جب اس کا والد بیمار ہوا تو ہم نے اس کی طرف خط لکھا کہ تمھارا والد بیمار ہے تم کام چھوڑ کر واپس آجاؤ۔ الغرض منشی حامد نے بتایا جب میں ریل (ٹرین) میں سوار ہوا تو بُھٹہ قوم کا ایک نوجوان میرے ساتھ ہو گیا۔ دریں اثنا حضور غریب نواز نے فرمایا شاید ''برائے پلیدی خواندن رفتہ باشد'' یعنی انگریزی تعلیم کے لیے گیا ہو گا۔ القصہ حامد نے بتایا وہ نوجوان بیمار تھا اور راستہ میں مجھے کہا کہ میرے لیے ایک

اونٹ آیا کھڑا ہے دونوں سوار ہو کر جائیں گے۔ جب ہم ٹرین سے نیچے اُتر آئے اس کا اونٹ نہیں آیا تھا پھر مجبوراً ہم دونوں سرائے میں ٹھہرے وہاں اناروں کا ٹوکرہ ملتان سے آیا ہوا رکھا تھا اس بُھٹہ جوان نے خود کہا کہ لنگر شریف کا یہ ٹوکرہ بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

القصہ جب شام ہوئی تو میاں محمود صاحب (حضرت خواجہ محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لے آئے۔ میں بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ اونٹ واپس جائیں گے میں بھی سوار ہو کر چلا جاؤں گا لیکن میاں محمود صاحب نے فرمایا یہ اونٹ واپس نہیں جائیں گے چونکہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے کوئی چیز منگوائی ہے، میں ملتان سے وہ چیز بھیجوں گا یہ اونٹ وہ لے کر جائیں گے اور میں اپنے ساتھ دو گھوڑیاں لایا ہوں ایک پر تم سوار ہو جاؤ اور دوسرے کو ہاتھ میں لے کر چلا جا۔ القصہ کچھ دیر بعد اونٹوں کا ساربان بھی آ گیا۔ میاں محمود صاحب نے ساربانوں سے فرمایا یہ ٹوکرہ بھی اپنے ساتھ لے جانا۔ ساربانوں نے کہا ٹھیک ہے لے جائیں گے۔

فی الجملہ یہ کہ جب ٹرین کے آنے کا وقت ہوا تو میں میاں محمود صاحب کو ریل پر سوار کرانے کے لیے ان کے ساتھ چلا گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا نہ اونٹ ہے نہ کجاوہ ہے اور نہ وہ نوجوان تھا اور انار کا ٹوکرا اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ میں نے سرائے والوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا وہ جوان اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا ہے اور ہم نے اسے کہا تھا کہ انار کا ٹوکرا ساتھ لے کر جا اس نے کہا یہ میں نہیں لے جا سکتا۔ الغرض منشی حامد نے بتایا کہ میں نے ٹوکرہ ساربانوں کے حوالے کیا، نماز پڑھی، گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ ہر چند گھوڑا تیز دوڑایا تا کہ ان سے مِل جاؤں مگر نہ مل سکا وہ مجھ سے پہلے دریا عبور کر گئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ خبیث کہتے ہیں اونٹ خالی واپس آ رہے تھے کیا ہوا اگر ہم اناروں کا ٹوکرا اٹھا کر لے آئے ہیں کیا ہم مُرید نہیں ہیں۔ بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ طیب نامی اس جوان کا دادا تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے خط لکھ کر دیتے تھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے خط کی برکت سے وہ اس ملک سے بہت غلّہ (اناج) جمع کرتا تھا۔

الغرض ایک مرتبہ یہی طیب بُھٹہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مہار شریف میں تھا کہ خدا بخش لانگری نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز ادانے کوئی نہیں پیستا کیا حکم ہے۔ فقراء کو دانے دے دوں تا کہ وہ اُبال کر کھالیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا فقراء سے کہو کہ وہ چکی پیسیں اور آٹا تیار کریں۔ پس تمام فقراء نے چکی پیسی حتیٰ کہ وَلی اللہ فقیر اور مولوی قادر بخش نے بھی چکی پیسی مگر طیب بُھٹہ نے چکی نہیں چلائی ہم نے بہت کوشش کی مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم چکی پیسنے کے لیے نہیں آئے۔ پس خدا بخش لانگری نے حضرت صاحب کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ غریب نواز جملہ فقراء نے چکی پیسی حتیٰ مولوی قادر بخش اور وَلی اللہ فقیر نے بھی چکی چلائی ہے مگر طیب بھٹہ نے انکار کر دیا ہے اگر آپ کا حکم ہو تو اسے دانے دے دوں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر اسے روٹی دو۔

الغرض ایک وقت حضرت صاحب کے سامنے یہی بات چلی اور طیب بھٹہ بھی موجود تھا اس نے اپنا عذر پیش کیا کہ میں نے چکی پہ دانے اس لیے نہیں پیسے کہ تونسہ شریف میں جب ہماری عورتیں سنیں گی تو ہم سے چکی پہ دانے پسوائیں گی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

روز چہار شنبہ (بروز بدھ) شانزدہم ماہ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر مجلس خانہ میں سعادت صحبت میسر ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے۔ بندہ ناچیز کاتب الحروف آپ کے سامنے بیٹھا تھا اور مولوی خدا بخش جراح صاحب بھی حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر یہ بیت پڑھا۔

دو چیز مفت بعقل ست ہم بشرع درست

سرود خانہ ہمسایہ حسن رہگزرے

الغرض آپ نے اس بیت کو پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا مولوی جی تمھارے گھر کے پاس یہ کافر یعنی احمد شاہ تحصیلدار ہر رات مرثیہ خوانی کراتا ہے اور تم مفت سنتے ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز میں رات کو کبھی گھر نہیں جاتا اور اگر کبھی جاتا ہوں تو اس وقت جاتا ہوں جب وہ مرثیہ ختم کر چکے ہوتے ہیں۔ آپ یہ بات سُن کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

خلیفہ صاحب کا عشق:

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) ہفدہم ماہ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سرد خانہ کے اوپر بنگلہ میں تشریف فرما تھے خربوزہ کے متعلق بات چلی تو آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ میاں لقمان سے منقول ہے کہ ایک دن ہم کلاچی میں حضرت خلیفہ محمد باران رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خربوزہ لائے خربوزہ کاٹ کر ایک ٹکڑا خلیفہ صاحب کے ہاتھ مبارک میں دیا۔ پس خلیفہ صاحب نے اسے چکھ کر واپس رکھ دیا اور فرمایا کہ مرا حاجت جائے ضروری است من حاجت روا کردہ بیایم۔ کھڑے ہو گئے اور کوزہ ہاتھ مبارک

میں لے کر باہر چلے گئے۔ اور ہم انتظار میں بیٹھے رہے۔ کافی دیر ہوگئی واپس نہ آئے پھر ہم نے گمان کیا کہ ان کی عادت مبارک ہوگی کبھی کبھی قضائے حاجت کے لیے اس طرح شہر سے باہر چلے جاتے ہوں گے اور وضو فرما کر وہیں بیٹھ جاتے ہوں گے اور رات گزارتے ہوں گے آج رات بھی اسی طرح کیا ہے صبح کے وقت واپس آئیں گے۔ الغرض جب صبح ہوئی ان کا کچھ پتا نہ چلا۔

فی الجملہ یہ کہ جب خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ ہم سے اُٹھے اسی وقت تونسہ شریف روانہ ہو کر چلے گئے۔ پس وہ رات اور دوسرے دن ظہر تک سفر کرتے رہے۔ نماز ظہر فتح خان شہر جا کر پڑھی۔ دریں اثناء آپ نے فرمایا کلاچی سے فتح خان تقریباً ساٹھ (۶۰) میل کا فاصلہ ہوگا۔ الغرض جب خلیفہ صاحب نے فتح خان شہر میں نماز ظہر ادا فرمائی وہاں کچھ اور مسافر بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ خلیفہ صاحب نے ان سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو۔ انھوں نے کہا کہ تونسہ شریف سے آرہے ہیں۔ پھر خلیفہ صاحب نے ان سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا حال معلوم کیا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تونسہ شریف میں نہیں تھے۔ گزشتہ رات مہار شریف روانہ ہو گئے ہیں۔ پس خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ یہ بات سُن کر غمگین ہوئے۔ پھر فوراً فتح خان کی گزرگاہ (پتن) سے گزر کر لیّہ کی طرف چلے گئے جب لیہ پہنچے تو وہاں سے بھی کچھ لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

القصہ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ دوسرے دن دوپہر کے وقت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خلیفہ صاحب کو دیکھا تو فرمایا کہ آؤ میاں کہاں تھا اور کس دن گھر سے روانہ ہوا ہے۔ خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز گزشتہ رات گھر سے روانہ

ہوا تھا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اشکی وی میاں''۔ بعدہ' آپ نے خدا بخش لانگری سے فرمایا خدا بخش اس میاں نے روٹی نہیں کھائی اسے روٹی کھلا دے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ میاں لقمان نے بتایا خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب خدا بخش لانگری نے مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس سے بلایا تو میں نے اس کے اس بلانے کو ناپسند کیا اور دل میں کہا کہ میں قبلہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے آیا ہوں۔ زیارت کروں یا روٹی کھانے میں مشغول ہو جاؤں مگر حکم ضروری تھا اٹھا روٹی کا ایک ٹکڑا کھایا اور واپس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری کو فرمایا میاں خدا بخش اس میاں کو چارپائی دے دے تاکہ یہ نیند کرے کیوں کہ دو راتوں سے سویا نہیں ہے آپ نے اس بات کا کئی بار تکرار فرمایا اور میں نے سُستی کی۔

بعدہ' حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری سے فرمایا میری چارپائی اور تکیہ اس کو دے دے جب تک ہم بیٹھے ہیں یہ یہیں نیند کر لے۔ خدا بخش نے مجھے بلایا کہ آؤ میاں۔ پس میں نے خدا بخش کے آگے معذرت پیش کی اور سُستی و کاہلی دکھائی۔ دوبارہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش سے فرمایا، اسے اس پیلو کے درخت کے نیچے چارپائی رکھ دے تاکہ یہ وہاں آرام کرے یہاں لوگوں کا شور ہے۔ پھر میں اُٹھا حضرت صاحب کے قدموں پر ہاتھ رکھا۔ آپ نے مجھے فرمایا جاؤ میاں نیند کر لو۔ میں نے خدا بخش سے کہا حضرت صاحب کی چارپائی اور تکیہ پر مجھے نیند کیسے آئے گی۔ مجھے کوئی دوسری چارپائی دے دو۔ پس خدا بخش نے چارپائی لا کر دے دی، پھر میں سو گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا میاں لقمان

نے کہا تھا۔ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ جب مہار شریف سے واپس آئے تو میں نے ان سے پوچھا تھا کہ غریب نواز اس دن آپ کو کیا ہوا تھا کہ آپ خربوزہ کا ٹکڑا چھوڑ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلے گئے تھے۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا جب میں نے خربوزہ کا ٹکڑا چکھا تو بہت سخت تھا اور مجھے حضرت صاحب یاد آگئے اور میں نے دل میں کہا کہ میں خربوزہ کھانے میں مشغول اور حضرت صاحب کی زیارت سے محروم ہوں پس اسی وقت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلا گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان فرما کر دوسری بات چلائی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب ادینہ (شب جمعہ) ہژدہم صفر المظفر بعد نماز شام حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف تشریف فرما تھے۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں دنیا میں کوئی ''ولی'' نہیں ہوتا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر دنیا میں کوئی ''ولی'' نہ ہوتا تو دنیا کب اور کیسے آباد ہوتی۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ ابدال، اوتاد اور مستور الحال اولیاء اللہ کا دنیا میں ہونا ضروری ہے بعدہ' آپ نے ارشاد فرمایا ہاں میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جیسے ''ولی'' حضرت صاحب کے بعد دنیا میں نہیں رہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ فوائد بیان فرمائے اور کچھ دیر خاموش رہ کر حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہما کی ٹھوڑی مبارک پر ہاتھ مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا کہ:

''وڈی داڑھی والا ہے۔''

یعنی: لمبی داڑھی والا ہے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا اگر میری داڑھی کے چند بال ہوتے فرعون کی داڑھی کی طرح پھر بھی میں ہرگز نہ کٹواتا۔اسی دوران منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز فرعون کی داڑھی کے چند بال تھے کہتے ہیں کہ ان بالوں کو موتیوں سے جڑا ہوا تھا پس آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے فرعون نے اپنی داڑھی کے ان چند بالوں کو موتیوں سے مرصّع کیا ہوا تھا۔(جڑا ہوا تھا)۔

بعدازاں آپ نے فرمایا فرعون کی داڑھی کے چند بال نہیں تھے ایک دن فرعون نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ مبارک فرعون کی داڑھی میں ڈال کر اس کی تمام داڑھی کھینچ (نوچ) لی۔ پھر فرعون نے کہا یہی لڑکا میرا دشمن ہے۔دریں اثنا حضور غریب نواز نے فرمایا فرعون کی بیوی نیک تھی۔الغرض فرعون کی بیوی نے کہا کہ نہیں یہ بچہ ہے اسے سمجھ نہیں ہے۔فرعون نے دوبارہ کہا کہ نہیں یہ میرا دشمن ہے لیکن فرعون کی بیوی نے وہی جواب دیا۔فرعون نے بھی اسی کلمہ کا تکرار کیا لیکن فرعون کی بیوی نے کہا کہ آگ کے انگاروں کا ایک تھال اور سرخ موتیوں کا ایک تھال اس بچہ کے آگے رکھ دو اگر وہ اپنا ہاتھ آگ کے انگاروں میں ڈالتا ہے پھر سمجھ لو کہ وہ ایک ناسمجھ بچہ ہے اور اگر وہ اپنا ہاتھ موتیوں والے تھال میں لے جاتا ہے تو سمجھ لو کہ بچہ اسی طرح ہے جیسے تو کہتا ہے پس فرعون نے ایسا ہی کیا۔فرعون کی بیوی نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ ''یا اللہ پردہ رکھنا''

القصہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ کے انگاروں والے تھال میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور انگارہ لے کر اپنے منہ مبارک میں رکھا۔ فرعون کی بیوی نے فوراً اُٹھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ مبارک سے آگ

کے انگارے باہر نکال لیے۔ اسی سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک میں لکنت تھی۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

روز ادینہ (بروز جمعۃ المبارک) ہژدہم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی خدا بخش صاحب جراح حاضر خدمت تھے۔ بندہ راقم الحروف بھی آپ کے سامنے بیٹھا تھا۔ مولوی خدا بخش صاحب نے عرض کی غریب نواز حکیم محمد بخش صاحب اچھے شاعر تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں فارسی اور ہندی دونوں زبانوں میں بہت اچھے شعر کہے ہیں خاص کر سلسلہ شریف جو نظم کیا ہے اور دو سلسلے فارسی زبان میں نظم کیے ایک وہ جس کے آخر میں ''مددے'' ہے اور دوسرا وہ جس میں ''آمدی'' ہے اور ایک ہندی میں ''ٹک فی سبیل اللہ'' والا ہے اور یہ ہندی زبان والا بہت ہی عمدہ مناجات اور سلسلہ ہے۔

دریں اثناء مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حکیم محمد بخش صاحب محبت والے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ صاحبِ محبت محمد باقر صاحب صابری کے مُرید تھے۔ دریں اثناء آپ نے فرمایا پہلی مرتبہ جب میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پاک پتن شریف گیا تھا تو محمد باقر صاحب کو دیکھا تھا وہ وہاں موجود تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ بھی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ محمد باقر صاحب، صاحب نسبت ہے۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے سجادگان اسی کے مرید تھے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ جب حکیم محمد بخش

نے حضرت صاحب اور محمد باقر صاحب رضی اللہ عنہما کی دوستی دیکھی تو وہ بھی واقف ہوگیا۔ آخر ایک دن اس نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمائیں۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ شاید کبھی اس نے خود حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں محمد باقر صاحب کا مرید ہوں۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا تیری بیعت صحیح ہے کیونکہ تو محمد باقر صاحب کا مرید ہے اور وہ صاحبِ کمال ہے میں تجھے بیعت نہیں کرتا لیکن تجھے ایک وِرد بتاتا ہوں تو اسے یاد کرلے۔

فی الجملہ یہ کہ اس نے بہت منت سماجت کی اور مولوی قادر بخش کو بھی اپنے ساتھ لے کر آیا لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بیعت نہ فرمایا اور وِرد (وظیفہ) پڑھنے کو دیا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ اگر کسی نے کسی بزرگ سے بیعت کی ہوئی ہوتی تو آپ اسے ہرگز بیعت نہ فرماتے۔ اگرچہ وہ کسی لُٹ پُٹ سید کا مُرید کیوں نہ ہوتا تب بھی اس کو بیعت نہ فرماتے۔ بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ملتان میں بخشا نام کا مولوی تھا اس نے ''ڈھولا'' تصنیف کیا تھا۔ دریں اثناء آپ نے اس ''ڈھولے'' کا یہ بیت پڑھا۔

الف آن الٰہی ڈھولا میل کڈا ہیں

مِیڈیاں سِکدیاں اکھیاں سنج صباحیں

یعنی اے میرے اللہ کبھی تو مجھے میرے ڈھولے (محبوب) کی ملاقات کرادے کیونکہ میری آنکھیں صبح وشام اس کے دیدار کے لیے ترستی رہتی ہیں۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ حکیم محمد بخش نے مولوی بخشا کی پیروی کرتے ہوئے یہ ڈھولا تصنیف کیا۔ پھر آپ نے حکیم صاحب کے تصنیف شدہ

''ڈھولے'' کے چند ابیات پڑھے مگر بندہ راقم الحروف کو یاد نہیں رہے۔ صرف یہ تین مصرعے مختلف مقامات سے درج ہیں۔

مصرعہ: الف اتم ڈھولا کیڑے دیسوں جی آیا۔

بیت:

خ خونی ڈھولا وَڈّے خون کریندا

سچے وانگ خدا دے ڈھولا مار جویندا

یعنی: خونی قاتل محبوب قتل کرتا پھر رہا ہے۔ سچے خدا کی طرح ڈھولا (محبوب) مار کر زندہ بھی کرتا ہے۔

القصہ بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی قادر بخش نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز حکیم محمد بخش نے ''ڈھولا'' بنایا ہے آپ نے بطریق سوال ارشاد فرمایا کہ کیا حکیم محمد بخش پاک پتنی؟ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ پھر حضرت صاحب نے حکیم صاحب کو بلایا مخاطب کر کے فرمایا۔

''سچ وَی ڈھولا بنایا ھیوی۔''

حکیم صاحب نے یہ لطیفہ عرض کیا کہ غریب نواز:

''ڈھولا سارے جگ نے بنایا میں عاجز کیویں ڈھولا بنایا۔''

لیکن یہ چند لغویات کہی ہیں آپ جس وقت حکم فرمائیں سناؤں گا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔

شب شنبہ (ہفتہ کی رات) نوز دہم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ نماز مغرب کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ آپ نے ''سی حرفی سلطان'' کے چند بیت ارشاد فرمائے بندہ راقم الحروف کو ان میں سے

صرف یہ چند متفرق مصرعے یاد رہے۔

ع بے بُرے یار کو جھے سوہنے جگ دے سڈایوں

بیت:

بوٹے کانہہ گواہی ڈیشن میں نوں بہر الدھا ایمانوں

بن مہینوال سلطان نہ نکلا میڈا ڈوجھا حرف زبانوں

الغرض غریب نواز نے ان چند ابیات کا تکرار فرما کر فرمایا کہ سی حرفی سلطان بہت عمدہ ہے۔

بعد ازاں آپ نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد کی بیعت کا ذکر فرمایا۔ دریں اثناء آپ نے عالم شاہ جلکھڑانوالہ سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے عجیب بات سنی ہے کہ میاں کمال الدین صاحب رضی اللہ عنہ قاضی عیسیٰ صاحب کے مرید ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میاں کمال الدین صاحب کے والد صاحب نے اپنے بیٹوں کو تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک بیٹے کو میاں کالا صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ ایک کو خیر پور شریف میں خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا اور میاں غلام صدیق صاحب کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت کرایا لیکن انھوں نے یہ بیعت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پیراہن مبارک سے کی تھی کیونکہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس زمانے میں مہار شریف جا نہیں سکتے تھے اور میاں کمال الدین صاحب کو قاضی عیسیٰ کا مرید کرایا۔ بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بات کی گواہی کے لیے یہ حکایت بیان فرمائی کہ میاں غلام نظام الدین نے بتایا تھا کہ میں اور میاں کمال الدین ریل (ٹرین) پر سوار تھے۔ ملتان کے قریب ٹرین پر قاضی عیسیٰ کا روضہ نظر آتا ہے۔ الغرض جب قاضی عیسیٰ کا روضہ سامنے نظر آیا تو میاں کمال الدین صاحب تعظیماً

کھڑے ہو گئے اور کہا سبحان اللہ کبھی یہاں بھی نور کی بارش ہوتی تھی۔ میں نے کہا کیا ہے اور کیا کہتا ہے پس میاں کمال الدین صاحب نے فرمایا یہ روضہ قاضی عیسیٰ کا ہے کسی وقت یہاں بھی نور برستا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ اے بے ایمان تجھے معلوم نہیں ہے یہ قاضی عیسیٰ حضرت صاحب کے گِلے (شکوے) کرتا اور برا بھلا کہتا تھا کیا تو قاضی عیسیٰ کا مرید ہے میاں کمال الدین صاحب نے کہا نہیں میں تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید ہوں اور مجھے اس حال کا علم نہیں ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک ایسے شخص سے سنا ہے جس نے میاں کریم بخش صاحب سے نقل کیا ہے اور وہ اپنے والد صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ میاں کمال الدین صاحب کے والد صاحب نے میاں غلام فخر الدین صاحب کے سامنے ذکر کیا کہ میں میاں کمال الدین کو قاضی عیسیٰ کا مرید کراؤں گا۔ میاں غلام فخر الدین صاحب نے فرمایا میرے پاس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا پیراہن مبارک ہے میں میاں کمال الدین کو حضرت صاحب کے اس پیراہن مبارک سے مرید کرتا ہوں۔ پس والد صاحب نے میاں کمال الدین صاحب کو اس پیراہن سے مرید کیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کہ میاں غلام فخر الدین نے میرے سامنے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز میرے بیوی بچوں کا یہاں آنا مشکل ہے ہم انھیں آپ کے پیراہن مبارک سے بیعت کر لیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہاں بیعت کر لیں صحیح ہے۔

خیر پوری حضرات کی عادت:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ

اس معرکہ یعنی خیر پوری اور ملتانی حضرات کی عادت تھی عرس شریف کی مجلس میں جب رقص کرتے تو روضہ مبارک کے اندر جا کر رقص کرتے یا رقص کرتے ہوئے روضہ مبارک کے اندر جاتے اور قوال بھی ساتھ جاتے۔ ان کی دوسری عادت یہ تھی کہ تمام لوگ رقص کرنے والے کو پکڑتے اور ہاتھ لگاتے تھے۔

فی الجملہ یہ کہ ایک مرتبہ خیر پور شریف عرس مبارک کے ایام میں قاضی عیسیٰ صاحب مجلس میں رقص کے لیے آئے اور روضہ شریف کے اندر چلے گئے۔ قوال بھی روضہ مبارک کے اندر گئے اور غلام رسول میکلہ جو کہ دولت مند تھا لیکن ان دنوں بہت سخت پریشان حال تھا وہ بھی روضہ مبارک کے اندر گیا اور حسبِ عادت قاضی عیسیٰ کے پاؤں پکڑے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کرو کہ میری پریشانیاں دور ہوں۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا اس غلام رسول میکلہ کی اس سے پہلے تونسہ شریف بہت زیادہ آمد و رفت تھی۔ الغرض قاضی عیسیٰ نے اسے لات ماری اور کہا کہ تونسہ سے توبہ کر تونسہ سے توبہ کر پس غلام رسول نے کہا کہ میں نے تونسہ سے توبہ کی، میں نے تونسہ سے توبہ کی۔

دریں اثناء میاں عبد الغفور صاحب ان کی یہ باتیں سنتے ہوئے روضہ مبارک کے اندر گئے اور قاضی عیسیٰ سے کہا اے بے ایمان تو لوگوں کو تونسہ شریف سے توبہ کراتا ہے اور غلام رسول کو کھلّا بُجّا کیا اور فرمایا اے بے ایمان تو تونسہ شریف سے توبہ کرتا ہے۔ بعد ازاں میاں عبد الغفور صاحب روضہ شریف سے باہر آئے میاں غلام فرید صاحب سے کہا کہ چاچا جی ہم خیر پور میں دوبارہ نہیں آئیں گے۔ اس لیے کہ قاضی عیسیٰ نے غلام رسول کو تونسہ شریف جانے سے توبہ کرائی ہے۔ لیکن قاضی عیسیٰ نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے غلام رسول سے نہیں کہا کہ تونسہ شریف سے توبہ کر اور غلام رسول بھی منکر ہو گیا اور کہا کہ میں نے

نہیں کہا کہ میں تونسہ شریف سے توبہ کرتا ہوں۔ پس میاں عبدالغفور صاحب نے فرمایا میں نے جھوٹ نہیں کہا آپ قوالوں سے پوچھ لیں۔ قوالوں نے کہا کہ ہاں قاضی عیسیٰ نے یہی کلمات کہے ہیں اور غلام رسول نے بھی توبہ کی ہے۔ میاں عبدالغفور صاحب نے فرمایا اب اسی وقت روانہ ہوتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ دوبارہ ہمیں خیر پور نہ لائے۔ آخر میاں غلام فرید صاحب، میاں عبدالغفور صاحب اور دوسرے صاحبان اسی وقت چلے گئے اور کسی نے مجلس کا ختم شریف نہ پڑھا اور قاضی عیسیٰ بیمار ہوگیا۔ اسے چارپائی پر لے کر جا رہے تھے ابھی ملتان نہیں پہنچے تھے کہ فوت ہوگیا۔ آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

تم عیسائی ہو اور میں سلیمانی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عالم شاہ بھنگی خدا بخش خان ولد غلام قادر خان کا دوست تھا ایک دن خدا بخش خان نے مولوی نظام الدین سے کہا کہ (یہ قاضی عیسیٰ کے مریدوں میں سے تھا) مولوی جی عالم شاہ بنگی ہمیں بہت کچھ کہتا ہے اور ہم جاہل ہیں ہمیں ان کو جواب دینا نہیں آتا لہٰذا کسی دن اس کا مقابلہ (مناظرہ) کرو۔ مولوی نظام الدین نے جی ہاں کہہ کر حامی بھری دریں اثناء میاں عالم شاہ اتفاقاً آ گیا خدا بخش خان نے عالم شاہ سے کہا کہ شاہ صاحب تم روزانہ ہمیں خوار کرتے ہو۔ اب آج اس مولوی صاحب سے گفتگو کریں۔ عالم شاہ نے جی ہاں کہہ کر فرمایا مولوی صاحب جو کچھ پوچھیں گے میں جواب دوں گا۔ پس مولوی نظام الدین نے ان سے پوچھا کہ شاہ صاحب تمہارا کون سا مذہب ہے۔ عالم شاہ نے کہا میرا مذہب حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ عنہ والا مذہب ہے میں حنفی سلیمانی ہوں۔ پھر مولوی نظام الدین خاموش

ہو گیا۔ بعدہٗ عالم شاہ نے کہا کہ مولوی جی تم عیسائی ہو۔ مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں مسلمان ہوں عالم شاہ نے کہا تم قاضی عیسیٰ کے مرید ہو، مولوی مذکور نے کہا جی ہاں میں قاضی عیسیٰ کا مرید ہوں۔ عالم شاہ نے کہا کیا تم عیسائی نہیں ہوئے۔ بلکہ تم عیسائی ہو اور ہم سلیمانی ہیں۔ ہمیں آپ سے کیا جھگڑا ہے پس مولوی نظام الدین شرمندہ ہوا اور چہرے کا رنگ بھی بدل گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پیر و مرشد دے مگر ایسا پیر نہ دے جسے ظاہر نہ کیا جا سکے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر چلے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب جمعہ (جمعہ کی رات) ہژدہم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء زیارت نصیب ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حامد خان جعفر حاضر خدمت تھا۔ احمد شاہ تحصیلدار کے مرثیہ پڑھنے اور سننے کے متعلق بات چلی۔ حامد خان نے عرض کیا کہ غریب نواز مولوی خدا بخش کا گھر تحصیلدار کے گھر کے قریب ہے تو یہ لازمی سنتے ہوں گے۔ آپ نے یہ بات سُن کر ارشاد فرمایا کہ یہ بے اختیاری نقصان مولوی خدا بخش کا ہے کہ حضرت صاحب کے عرس مبارک کی مجلس سے تخلف اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مختلف فیہ ہے، اب متفق علیہ میں شامل ہو گیا (یعنی مجلس مرثیہ سنتے ہیں) آپ نے یہ فوائد بیان کر کے گفتگو کو دوسرا لباس پہنایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب دوشنبہ (پیر کی رات) بتاریخ بیس ماہ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد از نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بارش برسنا شروع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

اَللّٰھُمَّ حوَا اِلَینا لا عَلَینا

یعنی اے اللہ پہاڑ پر بارش برسا یہاں بارش کا کیا کام۔

الغرض آپ اس قدر فرما کر خاموش ہو گئے ابھی زمین گیلی بھی نہیں ہوئی کہ بارش رُک گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ذکرِ خلافت حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما:

روز دوشنبہ (بروز پیر) بیستم ماہ صفر ۱۳۱۶ھ چاشت کے وقت دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی خدا بخش صاحب نے کہا ہے، احمد شاہ تحصیلدار نے گزشتہ روز مجھے اپنے پاس بلا کر کہا ہے کہ امیر معاویہ سے اتنے سارے کام ہوئے ہیں تم لوگ اس کی تکفیر کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا تم اس سے پہلے مجھ سے ایسے سوال نہیں کرتے تھے اب تم نے مجھ سے ایسا سوال کیوں کیا ہے۔ اس نے کہا اب بھی میں نے تمھیں ایسے سوالات کرنے سے معاف کیا ہوا ہے یعنی سوال نہیں کرتا مگر تم سے یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کوئی دوسرا شخص مجھے اس سوال کا جواب نہیں دے گا۔ میں نے کہا تم خود جانتے ہو کہ جس وقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار افراد موجود تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی کمزوری سے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دی بلکہ اپنے دلی خوشی سے اور زہد و ترک دنیا کی وجہ سے خلافت چھوڑ دی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ یہ خلافت رسول اللہ ﷺ کی خلافت ہے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خلافت سے کیوں انکار فرمایا۔ اگر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتے تو ملک ہرگز ان کے سپرد نہ کرتے۔ احمد شاہ نے کہا کہ ہمارے مجتہدین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں

اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت نقل کر کے ارشاد فرمایا کہ

''حضرت امام حسن اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' ورضی اللہ عنہما

''کوں اے خبیث نہیں منیدے ہک حضرت امام حسین صاحب رضی

اللہ عنہ کوں سنجاندے اتے منیدے ہن''۔

یعنی یہ خبیث لوگ حضرت امام حسن اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو نہیں مانتے صرف ایک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مانتے اور پہچانتے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روافض کا ردّ:

روز دوشنبہ (بروز پیر) بیستم ماہ صفر ۱۳۱۶ھ بعد از نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' مجلس خانہ میں روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھا۔ روافض کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا، اگرچہ ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ظلم ہوا ہے لیکن وہ ایک معتاد ظلم تھا اور وہ جو ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر ایسا ظلم کیا گیا کہ ان کے پہلو مبارک کی ہڈیاں باقی نہ رہیں۔ یہ سب بہتان ہے۔

بعدہ' آپ نے فرمایا اس قدر ظلم کیا تھا کہ اپنی سُرخ روئی کے لیے حضرت امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ کا سرِ مبارک کاٹ کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا وہ یہ بہتان اس لیے لگاتے ہیں تاکہ لوگوں کو گریہ (رونا) طاری ہو جائے۔

دریں اثناء مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مولانا رومی صاحب رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے کہ یہ روافض آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ حضور غریب نواز نے یہ بات سُن کر ارشاد فرمایا کہ میرا مذہب (مسلک) بھی یہی ہے کیونکہ اگر ان کو یقین ہوتا کہ حضرات ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آخرت میں انعام واکرام سے نواز اجائے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلت و خواری کا سامنا کرنا پڑے گا تو ''کیوں پٹن کھوِن ہا'' یعنی: ماتم نہ کرتے اور اپنے آپ کو چھریاں نہ مارتے بلکہ ان کو یقین ہے کہ ابھی تک امام حسین صاحب رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یزید کے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور اب بھی وہ ان کو عذاب دیتا ہے۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) بیست ویکم صفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سردخانہ کے اوپر والے بنگلہ میں رونق افروز تھے۔ سلطان گورمانی نے عرض کیا کہ غریب نواز پیر بھائیوں میں سے ہر شخص کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے اگر آپ حضور اجازت بخشیں تو میں بھی کوئی کام کروں۔

آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ قبلہ میں سلطان ہوں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا کہتا ہے۔ سلطان نے وہی بات دوبارہ عرض کی حضور غریب نواز نے بطریق سوال فرمایا تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے سلطان نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ حضور کا پاخانہ صفا کروں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرا پاخانہ تیرے بغیر صاف ہو جائے گا۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا اب ایک بات بتا پاک پٹن شریف میں تو نے کہا تھا کہ میری تقصیر معاف کرو۔ وہ کونسا قصور تھا جو معاف کرانا چاہتا تھا۔ سلطان نے عرض کیا کہ قبلہ بندہ جو ہے اس سے سینکڑوں غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

حضور غریب نواز نے فرمایا ایسا ہی ہے مگر تو تو کہتا ہے کہ میری تقصیر معاف کرو۔ کونسی تقصیر معاف کراتا ہے۔ لیکن تقصیر تو معاف کرالی۔ جب حبیب اللہ نے تجھے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کا گنبد سنگ مرمر کا ہے اور میرا گنبد سونے کا ہوگا اور تو نے اس بات کی تصدیق کی تھی۔ اسی تقصیر کی معافی چاہتا ہے۔ سلطان گورمانی نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز حبیب اللہ نے ایسا نہیں کہا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ کیا تمام لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور تو سچ کہتا ہے۔ پھر سلطان گرمانی خاموش ہوگیا۔ بعدہٗ آپ نے بطریق سوال فرمایا کہ یا سنداری والی تقصیر معاف کرانی ہے اور فرمایا حبیب اللہ سنداری پر تیرنا کیوں سیکھتا ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ قبلہ مجھے معلوم نہیں ہے حضور غریب نواز غصہ ہوکر فرمایا اے کمبخت وہ سنداری پر تیرنا نہیں جانتا۔ سلطان نے آہستہ آواز میں عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ وہ سیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا وہ اس لیے تیرنا سیکھتا ہے کہ فلاں موسم میں فلاں دشمن مرے گا (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) دریا میں طغیانی ہوگی اور مجھے ان کی نماز جنازہ کے لیے جانا پڑے گا وہ اس نیت سے تیرنا سیکھتا ہے کیا یہ بات ایسی ہے یا نہیں۔

سلطان نے کمزور آواز میں عرض کیا کہ غریب نواز اس نے ایسا نہیں کہا۔ آپ نے فرمایا اے خبیث پھر وہ تیرا کی کیوں سیکھ رہا ہے۔ بعدازاں آپ نے فرمایا محمود نے بتایا ہے کہ سلطان نے میرے سامنے کہا ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں حبیب اللہ کے متعلق جو کچھ کہوں تو اس پر قائم رہ کیونکہ اس میں راز ہے۔

بعدہٗ آپ نے سلطان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ "اے خبیث میں نے تجھے یہ بات کب کہی ہے، ابھی اس کی قبر میں جاکر اس کا راز دیکھ لے۔"

دریں اثناء میاں فضل لانگری نے غلام محمد خوجہ کو کافر کہنے پر بات چلائی
تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غلام محمد نیک صالح پیر بھائی تھا۔ایک
مرتبہ اس حبیب اللہ نے نسب نامہ اسے دیا اور کہا یہ خوشخط لکھ کر دیں آپ نے
فرمایا غلام محمد کے پاس بہت سے کاغذات اور خطوط رکھے ہوئے تھے غلام محمد نے
یہ کاغذ بھی ان کاغذات میں رکھ دیا کچھ دن بعد حبیب اللہ نے وہ کاغذات غلام
محمد سے واپس طلب کیے اور کہا اگر خوشخط کر کے لکھے ہیں تو دے دیں ورنہ وہی
کاغذ واپس کر دیں۔غلام محمد نے کہا وہ کاغذ دوسرے کاغذات میں رکھا ہوا ہے۔
اگر فرصت ملی تو خوشخط لکھ کر دوں گا ورنہ وہی کاغذ واپس دے دوں گا۔

الغرض حبیب اللہ نے کہا کہ نہیں نہیں میرا وہ کاغذ تو نے چوری کر لیا
ہے اور تو ایسا ہے ویسا ہے یعنی گالی گلوچ دینا شروع کر دیں۔غلام محمد نے بھی
بات کہی تو اسے بھی گالی بکی۔القصہ کچھ دن بعد غلام محمد فوت ہوا تو اس کا جنازہ
آستانہ عالیہ میں لے آئے اور مجھے جنازہ کی خبر دی۔جب میں جنازہ میں آیا تو
دیکھا غلام محمد کے بیٹے بہت سخت رو رہے ہیں جب مجھے دیکھا تو میرے قدموں
میں گر گئے۔میں سمجھا شاید اپنے باپ کے فوت ہونے پر رو رہے ہیں۔

الغرض جب انھوں نے بہت گریہ وزاری کی تو میں نے کہا کیا ہے کیا
بات ہے تو انھوں نے بتایا کہ فلاں یعنی یہ حبیب اللہ کھڑا ہے وہ کہتا ہے کہ تمھارا
باپ کافر ہو کر مرا ہے اور اسے ایمان نصیب نہیں ہوا۔دریں اثناء حضور غریب نواز
نے فرمایا میں نے دیکھا کہ وہ صف کے آگے کھڑا ہے میں نے اسے کہا کہ اے
فلاں اسے کافر کیوں کہا ہے۔حبیب اللہ نے جواب دیا جی ہاں وہ کافر تھا آپ
بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔میں نے خوشخط لکھنے کے لیے کاغذ دیا تھا اور
اس نے چوری کر لیا۔

دریں اثناء میاں فضل لانگری نے عرض کی کہ یہ حبیب اللہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دو سال زندہ رہیں گے اس کے بعد میری بادشاہی ہوگی۔ حضور غریب نواز یہ بات سن کر خاموش ہوگئے۔ اور میاں فضل لانگری نے سجدہ تعظیمی کیا، دعا مانگی اور اُٹھ کر چلا گیا۔ بعد ازاں منشی عبداللہ آ کر بیٹھا تو حضور غریب نواز نے منشی مذکور سے فرمایا کہ سلطان جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے میں تو سمجھتا تھا جب اس کی تمام باتیں جھوٹی اور ناپاک ہیں شاید شرمندہ ہوا ہوگا مگر یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔ کوئی شرمندگی و پشیمانی نہیں ہوئی۔ اب میں اس سے پوچھتا ہوں کہ کون سی تقصیر معاف کرانی ہے۔

فلاں.........فلاں.........یا فلاں؟

فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ' گزشتہ بالا تمام قصہ از سر نو منشی عبداللہ کو سنا کر فرمایا کہ فضل لانگری نے ایک نئی بات سنائی ہے۔ حبیب اللہ نے اس سلطان گورمانی سے کہا تھا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دوں گا۔ سلطان یہ تمام تر خدمت و محنت اسی لیے کرتا تھا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا حافظ صالح، محمد موسیٰ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص تھا بطریق خوش طبعی (مذاق) کسی نے اسے کہا کہ مولوی مرید غوث کی دو بیٹیاں ہیں، اگر تم اس کی خدمت کرو تو وہ اپنی ایک بیٹی تمھیں دے دے گا۔ اس بیچارے نے مولوی مرید غوث کی خدمت شروع کر دی اور مولوی صاحب کو ایسے آدمی کی ضرورت بھی تھی فی الجملہ یہ کہ مولوی مرید غوث جب اسے بلاتا وہ بیچارہ جواب میں ''حاضر'' غریب نواز کہتا۔ ایک دن مولوی مرید غوث حوض کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اس بیچارے نے کہا کہ ''غریب نواز اگر آپ مہربانی فرمائیں تو میں ہمیشہ آپ کا نوکر رہوں گا اور خدمت کرتا

رہوں گا اور کبھی بھی خدمت گزاری میں سُستی و کاہلی نہیں کروں گا۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ میں کیا مہربانی کروں۔ اس بیچارے نے کہا کہ غریب نواز آپ اپنی ایک بیٹی مجھے نکاح کر دیں، میں ہمیشہ آپ کا غلام رہوں گا۔

مولوی مرید غوث بہت غصے ہو گئے اور شور مچا کر چلاّئے کہ میں نے کسی عورت سے شادی نہیں کی میری بیٹیاں کہاں سے آ گئیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا، یہ بیچارہ سلطان گرمانی بھی عورت کے لیے جلتا ہے، اگر اس طمع سے ہمیں چھوڑا ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ تشریف لائے تو حضور غریب نواز نے گزشتہ بالا تمام قصہ از سرِ نو بیان فرمایا۔

بعد ازاں حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ مجلس میں حاضر ہوئے آپ نے قصے کا اعادہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے سوچا کہ جب اس خبیث کی تمام باتیں جھوٹ ثابت ہوئی ہیں تو اس کو ندامت و شرمندگی ہوئی ہو گی لیکن وہ اسی طرح ہے جیسا تھا۔ اس بیچارے نے بھی گمان کیا ہو گا کہ خراسان سے لوگ آئیں گے اور سونے کا گنبد تعمیر کریں گے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے گل چاکی سے پوچھا کہ حاجی گل! اس حبیب اللہ کی کوئی بیٹی تھی۔ حاجی گل نے عرض کیا غریب نواز مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ غصے ہو گئے اور فرمایا اے مکھڈی...... تُو تو اس کے دوستوں میں سے تھا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کی دوسری چھوٹی بیٹی تھی یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی ایک لڑکی تھی لیکن اس کے بیٹے بد عقیدہ وہابی ہو گئے ہیں۔ اب وہ لڑکے اسے بیوی کے پاس نہیں جانے دیتے اور اسے بیٹی کے پاس کیسے جانے دیں گے؟ آپ غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر نماز عصر کے لیے اٹھے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) بیست و یکم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ مجلس خانہ میں رونق افروز تھے۔ بندہ ناچیز اور مولوی خدا بخش صاحب جراح خدمت میں حاضر تھے۔آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا مولوی جی ایسی بارش کبھی دیکھی یا سنی ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز۔آپ نے فرمایا ہمیشہ بارشیں ہوتی ہیں مگر اس دن کی بارش جو مسلسل نو گھنٹے برستی رہی حتیٰ کہ پرنالے نیچے گر گئے تھے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا یہ سراسر نقصان تھا خصوصاً ہمارا نقصان اور ارشاد فرمایا کہ یہ بارش نہیں تھی بلکہ جلال خداوندی تھا کیونکہ تین دن مسلسل یہ کافر رافضی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سَبّ و شتم کرتے رہے۔بعدہٗ آپ نے فرمایا ان رافضیوں کا بالکل کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ خوش خوش جاتے ہیں آپ نے فرمایا ایک مرتبہ ملتان غرق ہوا محض ان کی وجہ سے غرق ہوا اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب سے پوچھا آپ کو بستی ڈمرہ سے کوئی خبر ملی ہے۔مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ میں نے ایک لڑکے کو بھیجا تھا وہ خبر لایا تھا کہ بارش اور نئیں (پہاڑوں سے جمع ہوکر آنے والا برساتی پانی) نے بہت زیادہ نقصان کیا ہے۔ پس دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا مولوی جی تم نے لڑکے کو بھیج کر بہت بُرا کیا ہے۔ خدانخواستہ نئیں کی وجہ سے وہ کہیں پھنس جاتا یا نئیں کے سبب اسے کوئی تکلیف پہنچتی۔ لہٰذا ایسا کام پھر کبھی نہیں کرنا۔حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب سہ شنبہ (منگل اور بدھ کی درمیانی رات) بیست و دوئیم صفر

۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب بندہ راقم الحروف آستانہ شریف میں کھڑا تھا آپ نماز مغرب کی سنتیں مسجد میں پڑھ کر نوافل کے لیے درگاہ شریف کی جانب تشریف لے آرہے تھے راستہ میں میاں فضل لانگری سے فرمایا کہ ''پانی ڈاڈھا ٹھنڈا نکریں''، یعنی پانی بہت زیادہ ٹھنڈا نہیں کرنا۔ پس حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ غریب نواز کے پیچھے ہو کر فرمایا کہ ''پانی بہوں ٹھنڈا نکریں۔'' حضور غریب نواز نے حضرت محمود عالم صاحب سے پوچھا کہ تم نے کس لیے کہا ہے کہ ''پانی بہوں ٹھنڈا نکریں۔'' حضرت محمود عالم صاحب نے فرمایا اس نے یہ معنیٰ نہیں سمجھا تھا۔ اب یہ معنیٰ سمجھا ہے کہ تھوڑا پانی ٹھنڈا کرنا ہے پھر حضرت محمود عالم صاحب خاموش ہو گئے۔ اور حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس لطیفہ کا افادہ فرما کر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

شب سہ شنبہ (منگل اور بدھ کی درمیانی رات) ۲۲ صفر المظفر سن مذکور۔ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بندہ ناچیز آپ کی چارپائی کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور حامد خان جعفر بھی موجود تھا آپ نے حامد خان کے سامنے گزرے ہوئے لوگوں کو یاد فرمایا کہ فلاں شخص نیک تھا فوت ہو گیا ہے اور فلاں نیک آدمی تھا فوت ہو گیا ہے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے محمد پتافی کا نام لے کر فرمایا میری اس سے دوستی تھی۔ ایک مرتبہ وہ کوہی بھنگ پی کر اور ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر تھانہ کی طرف چلا گیا۔ اس وقت تھانیدار ایک ہندو تھا۔ محمد پتافی نے اسے کہا کہ اے کافر آجا۔ پس وہ تھانیدار اور چند دوسرے افراد اس کے پیچھے بھاگے اور محمد پتافی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا۔ الغرض محمد پتافی جب مڑ کر ان پر حملہ کرتا تو وہ بھاگتے اور ایک دوسرے پر گرتے تھے اور جب وہ چلنے

لگتا تو وہ لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتے یہاں تک کہ پتانی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ مبارک کی پشتی کے آگے آکر کھڑا ہو گیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا ہے کیا بات ہے۔ تھانیدار نے عرض کیا کہ اس آدمی نے کوہی بھنگ پی ہوئی ہے اس سے تلوار لینا چاہتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو مار دے۔ محمد پتانی نے عرض کیا کہ غریب نواز ان کافروں کو تلوار نہیں دوں گا۔ اگر آپ لینا چاہتے ہیں تو آپ کو دے دیتا ہوں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیلی محمد تلوار نیام میں رکھ اور گھر جا کر بیٹھ جا اور تھانیدار سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ تھانیدار نے کہا ہم اسے کچھ نہیں کہتے لیکن یہ ہمیں تلوار دے دے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا، بیلی محمد! گھر جا کر بیٹھ جایا ان کو تلوار دے دے لیکن محمد پتانی نے پھر وہی عرض کیا کہ غریب نواز آپ کو تلوار دے دیتا ہوں لیکن ان کافروں کو نہیں دوں گا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا ہم چھوٹے بچے تھے تماشا دیکھتے تھے۔

فی الجملہ یہ کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیلی محمد تلوار مجھے دے دے۔ آخر محمد پتانی نے اسی وقت تلوار نیام میں ڈال کر حضرت صاحب کے سامنے مصلّی مبارک پر رکھ دی۔ پس تھانیدار نے فوراً ہاتھ آگے بڑھا کر تلوار مصلّی سے اٹھالی اور اسی وقت حضرت صاحب کے سامنے محمد پتانی کو پکڑ کر گرفتار کیا اور اسے تلوار سے مارا پیٹا آخر وہ بیچارہ زخمی ہوا اور فریاد کی کہ یا حضرت میں نے آپ کے سامنے تلوار رکھی ہے آپ دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔

حضور غریب نواز نے حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا میں اس لیے اسے پسند کرتا تھا کہ اس نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے تلوار نہیں اٹھائی تھی۔ اگرچہ وہ آخر میں دائرہ دین پناہ والے رحم شاہ رافضی کا مرید ہو گیا تھا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ موسیٰ نابینا نے اپنے باپ کی زندگی میں اپنی زمین پچاس روپے میں میاں خیر بخش کو لکھ کر دیدی۔ میاں خیر بخش اسے گھوڑے پر سوار کر کے غلام سرور خان تحصیلدار کے پاس منگروٹھ لے گیا۔ تاکہ زمین کا انتقال کر دے۔ اس کا باپ فریاد کرتا ہوا میرے پاس آیا پھر میں نے اسے رقعہ لکھ کر غلام سرور خان کے پاس بھیجا تاکہ زمین داخل خارج نہ کرے کیونکہ باپ کی موجودگی میں باپ کے مال میں بیٹے کو تصرف کا حق نہیں ہے۔

القصہ غلام سرور خان کا منشی ایک ہندو تھا اس نے میاں خیر بخش صاحب سے کچھ کھا پی کر (رشوت) مکروفریب سے غلام سرور خان سے زمین کا انتقال کرالیا۔ المختصر جب میاں خیر بخش زمین داخل خارج کرا کے واپس آیا تو کہنے لگا بڑے میاں یعنی حضور غریب نواز قدس سرہ' نے بہت زور لگایا لیکن کچھ نہ کر سکے۔ آخر جب غلام سرور خان یہاں تونسہ شریف آیا تو میں نے اسے کہا تم نے یہ کیا کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں کیا کرتا مجھے اس ہندو نے ذلیل و خوار اور اندھا کیا ہوا تھا۔ پھر میں نے غلام سرور خان کو بہت گالیاں دیں۔ آپ نے یہ حکایت بیان فرما کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے لنگر شریف کی تنگی کے متعلق گفتگو شروع فرمائی۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خان محمد طوطا ایک طالب علم تھا جو شرح ملّا جامی پڑھتا تھا۔ اس زمانے میں لنگر شریف میں باجرہ کی روٹی دیتے تھے۔ ایک دن یہ خان محمد طوطا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ہم طالب علم ہیں مطالعہ کرتے ہیں ہمیں گندم کی روٹی دی جائے۔ ہم باجرہ کی روٹی نہیں کھا سکتے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت صاحب طالب علموں کو بہت پسند فرماتے تھے۔

الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے رقعہ دے کر خدا بخش لانگری کے پاس بھیجا کہ اس کو گندم کی روٹی دو۔ خان محمد طوطا جب لنگر شریف گیا تو خدا بخش لانگری بیٹھا ہوا تھا اور میاں گلاب بھی بیٹھا دانے صاف کر رہا تھا۔ اور اکثر اوقات یہی میاں گلاب فقراء کو لنگر دیتا تھا میاں خان محمد طوطا نے پروانہ (رقعہ) میاں خدا بخش کو دیا۔ میاں خدا بخش نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا رقعہ مبارک دیکھ کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور کہا کہ میں کیا کروں گندم ملتی نہیں ہے یہ ابھی مولوی صاحب مکھڈی کے لیے سونگڑ سے آٹھ آنہ کی گندم منگوائی ہے کیونکہ حضرت صاحب نے ان کے متعلق بہت سخت تاکید فرمائی ہے۔ دو تین مولوی اور بھی ہیں یہ گندم دو تین وقت ان کو بھی پوری نہیں ہوگی۔ میں کیا کروں۔ پس خان محمد طوطا نے خدا بخش لانگری کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہا اے خنزیر پلید حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا پروانہ قبول کرتا ہے اور نہ مجھے گندم کی روٹی دیتا ہے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا یہ خان محمد طوطا بڑا باتونی تھا۔

القصہ میاں خدا بخش لانگری نے اس کے آگے معذرت کی اور کہا مجال ہے سائیں جو فرماؤ وہی دیتا ہوں پھر میاں خدا بخش نے میاں گلاب سے کہا کہ اس کو لنگر دے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک پانڑ کی مقدار دوسروں کو دیتے اور طالب علموں کو آدھی پانڑ دیتے تھے۔

الغرض میاں خدا بخش لانگری لین دین کے حساب کے لیے ہندو کی دکان پر چلے گئے۔ اور میاں گلاب نے لنگر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ خان محمد طوطا کو بھی باجرہ کی روٹی دی۔ اس نے کہا میں باجرہ کی روٹی نہیں لوں گا۔ مجھے تو گندم

کی روٹی دو۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ میاں گلاب کو لفظ ''مکھڈ'' صحیح تلفظ سے نہیں آیا۔ میاں گلاب نے کہا کھڈکنی والے مولوی صاحب کے لیے آٹھ آنہ کی گندم سوکڑ سے منگوائی ہے۔ اب طوطے، لالیاں (یعنی پرندے) بھی کہتے ہیں کہ ہم بھی گندم کھائیں گے۔ خان محمد طوطا نے سنا تو ڈنڈا اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگا یہاں تک وہ بھاگ کر میاں خدا بخش کے پاس چلا گیا۔ میاں خدا بخش نے پوچھا کیا ہے۔ کیا بات ہے۔ خان محمد طوطا نے کہا یہ خبیث طالب علموں کو گالیاں دیتا ہے۔ میاں گلاب نے کہا نہیں نہیں۔ میں نے اسے گالی نہیں دی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ کھڈکنی والے مولوی صاحب کے لیے آٹھ آنے کی گندم سوکڑ سے منگوائی ہے اب طوطے، لالیاں ی گندم کھاتے ہیں۔ میاں خان محمد طوطا پھر ڈنڈا اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگا اور کہا کہ اے خبیث طالب علموں کو گالیاں بکتا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اہلِ مجلس کو رخصت دی اور آپ بھی سونے کے لیے تشریف لے گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

سَبِّ شیخین کفر ہے:

بروز چہار شنبہ (بروز بدھ) ۲۳ صفر ۱۳۱۶ھ بوقت چاشت سعادت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد کے مشرقی جانب صحن میں جہاز محل بنگلے کے سائے میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص کوٹ قیصرانی سے آیا قدم بوس ہوا۔ آپ نے پہلے تو اس سے خیر و عافیت معلوم کی۔ بعد ازاں آپ نے ارشاد فرمایا اس سے پہلے قیصرانی رافضیت سے پاک وصاف تھے۔ اب بہت خراب ہو گئے ہیں۔ آپ نے اسی بات کی تصدیق کے لیے ایک حکایت بیان فرمائی کہ حامد خان جعفر

نے بتایا ہے کہ میں فضل خان قیصرانی کے پاس بیٹھا تھا اور سید علی شاہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ صاحب مذکور نے مجھے کہا اے حامد خان میں بکیاں (گردے) کھاؤں گا ابھی لے آؤ مگر اس خان (یعنی فضل خان قیصرانی) کو بھی کھلا۔ فضل خان نے کہا کہ معاذ اللہ میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس سید علی شاہ کا خاندان اپنے آباؤ اجداد سے رافضی چلا آرہا ہے۔

اسی دوران ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز ملتان کے رافضی بُکیاں گُردے کھاتے ہیں مگر خرگوش اور مچھلی بالکل نہیں کھاتے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کے کیا اصول ہیں۔ آپ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا ''وہ لوگ جو حلال کو حرام کہتے ہیں وہ کافر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سَبِّ شیخین (یعنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہنے والے) کرنے والے بھی کافر ہو جاتے ہیں۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اہلِ مجلس سے پوچھا کہ احمد شاہ تحصیلدار کو آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ کریمن قوال نے عرض کیا کہ غریب نواز چار پانچ سال ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہتے ہیں کہ تحصیلدار کو تین سال سے زیادہ عرصہ ایک جگہ نہیں رکھتے تبدیل (ٹرانسفر) کر دیتے ہیں شاید ہمارے گناہوں کے سبب یہ تحصیلدار احمد شاہ اتنی مدت سے یہاں مقیم ہے۔ آپ نے یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے۔ ''اعمالکم عمالکم''۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا جب ہم گناہوں میں کمی نہیں کرتے تو ہمارے افسران بالا ظلم وستم سے کیسے باز آئیں گے۔ آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

اسی روز بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سرد خانہ کے اوپر والے بنگلہ میں رونق افروز تھے بندہ ناچیز آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا آپ نے ہنس کر

سر مبارک نیچے جھکا لیا۔ حامد خان جعفر حاضر تھا عرض کیا غریب نواز کیا کوئی یاد آئی بات بھول گئی ہے، اس لیے مسکرا کر سرِ مبارک جھکا لیا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا ہاں۔ بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ حکایت بیان فرمائی کہ بہادر خان نے کہا ہے کہ اسلام خان کا قابل نام کا ایک شخص نوکر تھا اور میں نے اسلام خان سے کئی مرتبہ سنا ہے کہ قابل دستر خوان دھوتا ہے، دستر خوان رکھتا ہے اور دستر خوان لے آتا ہے۔

الغرض ایک دن میں (بہادر خان) نے قابل سے کہا کہ دستر خوان مجھے دکھا دستر خوان کیا ہے آدمی ہے یا کوئی اور چیز ہے کہ سلام خان ہر وقت خوان، خوان کہتا ہے۔ قابل نے وہ دستر خوان لا کر مجھے دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ دو بالشت برابر سرخ رنگ کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے میں نے کہا یہی دستر خوان ہے خان ہر وقت خوان، خوان کرتا رہتا ہے۔ پس بہادر خان اپنی جگہ پر آ کر ہنسا اور بتایا کہ میں نے اسلام خان کا دستر خوان دیکھا ہے کہ دو بالشت برابر کپڑے کا ٹکڑا ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بہادر خان کے متعلق حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار شریف سے بہاول خان کی دستار بندی کے لیے تشریف لے گئے تھے بہاول خان نے نذرانہ پیش کیا تھا بعض نے وہیں تقسیم کر لیا اور بعض نے خدا بخش لانگری کے حوالے کیا۔ الغرض جب یہاں پہنچے تو بقیہ نذرانے کو یہاں تقسیم کیا۔ اس میں سے دس روپے میرے نانا عمر خان کو دیئے اور پانچ روپے بہادر خان چانڈیہ کو دیئے۔

القصہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب دوسرے سال مہار شریف سے واپس آئے تو اس بہادر خان نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ گزشتہ سال کا معمول پانچ روپے مجھے دیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس کی

اس بات سے بہت غصے ہوئے اور فرمایا کس نے کہا ہے کہ میرا معمول مجھے دو۔

فی الجملہ یہ کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معمول کیا ہے۔ گزشتہ سال تو اللہ تعالیٰ نے کچھ دیا تھا میں نے تمھیں دے دیا تھا اور یہ معمول کیا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ الغرض ایک دن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اپنے بنگلہ شرقی میں رونق افروز تھے، لوگ آپ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے اور میرا نانا عمر خان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بہادر خان رسی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''سائیں بہادر خان! پس بہادر خان نے عرض کیا کہ حضرت صاحب! آپ نے یہ رسی دیکھی ہے یہ رسی میں اس لیے لایا ہوں کہ اگر آپ گزشتہ سال کی طرح معمول پانچ روپے دیتے ہیں تو ٹھیک ورنہ یہ رسی میں اپنی گردن میں ڈال کر پھانسی کھاؤں گا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا گزشتہ سال تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا میں نے تجھے بھی دیا اور عمر خان کو بھی دیا تھا اب میں کہاں سے لاؤں۔

بعد ازاں میرے نانا عمر خان نے کہا کہ اے بہادر خان! تو ظاہراً ایک رسی لے کر پھانسی کھانے کے لیے آیا ہے اور ہم خفیہ طور پر یہاں ہاتھ میں لے کر پھانسی کھانے کو تیار ہیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حکایت بیان فرما کر عمر خان ماکلی کا قصہ بیان فرمایا۔

قصہ عمر خان ماکلی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا عمر خان ماکلی موضع مکول کا نمبردار تھا یہ قصبہ تونسہ شریف کے قریب ہے۔ الغرض یہ عمر خان پہلے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب پہاڑی علاقہ سے

یہاں تونسہ شریف تشریف لائے تو اس کی گھوڑی پر سوار ہو کر آئے اور یہ عمر خان حضرت صاحب کے ساتھ تھا اس عمر خان کے آباؤ اجداد ''سنجر سیدان'' کے سادات کے مرید تھے ان سیدوں نے عمر خان کو ملامت کی اور کہا کہ تیرے آباؤ اجداد تو ہمارے مرید تھے اور تو ہم سے پھر گیا ہے۔ آخر عمر خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت توڑ کر مُرتد ہو گیا تھا۔

فی الجملہ ایک مرتبہ حضرت صاحب مہار شریف میں تھے کہ ایک دن آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور سرِ مبارک نیچے جھکا لیا۔ کچھ دیر بعد سرِ مبارک اٹھا کر فرمایا ''الحمد للہ'' حاضرین مجلس سے کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ کیا حالت تھی؟ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا ایک جاننے والا تھا بوقت نزع اس کا ایمان سلب ہو گیا تھا اب اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان واپس دیا ہے۔ مولوی علی محمد کا بھائی میاں صالح محمد کہتا تھا میں نے اسی وقت اپنی دلائل الخیرات پر وہ تاریخ، دن، وقت، وہ حال اور حضرت صاحب کی گفتگو لکھ لی تھی۔

الغرض ہم جب یہاں واپس آئے تو امان اللہ ماکلی نے میرے سامنے یہ قصہ بیان کیا کہ میں کسی کام کے لیے کہیں گیا ہوا تھا۔ جب میں واپس آیا تو والدہ سے پوچھا خیریت ہے۔ میری والدہ نے کہا باقی سب خیریت ہے مگر تین دن سے عمر خان بیمار ہے، اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے اور کتے کی طرح آوازیں نکالتا ہے اور نہ اس کی روح نکلتی ہے۔ میاں امان اللہ کہتا تھا جب میں عمر خان کے پاس گیا حاضرین سے اس کا حال معلوم کیا تو انھوں نے تمام ماجرا بیان کیا۔ پس میں نے سنجر کے سادات سے متوجہ ہو کر کہا کہ ''شاہ جیو'' خان کی مدد کی ہوتی۔ انہوں نے کہا ہم نے کیا کیا ہے۔ ہم دستگیر کو یاد کر رہے ہیں اور ان سے مدد مانگ رہے ہیں۔

فی الجملہ یہ کہ میاں امان اللہ کہتا تھا کہ میں نے عمر خان کے منہ سے چادر اٹھائی تو دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ تھا اور کتے کی سی آوازیں نکالتا تھا۔ پھر میں نے کہا ''حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کوں یاد رکھیند اہیں بگی ٹوپی والے کوں'' یعنی حضرت صاحب سفید ٹوپی والے کو یاد کر، انہیں یاد کر توبہ کر اور ان کی صورت کا تصور کر۔ پس عمر خان نے کہا جی ہاں میں نے انھیں یاد کیا ہے، توبہ کی ہے اور ہاتھ سے انھیں سلام بھی کیا ہے۔ پھر فوراً اس کا چہرہ روشن ہو گیا اور اس کی زبان بھی ٹھیک ہو گئی پس میں نے اسے کہا کلمۂ شہادت پڑھو۔ پھر اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اور جاں بحق ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض جب میاں امان اللہ نے یہ حکایت میاں صالح محمد کے سامنے بیان کی تو میاں صالح محمد نے تاریخ، دن اور وقت کا تقابل اس تاریخ، دن اور وقت سے کیا تو وہی تاریخ دن اور وقت تھا جو دلائل الخیرات میں لکھا ہوا تھا جس میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا رنگ مبارک متغیر (تبدیل) ہو گیا تھا اور سرِ مبارک نیچے جُھکا لیا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ حکایت بیان فرما کر اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

قصہ دریا خان بن عمر خان:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس عمر خان ماکلی کا ایک بیٹا تھا دریا خان جب اس کا باپ فوت ہوا تو اس پر تنگ دستی آ گئی۔ یہ دریا خان بہت دفعہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پندرہ پندرہ دن تک ٹھہرا رہتا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس کی بہت خدمت کرتے اور لانگری سے فرماتے تھے اس کو گھی بھی دے۔ القصہ ایک دن دریا خان نے حضرت صاحب رضی اللہ

عنہ سے گھوڑی مانگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہاں، اگر کوئی گھوڑی آئی تو تجھے دی جائے گی، حتیٰ کہ ہر روز حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرتا تھا کہ حضرت صاحب کیا ابھی تک میری گھوڑی نہیں آئی۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جس وقت جو گھوڑی آئے گی تجھے مل جائے گی آخر ایک دن یہ دریا خان بافندوں کی لکڑی کی گھوڑی اٹھا کر لے آیا اور عرض کیا غریب نواز آپ مجھے گھوڑی نہیں دیتے میں اس گھوڑی پر سوار ہوتا ہوں۔

المختصر ایک دن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی نے گھوڑی نذر پیش کی۔ حضرت صاحب نے دریا خان کو بلا کر فرمایا کہ اپنی گھوڑی لے۔ اس نے عرض کیا کہ غریب نواز میں یہ گھوڑی نہیں لیتا آپ مجھے بہت عمدہ گھوڑی دیں۔ حضرت صاحب نے اسے بہت فرمایا کہ یہ گھوڑی لے لو۔ مگر اس نے نہیں لی۔ حضرت صاحب نے پھر اسے کوئی گھوڑی نہ دی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) ۲۴ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بوقت اشراق حضور غریب نواز قدس سرہٗ درگاہ میں رونق افروز تھے۔ بندہ ناچیز راقم الحروف آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ عرب شریف کے رسم و رواج کے متعلق بات چلی تو آپ نے ارشاد فرمایا عرب باشندوں کے رسم و رواج (کوہ درگ کے) باشندوں کی طرح ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا، عربی چاول اسی طرح کھاتے ہیں جیسے یہ روہیلے کھاتے ہیں انڈا اور گوشت بھی اسی طرح کھاتے ہیں جیسے یہ پہاڑی کھاتے ہیں۔

بعدہٗ آپ نے ان روہیلوں کے کھانے کی تفصیل بیان فرمائی کہ وہ گوشت کو ایک مرتبہ آگ دیتے ہیں جب گوشت کی سُرخی ختم ہو جاتی ہے پھر اسے

آگ سے اٹھا لیتے ہیں اور چھری سے کاٹ کر کھاتے ہیں مگر کھاتے ہاتھ سے ہیں
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی گوشت کو چھری سے کاٹ کر ہاتھ
مبارک سے تناول فرمایا تھا۔

بعدہ' آپ نے فرمایا انڈے کو بغیر نمک کے پکاتے ہیں لیکن نمک کو بھی
کھانے والے قریب رکھتے ہیں چاہے تو نمک ڈال کر کھائے چاہے تو بے نمک
کھائے۔ اسی طرح چاول بھی بغیر نمک کے پکاتے ہیں لیکن سفید شکر اور نمک بھی
اپنے پاس رکھتے ہیں اگر کوئی نمک سے کھانا چاہے تو نمک ڈال کر کھائے اور
چاہے تو شکر ملا کر کھائے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا رسوم روہیلہ یہی ہیں۔

ذکر مہمانانِ کوٹ مٹھن شریف:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے منشی حامد سے پوچھا کہ کوٹ
مٹھن شریف والے مہمان خوش ہو کر گئے ہیں؟ حامد منشی نے عرض کیا کہ بظاہر تو
بہت تعریفیں اور دعا کر رہے تھے۔ دریں اثناء میاں گل محمد خیمہ دوز (خیمہ سینے
والا) نے عرض کیا کہ بظاہر تو یہ تعریفیں اور دعائیں کرتے ہیں مگر ان کے اندر کوئی
تعصب ضرور ہوتا ہے اور یہ معرکہ یعنی میاں غلام فرید (رحمۃ اللہ علیہ) (کوٹ
مٹھن والے) کے مرید کہتے ہیں کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دنیا دار ہے فقیر
نہیں ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا اسی طرح ہے ہم فقیر
نہیں ہیں دنیادار ہیں مگر ہم کسی دنیادار کے دروازے پر نہیں بیٹھے ہوئے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا نواب بہاول خان نے
میاں غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو نوے (۹۰) روپے دیئے اور اس کے بیٹے
کو سو (۱۰۰) روپے دیئے اور تین ہزار روپے ہر مہینہ میاں غلام فرید صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کو ملتے ہیں لیکن بعدہٗ آپ نے فرمایا ان تین ہزار روپے میں سے میاں غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں صرف ایک ہزار آتا ہے باقی دو ہزار بہاول خان کے ملازمین بطریق انعام لے جاتے ہیں۔

بعدہٗ آپ نے اس بات کی تصدیق کے لیے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ہم مہار شریف میں تھے کہ بہاول خان کے ملازمین سے دو آدمی ہمارے پاس آئے اور ہاتھ میں روپے اٹھائے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا بہاول خان نے یہ روپے حضور غریب نواز کی خدمت میں نذر پیش کیے ہیں میں نے حوشاہ سے کہا گن کر لے لو۔ پھر ان دونوں آدمیوں نے کہا آپ ہمیں رسید لکھ کر دیں۔ پس میں نے کہا تم صاحبِ اعتبار نہیں ہو کہ رسید مانگتے ہو۔ پھر وہ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک نے کہا رسید کی ضرورت نہیں ہے۔

بعد ازیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کسی آدمی نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں آدمی کہتے تھے ان پیسوں سے ہمیں بھی انعام ملے گا۔ پھر میں نے عبداللہ منشی سے کہا کہ اے عبداللہ وہ پیسے رقم ان کے آگے رکھ دو جتنا ان کو ضرورت ہے وہ لے لیں اور باقی رقم کی رسید لکھ کر دے دیں۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو کہنے لگے نہیں نہیں ہم کچھ نہیں کہتے اور نہ کچھ لیں گے۔ پھر فوراً کھڑے ہو کر چلے گئے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر وِردگاہ سے تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۴ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف بھی آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے اپنے نواسے حضرت احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ اے احمد خیریت ہے

ابھی بخار سے فرصت ملی ہے۔ حضرت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز خیریت ہے۔ پھر آپ نے پوچھا بابو کوئی چیز کھائی ہے۔ حضرت خواجہ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب راقم الحروف نہ سن سکا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا تندرستی کی پکی علامت بھوک ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

شب ادینہ (جمعہ کی رات) بیست و پنجم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ بعد از نماز مغرب دولت ہمراہی حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ مسجد شریف سے درگاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں غلام نبی دربان سے فرمایا روضہ مبارک کے اندر فرش پر تیل کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے دیں ورنہ میں تم سے لڑائی کروں گا اور اس لڑائی کو پہلی لڑائی جنگ کی طرح نہ سمجھنا۔

بعدہٗ آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت سخی سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دربار پر بہت تیل ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی ہندو آتا ہے ایک ڈولی سرسوں کے تیل کی لے کر آتا ہے اور وہاں دربار پر ایک بڑی کڑاہائی رکھی ہوئی ہے وہ تیل اس کڑاہائی میں ڈالتے ہیں اور خانقاہ پر حد سے زیادہ تیل گرا ہوا ہوتا ہے اور وہاں لوگ تکیے لے کر آتے ہیں اور وہاں رسیاں بندھی ہوئی ہیں اور وہ تکیے ان رسیوں پر رکھتے ہیں۔ فی الجملہ یہ کہ ایک مرتبہ ان کو آگ لگ گئی تمام اشیاء جل گئیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر نوافل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

شب ادینہ (جمعہ کی رات) ۲۵ صفر ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے کہ پیڑا خان ساربان (یعنی اونٹ چلانے والا جت) نے عرض کیا کہ موسیٰ جعفر سے میری ملاقات ہوئی ہے؟ اس نے کہا ہے کہ میں دریا پار (یعنی دریا کے دوسرے کنارہ) سے ایک خط حضرت صاحب کی خدمت میں لایا ہوں۔ آپ نے منشی عبداللہ سے پوچھا کہ وہ کون سا خط تھا۔ منشی

عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نوازا یہ وہی خط تھا جو خدا بخش سقائی (پانی پلانے والا) نے مجھے دیا تھااور نماز عصر کے بعد میں نے پڑھ کرآپ کو سنایا تھا۔

بعدہٗ منشی صاحب نے خدا بخش سیقا سے پوچھا کہ وہ خط تجھے کس نے دیا تھا۔اس نے جواب دیا فلاں ہندو نے مجھے دیا تھا۔بعدازاں ہندو سے پوچھا گیا کہ وہ خط تجھے کس نے دیا تھا اس ہندو نے بتایا کہ مجھے موسیٰ جعفر نے دیا تھا۔ دریں اثناء منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ دیکھیں؟ موسیٰ جعفر نے ہندو کو خط دیا ہے اور خود یہاں نہیں آیا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک دن میں گھوڑی پر سوار ہو کر بازار سے گزرا اور یہ موسیٰ جعفر اس وقت میاں غلام زکریا صاحب کی عمر کا تھا (یعنی چار پانچ سال کا) اپنے باپ کے ساتھ ایک دکان پر بیٹھا ہوا تھا:

الغرض جب میں اس دکان سے گزرا تو تمام افراد نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور اس موسیٰ کا باپ بھی کھڑا ہوا اور سلام کیا اور موسیٰ سے کہا سلام کرو۔ پس موسیٰ نے اُوہوں کہا یعنی سلام کرنے سے انکار کیا۔ پھر تمام لوگ ہنسنے لگے لوگوں نے دوبارہ اسے کہا کہ سلام کر لیکن اس نے اُوہوں نہیں کہہ کر انکار کر دیا۔ پھر اس کے باپ نے بطور خوش طبعی اسے تھپڑ مارا اور کہا کہ سلام کر۔ پھر بھی اس نے سلام کرنے سے انکار کیا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا: ''اوس ویلھے ٹٹے جیڈا ہا چنیں گفت۔''

یعنی اس وقت ''خایہ'' کے برابر تھا ایسے کہا۔ اب یہاں کیا کرنے آئے گا۔

آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب شنبہ (ہفتہ کی رات) بیست وششم ماہ صفر ۱۳۱۶ھ نماز مغرب کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ ظالم کی اعانت کے متعلق گفتگو ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا ایک شخص کا ذکر کرتے ہیں کہ اس نے فلاں فلاں چوروں کو رہا کر دیا پھر انہی چوروں نے اسی کی چوری کر لی۔ بعدہ' آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"من اعان ظالماً فقد سلّطه الله عليه"

بعدہ' آپ نے اس حدیث شریف کے معانی ارشاد فرمائے کہ:

ترجمہ: "جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے پس تحقیق اللہ تعالیٰ اسی ظالم کو اسی پر مسلط کر دیتا ہے"۔

آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز شنبہ (بروز ہفتہ) بیست ششم صفر المظفر ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہ' روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلسلہ شریف پر دستخط کرانے کے لیے حاضر ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے پوچھا کہ کون ہے؟ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا فلاں شخص ہے۔

بعدہ' حضور غریب نواز نے پوچھا کہ لعل کا بیٹا۔ حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز۔ پھر آپ نے لعل کے بیٹے سے پوچھا کہ فلاں سلسلہ جس پر تیرے باپ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے دستخط کرائے تھے تمھارے پاس ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ جی ہاں

غریب نواز ہے مگر وہ میرے چچا کی بیوی کے پاس ہے آپ نے فرمایا وہ سلسلہ شریف اس سے واپس لے لو۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا یہ شخص نمازی اور نیک آدمی تھا دلائل الخیرات شریف بھی پڑھتا تھا۔ بعدہٗ آپ نے اس لعل کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک مرتبہ یہ لعل عنایت خان کے ساتھ اجمیر شریف گیا۔ ایک دن اس لعل نے عنایت خان سے کہا کہ میاں جی گزشتہ رات خواجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ نے میری تمام بزرگی مجھ سے لے لی ہے۔ عنایت خان نے کہا کہ اے لعل ہم یہاں لینے کے لیے آئے ہیں۔ خواجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ کوئی چیز ہم سے کیوں لیں گے۔ اس نے پھر کہا کہ نہیں نہیں۔ میری وہ بزرگی جو میں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اور خلیفہ صاحب سے لی تھی وہ تمام بزرگی خواجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے لے لی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر اس لعل کے بارے میں ایک اور حکایت کا فائدہ بخشا کہ ایک مرتبہ یہ لعل اور میاں سونہارا مُلا کسی سفر میں دونوں ہم سفر تھے۔ میاں سونہارا راستہ میں باجرہ اور جوار کے خوشے توڑ کر کھاتا رہا اور اس لعل سے بھی کہا تم بھی کھاؤ لیکن اس لعل نے کہا کہ میں کسی غیر کا مال نہیں کھاتا۔ فی الجملہ یہ میاں سونہارا نے کہا کہ خوشہ کیا ہے کاشت کرنے والا کون ہے اور خوشے توڑنے والا کون ہے تمام کا تمام خدا تعالیٰ کا ہے۔ یہ مسئلہ وحدت الوجود کا ہے۔ میاں لعل نے جب یہ بات سنی تو وجد و رقص کرنے لگا۔ بعد ازاں کہا کہ نہیں نہیں میں غیر کا مال نہیں کھاتا۔

اسی دوران حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ نیک آدمی تھا اس لیے بیگانے کا مال نہیں کھایا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام فرما کر حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ کی طرف متوجہ ہوئے اور اتنا آہستہ کچھ فرمایا کہ بندہ راقم الحروف سن نہیں سکا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

شب یکشنبہ (اتوار کی رات) بیست ہفتم صفر ۱۳۱۶ھ بعد از نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد رونق افروز تھے کہ آپ نے ہنگاٹ (نیند کی حالت میں بعض لوگوں کے منہ سے جو آواز نکلتی ہے) کی آواز سنی تو آپ نے اہل مجلس سے پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے۔ منشی عبداللہ نے عرض کیا یہ بخشا سوتری کے ہنگاٹ کی آواز ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اسی طرح کی ایک بات بتائی۔ آپ نے فرمایا نور اراوی والا جواب بھی یہاں ہے ایک دن صبح کے وقت اس نے اپنا سر میرے زانو پر رکھا تو میں نے اسے اس کے ہنگاٹ سے پہچانا۔ میں نے کہا کیا تو نور محمد ہے اس نے کہا جی ہاں غریب نواز۔ میں نے پوچھا کیا تو باجماعت نماز کے لیے نہیں گیا تھا اس نے کہا نہیں غریب نواز۔ اسی اثناء منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ اب لوگ کہتے ہیں کہ یہ نور محمد نماز نہیں پڑھتا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میاں اللہ داد صوفی بھی کچھ عرصہ نماز نہیں پڑھی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میاں اللہ داد نماز نہیں پڑھتا اور تیرے مرید کہتے ہیں کہ وہ مکہ شریف میں نماز پڑھتا ہے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ تو مکہ شریف میں نماز پڑھ مگر یہاں بھی پڑھ۔ پس اس نے کہا کہ میں پڑھوں گا۔ میں نے کہا ابھی اسی وقت جاؤ کپڑے پاک کرو اور نماز پڑھو۔ اسی دوران آپ نے فرمایا اس نور محمد کو بھی وہی مقام حاصل ہوگا۔ (ہماں مقام باشد)

بعد ازاں سرود سے متعلق گفتگو ہوئی تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے

فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو احمد قوال کا راگ گانا بہت پسند تھا یہ احمد قوال کبھی سات آٹھ دن کے بعد آتا تھا۔ ایک مرتبہ احمد قوال حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اب میں ہر جگہ نہیں جا سکتا آپ مجھے رقعہ لکھ کر دے دیں تاکہ ہر شخص میرا معمول (مقرر وظیفہ) مجھے دے دے اور میں کسی کو بھیجوں گا اب میں خود نہیں جا سکتا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے رقعہ لکھ کر دے دیا۔ اس نے وہ رقعہ عثمان نامی شخص کو دے کر بھیجا۔ عثمان کے جانے کے بعد یہ احمد قوال اکثر اوقات حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا اور راگ گایا کرتا تھا۔

فی الجملہ یہ کچھ دن بعد احمد قوال نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز آپ دعا فرمائیں کہ عثمان خیریت سے واپس آجائے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب عثمان خیریت سے واپس آجائے گا تو تُو میرے پاس آنا چھوڑ دے گا۔ احمد قوال نے کہا کہ غریب نواز میں آپ کا غلام ہوں کیوں نہیں آؤں گا۔ آپ دعا فرمائیں کہ عثمان خیریت سے آجائے۔ القصہ جب بھی وہ دعا کے لیے عرض کرتا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ یہی فرماتے کہ "جب عثمان آئے گا تو تُو یہاں نہیں آئے گا۔

الغرض جب عثمان واپس آیا تو عثمان نے کہا میں یہ تمام اشیاء حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے تیرے سپرد کروں گا۔ پھر عثمان اور احمد دونوں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عثمان نے ہر چیز احمد قوال کے سپرد کر دی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا:

اے احمد! اب تیری مراد پوری ہو گئی ہے اب تُو یہاں بالکل نہیں آئے گا۔

احمد نے کہا کہ نہیں غریب نواز میں آپ کا غلام ہوں کیسے نہیں آؤں گا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

''اوس زمانے وچ میں پیشین یتں پچھیں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کوں مروڑے ڈیندا ہونس۔''

یعنی اس زمانے میں نماز ظہر کے بعد میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو مروڑے دیا کرتا تھا۔

کیونکہ جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ اللہ بخشا ظہر کے بعد کچھ دیر میری پنڈلیوں کو مروڑے (پاؤں دبانا) دیا کر پس میں اپنی عادت کے مطابق جاتا تھا۔

دریں اثناء منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ظہر کے بعد قد مبارک دراز (لیٹ جاتے تھے) فرماتے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا آپ کو قد مبارک دراز فرمانے کی عادت نہیں تھی مگر محض میرے لیے اپنے سجادہ پر قد مبارک دراز فرماتے تھے۔

القصہ اسی دن جب ظہر کا وقت ہوا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ احمد قوال آیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز وہ نہیں آیا۔ پس تین دن کے بعد وہ ایک دن آیا تو حضرت صاحب رضیٰ اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا جب عثمان واپس آئے گا تو تُو پھر یہاں نہیں آئے گا۔ اس نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز میں آپ کا غلام ہوں مجھے فلاں جگہ کام تھا وہاں چلا گیا تھا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا نامُراد کہیں نہیں گیا محض جھوٹ کہا تھا۔

الغرض بعد ازاں وہ شب جمعہ کے علاوہ نہیں آتا تھا۔ شب جمعہ کو بھی وہ صبح کے آخری وقت میں آتا۔ چنانچہ دو تین غزلیں گاتا تو نماز کا وقت ہو جاتا تھا۔

اسی اثناء منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز مزامیر لے آتا تھا یا مزامیر کے بغیر

گاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک طنبور لے آتا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) بیست ہفتم صفر ۱۳۱۶ھ بوقت ضحیٰ حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد کے مشرقی جانب صحن میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے رو برو بیٹھا ہوا تھا۔ غلاموں کی جانب سے آئے ہوئے خطوط آپ کے سامنے پڑھے جا رہے تھے۔ منشی نے عبدالحق ملتانی کا عریضہ پیش کیا اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ چوروں نے قوم پاجیاں کی چوری کی ہے۔

دریں اثناء آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ پاجی کہتے ہیں کہ ہم تین ہزار افراد مرد اور عورتیں حضرت شیخ بہاء الحق صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے ہیں۔ حضرت شیخ بہاء الحق صاحب نے اپنے لنگر سے ایک پاؤ آٹا ہر شخص کے لیے مقرر فرمایا تھا اسی لیے ہمیں پاجی کہا جاتا ہے۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں پاجی لحیہ (داڑھی) کو کہتے ہیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خطوط سننے میں مشغول ہو گئے۔

روز یک شنبہ (بروز اتوار) بیست و ہفتم صفر ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ آپ نے مولوی خدا بخش صاحب سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال کیوں نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی صاحب مذکور نے مختلف قصے بیان کرنا شروع کیے۔ حضور غریب نواز اپنے جواب کے انتظار میں سنتے رہے۔ فی الجملہ یہ کہ مولوی صاحب جو قصہ ختم کرتے حضور غریب نواز فرماتے پھر کیا ہوا۔ القصہ اسی گفتگو میں آپ نماز مغرب کے لیے اٹھے اور راستہ میں بھی یہی گفتگو ہوتی رہی مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا آخر ختم شریف (خواجگان) میں مشغول ہو گئے۔

شب دوشنبہ (پیر کی رات) بیست ہفتم صفر ۱۳۱۶ھ نماز مغرب کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہ، چینی والی مسجد میں تشریف فرماتھے۔ آپ نے حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان فرمایا کہ آج میں نے مولوی خدا بخش سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کیوں نہیں لکھی گئی تھی۔ مولوی صاحب نے مختلف دیگر قصے بیان کیے اور کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات ایک بہت بڑا صدمہ تھا، اسی سبب تاریخ وفات لکھی نہیں گئی تھی یعنی اس صدمہ کے سبب تاریخ یاد نہ رہی۔

حضور غریب نواز: میں نے اسے کہا کہ انھیں باقی ہر چیز یاد تھی صرف یہی ایک تاریخ عرس یاد نہ رہی تھی۔ بعدہٗ میں نے اسے کہا کہ اب آخر رسول اللہ ﷺ کے عرس مبارک کی کون سی تاریخ معین ہوئی ہے۔

مولوی صاحب: اکثر روایات میں ربیع الاوّل کی دو تاریخ مذکور ہے۔

حضور غریب نواز: بارہ تاریخ کیسے مقرر کی گئی، کیا جاہلوں نے مقرر کی تھی۔

مولوی صاحب: جی ہاں جاہلوں نے مقرر کی تھی۔ غریب نواز ایک فارمولا ہے۔ اس کے مطابق بھی ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کا تعین نہیں ہوتا۔ وہ فارمولا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال بروز پیر (دوشنبہ) ہوا۔ اسی سال آپ نے حج بھی ادا کیا تھا (حجۃ الوداع) اور اس سال حج اکبر تھا (یعنی بروز جمعہ حج تھا) اب اگر حساب کیا جائے اور تمام مہینے تیس دن کے شمار کیے جائیں تب بھی بارہ تاریخ مقرر و معین نہیں ہوتی اور اگر تمام مہینے یعنی ذی الحجہ، محرم الحرام اور صفر المظفر ۲۹، ۲۹ کے شمار کیے جائیں پھر بھی ۱۲ تاریخ معین نہیں ہوتی۔ اگر ایک مہینہ ۲۹ دن کا اور ایک تیس دن کا شمار کیا جائے تب بھی بارہ تاریخ کا تعین نہیں ہوتا۔ بہر حال کسی صورت ۱۲ تاریخ مقرر نہیں ہوتی اور دو تاریخ ربیع الاوّل کی مقرر ہوتی ہے۔

بارہ ربیع الاوّل کی شہرت کا سبب:

مولوی صاحب: مولوی شمس الدین صاحب سیالوی نے کہا ہے کہ بارہ تاریخ کا مقرر ہونا اس وجہ سے ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو (۹) ازواجِ مطہرات زندہ تھیں۔ پس ہر روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے طعام پکا کر تقسیم کیا یعنی تین تاریخ سے گیارہ تک انھوں نے طعام پکایا اور تقسیم کیا اور بارہ تاریخ کو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طعام عام (لنگر عام) پکایا، چنانچہ ہر شخص کو کھانا ملا۔ اسی لیے یہ بارہ تاریخ مشہور ہوئی۔

حضور غریب نواز: یہ سب کچھ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں اتنا فراخی نہیں تھی کہ کھانا پکا کر تقسیم کرتیں بلکہ ان کا حال تو یہ تھا کہ اگر ان کا صبح کا کھانا تھا تو رات کا کھانا نہیں تھا اور اگر رات کی روٹی ہوتی تو صبح کی روٹی نہیں تھی اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی تھا۔ آخر وہ یہ مال کہاں سے لائے اور اس طرح لنگر عام پکایا۔

حضرت محمود عالم صاحب: شاید انھوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے لیا ہو۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ گھر بھر کر نہیں کھڑے تھے ان کا حال یہ تھا کہ انھوں نے کئی مرتبہ اپنا تمام مال راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ پھر جب تجارت کرتے تو کئی گنا زیادہ مال و دولت ان کے ہاتھ مبارک میں آتا اور منافع ہوتا تھا یعنی دنیا ان پر عاشق تھی۔

مُہر مبارک کا کنوئیں میں گرنا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے ایک کنواں ۱۲ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ وہی کنواں ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہر مبارک گر گئی تھی۔ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر مبارک کنوئیں میں کس نے گرائی تھی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کسی نے نہیں پھینکی تھی بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی یا امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بوقت وضو گر گئی تھی۔ کنوئیں میں بہت تلاش کیا مگر نہ مل سکی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ تمام فتنے اسی سبب برپا ہوئے تھے۔

بعد ازاں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے بھی میں نے کسی مولوی صاحب سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال بتاریخ ۱۲ ربیع الاول معین ہے۔ دریں اثناء حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ روز دوشنبہ (بروز پیر) کیسے یاد رہا تھا۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال بروز دوشنبہ (پیر) متحقق ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے اور حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ اُٹھ کر چلے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) بیست و ہشتم ماہ صفر ۱۳۱۶ھ بعد از نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سردخانہ کے اوپر والے بنگلہ میں رونق افروز تھے۔ آپ نے ایک شخص کا نام لیا بندۂ ناچیز کا گمان ہے شاید آپ نے فرزند مہدی خان کا نام لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب، آپ نے فرمایا اس نے لنگر شریف کے پیسے کھائے

ہوئے ہیں۔ اگر اس کا باپ ہوتا تو میں یہ رقم معاف کر دیتا لیکن اس کو معاف نہیں کروں گا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا قیامت کے دن نقد رقم نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مقروض سے لے کر قرض خواہ کو دے بلکہ مقروض کی نیکیاں لے کر قرض خواہ کو دی جائیں گی اگر مقروض کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مقروض کو دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اگرچہ ان خبیثوں کی نیکیاں نہیں ہیں جو ہمارے ہاتھ میں آئیں لیکن یہ خبیث دوزخ میں غوطے کھائیں گے۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) ۲۸ ماہ صفر ۱۳۱۶ھ بعد از عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے بندہ ناچیز راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے مولوی خدا بخش صاحب سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عرس مبارک کی تاریخ کس دن معین ہوئی ہے۔ دو یا بارہ ربیع الاول۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اکثر روایات میں دو تاریخ آئی ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش صاحب سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک کتنی تھی؟

مولوی خدا بخش: غریب نواز ایک روایت میں تریسٹھ (۶۳) سال ہے ایک اور روایت میں باسٹھ (۶۲) سال مذکور ہے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

مولوی صاحب: غریب نواز ان کی عمر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر تھی۔

ذکر خلافت چہار یار:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کتنا عرصہ خلافت پر فائز رہے۔

مولوی صاحب: غریب نواز! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور چند دن خلافت کی ہے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنے سال چھوٹے تھے۔

مولوی صاحب: غریب نواز وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں دو سال تین ماہ چھوٹے تھے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عمر شریف کتنی تھی؟

مولوی صاحب: غریب نواز ان کی عمر مبارک بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کے مثل تھی یعنی ۶۳/۶۲ سال۔

حضور غریب نواز: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کتنی مدت خلافت کی۔

مولوی صاحب: حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دس سال خلافت کی۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے سال چھوٹے تھے۔

مولوی صاحب: غریب نواز وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ سال چھوٹے تھے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

مولوی صاحب: غریب نواز! ان کی عمر شریف بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے مثل تھی اور حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین

رضی اللہ عنہ کی عمر شریف زیادہ تھی۔

حضور غریب نواز: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کتنی تھی؟

مولوی صاحب: ان کی عمر مبارک کم وبیش اسّی (۸۰) سال تھی۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کتنا عرصہ خلیفہ رہے۔

مولوی صاحب: غریب نواز! وہ بارہ سال خلافت پر فائز رہے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کتنے سال چھوٹے تھے۔

شیخ غلام رسول: غریب نواز وہ سات سال چھوٹے تھے۔

حضور غریب نواز: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کتنے سال خلافت پر فائز رہے۔

شیخ غلام رسول صاحب نے عرض کیا پانچ سال۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے دوبارہ پوچھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کتنے سال رسول، کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے چھوٹے تھے؟

شیخ غلام رسول: غریب نواز وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تیس سال چھوٹے تھے۔

مولوی خدا بخش: نہیں غریب نواز اس میں اختلاف ہے۔

حضور غریب نواز: انھوں نے یہ تمام احوال یاد رکھے اور تحریر بھی کیے مگر رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال نہ یاد کی اور نہ ہی لکھی تھی۔

مولوی صاحب: غریب نواز ان کو کیا خبر تھی کہ عرس منایا جائے گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے غصے ہو کر ارشاد فرمایا: ''عرس نہ پکاون ہا تاریخ تاں لکھن ہا۔''یعنی عرس نہ مناتے لیکن عرس کی تاریخ تو لکھتے۔

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز عرس کی تاریخ لکھنا شرعی اُمور سے متعلق نہیں تھا، اسی لیے عرس مبارک کی تاریخ نہیں لکھی گئی تھی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس بات سے بہت غصے ہوئے اور آپ کا چہرۂ مبارک سُرخ ہوگیا۔ ''کانما فقئی فی وجهه حب الرمان۔''

پس آپ نے باآواز بلند ارشاد فرمایا کہ:

''جہان اُلٹ گیا ہا اَتے اس نال کوئی امر شرعی متعلق نہ رہا۔''

مولوی صاحب نے وہی کلمات دوبارہ عرض کر دیئے۔

حضور غریب نواز نے مزید غصہ کی وجہ سے اپنا سر مبارک نیچے جھکا لیا اور خاموش ہوگئے۔

حضور غریب نواز: (کچھ دیر کے بعد آپ نے پوچھا کہ) جب رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کتنے سال کے تھے؟

شیخ غلام رسول: غریب نواز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سات سال اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پانچ سال کے تھے۔

مولوی خدا بخش: نہیں غریب نواز ان کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہے پورا یاد نہیں ہے چھ یا سات ماہ کا فاصلہ ہے۔

حضرت خواجہ محمود عالم صاحب نے بھی مولوی خدا بخش کے قول کی تصدیق فرمائی اور فرمایا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ساتویں مہینے میں پیدا ہوئے تھے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کیا انہی ایام میں اپنی والدہ محترمہ کے شکم میں آگئے تھے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر نماز شام کے لیے اٹھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وصال کی تحقیق:

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) یکم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے مولوی خدا بخش سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ نے کون سی کتاب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر کیا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز انھوں نے کتاب مدارج النبوت میں لکھا ہے۔ بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ روضۃ الاحباب میں بھی درج ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ روضۃ الاحباب کس نے تصنیف کی ہے؟

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جلال الدین نام کا ایک شخص گزرا ہے، اس نے لکھی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے پوچھا کہ صاحب روضۃ الاحباب نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وصال کس طرح ذکر کی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ انھوں نے بھی دو روایتیں بیان کی ہیں۔ ایک روایت میں ربیع الاوّل کی دو تاریخ اور دوسری روایت میں ۱۲ تاریخ ہے مگر دو تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ دو روایتیں سن کر ارشاد فرمایا کہ اتنا فرق ایک روایت میں دو تاریخ اور دوسری میں بارہ تاریخ ہے۔ اتنا فرق کبھی نہیں ہوتا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی جی میرا مشورہ یہ ہے کہ یہ تینوں مسئلے لکھ کر میرے پاس لے آؤ میں مولوی حسن زماں اور مولوی نذیر حسین کے پاس بھیجتا ہوں۔ اس ملک میں ان سے زیادہ محقق کوئی نہیں ہے۔

بعدہ' آپ نے ان ہر سہ سوالات کے مضمون لکھوائے۔

سوال نمبر(۱)　　صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال کیوں نہیں لکھی تھی؟

سوال نمبر(۲)　　رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وفات سے متعلق اکثر کتابوں میں دو روایتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک روایت میں ربیع الاوّل کی دو تاریخ میں وصال مبارک ہوا ہے اور دوسری روایت میں بارہ ربیع الاوّل ہے اور کتابوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ حجۃ الوداع بروز جمعہ تھا (حج اکبر) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک بروز دوشنبہ (پیر کے دن) ہوا تھا۔ حجۃ الوداع کے سال کے بعد کی تحقیق کے مطابق اگر ہر تین ماہ یعنی ذی الحج، محرم اور صفر تیس، تیس دن کے شمار کیے جائیں تو تاریخ بارہ ربیع الاوّل برابر نہیں آتی اور اگر ایک ماہ انتیس دن کا اور ایک مہینہ تیس دن کا شمار کیا جائے پھر بھی پیر کا دن بارہ تاریخ کو نہیں آتا پھر یہ بارہ تاریخ ربیع الاوّل کی کیسے مقرر کی گئی ہے؟

سوال نمبر(۳): اس ملک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وفات بارہ ربیع الاوّل مشہور ہے یہ کیوں اور کیسے مشہور ہوگئی ہے؟

حضور غریب نواز قدس سرہ' ان سوالات کے مضمون بیان فرما کر ارشاد فرمایا کل صبح یہ تینوں سوال لکھ کر لے آؤ تاکہ میں ان دونوں مولوی صاحبان کو رجسٹری کر کے بھجوادوں کیونکہ یہ دونوں مولوی صاحبان بہت بوڑھے ہو چکے ہیں خدانہ کرے کہ وہ فوت ہو جائیں۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ مولوی نذیر حسین ''اگرچہ غیر جنس است'' یعنی ہمارا ہم مسلک نہیں ہے لیکن ہمیں تو جواب درکار ہے۔

بعدہ' آپ نے مولوی حسن زمان کے متعلق تعریفی کلمات ارشاد فرمائے

کہ مولوی حسن زمان بہت ذہین و عقل مند تھا۔ کتابوں کے مطالعہ میں بہت ہی تیز تھا۔ چنانچہ بادشاہ وقت بھی مولوی حسن زمان کا عقیدت مند تھا۔ مولوی صاحب کو جب کسی کتاب کی ضرورت ہوتی تو بادشاہ اپنی جیب سے کتابیں منگوا کر مولوی حسن زمان کو دیتا اور مولوی صاحب ایک ماہ میں بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر کے بادشاہ کو واپس بھیج دیتا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر ختم شریف (خواجگان) پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شبِ جمعہ (جمعہ کی رات) دوم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد نماز مغرب رونق افروز تھے۔ آپ نے حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے یہ تینوں مسئلے لکھ کر مولوی نذیر حسین سے پوچھوں کیونکہ سنا ہے کہ بڑا محقق اور مفتی بھی ہے، اگرچہ ہمارا ہم مسلک نہیں ہے لیکن بڑا عالم اور بہت سخی نظر آتا ہے۔ اگر وہ سخی نہ ہوتا اور خرچ نہ کرتا تو اس کے پاس کروڑوں روپے جمع ہوتے۔ چنانچہ اگر ہم بھی فقراء کو روٹی نہ دیتے اور عمارات پر خرچ نہ کرتے تو لازماً ہمارے پاس بھی کروڑوں روپے جمع ہوتے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ عالم شاہ بنگی مولوی نذیر حسین کی بہت تعریف کرتا تھا لیکن مجھے اعتبار نہیں آتا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ یہ بدعقیدہ وہابی ہے، اس لیے نذیر حسین کی تعریف کرتا ہے مگر جب حافظ غلام فرید نے اس کی تعریف کی تو مجھے اعتبار آیا کہ یہ بڑا عالم و محقق اور متقی ہے۔

کٹر حنفی ...... پیر پیر پکارنے والا:

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ حافظ غلام فرید (سرکی والا ضلع خوشاب) نے بتایا۔ جس زمانے میں، میں اس کے پاس پڑھتا تھا تو ستر یا اسّی طالب علم ان

کے پاس مقیم تھے اور ہر ایک طلب علم کو ڈیڑھ پاؤ آٹا اور ایک پیسہ سالن کے لیے دیتے تھے اور مجھے تین پیسے دیتے اور کہتے تھے تو شہر میں واقف نہیں ہے اور وہ دوسرے تو شہر سے کچھ لے آئیں گے مگر جب مجھے سبق پڑھاتے تو کہتے تھے کہ:

"اے کٹہ حنفی، اندھا مشرک، پتھر کو پوجنے والا اور پیر پیر پکارنے والا آسبق پڑھ۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حافظ غلام فرید صاحب کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ریاست بھوپال کی طرف سے ہزار روپیہ اور دوسری فتوحات بھی مولوی نذیر حسین کو ملتی تھیں لیکن تمام خرچ کر دیتا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ذکر پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

روز جمعہ دوم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سرد خانہ کے اوپر والے بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی آئے۔ حضور غریب نواز سے ملاقات کی۔ آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ شاہ جی آپ نے علم کہاں سے پڑھا ہے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز نظم سے عقائد و خیالی تک تو اسی ملک میں پڑھا ہے اور باقی کتابیں ہندوستان میں پڑھی ہیں۔

دریں اثناء آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہابی مقلد (دیوبندی) ہو کر تو نہیں آئے۔ پس شاہ صاحب خاموش ہو گئے۔ بعدہٗ آپ نے ان سے پوچھا کہ ہندوستان میں کس شہر میں اور کس کے پاس پڑھے ہو۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ سہارن پور میں مولوی احمد علی صاحب کے پاس پڑھا ہوں۔ حضور غریب نواز

قدس سرہٗ نے پوچھا کہ وہ کس مسلک کا تھا۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ حنفی المسلک تھا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ ابھی آپ نے اس کا کیا نام بتایا ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ مولانا احمد علی صاحب، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت سخت غیر مقلد وہابی تھا۔ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ میں وہاں گیا ہوا تھا۔ اس کے شاگردوں میں سے کچھ طالب علم میرے واقف تھے، فرصت کے وقت وہ میرے پاس آجایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس کا حال پوچھا تھا۔ تمام طلباء یہ کہتے تھے کہ وہ سخت قسم کا وہابی ہے۔ پیر مہر علی شاہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔

بعدہٗ آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ جس زمانے میں آپ وہاں مقیم تھے۔ کتنے طالب علم اس کے پاس رہتے تھے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نوازا چالیس افراد تھے اور سب کے سب وہابی تھے، صرف ہم دو آدمی حنفی المسلک تھے اور ہم ہمیشہ ان کے ساتھ گفتگو (مناظرہ) کیا کرتے تھے، غلبہ اور جیت ہمیشہ ہماری ہوتی تھی۔

آپ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ تمھارا استاد کس طرف ہوتا تھا۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ وہ اختلافی مسائل جو حنفیوں اور شافعیوں کے درمیان ہیں ان میں استاد ہماری جانب ہوتے تھے اور دوسرے مسائل مثلاً بزرگوں کے آگے تعظیماً کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ ان میں استاذ دوسرے طلباء کی جانب ہوتے تھے۔ دریں اثناء حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یعنی وہ تصوف میں وہابی اور فقہ میں حنفی تھا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے پیر مہر علی شاہ صاحب سے پوچھا کہ اس سے پہلے آپ یہاں کبھی نہیں آئے اب کیسے مہربانی فرمائی اور آئے

ہو؟ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ سجادہ نشین صاحب میاں محمد دین سیالوی صاحب نے آپ کے پاؤں کی تکلیف کا حال بتایا تھا اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب سے پوچھا کہ ایک مرتبہ ملتان میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت میں نے سنا تھا کہ آپ سبق بھی پڑھاتے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا تھا کیا اب بھی آپ سبق پڑھاتے ہیں یا نہیں۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز۔ اب کم پڑھاتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب بزرگی آجاتی ہے تو پھر پڑھنے پڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ سبق پڑھاتا ہے تو بہت خوش ہوتے تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز جمعہ دوم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ نماز عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے کہ مولوی خدا بخش جراح گزشتہ روز والے وہ تین مسئلے لکھ کر لے آیا جن کے بارے میں آپ نے لکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔

الغرض مولوی خدا بخش صاحب نے آپ کی خدمت میں عریضہ پیش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو مولوی حسن زمان کی طرف رجسٹری کر کے بھیج دو۔ دریں اثناء میاں گل محمد خیمہ دوز نے سید مہر علی شاہ سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وصال صحیح معلوم ہے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ تفسیر روح البیان میں دوم ربیع الاوّل کی صراحت ہے۔ حضور غریب نواز نے یہ بات سن کر شاہ صاحب سے پوچھا کہ بارہ ربیع الاوّل کیوں مشہور ہوگئی ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ لوگوں میں اس طرح مشہور ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے نو دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس مبارک کیا یعنی دو تاریخ سے گیارہ

تاریخ تک۔ بارہویں روز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرس کیا اس لیے بارہ تاریخ مشہور ہوگئی۔ آپ نے بطریق سوال فرمایا کہ یہ نقل کسی کتاب میں دیکھی ہے؟ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز کسی کتاب میں نہیں دیکھی ہے۔ پھر آپ نے غصے ہوکر فرمایا کہ کتاب کی سند حوالہ دیں۔ پس شاہ صاحب خاموش ہوگئے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر اس طرح تھا تو ایسے مشہور ہوتا کہ عرس مبارک دو تاریخ کو شروع ہوکر بارہ تاریخ کو ختم ہوجاتا صرف بارہ تاریخ ربیع الاوّل کی مشہور نہ ہوتی۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہوگئے۔

روز شنبہ (بروز ہفتہ) تین ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ تہہ خانہ کے اوپر والے بنگلہ میں رونق افروز تھے اور مولوی غلام محی الدین صاحب مکھڈی حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب

تم پر تو محض فضل الٰہی ہے اور تدریس علم اور بزرگی بھی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ تمام کرم نوازی حضور کی ہے۔ اسی دوران مہر علی شاہ صاحب خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی دلجوئی فرمائی۔

ذکر حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب:

بعدازاں حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (اس وقت بچے تھے) سبق سنانے کے لیے آئے جب آپ سبق سنا کر واپس تشریف لے گئے تو

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان کے سبق کی مناسبت سے ایک حکایت کا فائدہ بخشا آپ نے فرمایا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی جب چھوٹے تھے تو انھیں استاد کے پاس لے گئے۔ استاد ان کا والد تھا یا کوئی اور شخص۔ الغرض استاد نے اسے کہا کہ کہو۔

"جے کوئی پُچھے کیری تختی پڑداہیں توں آکھ۔ جی پہلی پائی تختی۔"

یعنی: اگر کوئی آپ سے پوچھے کون سی تختی پڑھتے ہو تو آپ کہیں پہلی پائی تختی پڑھتا ہوں۔

عبدالحکیم نے کہا کہ "جیکر کوئی نہ پُچھے تاں وَت"

یعنی: اگر کوئی نہ پوچھے تو پھر......؟

استاذ نے فوراً جواب دیا کہ:

"جیکر کوئی نہ پُچھے تاں پھر وَگدا بہشتِ جا۔"

یعنی: اگر کوئی نہ پوچھے تو پھر دوڑتا ہوا سیدھا بہشت جا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ:

"مانع از بہشت ہمیں پُرسش است کہ چوں کسے پنر سد پس رواں تا جنتاں باید رفت۔"

یعنی: بہشت کے داخلے میں رکاوٹ یہی پُرسش (پوچھ گچھ) ہے جب کوئی نا پوچھے تو دوڑتا ہوا بہشت میں جانا چاہیے۔

بعدہٗ آپ سید مہر علی شاہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ آپ دہلی گئے تھے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز گیا تھا۔

آپ نے پوچھا کہ طالب علمی کے وقت یا ابھی گئے تھے؟ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز حج کے سفر کے وقت گیا ہوں۔

بعدہٗ آپ نے پوچھا کہ مولوی نذیر حسین کو دیکھا تھا شاہ صاحب نے عرض کیا جن ایام میں میں دہلی گیا تھا تو اسے نہیں دیکھا تھا مگر جب میں طالب علمی کے وقت سہارن پور میں مقیم تھا تو سہارن پور کے راجا نے اسے بلایا تھا، اس وقت میں نے اسے دیکھا اور اس کے ساتھ آمین بالجہر کے مسئلہ پر میری گفتگو بھی ہوئی تھی۔ شاہ صاحب نے اپنے علمی مباحثے کا ایک اور قصہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے سامنے بیان کیا جو سہارن پور میں کسی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ گویا کہ شاہ صاحب نے اپنی علمی قابلیت آپ کے سامنے ثابت کی۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا شاہ صاحب نے اپنی علمیت کا دعویٰ تو بہت کیا ہے لیکن علم کہاں ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنے سفر حج کے دوران کسی کے ساتھ اپنے علمی مباحثے کا ایک اور قصہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ بات مولوی رحمت اللہ تک جا پہنچائی اور کہا کہ وہ مجھ سے وِرد (وظیفہ) پوچھتا تھا۔ اسی دوران آپ ہنسے اور ارشاد فرمایا اس نے مجھے بھی خوار کیا تھا آخر وہ مجھ سے ناراض ہو گیا تھا۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب ہم مکہ شریف پہنچے تو مولوی رحمت اللہ آیا اور کہا کہ تم ایسے ہو اور ویسے ہو۔ اور کہا کہ میں تونسہ شریف آنے کے لیے تیار تھا لیکن جب آپ کے آنے کی خبر سنی تو پھر میں نہ آیا اور یہ بھی بتایا کہ اس سے پہلے کچھ لوگ مغرب کی طرف سے آئے ہوئے تھے میں نے ان سے کہا کہ پہلے کوئی چیز (کرامت) دکھاؤ۔ انھوں نے کہا کہ پہلے بیعت ہو جا پھر کرامت دکھائیں گے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے اسے یہیں سے پکڑ لیا تھا اور سمجھ گیا کہ اس نے اس لیے انھیں کہا کہ پہلے تم کوئی چیز (کرامت)

دکھاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے کہیں کہ پہلے تو اپنی کوئی کرامت دکھا اور مجھے کوئی کرامت دکھانے کی توفیق نہیں ہے۔ پس میں نے کہا کہ مولوی جی وَلی دنیا میں نہیں رہے اور انھوں نے جو تم سے پہلے بیعت ہونے کو کہا ہے ان کے بھی مُدعی ہیں ورنہ ان کو تمھاری بیعت کی کیا ضرورت تھی۔

بعدہ' میں نے کہا کہ مولوی جی اہل اللہ (اولیاء اللہ) کی تلاش میں، میں تم سے سو گنا زیادہ ہوں کیونکہ میں نے اس سچائی کو دیکھا اور چکھا ہے، اگرچہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے اتنا مستغنی کر دیا ہے کہ مجھے کسی ولی کی ضرورت نہیں رہی ہے لیکن دل چاہتا ہے کہ وہ سچائی جو میں نے دیکھی ہے پھر دیکھوں بہت تلاش کیا لیکن نہیں دیکھا۔ آپ نے مزید فرمایا اہل اللہ بہت ہی عمدہ چیز ہوتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ عمدہ چیز دیکھے لیکن مجھے نظر نہیں آئے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ مولوی عبدالرحمٰن کا شاگرد ہے اور مولوی عبدالرحمٰن مولوی محمد حیات دہلوی کا مرید ہے اور وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے مجاز تھا کیونکہ مولوی عبدالرحمٰن مولوی محمد حیات دہلوی کے ہمراہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت نقل فرمائی کہ:

حکایت:

آپ نے فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ نے قصہ بیان کیا تھا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ہمیشہ مجھے فرماتے تھے کہ تو تونسہ شریف ضرور جا اور میں پختہ نیت کرتا تھا مگر جب بھی میں تونسہ شریف جانے کے لیے تیار ہوتا تو کوئی نہ کوئی تکلیف (بیماری) آجاتی تھی اور روانہ ہونے سے رہ جاتا تھا۔ المختصر یہ کہ ایک مرتبہ میں نے بالکل مُصمم ارادہ اور صحیح نیت کی کہ فلاں دن تونسہ شریف جاؤں گا۔

آخر دو تین دن مزید توقف کرنا پڑا۔ پس ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ:

''ایک نہر بڑے نالے کی طرح صاف پانی سے پُر ہو کر بہہ رہی ہے جو شخص اس کے نیچے بیٹھ کر غسل کرتا ہے اسے فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے نیت کی کہ میں بھی اپنے کپڑے اتاروں اور اس پانی سے غسل کروں۔ چنانچہ جب میں اپنے کپڑے اتار کر اس پانی کے نیچے گیا تو وہ پانی ختم ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اب اس پانی کو کیا ہو گیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ پانی اوپر سے بند ہو گیا ہے۔

پھر میں بیدار ہو گیا اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب سے اپنا خواب بیان کیا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب میرا خواب سن کر روئے۔ میں نے کہا آپ کیوں روئے ہیں انھوں نے فرمایا کہ جاؤ خیریت ہے۔ القصہ دو تین دن کے بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے مجھے فرمایا میں اسی وقت تمھارے خواب سے جان گیا تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ وصال فرما جائیں گے کیونکہ آپ چشمہء فیض تھے جو دنیا سے ختم ہو گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر یہ قصہ نقل فرمایا۔

قصہ:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ تین مولوی تھے۔ انہوں نے فتویٰ لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کا گنبد گرا دیا جائے کیونکہ لوگ مغالطہ میں اسے مسلمانوں کا گنبد سمجھ کر فاتحہ بخشیں گے۔ والسلام جو کہ مختلف فیہ ہے اور انہوں نے مجھ سے بھی فتویٰ طلب کیا۔ پس میں نے بھی فتویٰ لکھا اور اپنی مہر لگائی۔ میرا یہ فتویٰ اور ان تین آدمیوں کے فتوے شریف کے آگے پیش کیے گئے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ شریف بادشاہ کے تابع ہوتا ہے۔ المختصر یہ کہ مولوی رحمۃ اللہ نے کہا کہ شریف نے ہمیں طلب کیا بلایا اور کہا کہ یہ تمھارے فتوے سلطان المعظم کی خدمت پیش کیے جائیں گے۔ اگر سلطان المعظم نے ان کو جائز سمجھا اور حکم دیا تو اس فتویٰ کے مطابق عمل کیا جائے گا اور ہمیں کہا کہ اب تم جاؤ۔

الغرض جب میں اپنی جگہ پہنچا تو ایک ناصح مخبر نے مجھے خبر دی کہ شریف نے ان تینوں مولویوں کو گرفتار کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہیں اور تمھیں تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں فوراً باشہ کے پاس جا کر چھپ گیا اور باشہ نے شریف سے کہا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ المختصر یہ کہ میں باشہ کی سفارش سے آزاد ہوا اور ان تینوں آدمیوں کو قیدی بنا کر کالے پانی بھیج دیا گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ قصہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں نے اسے کہا کہ اے مولوی جی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے اور آپ کے چچا ابو طالب کے گنبد کے گرانے کا فتویٰ لکھتے ہو۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ تمھیں علم نہیں ہے شرعی امور میں ادب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کہ مولوی جی اگرچہ مجھے علم نہیں ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ادب و احترام نیک اور اچھی چیز ہے اور ادب سے متعلق مثنوی شریف کے چند ابیات بھی میں نے اس کے سامنے پڑھے لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ میں کیا کروں کیونکہ آپ کو علم نہیں ہے۔

بعدہٗ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ اگر میں قرآن اور حدیث سے یہ بات ثابت کروں کیا آپ اسے قبول کرو گے یا نہیں۔ میں نے کہا قرآن کریم اور حدیث شریف کا حکم ہمیں بسر و چشم قبول ہے لیکن جب تو بے ادبی قرآن و حدیث

سے ثابت کرے گا تو پھر ہم یقین کر لیں گے کہ تجھے قرآن وحدیث کے معانی نہیں آتے اور نہ ہی تو قرآن وحدیث کو سمجھا ہے۔

بعد ازاں میں نے مولوی رحمت اللہ سے پوچھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ فَقَدْ زَارَنِیْ"

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی پس تحقیق اس نے میری زیارت کی۔

اور اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار مبارک حجرہ شریف میں ہے اور حجرہ مبارک روضہ مقدسہ میں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا مزار مبارک کبھی نہیں دیکھا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ثواب کیسے حاصل ہوگا۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے کہا یہاں تم خود حصول ثواب کے لیے روضہ مبارک کو مزار شریف کا حکم دے رہے ہو اور وہاں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ادب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں سمجھتے اور ان کے گنبد کو گرانے کا حکم دے رہے ہو لیکن مولوی رحمت اللہ نے پھر وہی جملہ کہا کہ آپ کو علم نہیں ہے میں کیا کہوں۔

الغرض بعدہٗ اس نے دوبارہ میری تعریف کرنا شروع کر دی کہ آپ ایسے ہیں اور اس طرح ہیں۔ میں نے کہا کہ مولوی جی مجھے دنیا میں کوئی ولی نظر نہیں آتا لیکن میں تمھیں ایک بات کہتا ہوں اگر تم میری بات قبول کر لو تو تمھیں فائدہ دے گی۔ یعنی میں تمھیں تین چار کتابیں بتاتا ہوں۔ ان کا مطالعہ کرو اور اس پر عمل کرو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمھیں فائدہ دے گا مولوی صاحب نے کہا کہ کتابوں میں بہت مغز خوری کی ہے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ پس میں نے اسے کہا

کہ وہ اور کتابیں ہیں۔

المختصر یہ کہ اس نے میری بات قبول نہیں کی پس میں نے کہا کہ مولوی جی اب جاؤ کل واپس آنا۔ بیٹھیں گے مجلس کریں گے لیکن وہ دوبارہ واپس نہیں آیا۔

القصہ یہ کہ جب ہم مدینہ منورہ سے واپس آئے تو میں نے سُنا کہ مولوی رحمت اللہ نے اپنے مدرسہ میں اپنی قبر کھدوائی (تیار کرائی) ہے۔ پھر میں نے اس کے شاگرد حضرت نور کے ذریعے اسے پیغام بھیجا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ: "یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا نتیجہ وثمرہ ہے کہ تمھیں جنت المعلّٰی اور جنت البقیع میں قبر کی جگہ ہاتھ نہ آئی اور مدرسہ میں اپنی قبر کھدوائی ہے۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر مہر علی شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"اگرچہ میں علم نہیں رکھتا لیکن میں نے اسے عقلی جواب کیسے دیا ہے"۔

آپ یہ فوائد تمام فرما کر نماز عصر کے لیے اٹھے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شیعہ سُنی کا مناظرہ اور مرزا کی شہادت:

روز شنبہ (بروز ہفتہ) تین ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ نماز عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ شریف کے سامنے رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ رافضیوں کے متعلق بات چلی تو آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں سنیوں اور رافضیوں کے درمیان مباحثہ (مناظرہ) ہوا تھا۔ دونوں فریقین نے مرزا جانِ جاناں صاحب اور حضرت مولانا صاحب

رضی اللہ عنہما کو منصف مقرر کیا۔ بادشاہ نے مرزا جانِ جاناں صاحب کو پیغام بھیجا کہ حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر رافضیوں اور سُنیوں کے مباحثہ (مناظرے) میں حاضر ہو جاؤ۔ مرزا جانِ جانان صاحب نے حضرت مولانا صاحب کی طرف لکھ کر بھیجا کہ سُنیوں اور رافضیوں کے درمیان مناظرہ ہے، میں جا رہا ہوں اور آپ بھی حاضر ہو جائیں۔

حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب نے ان کے جواب میں لکھا کہ:

"میں کہتا ہوں کہ بہتر ہے آپ بھی اس مناظرے میں نہ جائیں"۔

اور یہ رباعی بھی لکھ کر بھیجی۔

رُباعی:

نہ سنی ام کہ زند طعنہ رافضی احمق
نہ رافضی ام کہ کند سنی گریباں شق
مرید حضرت عشقم دگر نمیدا نم
کہ کیست بر سر باطل و کیست بر سر حق

یعنی میں نہ سنی ہوں کہ رافضی بے وقوف احمق طعنہ دے گا اور نہ رافضی ہوں کہ سُنی گریباں شق (پھاڑے) کرے میں تو حضرت عشق کا مرید ہوں اور کچھ نہیں جانتا کہ کون جھوٹا ہے اور کون حق پر ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس رباعی کو بار بار پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات بھی خط کی پُشت پر لکھے۔

"در مذہبی کہ دشنام عبادت است آں مذہب و اہل مذہب معلوم است یا بجائے معلوم ملعون فرمودند"۔

یعنی: جس مذہب میں گالی گلوچ عبادت ہے وہ مذہب اور اہل مذہب معلوم ہے یا بجائے معلوم کے ملعون فرمایا۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مرزا جانِ جانان صاحب کو چین نہ آیا اس مناظرے میں چلے گئے روافض کو بہت ذلیل و رُسوا کیا۔ آخر کار رافضیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۝

آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) چہارم ربیع الاوّل ١٣١٦ھ بوقت چاشت دولت صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ باغِ انار کے غربی جانب والے بنگلے میں رونق افروز تھے اور بندہ راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہندوستانی سفید ریش جو بنارس سے آیا ہوا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور غریب نواز نے اس سے حال معلوم کیا اور پوچھا کہ تمھارے ملک میں کوئی شخص ''اہل اللہ'' یا درویش ہے؟

اس شخص نے عرض کیا کہ جی ہاں حضور! ایک شخص ہے، آپ نے اس سے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور اس کا نام قطب علی شاہ ہے جو سلسلہ صابریہ سے منسلک ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ہوگا ہم تو چالیس سال سے تلاش کر رہے ہیں لیکن ہم نے کوئی اللہ والا نہیں دیکھا۔ اسی دوران اس شخص نے عرض کیا کہ حضور یہ قطب علی شاہ پاکپتن شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آیا ہوگا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میری عادت ہے سلسلہ صابریہ میں جو بھی شخص نیک ہوتا ہے میں اس سے ملاقات کر لیتا ہوں شاید وہ بھی آیا ہوگا۔

بعدہ' آپ نے پوچھا کہ بنارس سے کتنا میل دور ہے۔ اس نے عرض کیا کہ بیس میل یا اس سے کچھ زیادہ دور ہوگا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ بنارس میں بھی کوئی شخص بزرگ ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ایک شخص مشہور ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا اس آدمی کا کیا نام ہے؟ اس شخص نے عرض کیا حضور! اس کا نام عبدالسبحان ہے۔ بعدہ' آپ نے سوال کیا کہ وہ کس سلسلہ سے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا:

''ایہو جہیں تاں اس وطن تے بھی بہوں وَدّے ہن''۔

یعنی ایسے تو اس ملک میں بہت پھرتے ہیں۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے اس سے پوچھا کہ ردولی آپ سے کتنا میل دور ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا حضور! پچاس میل دور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ احمد عبدالحق صاحب رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین کو میں نے دیکھا ہے کہ رہی ایک صاحبزادہ ہے۔ بعدہ' آپ نے اس سے پوچھا کہ ردولی میں کون لوگ رہتے ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ حضور! وہاں اکثریت ہندوؤں کی ہے اور مسلمان بہت کم ہیں۔ بعدازیں آپ نے سوال کیا کہ ردولی میں وہابی زیادہ ہیں یا کم۔ پس اس شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! وہاں وہابی بہت ہیں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حضور! لوگ نذیر حسین کے مدرسہ سے پڑھ کر وہاں جاتے ہیں اسی لیے وہاں وہابی زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ تے فرمایا ہاں یہ بات صحیح ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہاں نیچری بھی زیادہ ہیں اور علی گڑھ میں ''قرن شیطان'' (شیطان کا سینگ) کھڑا ہے۔

دریں اثناء پیر مہر علی شاہ گولڑوی حاضر خدمت ہوئے۔ پھر آپ نے

مرزا قادیانی کے متعلق بات چلائی۔ مہر علی شاہ صاحب نے مرزا مذکور کے ساتھ اپنے مباحثے و مناظرے کا ایک قصہ بیان کیا۔ پس حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اس کے چند خطوط میرے پاس بھی آئے تھے مگر میں نے کوئی جواب نہیں دیا میرے پاس اس کا آخری خط اس مضمون کا آیا تھا۔

مرزا قادیانی کا خط:

میرا اور آپ کا وعدۂ ملاقات لاہور میں ہے آپ لاہور آئیں۔ میں بھی لاہور آجاؤں گا اور چند باتیں میری سُن لیں اگر آپ مجھے حق پر سمجھتے ہیں تو پھر آپ لوگوں سے کہیں کہ مجھے ذلیل وخوار نہ کریں اور اگر مجھے حق پر نہیں سمجھتے پھر آپ مجھے جو کچھ کہیں گے میں کروں گا اور اگر میرے وعدے پر آپ لاہور نہ آئے پھر میں ایک اشتہار جاری کروں گا کہ کوئی شخص تمھارے پاس نہیں آئے گا اور آپ کے جملہ مریدین مرتد ہو جائیں گے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میں نے کہا کہ:

"اساں کھٹیا پیر داپئے کھاندے ہائیں۔ کھٹیا مُریداں دانہ ہاں پے کھاندے"۔

یعنی: ہم اپنے پیر و مرشد کی کمائی کھا رہے ہیں۔ مریدوں کی کمائی نہیں کھا رہے بعدہٗ آپ نے فرمایا، اسی مرزا نے یہی باتیں لکھ کر میاں غلام فرید (کوٹ مٹھن والے) کی طرف بھیجی ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

"میں تیکوں مینداہاں میں کوں چہ آکھدا ہائیں۔"

یعنی میں تجھے مانتا ہوں تو مجھے کیا کہنا چاہتا ہے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مرزا مذکور کہتا ہے مجھے

مکاشفہ میں معلوم ہوا ہے کہ جملہ سجادہ نشین حضرات بالکل خالی ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ غریب نواز یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گیے۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) چہارم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد نماز عصر روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے رُو برو بیٹھا ہوا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش جراح کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ شیخ غلام رسول صاحب کہتا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ۹ ربیع الاوّل کو ہوا ہے اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔ مولوی صاحب شیخ صاحب سے مخاطب ہوئے اور پوچھا آپ نے کون سی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ شیخ غلام رسول صاحب نے کہا کہ کسی ملفوظ میں لکھا ہوا تھا۔ اسی دوران مہر علی شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ شیخ صاحب نے کس کتاب میں لکھا ہے۔ مہر علی شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میرا گمان ہے کہ شاید "مدارج النبوت" میں ایسا لکھا ہے۔ مولوی خدا بخش جراح نے کہا کہ مدارج النبوت میں لکھا ہوا نہیں ہے پھر مہر علی شاہ صاحب نے کہا کہ شاید کسی اور کتاب میں دیکھا ہوگا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کتاب "راحت القلوب" میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے بتاریخ دوم ربیع الاوّل وصال فرمایا اور بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مدفون ہوئے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر نمازِ مغرب کے لیے اٹھے اور مسجد شریف تشریف لے گئے۔ الحمدللہ ڈ لک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) پنجم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بوقت چاشت دولت

صحبت حاصل ہوئی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ مغربی محل میں رونق افروز تھے۔
بندہ راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا ہوا تھا۔ سماع کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔
آپ نے مہر علی شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا قوال دنیا میں نہیں ہیں ختم
ہو گئے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ یہ قوال کیسے ہلاک ہو گئے ہیں
یہ تو اہل فساد و بدعت میں سے تھے۔ اہل فساد اور بدعیتوں کو تو ترقی و عروج ہے
اور یہ ہلاک ہو گئے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ مہر علی شاہ صاحب خاموش رہے۔
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب میرے پاس ہے وہ
جواب یہ ہے کہ:

> چونکہ ان قوالوں کی صحبت و ہم نشینی صوفیاء کرام کے ساتھ تھی جب
> صوفیاء کرام معدوم ہو گئے ہیں تو یہ قوال لوگ بھی نہیں رہے یعنی ان
> کی ہلاکت کا سبب صوفیاء کرام کا معدوم ہونا ہے۔

بعدہٗ اشعار کے متعلق گفتگو ہوئی اسی دوران پیر مہر علی شاہ صاحب نے
عرض کیا کہ اب اس وقت قوالوں میں سے ہندی اشعار (کلام) گانے والے
قوال بہت اچھا گاتے ہیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے "لفظ ہندی" پر فرمایا
ہندی اشعار و کلام میں میاں غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن والے)
کے ہندی اشعار مجھے بہت پسند ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میاں غلام فرید
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سات سال تک ایک عورت پر عاشق رہے اب وہ ان کی
منکوحہ ہے۔ انھوں نے یہ تمام اشعار اس عورت کے عشق میں کہے ہیں بہت عُمدہ
اور لذیذ کلام ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میاں غلام فرید کے قوالوں میں
سے ایک قوال نابینا ہے میں نے اسے کتاب "یوسف زلیخا" اور میاں غلام فرید

کے اشعار یاد کرائے ہیں، میں اکثر اس سے وہی سنتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ شرائط سماع پورے کیے جانے چاہییں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ محفل سماع میں نابالغ لڑکے، عورتیں کفار اور غیر سلسلہ کے لوگ محفل سماع میں نہ ہوں۔ میں نے کہا ہاں یہ ممکن ہے لیکن جب میں نے نظر کی دیکھا تو یہ بھی شرط ہے کہ قوال طامع لالچی نہ ہوں۔ پس میں نے کہا کہ یہ بات ناممکن ہے کیونکہ اگر قوال کو ہزار روپیہ پہلے دے دیا جائے اور اسے کہا جائے کہ مجلس سماع میں لالچ نہ کرنا۔ پھر اگر کوئی شخص کوئی حرکت کرے پھر وہ یہ سمجھے گا کہ کوئی چیز دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا میں نے مولوی محمد حسین سے پوچھا کہ محفل سماع میں قوال کا طامع نہ ہونا جو شرط لکھی ہے یہ شرط سلف کے زمانہ میں تو ممکن تھی۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ جی ہاں غریب نواز حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شرط ممکن تھی اور دوسروں کے زمانہ کی خبر نہیں۔ لہٰذا حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کے قوال حضرت امیر خسرو اور حسن سنجری رضی اللہ عنہما تھے۔ پس میں نے کہا کہ اب ہم حضرت امیر خسرو اور حسن سنجری رضی اللہ عنہما جیسے قوال کہاں سے لائیں بعدہٗ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ یہ بھی شرط ہے کہ غیر سلسلہ کا کوئی آدمی مجلس سماع میں نہ ہو۔ اسی دوران آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ ایک نوجوان

طالب علم فلاں فلاں حُلیے کا اورنگ آباد شریف سے تمہارے پاس آئے گا اسے علم ظاہری اور علم باطنی دونوں علوم کی تعلیم دینی ہے کیونکہ وہ سلسلہ چشتیہ کا وارث اور سجادہ نشین ہے پس حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کی انتظار میں رہتے تھے اور خواجہ نظام الدین صاحب اورنگ آباد میں تھے۔ ایک رات خواجہ نظام الدین رضی اللہ عنہ کو اشارہ ہوا کہ حصولِ علم کے لیے آپ نے شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دہلی جانا ہے پس حضرت خواجہ نظام الدین صاحب اورنگ آبادی چند کتابیں اپنے سرِ مبارک پر رکھ کر دہلی تشریف لے گئے۔

القصہ جب آپ دہلی پہنچے تو حضرت شیخ صاحب کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ قوالی سننے میں مشغول ہیں۔ پھر خواجہ نظام الدین صاحب آپ کے حُجرہ مبارک کے دروازہ پر آئے حُجرہ کے دروازہ پر ایک دربان بیٹھا ہوا تھا۔ دربان نے آپ سے پوچھا کس کے مُرید ہو۔ خواجہ نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ میں ابھی تک کسی کا مرید نہیں ہوں۔ پھر دربان نے آپ کو حجرہ مبارک میں جانے سے منع کر دیا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے دربان کو دروازہ مبارک پر اس لیے بٹھایا ہوا تھا تاکہ کسی غیر سلسلہ والے اور غیر محرم کو حجرہ مبارک کے اندر نہ آنے دے حتیٰ کہ سلسلہ صابریہ والوں کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

فی الجملہ یہ کہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے سرِ مبارک سے کتابیں اتار کر نیچے رکھیں کچھ دیر بیٹھے انتظار کیا۔ پھر اُٹھے حجرۂ سماع کے دروازے کے قریب آئے دربان سے فرمایا حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرو کہ ایک جوان طالب علم اورنگ آباد سے آیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ ”اگر آپ مجھے سبق دیں اور رہنے کی جگہ بھی دیں تو بہتر

ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ دربان نے حجرہ شریف کے اندر جا کر حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک طالب علم اورنگ آباد سے آیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ مجھے سبق دیں اور رہنے کی جگہ بھی دیں تو بہتر ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔

حضرت شیخ صاحب نے دربان سے پوچھا کہ اس میں فلاں فلاں علامتیں ہیں۔ دربان نے ان کی طرف دیکھ کر عرض کیا جی ہاں! غریب نواز۔ پھر حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اوسکو بلاؤ وہ محرم ہے وہ محرم ہے۔"

پھر حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ بعدہ' آپ نے پوچھا محفل سماع میں بیٹھو گے یا نہیں خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ غریب نواز! پھر حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک حجرہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہاں جا کر بیٹھیں۔ پس خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ اسی حجرہ میں جا کر بیٹھے اور حضرت شیخ صاحب مجلس سماع کو مختصر کر کے خواجہ نظام الدین صاحب کے پاس آئے تسلی دی اور فرمایا کہ ہم آج سبق شروع کر دیں گے۔

الغرض حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت کم مدت میں خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو دونوں علوم علمِ ظاہری اور علمِ باطنی میں کامل و مکمل کر دیا خلافت دی اور نعمت بھی عطا فرمائی۔

بعدہ' حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ نے عطا نعمت کے بعد آپ کو اورنگ زیب بادشاہ یا کسی دوسرے شہنشاہ کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ لیکن حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی ہمراہی سے معذرت کی۔ حضرت شیخ

صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بادشاہ کے ساتھ آپ کی ہمراہی سے بہت سے لوگ سعادت مندی سے سرفراز ہوں گے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ تمام فوائد مکمل بیان فرما کر اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ راستہ میں مہر علی شاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے مُوسن (خواجہ حافظ محمد موسیٰ) اور میاں محمود دونوں کو علم دین کی تعلیم دلائی ہے بعدہ' آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا جو عمدہ چیز تھی وہ ہم اپنے ہاتھ سے دے بیٹھے یعنی اپنا بیٹا حضرت احمد صاحب (خواجہ احمد صاحب فوت ہو گئے)

میاں احمد صاحب کا شوق برائے حصول علم دین:

بعدہ' حضور غریب نواز نے حضرت احمد صاحب کے اوصاف بیان فرمائے کہ انھیں علمِ دین سے بہت محبت تھی روزانہ مجھے کہتے تھے کہ بابا مجھے پڑھانے کے لیے کسی عالم دین کو منگوائیں یا آپ مجھے اجازت دیں تا کہ میں حصول علم کے لیے چلا جاؤں اور وہ بہت ہی ذہین تھا ان علماء پر ان کی نظر نہیں پڑتی تھی۔ اگر چہ محمود عالم بھی ذہین تھا لیکن وہ بہت زیادہ ذہین اور عقلمند تھا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' کچھ دیر خاموش ہو گئے بعدہ' آپ نے فرمایا کہ مجھے سجادہ نشینی پر فخر نہیں ہے میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ مگر صرف یہ ہے کہ میں اپنے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے فقراء کا کفش بردار ہوں اور میں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے یہی مانگا تھا۔ بعدہ' آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

دونوں جہانوں کا ضامن:

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ ایک دن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے قبلہ والد صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ: ''اے گل محمد!

اگر میرے فقراء کے جوتے سیدھے کرتا رہے گا تو قیامت تک دونوں جہانوں کا تیرا ضامن میں ہوں گا۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ حکایت بیان فرما کر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ میں نے یہ دعا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے سیکھی تھی آخر یہی دعا میں نے حضرت صاحب سے مانگی کہ "اے خدا مجھے اپنے درویشوں کے جوتے سیدھے کرنے والا بنا۔" بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں بیعت کرتا ہوں محض اس لیے کرتا ہوں کہ "کہیں کوں کلمہ کہیں کوں درود ڈسیا ویندا ہے۔" یعنی کسی کو کلمہ طیبہ اور کسی کو درود شریف پڑھنا بتایا جاتا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر "جائے ضرورت" (استنجا خانہ) کی طرف تشریف لے گئے۔

قدرے وہابی ہے:

روز دوشنبہ (بروز پیر) پنجم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے برآمدہ سے بنگلۂ وِرد (وظائف گاہ) کی طرف جا رہے تھے کہ مہر علی شاہ گولڑوی رخصت ہوا اور آپ نے اسے رخصت فرما کر بنگلۂ وِرد کے قریب پہنچے تو حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مہر علی شاہ صاحب قدرے وہابی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف تصدیقی نظروں سے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ہاں اس نے بوقت رخصت ہاتھ اور پاؤں نہیں پکڑے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس قدر فرما کر بنگلہ شریف کے اندر آ کر مصلّٰی مبارک پر بیٹھ گئے۔ پس حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جس وقت حضور غریب نواز نے اس سے پوچھا تھا کہ علم کہاں سے پڑھا ہے اور اس نے عرض کیا تھا کہ

نظم سے تا شرح عقائد اور خیالی اسی ملک میں پڑھا ہوں اور باقی علم ہندوستان میں اور آپ حضور نے فرمایا تھا کہ وہابی ہو کر تو نہیں آئے ہو۔ اگر مجھے اس کا حال معلوم ہوتا تو میں اسی وقت کہتا کہ غریب نواز یہ وہابی ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر تبسم فرمایا اور وِرد پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مہر علی شاہ کے ہمراہ ایک ہندو مسلمان ہو کر آیا ہوا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس ہندو کے متعلق فرمایا کہ یہ شیخ کبھی مسلمان ہوتا ہے اور کبھی ہندو۔ الغرض کچھ دیر بعد یہی شیخ آیا رخصت لینے کے لیے قدم بوس ہوا۔ جب وہ قدم بوس ہو کر اٹھا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بطریق سوال فرمایا کہ ''اُو ہو، کراڑ ہے۔'' یعنی وہی ہندو ہے پس اس شیخ نامراد نے آپ کے جواب میں اونچی آواز سے کہا کہ جی ہاں غریب نواز! حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مسکرا کر فرمایا کہ دیکھ لیں اسی طرح ہے جیسے میں نے کہا تھا کبھی مسلمان ہو جاتا ہے اور کبھی ہندو بن جاتا ہے کیونکہ اگر یہ مسلمان ہوتا تو ہندو کہنے سے اس کو غصہ آتا اور کہتا کہ ''میں تاں اللہ بھانویں مسلمان ہاں'' یعنی میں تو اللہ کے فضل سے مسلمان ہوں۔ پھر وہ شیخ اس بات سے رسوا ہو کر بنگلہ شریف کے باہر چلا گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ شیخ پہلے ہمارے پیر بھائیوں میں سے تھا یہاں سے مرتد ہو کر اللہ بخش قہری جس نے خود کشی کی تھی اس کا مرید ہوا جب وہ حرام موت مر گیا تو اب یہ مہر علی شاہ کے ساتھ چپکا ہوا ہے جب یہ فوت ہوں گے تو پھر یہ کسی دوسرے شخص کو تلاش کر لے گا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد تمام فرما کر دوبارہ وظائف پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

مجھے مشورہ میں کیوں نہیں بلایا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ:

اسی دوران میاں گل محمد خیمہ دوز حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مہر علی شاہ صاحب عرض کرتا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال کا مسئلہ میں نے تلاش کر لیا ہے اگر اجازت ہو تو پیش کروں۔ آپ نے فرمایا اسے کہو کہ مولوی خدا بخش صاحب کے پاس جا کر بتائے اور دکھا دے۔ آپ نے شیخ غلام رسول صاحب کو بھی بھیج دیا۔ الغرض حضور غریب نواز وظائف سے فارغ ہو کر اٹھے تہہ خانہ کے اوپر والے بنگلہ میں آ بیٹھے۔ کچھ دیر بعد شیخ صاحب نے آ کر عرض کی کہ غریب نواز! مہر علی شاہ صاحب نے بھی وہی اختلاف جو عینی شرح بخاری شریف میں ہے لا کر دکھایا ہے۔ آپ نے پوچھا مولوی خدا بخش صاحب نے کیا کہا ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز مولوی صاحب نے یہی کہا ہے کہ یہ اختلاف تو ہمیں بھی معلوم ہے۔

دریں اثناء حامد خان جعفر نے عرض کیا کہ یہ شاہ صاحب کچھ علم بھی رکھتا ہے؟ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ مُلّا تھا اتنا علم نہیں رکھتا مگر دعویٰ علمیت بہت رکھتا ہے۔ بعدہٗ حضور غریب نواز نے حضور نبی کریم ﷺ کی تاریخ وصال کی بات شروع کی اور فرمایا کہ میں یہ پوچھتا ہوں کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی تاریخ وصال کیوں نہیں لکھی گئی۔ دریں اثنا حامد خان جعفر نے عرض کیا کہ اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بے ہوش ہو گئے تھے مگر کفار کو معلوم ہو گا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ خشم ناک ہو کر فرمایا بے ہوش کہاں تھے۔ آپس کے اختلاف میں پڑ گئے تھے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا اگرچہ اس اختلاف سے ان کی نیت دین اسلام کا

غلبہ و طاقت طلب کرنا مقصود تھا لیکن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور اہلِ بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تاریخ وصال کیوں نہیں لکھی تھی کیونکہ یہ حضرات تو اس اختلاف سے باہر تھے۔ بعدہٗ حضور غریب نواز نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ ”مجھے میرے اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مرد حضرات غسل دیں۔“ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب اہل بیت کرام تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے اور ان کو مشورہ میں بھی نہیں بلایا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے شکایت بھی کی تھی کہ مجھے مشورہ میں کیوں نہیں بلایا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کو مشورہ میں اس لیے نہیں بلایا کہ آپ تجہیز و تکفین میں مصروف تھے اور اگر آپ کو خلافت کی آرزو و خواہش ہے تو میں ابھی خلافت سے دست بردار ہو جاتا ہوں اور آپ ہی مسندِ خلافت پر بیٹھیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا:

”جسے رسول اللہ ﷺ نے سترہ نمازوں میں [illegible] مقرر فرمایا ہے، اب میں کیسے امامت کروں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے بھی مشورہ میں بلانا چاہیے تھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) پنجم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے ایک شخص سفید ریش آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حلیہ مبارک ہندی (سرائیکی) زبان میں پڑھنا شروع کیا۔ حضور غریب نواز نے پوری توجہ سے حلیہ مبارک سنا۔

جب وہ شخص پڑھنے سے فارغ ہوا تو آپ نے اس سے حال پوچھا۔ بعدازاں آپ نے مولوی خدا بخش صاحب کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ مولوی جی مہر علی شاہ کا مسئلہ دیکھا تھا۔ مولوی صاحب نے مسکرا کر عرض کیا جی ہاں غریب نواز! وہی اختلاف جو ہم نے عینی شرح بخاری میں دیکھا تھا، لا کر دکھایا ہے۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے تمثیلاً اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ آپ نے خراسان کے کسی شخص کا نام لیا کہ اس نے حکایت بیان کی تھی کابل کے نواح میں ایک شہر تھا اس شہر میں قوم ہزاریاں رہتی تھی یا ان کے علاوہ کوئی دوسری قوم۔ الغرض اس شہر سے ایک آدمی کسی کام کے لیے شہر سے باہر گیا راستے میں اسے گھوڑے کی نعل ملی اس نے دل میں کہا یہ کیا چیز ہے اور تعجب کیا اور اسے لے کر شہر میں واپس آیا اور ہر کسی سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے لیکن اسے کسی نے نا پہچانا۔ آخر اس شہر میں اسّی (۸۰) سال کا ایک بوڑھا رہتا تھا وہ نعل لے کر اس کے پاس گیا۔ جب بوڑھے شخص نے نعل کو دیکھا تو رُویا بعد میں ہنسا۔ اس آدمی نے اس سے پوچھا رویا کیوں ہے اور پھر ہنسا کیوں ہے؟ اس بوڑھے نے کہا کہ میں رویا اس لیے ہوں کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور آخر مر جاؤں گا اور تم لوگ ایسے بیوقوف ہو کہ اس کو نہیں پہچان سکے اور میرے پاس پوچھنے کے لیے لے آئے ہو۔ اور میں ہنسا اس لیے ہوں کہ بخدا میں بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا چیز ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کہ ہم اس بات پر امیدوار وخوش ہو گئے تھے جب مہر علی شاہ نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اکرم ﷺ کی تاریخ وصال تلاش کر لی ہے۔ دریں اثناء مولوی خدا بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز۔ جب اس نے مجھ سے کتاب منگوائی تو میں نے کہلوا بھیجا

کہ کونسی جلد دوں۔ پس اس نے کہا کہ تمام جلدیں دیدیں۔ پس میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس کو کوئی علم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ علم رکھتے تو البتہ اس کو معلوم ہوتا کہ یہ مسئلہ فلاں جلد میں ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر بطریق تمثیل اس حکایت کا بھی فائدہ بخشا۔

حکایت:

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر ایک مُلّا یہاں آیا۔ میں نے اسے بافندوں کے گھر ٹھہرنے کی جگہ دی۔ کیونکہ اس وقت یہ سرائیں تعمیر نہیں ہوئی تھیں اور اس کے ساتھ ایک گھوڑی بھی تھی۔ الغرض اس نے میرے پاس آکر کہا کہ لنگر شریف میں فتوحات ہے آپ مجھے دیں میں مطالعہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک گزرنے کے بعد لے لینا اور مطالعہ کرنا۔ اس نے کہا کہ نہیں میں عرس مبارک گزار کر چلا جاؤں گا۔ پھر میں نے کہا کہ کون سی جلد دوں۔ اس نے کہا تمام جلدیں دے دیں۔ پس میں نے دو جلدیں دیں پھر وہ دوسرے دن وہ دو جلدیں واپس لایا اور کہا دوسری دو جلدیں دے دیں۔ پس میں نے اس سے پوچھا کہ یہ دو جلدیں جو لے کر گیا تھا مطالعہ کر لیا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے دل میں کہا کہ یہ بیچارہ مہمان ہے، مہمان کو رُسوا و شرمندہ نہیں کرنا چاہیے، ورنہ میں اسے کہتا کہ فتوحات کا ایک صفحہ میرے سامنے پڑھ۔ بیچارہ ایک حرف بھی نہ پڑھ سکتا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میں نے اس بافندہ سے جس کے گھر میں اسے ٹھہرنے کی جگہ دی تھی اس کے مطالعہ کا حال پوچھا تو اس بافندہ نے کہا کہ اس نے کتاب گھر میں طاق پر رکھ دی تھی اور خود پوری رات سوتا رہا۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے اس مُلّا سے پوچھا آپ کس کی اولاد ہیں؟ اس نے جواب دیا میں فلاں کی اولاد ہوں۔ میں نے اسے بطریق سوال کہا کہ وہ عالم تھے؟ اس نے کہا کہ وہ عالم نہیں تھے لیکن انھیں تمام علوم پر کشف تھا کیونکہ اسے اس کے والد نے خود درس میں قرآن مجید پڑھنے کے لیے بھیجا۔ ایک دن اس کا والد مدرسہ کے قریب سے گزرا تو دیکھا استاد نے اس کے بیٹے کو مارا۔ والد نے استاذ سے کہا اس کو کیوں مارتا ہے۔ استاد نے کہا بچے بغیر مار کے نہیں پڑھتے۔ والد نے استاد سے کہا کتاب مطول لے آؤ۔ استاد نے کتاب ''مطول'' منگوالی اس کے والد نے پہلے استاذ سے کہا کہ مطول اس کے سامنے رکھ اور اسے کہہ کہ پڑھ۔ الغرض جب اس نے مطول کی طرف دیکھا تو اسے مطول کشف شدہ بود۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میں نے اسے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو اوّلین و آخرین کا علم عطا فرمایا تھا کیونکہ پڑھے لکھے نہیں تھے اُمّی تھے اور تمھارا دادا بغیر پڑھے لکھے کیسے عالم بن گیا ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب چار شنبہ (منگل اور بدھ کی درمیانی رات) ہفتم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب دولت صحبت میسر ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی مسجد میں رونق افروز تھے۔ اچانک آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کی ایک پھنڈر مقرر کی تھی لیکن ملتان شریف حاجی پور شریف اور کوٹ مٹھن شریف کے تمام حضرات نے نہیں سنا یعنی انکار کر دیا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام فوائد بیان فرما کر کچھ دیر خاموش رہے۔ بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"گرو جہاندے پا ولی چیلے بھی ٹر کاؤ"

بعدہٗ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اللہ یار کوٹی (کوٹ مٹھن والا) کو ہم نے تاکید کی تھی کہ مہربانی کر کے خط ضرور لکھنا کہ میاں صاحب (خواجہ غلام فرید صاحب) نے تربوز پسند فرمائے اور تم بھی خیر و عافیت سے پہنچ گئے ہو؟ میاں صاحب شاید خط نہ لکھیں کیونکہ وہ بزرگ آدمی ہیں۔ وہ کس طرح رویا اور کہتا تھا کہ میاں صاحب بھی خط لکھیں گے اور میں بھی لکھوں گا لیکن کسی نے کوئی خبر نہ دی۔

وضاحت:

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ اللہ یار میاں (خواجہ) غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نوکروں میں سے ایک نوکر تھا جو میاں صاحب مذکور کی طرف سے حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے لیے کوئی چیز لے کر آیا تھا۔ حضور غریب نواز نے اسی کے ذریعے میاں غلام فرید صاحب کی طرف تربوز بھیجے تھے اور اسی اللہ یار کو تاکید فرمائی تھی کہ تربوز کے پہنچنے اور نیز یہ کہ میاں صاحب نے تربوز پسند فرمائے ہیں یا نہیں کے متعلق ضرور خط لکھنا مگر اس نے خط نہ لکھا حضور غریب نواز نے اس قصہ کی طرف اشارہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

فقر و فقیری یعنی تصوف کیا ہے:

روز چار شنبہ (بروز بدھ) ہفتم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ تہہ خانہ کے اوپر والے بنگلہ میں رونق افروز تھے حضرت خواجہ محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ بھی خدمت میں حاضر تھے فقر اور فقیری کے متعلق بات چلی تو آپ نے حضرت محمود عالم صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

فقر و فقیری (تصوف) چیست؟

یعنی: تصوف کیا ہے؟

آپ نے ہی فرمایا کہ:

''فقر وفقیری آنست کہ خاککی بیختہ وآبکی بروریختہ نہ کفِ پارا، ازدر دے ونہ پشتِ پارا ازوگردے۔''

یعنی: فقر فقیری یہ ہے کہ کچھ مٹی چھاننا اور اس پر قدرے پانی ڈالنا اس سے نہ پاؤں کے تلوؤں کو کوئی درد وتکلیف پہنچے اور نہ اس سے پاؤں کی پشت گرد آلود ہو۔

اس ترجمہ سے کوئی واضح مفہوم سمجھ نہیں آتا۔ البتہ جوامع الکلم (جو حدیث نبوی ﷺ کی ایک قسم ہے جس کے حروف کم اور معانی زیادہ ہوتے ہیں) کی طرح اس مختصر سی عبارت میں مخلصین اولیاء اللہ کی تمام صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ کے اس قول مبارک سے اس کی وضاحت ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہے مجھے بچوں کی پانچ عادتیں پسند ہیں۔

(۱) وہ مٹی سے کھیلتے ہیں یعنی تکبر وغرور کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ (عاجزی وانکساری کی صفت)

(۲) وہ رو کر مانگتے ہیں اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

(۳) وہ جھگڑتے ہیں اور پھر صلح کر لیتے ہیں یعنی دل میں حسد وکینہ اور بغض نہیں رکھتے۔ (رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی صفت)

(۴) وہ روکھی سوکھی جو مل جائے کھا لیتے ہیں جمع کرنے کی حرص نہیں کرتے۔ (متوکلین کی صفت)

(۵) وہ مٹی کے گھر بناتے ہیں اور کھیل کر گرا دیتے ہیں یعنی یہ بتاتے ہیں کہ دنیا مقام ''بقا'' نہیں بلکہ مقام ''فنا'' ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے رہائشی مکانات پُر تکلف بنانے کو ناپسند فرمایا

ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین ﷺ نے مجھے پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ:

"دنیا میں اس طرح زندگی بسر کر گویا تو غریب الوطن ہے یا راہ رو مسافر اور تو اپنے آپ کو اصحاب قبور سے شمار کر۔"

خلاصہ یہ ہے کہ درویشوں کا دنیا و مافیہا سے بالکل الگ تھلگ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا تصوف ہے۔ (مترجم سلیمانی)

آپ نے فرمایا شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ کسی کو دُکھ نہ دینا آسان ہے بلکہ تصوف یہ ہے کہ "وہ خود آزردہ و دُکھی نہ ہو۔" حضور غریب نواز نے شیخ الاسلام کا قول نقل کر کے ارشاد فرمایا کہ "ہاں دُکھ نہ دینا بہت آسان ہے کیونکہ گوشہ نشینی میسر ہو جاتی ہے بخلاف دُکھی نہ ہونے کے۔"

آپ نے فرمایا کہ آزردہ و دُکھی نہ ہونا بہت مشکل ہے کہ لوگ تمھیں ماریں بہت ماریں اور ماریں اور تو رنجیدہ و دُکھی نہ ہو یہ بہت زیادہ مشکل کام ہے۔

بعد ازاں آپ نے منشی عبداللہ سے پوچھا کہ کیا کوٹی معرکہ (کوٹ مٹھن والے) واپس چلے گئے ہیں۔ منشی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! وہ رود سنگھڑ کے دوسرے کنارے اونٹ چھوڑ آئے تھے اس لیے جلدی کی ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا انھوں نے ساربانوں سے کہا ہو گا کہ ہمیں ڈیرہ غازی خان جانا ہے ہم سے کچھ لے لو اور ہمیں ڈیرے واپس پہنچاؤ اونٹ خالی واپس نہ لے جانا ہم امانتیں حوالے کر کے ابھی واپس آتے ہیں۔

<u>حکایت:</u>

دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے مطابق یہ حکایت

بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا میں کبھی کبھی یہ قصہ بیان کرتا ہوں کہ جیون نامی ایک مولوی (مولوی جیون) اورنگ زیب بادشاہ کا استاد تھا۔ آگرہ میں رہائش تھی اور اورنگ زیب بادشاہ دہلی میں رہتا تھا۔ اس وقت آگرہ سے دہلی تک گاڑی کا کرایہ پانچ روپے تھا ایک مرتبہ مولوی صاحب مذکور نے اپنے لیے (اسپیشل) ایک گاڑی کرایہ پر لے کر آگرہ سے دہلی آیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر پانچویں دن دہلی پہنچا۔ الغرض جب دہلی شہر پہنچے تو گاڑی بان کو آگرہ کے کچھ لوگ ملے گاڑی والے نے ان سے پوچھا کہ آپ واپسی کے لیے تیار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جی ہاں۔ گاڑی بان نے کہا کہ صبر کرو میں مولوی صاحب کو پہنچا کر واپس آتا ہوں۔ انھوں نے کہا ٹھیک ہے جب تک ہم پیدل چلتے ہیں اور تمھیں بھی واپس جانا ہے لہٰذا کرایہ میں کچھ کمی کر۔

یہ تین آدمی تھے، آخر راستے کا خرچہ اور ایک روپیہ کرایہ مقرر ہوا۔ مولوی صاحب نے راستہ میں گاڑی والے سے پوچھا کہ ان کو کیا کہا تھا گاڑی والے نے کہا کہ وہ آگرہ کے مسکین لوگ ہیں میں نے ان سے کہا ہے کہ کچھ صبر کرو میں مولوی صاحب کو پہنچا کر واپس آتا ہوں۔ مولوی صاحب نے پوچھا ان سے کتنا کرایہ مقرر کیا ہے گاڑی والے نے کہا کہ مجھے تو لازمی جانا ہی تھا میں نے سوچا کہ خالی نہ جاؤں ایک روپیہ کرایہ اور راستہ کا خرچہ غنیمت ہے۔ پس مولوی صاحب نے کہا کہ مجھ سے بھی یہی ایک روپیہ کرایہ اور راستہ کا خرچ لے اور مجھے واپس آگرہ پہنچا دے۔ القصہ مولوی صاحب وہاں سے واپس آگرہ آگئے۔ پس اورنگ زیب بادشاہ کو خبر ملی کہ مولوی صاحب دہلی آکر واپس آگرہ چلے گئے ہیں۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے اورنگ زیب نے مولوی جیون کو پیغام بھیجا تھا کہ آپ دہلی تشریف لائیں۔ میری آپ کو دعوت

ہے، انھوں نے واپسی جواب لکھا کہ ان شاء اللہ اسی ہفتے آؤں گا۔

الغرض جب ہفتہ گزر گیا اور مولوی صاحب نہ گئے۔ آخر اورنگ زیب صاحب نے کسی سے پوچھا کہ مولوی صاحب کیوں نہیں آئے۔ پس کسی نے کہا کہ مولوی صاحب آئے تھے لیکن جب وہ دہلی پہنچے تو کسی نے وہی گاڑی بعوض ایک روپیہ کرایہ اور راستہ کا خرچ پر کرایہ پر لی۔ انھوں نے گاڑی والے سے کہا کہ مجھے بھی اسی کرایہ پر واپس آگرہ لے جا۔ پھر وہ واپس چلے گئے ہیں۔ اورنگ زیب بادشاہ نے یہ بات سن کر کہا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا کیا ہے؟

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا آگرہ بھی اورنگ زیب بادشاہ کی شاہی میں تھا۔ ایک مرتبہ اورنگ زیب آگرہ میں گیا اور مولوی صاحب سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا کہ آپ دہلی جا کر کیوں واپس آگئے اور مجھ سے ملاقات بھی نہیں کی۔ مولوی صاحب نے تمام واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے سوچا کہ بادشاہ سے بہت مرتبہ ملاقات ہو جائے گی لیکن اتنا سستا کرایہ ہرگز ہاتھ نہیں آئے گا اسی لیے واپس چلا آیا ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ انھوں نے (معرکہ نے) بھی سمجھا کہ اتنا سستا کرایہ ہرگز ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ معرکہ نے دس دس روپے میاں غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے راستے کا خرچ لیا ہوا تھا۔ اور میاں غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کو بغیر مانگے دیتے ہیں کیونکہ ان کو بھی بغیر مانگے ملتا ہے۔

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) ہشتم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے سامنے رونق افروز تھے۔ آپ نے شیخ غلام رسول صاحب سے پوچھا کہ حضرت محبوبِ سبحانی

صاحب رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کون سی تاریخ کو ہوتا ہے۔ شیخ صاحب نے
عرض کیا کہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ
محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہندوستان میں گیارہ ربیع الآخر اور بغداد
شریف میں سترہ ربیع الآخر کو ہوتا ہے۔ پس حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ
کہتے ہیں کہ شیخ عبدالحق صاحب بہت بڑے محقق ہیں۔ آپ نے فرمایا حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وصال میں تو اختلاف ہے لیکن حضرت محبوب سبحانی
رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے تو نہیں تھے۔ شیخ صاحب نے
عرض کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ وصال میں تو اتفاق ہے
اختلاف نہیں ہے۔ اور اختلاف تاریخ وصال میں ہے۔ حضور غریب نواز نے
فرمایا یومِ وصال کی تعین پر بھی اعتبار نہیں ہے کیونکہ ان سے تاریخ نہیں لکھی گئی۔
شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! یومِ وصال کی تعین تو حدیث شریف میں
آئی ہے اور تاریخ وصال کا تعین حدیث شریف میں نہیں آیا۔ پس حضور غریب
نواز نے ارشاد فرمایا ان کی حدیث پر کیا اعتبار ہے۔

شیخ صاحب نے پھر عرض کیا غریب نواز یوم وصال کا تعین تو حدیث
شریف میں محقق ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارک میں سترہ نمازوں کی
امامت فرمائی ہے۔ پیر کے دن صبح کی نماز میں حضور نبی کریم ﷺ نے حجرہ مبارک
کے دروازہ سے پردہ اُٹھا کر مسجد شریف کی طرف نظر فرما کر دیکھا تو لوگ نماز میں
مشغول تھے پس آپ نے تبسم فرمایا اور اپنا پردہ گرا دیا پس اسی روز چاشت کے
وقت وصال فرمایا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بطریق سوال فرمایا کہ کیا حضور اکرم ﷺ

کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں لوگوں کو پڑھائی ہیں؟ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! آپ نے فرمایا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز (امامت) کس دن سے شمار کرتے ہو۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن سے شمار کرتے ہیں۔

دریں اثناء اہلِ مجلس سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی تاریخ وصال کفار اور منافقین کو زیادہ یاد ہوگی۔ پس آپ نے فرمایا کہ جی ہاں انھوں نے خوشی منائی تھی۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ بوقت وصال حضرت محمد ﷺ کوئی منافق نہیں تھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ جس شخص نے حضرت امام جعفر صادق صاحب رضی اللہ عنہ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا کیا وہ منافق نہیں تھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ منافق نہیں تھا جھوٹا تھا۔ منافق وہ ہوتا ہے جو بظاہر مسلمان نظر آئے اور باطناً کافر ہو۔ آپ بہت زیادہ غصے ہوئے اور فرمایا وہ ایسا نہیں تھا۔ وہ لوگوں کو نماز روزہ اس لیے دکھاتا تا کہ وہ اس پر نیک گمان کریں اور اس کی بات کو قبول کریں۔ شیخ صاحب نے پھر دوبارہ عرض کیا کہ نہیں غریب نواز! وہ منافق نہیں تھا پس حضور غریب نواز زیادہ غصہ کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب جمعہ (جمعہ کی رات) نہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی مسجد میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر بادکشی کر رہا تھا کہ آپ نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ فلاں گوسفند (بکرا) کھڑا رہے کیونکہ آئندہ ماہ یعنی ربیع الآخر میں حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے اس کی ضرورت پڑے گی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا عرس کون سی تاریخ کو ہے بندہ راقم الحروف نے

عرض کیا کہ ربیع الآخر کی اٹھارہ تاریخ کو ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ نہیں نہیں بلکہ سترہ تاریخ ہے۔ بندہ ناچیز نے عرض کیا کہ میرے پاس ''آداب الطالبین'' ہے اس میں اٹھارہ تاریخ لکھی ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ دہلی میں سترہ تاریخ مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ''کہاں جاتے ہو سترہویں پر جاتا ہوں''

حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کی سترہویں مشہور ہے۔

پھر بندہ ناچیز خاموش ہو گیا اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دعائیہ کلمات:

جامع الملفوظ کہتا ہے کہ بندہ نے بہت مرتبہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا آپ نے بعد از نماز بوقت دعا فرمایا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.

بوقت دعا کئی بار آپ نے زبانِ مبارک سے لفظ آمین فرمایا۔

یہ دعائیہ کلمات بھی اکثر اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ بِالْخَيْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَيْرِ.

حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد از سلام نماز فرماتے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ.

فاتحہ خیر کہتے وقت بندہ نے آپ کی زبان مبارک سے سنا۔

یا اللہ! یا حضرت صاحب! یہ قدیمی غلام ہے اس کی فلاں حاجت ہے اس کی حاجت پوری فرما۔

بہت مرتبہ بندہ راقم الحروف نے حضور غریب نواز قدس سرہٗ کو اٹھتے

بیٹھتے وقت آپ کی زبان مبارک سے سنا۔ یا خواجہ!

اور کئی بار حضور غریب نواز کی زبانِ مبارک سے بندہ نے سنا:

"صالح محمد! حامد یار میڈھے کوں سڈ آن"

یعنی: اے صالح محمد! میرے دوست "حامد" کو بلا کر لے آ۔

("حامد" سے مراد آپ کے پوتے حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ ہیں)۔

بروز جمعہ نہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سردخانہ کے بالائی بنگلہ میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا ہوا تھا۔ مولوی غلام محی الدین صاجب مکھڈی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی جی مکھڈ سے آپ کی طرف کوئی خط آیا ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غلام نواز! ایک خط آیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ بارش بہت ہوئی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان سے پوچھا کہ صاجبزادہ صاحب مہاروی مکھڈ میں مقیم ہیں یا واپس چلے گئے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! وہ ابھی تک مکھڈ میں ہیں۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ہیلک جو کیتا ہنیں کجھ ڈیوتاں ویسی۔"

یعنی: عادت جو ڈالی ہے کچھ دیں تب جائے گا۔

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! پراچہ برادری کے تین چار آدمیوں نے ان کی دعوت کی ہے امید ہے کہ وہ کچھ دیں گے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا دو تین آدمی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ صرف روٹی کے لیے ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ تم مجھے کہتے ہو کہ آپ میرے پاس مکھڈ

میں آئیں۔ میں اس لیے نہیں آتا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! حضور غریب نواز کا آنا ہم غلاموں کی سعادتمندی ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس طرح نہیں ہے بلکہ تمھاری سعادت مندی یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمھیں توفیق دے تا کہ تم یہاں آؤ اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوں اور مجھے بھی ملاقات کا شوق دلاؤ۔ تمھاری سعادت مندی یہی ہے۔

"اَساں تساڈے بوھے تے دھکے کھاندے وتیں"

یعنی: ہم تمھارے دروازے پر دھکے کھاتے پھریں۔

مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور آپ غریب نواز بھی خاموش ہو گئے۔

بروز جمعہ نہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے دروازہ شریف کے مقابل رونق افروز تھے۔ اور بندہ راقم الحروف آپ کے رُخِ انور کے مقابل بیٹھا ہوا تھا۔ آپ غریب نواز نے حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ مولوی عبد الرزاق ولد مولوی یار محمد بنڈی والے نے اپنی بیٹی کی شادی ایک رافضی سے کر دی ہے اور کہتا ہے کہ مجھے حضرت صاحب نے کہا تھا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ "معاذ اللہ کیا میں نے اسے کہا ہے کہ اپنی بیٹی اپنوں کو نہ دے اور کسی رافضی کو دے دے"؟ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ اسے سردار خان نے کہا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے میری طرف سے یہ بات نہیں کہی ہو گی۔ وہ سمجھدار آدمی ہے ایسی فضول بات نہیں کرتا۔ اس کے بعد آپ نے اسی کے مثل ایک حکایت بیان فرمائی کہ:

"وڈا آلا پیش اوندا ھے۔"

یعنی: کہی ہوئی بات سامنے آتی ہے۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی یار محمد کے چچا چاکر خان کی ایک بیٹی تھی اس نے ایک اوباش آدمی سے اس کی شادی کر دی۔ وہ اوباش اس عورت کو اپنے گھر نہیں آنے دیتا تھا۔ وہ ضعیفہ روزانہ ہمارے گھر بیٹھی رہتی آخر اس اوباش نے اسے طلاق دے دی جب وہ ضعیفہ مطلقہ بیوہ ہوگئی تو اس نے دریا کے شرقی کنارے ایک شخص سے نکاح کر لیا۔ مولوی یار محمد نے کہا کہ اس نے رافضی سے نکاح کیا ہے، اس لیے مولوی مذکور اس ضعیفہ کو دریا کے اس کنارے (مغربی کنارے) نہیں آنے دیتا تھا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ چاکر خان کی یہ بیٹی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی مرید تھی۔ مولوی یار محمد اس ضعیفہ کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے بھی نہیں آنے دیتا تھا حتیٰ کہ وہ ضعیفہ فوت ہوگئی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب مولوی یار محمد کے بیٹے نے اپنی بیٹی کی شادی ایک رافضی سے کی ہے۔ اگر مولوی یار محمد زندہ ہوتے تو وہ بالکل منع نہ کر سکتے بلکہ اس کام (شادی) سے راضی ہوتے۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب شنبہ (جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب) دہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ ایک شخص نے بلند آواز سے بات کی تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے پوچھا کون ہے؟ منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! بندی والا فلاں شخص ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا اے فلاں تو بھی نماز جمعہ کے لیے آیا ہوا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز! میں نماز جمعہ سے رہ گیا ہوں بلکہ مجھے مولوی خدا بخش

صاحب نے موضع ہیرو سے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میرا بیٹا بیمار تھا اس کی خبر لے کر آ۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سن کر تبسم فرمایا بعدہٗ اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک بیوقوف نے ایک مولوی صاحب کے پاس جا کر کہا کہ ”میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں“ مولوی صاحب نے کہا کہ پوچھ۔ اس بیوقوف نے کہا کہ ”وہ کون مُلاّ تھا جس کی بیٹی کو بھیڑیئے کھا گئے تھے۔“

مولوی صاحب نے بڑی سوچ وفکر کے بعد اس بے وقوف کا سوال سمجھا اور کہا کہ اے بے وقوف وہ کوئی مُلا نہیں تھا بلکہ وہ ایک پیغمبر تھے اور وہ لڑکی نہیں لڑکا تھا اور اسے بھیڑیے نے نہیں کھایا تھا بلکہ اس کے بھائیوں نے اسے کنوئیں میں پھینکا تھا اور اپنے باپ سے کہا تھا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کہ اسے بھی مولوی صاحب نے کہا ہوگا میری بیٹی بیمار ہے اس کی خبر لے کر آ اور اس غریب نے بیٹا سمجھا ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس آدمی سے پوچھا کہ مولوی عبدالرزاق نے اپنی بیٹی کی شادی قربان علی شاہ سے کر دی ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز! پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قربان علی شاہ مہر دریا کا بیٹا ہے۔ اب اسے مہر شاہ ساڑیوالا کہتے ہیں اور یہ مہر شاہ بھنگی تھا۔ اسی دوران آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اس مہر شاہ کا قصہ منشی عبداللہ کے سامنے ذکر کیا ہے۔

بعدہٗ آپ نے اسی کا قصہ شروع فرمایا کہ ''رندو نام کا ہمارا ایک ساربان تھا ایک دن اس رندو نے میرے پاس آکر کہا کہ فلاں اونٹ عیب دار ہے میں اسے بیچتا ہوں'' دریں اثناء آپ نے فرمایا کہ ان ساربانوں کی عادت ہے جب یہ کسی اونٹ کے بیچنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس میں ہزاروں عیب ظاہر کرتے ہیں۔ فی الجملہ یہ کہ رندو نے وہ اونٹ ایک سو دس روپے میں اس مہر شاہ ساڑیوالا کے پاس ایک سال کی مقررہ معیاد (اُدھار) پر فروخت کر دیا۔ میں نے اسے ملامت کی۔ رندو نے کہا مہر شاہ کی رقم عمدہ اور نقد ہے کیونکہ اس کے ایسے ایسے مرید ہیں اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ آخر جب سال گزرا میں نے رندو سے کہا کہ میرے پیسے لاؤ۔ پس رندو نے مہر شاہ کے پاس جاکر پیسے طلب کیے تو مہر شاہ نے اسے کہا ابھی دیتا ہوں بس پانچ چھ دن کے بعد آجانا۔

المختصر ان وعدوں اور طلب میں دو سال اور گزر گئے آخر تین سال کے بعد رندو مہر شاہ کے پاس گیا اور کہا کہ اگر میرے روپے دیتا ہے تو بہتر ورنہ میں تمہارے خلاف درخواست سرکار کو دیتا ہوں تمہیں گرفتار کرا کے جیل بھجواتا ہوں۔ پس مہر شاہ نے کہا کہ میں ابھی شہر آؤں گا ہندو سے رقم لے کر تمہیں دوں گا۔ مہر شاہ اسی روز شہر آکر میرے پاس آیا۔ دریں اثناء آپ نے مہر شاہ کا حلیہ بیان فرمایا کہ ایک شخص لمبے بالوں والا اور ان پر تیل لگایا ہوا اور پھٹی ساڑی گردن میں ڈالی ہوئی ظاہر ہوا۔ میں سمجھا کوئی گداگر آیا ہے۔ اہلِ مجلس سے کسی نے کہا کہ یہ مہر شاہ ساڑی والا ہے۔ زمین سے اٹھنے کے لیے میں نے اپنے آپ کو جنبش دے کر کہا۔ آئیے شاہ صاحب پس وہ آیا کچھ دیر بیٹھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد کہا کہ مجھے کام ہے میں نے کہا کہ آپ بتائیں اس نے کہا میں نے لنگر شریف کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ خریدا تھا مجھ سے پیسے ادا نہیں ہو سکتے لہٰذا آپ

مہربانی فرما کر وہ اونٹ واپس لے لیں اور جس وقت میں نے لیا تھا کمزور تھا اور اب بہت زیادہ موٹا تازہ ہے۔ میں نے کہا شاہ جی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ اونٹ میرا نہیں ہوگا۔ مہر شاہ نے کہا کہ غریب نواز میں نے آپ کے ساربان رندو سے لیا ہے۔ میں نے کہا شاہ جی ساربانوں کی عادت ہے کہ میرے نام سے اونٹ بیچتے اور خریدتے ہیں میں رندو کو بلاتا ہوں پھر میں نے کسی سے کہا کہ اے فلاں جاؤ رندو ساربان کو بلا کر لے آؤ۔ الغرض جب رندو آیا اور مہر شاہ کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہے۔ ہونٹ نیچے لٹکا کر بلند آواز سے کہا فلاں فلاں کروں سے دنیا کو کھایا ہے اور تین سال ہو گئے ہیں مجھے پیسے نہیں دیئے اب ان کے پاس آ کر بیٹھا ہے ان کو کیا غرض ہے میں نے چالیس روپے پہلے انھیں اونٹ کے عوض ادا کر دیئے ہیں ان کو کیا ضرورت ہے۔ پس مہر شاہ کا گریبان پکڑ کر کھینچنا شروع کیا اور چند قدم اسے کھینچا اور کہا کہ:

"میں اسکوں ڈھکویندا ھاں تے ھتھ کڑی مرویندا ھاں۔"
یعنی: میں اسے ہتھکڑی لگوا کر جیل بھجواتا ہوں۔

ہم نے رندو کو گالیاں دیں اور رندو نے کہا کہ تمھیں کیا غرض ہے پس مہر شاہ اٹھا اس کے سامنے چلا گیا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا پھر رندو وہ اونٹ اس سے واپس لے آیا اور کہا میں اونٹ واپس لے کر آیا ہوں کیونکہ رقم اس سے نہیں ہو سکتی تھی اور رندو ایک ساربان کو اپنے ساتھ لایا اور کہا کہ یہ ساربان اونٹ لینا چاہتا ہے آپ دس روپے کم کر دیں کیونکہ اونٹ بوڑھا ہو گیا ہے اور میں نے چالیس روپے اس سے پہلے لنگر شریف میں ادا کر دیئے ہیں اور پانچ روپے نقد ابھی لے لیں اور دس روپے پھر اس سے لے کر دوں گا۔

الغرض بعد ازاں مہر شاہ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ آپ کا ساربان رندو اونٹ مجھ سے واپس لے گیا ہے۔ اور ساٹھ روپے اور بھی مجھ سے لیے ہیں پھر میں نے رندو سے یہ حال معلوم کیا تو رندو نے کہا جی ہاں میں نے اس سے ساٹھ روپے لیے ہیں اور ہر چھ ماہ بعد میں بیس روپے لیتا تھا دو مرتبہ جا کر بیس بیس روپے لیے ہیں اور بیس روپے ابھی باقی ہیں کیونکہ اس نے تین سال اونٹ اپنے پاس رکھا ہے اگر اونٹ ہمارے پاس ہوتا تو ہم ایک سال میں بیسوں روپے کماتے (حاصل) کرتے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بقایا بیس روپے جو اس کے پاس باقی ہیں اس سے گائے لے کر آؤ۔ آپ یہ فوائد تمام فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز شنبہ (بروز ہفتہ) دہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ سرد خانہ کے اوپر والے بنگلے میں رونق افروز تھے۔ مولوی غلام محی الدین صاحب مکھڈی حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کے علاقے میں کوئی ایسا عالم ہے جو علم حدیث شریف اور علم تاریخ پڑھانے میں ماہر ہو۔ پس مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! سنا ہے کہ سکندر پور میں ایک مولوی ہے جو علم حدیث شریف پڑھاتا ہے۔ دیگر ایسا کوئی شخص مشہور نہیں ہے۔ حضور غریب نواز نے پوچھا کہ سکندر پور کہاں ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! سکندر پور چھچھ ہزارہ میں ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ چھچھ ہزارہ میں علم کا شغل سنا گیا ہے۔

بعدہٗ آپ غریب نواز نے فرمایا کہ ''ایں شاہ تاں وہابی ہا'' (یہ شاہ تو وہابی تھا) یعنی مہر علی شاہ گولڑوی۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ روضہ شریف کے اندر نہ جھکا اور نہ تعظیم کی اور نہ مجھ سے ملاقات کے وقت ہاتھ میرے گھٹنوں کے نیچے لایا اور بہت متکبر تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ تم نے علی گڑھ اور سہارن پور میں علم حاصل کیا ہے۔ ''وہابی ہو کر تو نہیں آیا۔'' بعدہ' آپ نے فرمایا کہ محمود عالم کہتا ہے کہ اگر مجھے اس کا حال اس وقت معلوم ہوتا جب آپ نے کہا تھا کہ ''وہابی ہو کر تو نہیں آیا'' تو میں کہتا غریب نواز! ''یہ وہابی ہو کر بیٹھا ہے''۔ بعدہ' آپ نے فرمایا ''حیدر شاہ کئی حصے اس سے اچھا ہے۔ بعدہ' آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''تساڈے اساڈے جیندیاں دے میلے''

یعنی: ''زندگی سلامت ملاقات باقی۔''

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر شریف دراز فرمائے اور حضور کا سایہ مبارک ہم غلاموں کے سر پر، ہمیشہ قائم رکھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہمارے کئی پیر بھائی فوت ہو گئے ہیں ان میں سے ایک میاں رمضان باقی تھا اور بہت نیک آدمی تھا اور عاقبت اندیش تھا اور ہمیشہ میری طرف خط لکھتا تھا کہ میری قبر مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے قریب ہو۔ دریں اثناء آپ نے فرمایا کہ حضور کا قُرب طلب کرنا بھی ایمان کی علامت ہے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ حضرت مولوی صاحب (علی محمد مکھڈی) رضی اللہ عنہ کا وصال کس سن میں ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ۱۲۵۳ھ میں ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال سے پہلے ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غلام نواز! اسی طرح سنا ہے۔

بعدہ' حضور غریب نواز نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ عظیم نجار

(بڑھئی) کے بیٹے فوت ہوگئے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز! اس کا ایک بیٹا فوت ہوگیا ہے اور ایک زندہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عظیم نجار بہت نیک آدمی تھا پس مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غلام نواز! وہ بہت نیک تھا۔ اسی دوران بارش زیادہ برسنا شروع ہوئی۔ آپ نے پوچھا کیا بارش زیادہ ہوگئی ہے۔ منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! پھر حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ کلمات زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائے۔ "اَللّٰھُمَّ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا"۔

روز شنبہ (بروز ہفتہ) دہم ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے اور بندہ راقم الحروف آپ کے رُو برو بیٹھا ہوا تھا۔ حضور غریب نواز نے شیخ غلام رسول صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب مکھڈی رضی اللہ عنہ کا وصال کس سن میں ہوا ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ ۱۲۵۳ھ میں ہوا ہے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز نے ان سے پوچھا کہ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال پہلے ہوا ہے یا مولوی علی محمد مکھڈی کا۔ شیخ صاحب نے عرض کی غریب نواز! مولوی صاحب ایک سال پہلے فوت ہوئے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے ان سے سوال کیا کہ حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ کے وصال کو کتنے سال ہوگئے ہیں۔ شیخ صاحب نے عرض کی پچاسواں سال شروع ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا حضرت صاحبؒ رضی اللہ عنہ کی غلامی میں مجھے پچاس سال ہوگئے ہیں۔ آپ یہ فوائد تمام فرما کر خاموش ہوگئے۔

شب یکشنبہ (ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات) گیارہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے کہ سفرِ حج شریف کے متعلق بات چلی تو منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! عرب

شریف میں لال (سرخ) مرچیں نہیں ہوتیں۔ آپ غریب نواز نے فرمایا جی ہاں!
بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ ہم جدّہ سے ایک سیر (کلو) مرچیں لے گئے تھے بہت تیز
تھیں۔ دریں اثناء آپ نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کہ جب وہ لنگر شریف کا
شوربا چکھتا تو کہتا فلفل کثیر یعنی کثیر کو کثیر کہتا یعنی مرچیں بہت زیادہ ہیں۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) گیارہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بوقت اشراق
حضور غریب نواز قدس سرہٗ وظائف والے کمرہ (وِردگاہ) میں تشریف فرما تھا
آپ نے منشی عبداللہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مولوی خدا بخش صاحب کے
رشتہ دار دریا کے مشرقی کنارہ سے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دونوں بھائی
سنداری پر سوار ہوکر دریا عبور کر رہے تھے ہم میں ایک کے ساتھ لڑکا تھا اور
دوسرے کے ساتھ عورت تھی۔ اس کی سنداری پھٹ گئی۔ پس اس نے دوسرے
بھائی کو آواز دی بلایا کہ ہمارے پاس آؤ ہماری مدد کرو کیونکہ ہماری سنداری پھٹ
گئی ہے۔ اس بھائی نے جواب دیا کہ میں تمھاری مدد کے لیے نہیں آسکتا اور کہا
کہ "تو اپنا منہ اپنے پیر کی طرف کر کے فریاد و مدد طلب کر۔"

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی ایھو جھی مہربانی حضرت صاحب رضی اللہ
عنہ دی ہوئی."

یعنی: حضرت صاحب نے کوئی ایسی مہربانی فرمائی کہ وہ جس کی سنداری
پھٹ گئی تھی دو تین مرتبہ ہاتھ پاؤں مارے تو اچانک پانی کم ہو گیا پس وہ اور اس
کی عورت کھڑے ہوگئے اور وہ بھائی جس کے ساتھ بچہ تھا وہ بچے کو کنارے پر
پہنچا کر واپس آیا اور ان کو کنارے پہنچایا۔ جب آپ نے یہ حکایت نقل فرمائی تو
اسی دوران منشی عبداللہ نے ایک شخص کا عریضہ پیش کیا اس میں لکھا تھا کہ:

"بندہ قصور سے بیعت کے لیے آیا ہے۔ بندے کو بیعت فرمائیں اور بندے کو حوادثات نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔آپ دعا فرمائیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بندے کو ان حوادث سے رہائی عطا فرمائے۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس عریضہ کا مضمون سن کر فرمایا کہ اگر وہ شخص بیٹھا ہوا ہے تو اسے میرے پاس بھیجو، پس وہ شخص اُٹھ کر حضور غریب نواز کے پاس آیا۔ پھر آپ نے اسے بیعت فرمایا اور نماز کے بعد ایک تسبیح درود شریف اور ایک تسبیح یاستار کی پڑھنے کی تاکید فرمائی اور ارشاد فرمایا نماز، روزہ، اور شریعت مطہرہ پر قائم رہنا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) گیارہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ نماز عصر سے پہلے حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے آپ نے مولوی خدا بخش جراح سے پوچھا کہ آپ کے بیٹے کی بیوی کا کیا حال ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! خیریت ہے آج بخار دوبارہ ہوا ہے لیکن پہلے کی نسبت کم تھا بعدہٗ آپ نے پوچھا کہ ورم (سوجن) کیسی ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! ورم کچھ باقی ہے اور اختر کہتا ہے کہ اتنا ورم باقی رہے گی اور عرض کیا کہ ہم اختر سے دم کرا لیں گے۔ آپ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ یہ اختر خبیث بزرگی کہاں سے لایا ہے اس کا باپ بزرگ تھا یا اس کی ماں۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا کہ وہ دم کرتا ہے۔ "گھولیا اولاد بزرگ دی تاں ھی۔" یعنی وہ بزرگ کی اولاد تو ہے اگرچہ اس نے بیگناہ چار قتل کیئے ہیں لیکن یہ اختر کس بزرگ کی اولاد ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ آخر وہ جعفر تو ہے اس لیے اس سے دم کرائیں گے

پس آپ نے فرمایا کہ ان جعفروں میں بزرگی کہاں سے داخل ہوئی ہے۔

آپ نے فرمایا یہ جعفروں میں سے نہیں ہے بلکہ "لونیاں" سے ہے بلکہ رذیل لونیوں میں سے ہے۔آپ نے فرمایا کہ تکیہ شیخ حاجی حبیب صاحب کی اولاد سے تھا بس وہ نیک آدمی تھا۔آپ نے فرمایا کہ یہ تکیہ جو تھا اس کے رشتہ داروں میں سے کسی نے ایک عمرانی کو قتل کیا۔پس یہ تکیہ وہاں سے بھاگ کر تونسہ شریف آمقیم ہوا۔ اگرچہ عمرانیوں نے اسے اپنے علاقے واپس آنے کے لیے بہت منت سماجت کی لیکن وہ واپس نہ گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے نعمت لے کر آئے تو پہلے آٹھ یا دس سال گڑگوجی میں اقامت پذیر رہے اور جس زمانے میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ گڑگوجی میں مقیم تھے تو آپ کی عادت مبارک یہ تھی کہ جمعرات کے دن ظہر کی نماز گڑگوجی میں ادا فرماتے پھر وہاں سے درگ تشریف لے جاتے۔نماز عصر خانقاہ حاجی حبیب علیہ الرحمۃ میں ادا فرماتے حتیٰ کہ نماز مغرب نماز عشاء اور نماز فجر بھی وہیں ادا فرما کر واپس گڑگوجی تشریف لے آتے اور درگ شہر میں نہ جاتے۔الغرض جب تک حضرت صاحب رضی اللہ عنہ گڑگوجی میں رہے کوئی جمعرات ناغہ نہیں کیا۔آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حاجی حبیب علیہ الرحمۃ بیشک باکمال بزرگ تھے۔حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

شب دوشنبہ (اتوار اور پیر کی درمیانی رات) بارہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد از نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ سردخانہ کے اوپر والے بنگلے کے جنوبی برآمدہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بندہ ناچیز راقم الحروف چارپائی کے

قریب آپ کے سرِ مبارک کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بات چلی تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے میاں عبدالرحمٰن بدایونی سے پوچھا کہ حضرت بوعلی قلندر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک دو کیوں ہیں ایک کرنال میں اور دوسرا پانی پت میں ہے۔ ان دونوں میں سے کون سا مزار مبارک صحیح ہے۔ میاں صاحب مذکور نے عرض کیا کہ حضور مجھے معلوم نہیں ہے کہ دو مزار کیوں ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ پانی پت والا مزار مبارک صحیح ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص یہاں آیا اور کہا کہ میں بوعلی قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سے ہوں۔ آپ بہاول خان کے پاس ایک سفارشی رقعہ مجھے لکھ دیں تا کہ وہ میری تنخواہ مقرر کر دے کیونکہ اس سے پہلے بادشاہ مجھے تنخواہ دیتے تھے۔ میں نے اسے کہا کہ بہاول خاں میرا واقف نہیں ہے میں نہیں لکھتا۔ آخر وہ مجھ سے ناراض ہو گیا جب ہم نے اسے کھانا بھیجا تو اس نے کھانا واپس کر دیا اور کہا کہ میں کھانا نہیں کھاتا۔ پس جاتے وقت میرے پاس آیا اور کہا کہ مجھے خرچ دیا جائے میں نے دو روپے اسے دیئے تو اس نے کہا کہ میرا خرچہ زیادہ ہوتا میں نے کہا یہی دو روپے ہیں اور اگر نہیں لینے نہ لیں۔ آخر وہی دو روپے لے کر چلا گیا۔

بعدہٗ آپ نے میاں عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ڈیرہ غازی خان میں ایک شخص ہے وہ کہتا ہے کہ میں بوعلی قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خادم ہوں۔ اور وہ بہت سخت رافضی ہے کیا وہاں کے خادمین رافضی ہوتے ہیں۔ میاں صاحب مذکور نے عرض کی جی ہاں غریب نواز! وہ رافضی ہیں۔ اس دوران میاں عبدالعزیز اجمیری نے عرض کیا کہ یہ آدمی ڈیرہ غازی خان والا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں بہت بدزبانی کرتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا

سبِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان رافضیوں کے نزدیک عبادت ہے۔ ان رافضیوں کے نزدیک ان کا جو جتنا بڑا سَبِّی ہوتا ہے وہ بڑا عابد ہوتا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے لفظ ''خادم'' پر اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کی خانقاہ مبارک کے تین خادم تھے ایک کا نام الٰہی بخش دوسرے کا نام خیر محمد اور تیسرا نام بیان نہیں فرمایا۔ الغرض یہ الٰہی بخش خادم دہلی گیا اور دہلی میں ایک صاحبزادہ صابر بخش صاحب تھے، اس الٰہی بخش نے صاحبزادہ صابر بخش کے پاس جا کر سوال کیا کہ میں حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کا خادم ہوں مجھے کچھ عطا فرمائیں۔ صابر بخش نے اسے ایک روپیہ دیا خادم نے کہا کہ میں دور سے آیا ہوں ایک روپیہ نہیں لیتا پس صابر بخش نے ایک اور روپیہ دے دیا۔ اس خادم نے کہا کہ میں بیس روپے سے کم نہیں لوں گا۔ پس صابر بخش نے کہا کہ اس کو آسیب ہو گیا ہے اسے باہر نکال دو اور وہ دو روپے بھی واپس لے لو۔ خدام نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس خادم نے کہا کہ گنج شکر کے نام کی سدا لگاؤں مانو گے رقم دو گے پس صاحبزادہ صابر بخش نے اس کے جواب میں کہا کہ جا گنج شکر کو میرے نام کی سدا لگا۔ پس وہ خادم حیران ہوا اور کہا کہ وہی دو روپے مجھے واپس دے دیں میں ان دو روپے سے راضی ہوں۔ صابر بخش نے کہا کہ اسے ایک روپیہ دو۔ المختصر خادم نے بہت چارہ و کوشش کی لیکن صابر بخش نے اسے دوسرا روپیہ نہ دیا آخر خادم وہی ایک روپیہ لے کر واپس آیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ حکایت تمام فرمائی تو عبد اللہ قوال نے عرض کیا کہ غریب نواز! میاں غلام فرید علیہ الرحمۃ نے جو کتاب بھیجی ہے اس میں کوئی نئی کافی نہیں ہے سب وہی کافیاں ہیں جو پہلی کتاب میں تھیں بلکہ بہت سی کافیاں جو پہلی کتاب میں تھیں اس نئی کتاب میں نہیں ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ کتاب اس پہلی کتاب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ کتاب میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ نے خود لکھ کر بھیجی ہے۔ جو کافیاں پہلی کتاب میں موجود تھیں۔ اس کتاب میں نہیں ہیں وہ میاں غلام فرید صاحب کی تصنیف سے نہیں ہوں گی بلکہ کسی دوسرے کی تصنیف ہونگی اور میاں غلام فرید کے نام سے منسوب کر دی ہوں گی۔ پس عبداللہ قوال نے عرض کیا کہ غریب نواز! کیا شعراء ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں شعراء کی عادت ہے کہ کوئی شعر کہہ کر (تصنیف کر کے) کسی دوسرے شاعر سے منسوب کر دیتے ہیں اور شعراء کی یہ بھی عادت ہے کہ دوسرے شعراء کے اشعار اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔

بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانے میں دو شخص شاعر ہیں ایک میاں غلام فرید اور دوسرا مجروح۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ عالم شاہ کہتا ہے کہ یہ کافی ''دردی فرید اگالیا'' مجروح نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی اور کہا ہے کہ یہ میری تصنیف ہے اور میاں غلام صاحب نے اپنے دیوان میں بھی لکھا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ان دونوں میں سے کوئی ایک لازمی جھوٹ کہتا ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ جھوٹ نہیں کہتا کیونکہ اس کی سینکڑوں کافیاں ہیں وہ ایک کافی کے لیے کیسے اور کیوں جھوٹ کہے گا اور اس مجروح کی دو تین کافیاں ہیں۔

دریں اثناء حامد خان جعفر حاضرِ خدمت ہوا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حامد! حال سنا۔ پس حامد خان نے عرض کیا کہ حضور کے کرم سے خیریت ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ اے حامد فلاں آدمی کو پہچانتا ہے اس نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں چار سیڑھیاں

اور سدیاں واقف ہاں''، یعنی میں چار پشتوں سے اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے آباؤ اجداد کے نام لینا شروع فرمائے اور آپ نے فرمایا، اس کا پہلا دادا احمد تھا اور اس احمد کے تین بیٹے تھے ایک کا نام محمد تھا۔ حضرت صاحب (پیر پٹھان رضی اللہ عنہ) اسے محمد مینہہ وساوا (بارش برسانے والا) فرماتے تھے اور احمد کے ایک بیٹے کا نام حامد تھا۔

دریں اثناء آپ نے حامد خان سے پوچھا کہ اس حامد کھوکھر کی بیوی کو جانتا ہے۔ حامد خان نے عرض کیا نہیں غریب نواز! آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی بیوی مولوی خدا بخش جراح کی بیٹی ہے یہ وہی خدا بخش ہے جس نے نصاب ضرور تصنیف کیا ہے۔ حامد کھوکھر کی بیوی اس مولوی خدا بخش صاحب جراح کی پھوپھی تھی۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ اس حامد کھوکھر کو ایک پھوڑا نکلا پس اس حامد کھوکھر نے کہا جب خلیفہ صاحب (خلیفہ محمد باران صاحب رضی اللہ عنہ) آئیں گے تو میں ان سے دعا کراؤں گا اور اس دنبل (پھوڑے) پر ہاتھ بھی پھراؤں گا۔ اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جاتے تھے کہ حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ اگرچہ سو بار دعا فرمائیں اور تعویذ دیں اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ''کفش برسر کشف'' بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک ہی دعا سے کام ہو جائے گا۔ الغرض جب خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہ حامد کھوکھر ان کے پاس گیا دعا منگوائی اور عرض کیا کہ غریب نواز! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس دنبل کو باہر نہ

نکالے اور اپنا ہاتھ مبارک بھی اس دنبل پر پھیریں۔ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حامد! لوگ کہتے ہیں کہ اس دنبل کا باہر نکلنا بہتر ہے۔ پس حامد نے کہا نہیں نہیں غریب نواز! لوگ ایسا ہی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو باہر نہ نکالے۔

دریں اثناء حامد خان جعفر نے عرض کی کہ حامد کھوکھور کی اس سے مراد یہ تھی کہ دنبل (پھوڑا) اندر ہی گم ہو جائے۔ فی الجملہ یہ کہ خلیفہ صاحب رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ دوبارہ نہ آئے اور وصال فرما گئے۔ اور حامد کھوکھر پندرہ سال اس دنبلِ رشتہ میں مبتلا رہے اور ہمیشہ اس کا پاؤں سوجا (ورم) رہتا تھا۔

وضاحت: رشتہ بمعنی دھاگا لیکن ایک بیماری کا نام بھی ہے جس سے پاؤں میں زخم ہو جاتا ہے اور اس سے سُوت کے مانند تار نکلتا ہے۔ ہندی زبان میں نارو کہتے ہیں۔ (مترجم)

آپ نے فرمایا کہ لوگ حامد کھوکھر کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ اے نامراد تو کیوں کہتا تھا کہ یہ دنبل باہر نہ آئے۔ پس وہ کہتا کہ میرا گمان تھا کہ اس کا باہر نہ آنا بہتر ہے کیا خبر تھی اس کا باہر آنا بہتر ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا آخر حامد کھوکھر اسی بیماری میں فوت ہوا۔

سُن وے تحصیلدار:

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا "سُن وے تحصیلدار" اور ہنسے بعدہٗ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غلام سرور خان کی مغفرت فرمائے وہ دس سال لکی شہر میں تحصیلدار رہا تھا۔ غلام سرور خان کو مرغیاں بہت پسند تھیں اور وہاں سستی بھی تھیں اس زمانے میں وہاں ایک مرغی ایک آنہ کی ملتی تھی اب اگرچہ مرغیاں مہنگی ہیں لیکن وہاں ایک مرغی چھ پیسے کی مل جاتی ہے۔

فی الجملہ یہ کہ غلام سرور خان وہاں خوش تھا اتفاقاً جب فرنگی حکم نامہ آیا کہ جملہ تحصیلداران فوجداری مقدمے میں گواہوں کی شہادت خود اپنے ہاتھ سے لکھیں بس غلام سرور خان بہت پریشان ہوا۔ آخر اس نے یہ درخواست دی کہ ''میرا یہاں سے تبادلہ (ٹرانسفر) کیا جائے ورنہ میں استعفا دیتا ہوں، پھر اس کا وہاں سے راجن پور تبادلہ کر دیا گیا۔ پس غلام سرور خان اسی راستہ سے راجن پور گیا جب یہاں پہنچا تو میں نے اسے کہا وہاں سے کیوں اپنا تبادلہ کرایا ہے۔ اس نے کہا کہ میں بہت تنگ آ گیا تھا اس لیے کہ جب میں کسی کی گواہی لکھنا چاہتا کہ لکھوں مثلاً میں گواہ سے کہتا کہ ظہر کے وقت فلاں اور فلاں شخص کے درمیان فلاں لڑائی جھگڑا ہوا تھا تو نے ۳۱ ،یں کیا دیکھا تھا اور جھوٹ نہیں بولنا بالکل سچی گواہی دے۔ پھر وہ کہتا کہ:

''سُن وے تحصیلدار! جب میں نیند سے بیدار ہوا۔ فلاں جگہ میں نے بول و براز (پیشاب و پاخانہ) کیا وہاں سے آ کر میں بازار گیا۔ گوشت خریدا پھر گھر واپس آیا وہ گوشت گھر میں دیا''۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غلام سرور خان نے کہا میں اسے کہتا ''جڑھ ماری تھیوی'' مختصر خلاصہ بیان کر۔ پھر وہ کہتا تو خود کہتا ہے جھوٹ نہ بول اور سچ سچ بتا۔ کیا میں سچی بات نہ کہوں پھر وہ کہتا کہ ''سن وے تحصیلدارا!'' خدا جڑھ کڈھے تیری یا اساڈی کڈھے۔'' جب میں نے گھر میں گوشت دیا تو فلاں کام کے لیے چلا گیا جب اس کام سے فارغ ہوا واپس گھر آیا کھانا کھایا بعدہٗ سو گیا جب نیند سے بیدار ہوا تو فلاں مسجد میں جا کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ فلاں مولوی اور فلاں شخص نماز ظہر کے میرے گواہ ہیں اس کے بعد میں مسجد سے باہر آیا ان دو آدمیوں کو دیکھا کہ فلاں جگہ کھڑے ہیں اور ایک

دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں۔ اور مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ پس میں نے اسے کہا کہ ''جڑھ ماری تھیوی'' پہلے کیوں نہیں کہا تھا کہ مجھے کوئی خبر نہیں ہے تو نے مجھے لکھنے میں پریشان کر دیا ہے پس وہ کہتا کہ تو خود کہتا تھا کہ دروغ مگو۔

القصہ غلام سرور خان نے کہا کہ ہر شخص کی یہی حالت تھی۔ میں بہت ہی رنجیدہ دل ہو کر آیا ہوں اور میں نے خود وہاں سے اپنا تبادلہ کرایا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام فرمائے۔ بعدہٗ آپ نے حامد خان جعفر کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ ''سن وے تحصیلدار'' تجھے ایک اور قصہ سناتا ہوں۔

خطبہ جراحان:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جراحوں کا قصہ (خطبہ) شروع فرمایا کہ یہ مولوی خدا بخش جراح جس نے نصاب ضروری تصنیف کیا ہے اس کے تین بیٹے تھے۔ ایک ابوالحسن تھا لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے مجاز بیعت اور بزرگ تھا اور اس کے مریدین بھی تھے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حامد خان سے آہستہ سے فرمایا کہ یہ مولوی خدا بخش جو ابھی ہے اسی کا مرید ہے یعنی اپنے چچا کا مرید ہے۔ اس نے جب میری تقریر جو اس کے متعلق تھی سنی تو اس کی بیعت چھپا دی۔ اور کہا کہ مجھے والد صاحب نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مولوی ابوالحسن ''وڈا بے ایمان ہا'' (یعنی بڑا بے ایمان تھا)۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ اس مولوی ابوالحسن کا ایک بیٹا تھا مولوی محمد حسین ''او بھی وڈا بے ایمان ہا'' لیکن ابوالحسن کچھ زیادہ تھا یہ محمد حسین دائرہ میں رہتا تھا بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ مولوی خدا بخش کا ایک بیٹا مولوی ابوالفضل تھا، آپ نے فرمایا وہ بھی بڑا بے ایمان تھا لیکن ابوالحسن سے

زیادہ تھا۔ اس مولوی ابو الفضل کے تین بیٹے تھے ایک بیٹے کا نام مولوی عبداللہ تھا وہ بھی بڑا بے ایمان تھا۔ یہ مولوی فخر الدین اس کا صاجزادہ ہے۔ مولوی ابو الفضل کا دوسرا بیٹا عبد الحق تھا نیک آدمی تھا اور یہ ابو الحسن جو منگوڈھہ میں ہے اس کا فرزند ہے۔ یہ ابو الحسن بھی نیک آدمی تھا ابو الفضل کا تیسرا بیٹا یہی مولوی خدا بخش ہے اور اس کو آپ نے خود دیکھا ہے بعدہٗ آپ نے یہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

مصرعہ: شُنیدہ کی بُوَد مانند دیدہ

یعنی: سننے والا دیکھنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا مولوی خدا بخش صاحب جراح صاحب نصاب ضروری کا ایک بیٹا مولوی ابو الفرح تھا بعدہٗ آپ نے فرمایا وہ نیک آدمی اور مردِ مؤمن تھا۔ دائرہ میں رہتا تھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر پھر حامد خان سے مخاطب ہو کر ہنسے اور فرمایا کہ ''سُن وے تحصیلدار'' تجھے دوسرا قصہ سناتا ہوں پس آپ نے یہ خطبہ شروع فرمایا کہ مولوی علی محمد جراح دریا کے شرقی کنارے رہتا تھا اور اس مولوی علی محمد کا ایک بیٹا تھا مولوی شمس الدین نام بہت بے ایمان تھا۔ الغرض جب مولوی عمر فوت ہوا تو مولوی محمد حسین اور مولوی شمس الدین احمد پوری اس مولوی شمس الدین جراح کو اپنے ساتھ میرے پاس لائے اور کہا کہ یہ مولوی شمس الدین جراح ہے بڑا عالم ہے۔ دنیا میں اس جیسا کوئی عالم نہیں ہے اب مولوی عمر فوت ہو گیا ہے۔ یہ مولوی شمس الدین جراح یہاں اس کی جگہ بیٹھ کر پڑھائیں گے۔ آپ بہاول خان کے نام اس مضمون کا رقعہ لکھ دیں کہ اس کی تنخواہ مقرر کی جائے۔ ابھی مولوی شمس الدین احمد پوری بہاول خان کے پاس جا کر یہ رقعہ پیش کرتے ہیں۔ پس میں نے مولوی محمد حسین سے کہا کہ یہ مولوی

شمس الدین یہاں کیسے بیٹھے گا اور کس طرح پڑھائے گا۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ نہیں نہیں غریب نواز یہ بہت بڑا عالم ہے اور بہت اچھا پڑھاتا ہے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت میں ان کے تابع تھا کیونکہ میرا ابتدائی دور تھا۔ پس میں نے کہا میری طرف سے بہاول خان کو رقعہ لکھو، پس مولوی محمد حسین نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا اور مولوی شمس الدین جراح کی بہت تعریف لکھی۔ پس مولوی شمس الدین احمد پوری کو رقعہ دے کر کہا کہ یہ بہاول خان کے پاس لے جا کر پیش کرو۔ پس مولوی شمس الدین احمد پوری نے جا کر وہ رقعہ بہاول خان کو دیا۔ بہاول خان نے پروانہ لکھ کر بھیجا کہ مولوی شمس الدین جراح تونسہ شریف میں بیٹھ کر پڑھائے اس کی پندرہ روپے تنخواہ مقرر ہے۔ مولوی محمد حسین نے مجھے کہا کہ اس کے لیے لنگر شریف سے بستہ (راشن) بھی مقرر کر دیں۔ میں نے مولوی محمد حسین سے دوبارہ کہا کہ مولوی جی یہ یہاں کیسے بیٹھے گا اور کس طرح پڑھائے گا۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ نہیں نہیں غریب نواز یہ بزرگ عالم ہے اور بہت اچھا پڑھاتا ہے میں نے کہا کہ اس کو لنگر شریف سے راشن بھی دے دیں۔ لنگر شریف سے راشن مقرر کیا گیا۔

گندم	.... روزانہ ڈیڑھ پڑوپی (ڈیڑھ کلو)
روغن زرد (دیسی گھی) ماہانہ	.... ایک کلو
روغن سیاہ (سرسوں کا تیل) ماہانہ	.... ایک کلو
اور ہر چھ ماہ بعد کپڑوں کے لیے نقد	.... ۲ روپے

الغرض ہم نے لنگر شریف سے اس کا راشن بھی مقرر کر دیا۔ پس مولوی محمد حسین نے اسے کہا کہ جاؤ اپنی بیوی کو لے کر آؤ۔ اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو یہاں نہیں لاؤں گا۔ میں ہفتہ میں ایک دن جاؤں گا اور دوسرے روز واپس

آجایا کروں گا۔ پس کچھ طالب علم اس کے ساتھ تھے انھیں پڑھانا شروع کر دیا۔ جمعرات کے دن کہا کہ میں گھر جاتا ہوں جمعہ کا دن گزار کر بروز ہفتہ واپس آکر طلباء کو سبق دوں گا۔ اس زمانے میں دائرہ میں اس کی رہائش تھی۔

الغرض جمعرات کے دن گھر چلا گیا جمعہ کا دن گزرا ہفتہ کے روز ہم نے اس کی انتظار کی لیکن نہیں آیا۔ حتیٰ کہ بروز بدھ واپس آیا اور مولوی محمد حسین کو اپنے ساتھ لے کر میرے پاس آیا۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ غریب نواز اس کو فلاں تکلیف ہو گئی تھی اس لیے نہیں آیا۔ بدھ کا دن گزار کر جمعرات کے دن پھر اپنے گھر چلا گیا اور پندرہ دن نہیں آیا۔

مولوی کو سویاں بہت پسند تھیں:

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس مولوی شمس الدین جراح کی بیوی بہت چست و چالاک تھی۔ روزانہ سویاں اور نکی مولوی محمد حسین کے پاس بھیجتی تھی مولوی محمد حسین کو سویاں بہت زیادہ پسند تھیں مولوی محمد حسین سویاں کھا کر اس کے لیے حیلے بہانے کرتا تھا۔

القصہ حضور غریب نواز نے فرمایا میں نے مولوی محمد حسین سے کہا کہ تم نے دیکھ لیا۔ میں نے کہا تھا کہ یہ یہاں کیسے بیٹھے گا اور کس طرح پڑھائے گا پس مولوی محمد حسین نے کہا نہیں نہیں غریب نواز اسے ضروری کام ہو گیا تھا اس لیے نہیں آیا۔ ورنہ وہ ایسا اور اس طرح ہے اس کی تعریف شروع کر دی۔

فی الجملہ یہ کہ پندرہ دن کے بعد آیا اور اس کی عادت تھی جب وہ آتا پہلے مولوی محمد حسین سے ملاقات کرتا پھر اسے اپنے ساتھ لے کر میرے پاس آتا۔ پس اب جب آیا پہلے مولوی محمد حسین سے ملاقات کی بعدہٗ اس کے ساتھ

میرے پاس آیا۔ پس میں نے کہا کہ مولوی جی! میں نے تجھے کہا تھا کہ یہاں بیٹھ کر پڑھائے گا نہیں۔ پس مولوی محمد حسین نے کہا کہ نہیں نہیں غریب نواز اسے فلاں اور فلاں بیماری تھی اس لیے تاخیر ہو گئی اب یہ گھر نہیں جائے گا۔ پندرہ، سولہ دن مقیم رہا پھر میرے پاس آ کر کہا کہ میانوالی میں میرے شاگرد رہتے ہیں وہ مجھے غلہ گندم دیں گے مجھے اٹھارہ دن رخصت دیں تاکہ میں وہ غلہ گندم لے آؤں۔ اور مزید یہ کہا کہ مجھے لنگر شریف سے دو ماہ کا میرا راشن بھی دے دیں تاکہ گھر میں خرچ دے کر جاؤں۔ پس دو ماہ کا راشن لیا اونٹ پر لاد کر گھر پہنچایا اور خود میانوالی چلا گیا۔ پس تین مہینے نہیں آیا۔ جب دو ماہ گزرے تو اس کی بیوی نے مولوی محمد حسین کی طرف پیغام بھیجا کہ لنگر شریف سے ہمارا بستہ (راشن) لے کر بھیجیں۔ مولوی محمد حسین نے مجھ سے اس کا راشن طلب کیا۔ پس میں نے کہا کہ اب خرچہ نہیں دوں گا کیونکہ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ڈرتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جلال مجھے پکڑ لے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے لنگر شریف کی حفاظت کے لیے بٹھایا ہوا ہے برباد کرنے کے لیے نہیں بٹھایا۔ الغرض اس کا راشن بستہ بند کرتا ہوں اور بہاول خان کو پروانہ بھی بھیجتا ہوں۔

تین ماہ بعد جب میانوالی سے واپس آیا تو میں نے مولوی محمد حسین سے کہا کہ مولوی جی! میں نے آپ سے کہا تھا کہ یہ اس جگہ کیسے بیٹھے گا اور کس طرح پڑھائے گا۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ نہیں غریب نواز کرایہ اور کشتی نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر کی ہے۔ آخر چند دن قیام کے بعد احمد پور شرقیہ چلا گیا۔ جب احمد پور پہنچا تو مولوی شمس الدین احمد پوری سے ملاقات کی اور کہا کہ مولوی جی! آپ میرا ایک کام کر دیں۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ ''اکسیر'' نام کی ایک کتاب ہے، جس کے اٹھارہ جزو ہوں گے۔ دریں اثناء آپ نے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھ کر کتاب کے حجم (جسامت وموٹائی) کا اشارہ فرمایا کہ اتنی بڑی ایک کتاب ہے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ اس کتاب کو مولوی عبدالعزیز پرہاروی نے تصنیف کیا ہے۔
القصہ مولوی شمس الدین احمد پوری نے اس مولوی شمس الدین جراح کو دی تاکہ یہ کتاب لکھ کر دے۔ آخر مولوی شمس الدین جراح نے اس کتاب کی کتابت ایک سال بعد مکمل کر کے دی اور اسی سال جب مولوی شمس الدین جراح نے تنخواہ کے لیے مجھ سے رقعہ مانگا تھا تو میں نے وہ رقعہ اس کی طرف بھیج دیا تھا اس نے وہ رقعہ بہاول خان کے سامنے پیش کر کے تنخواہ کی رقم لے کر گھر بھیجی تھی۔ فی الجملہ جب وہ کتاب مکمل ہوئی تو مولوی شمس الدین احمد پوری سے کہا کہ اب میرا کام کر دیں۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ مولوی شمس الدین احمد پوری سمجھا کہ اس کا کام یہ ہوگا کہ پندرہ روپے تنخواہ مقرر ہے۔ اب بیس یا پچیس روپے تنخواہ معین ہو جائے۔ یہ کام ممکن تھا۔

الغرض مولوی شمس الدین احمد پوری نے پوچھا کہ تمھارا کام کیا ہے۔ پس اس مولوی شمس الدین جراح نے کہا کہ میرا کام یہ ہے کہ پروانہ (خط) میں لکھا ہوا ہے کہ مولوی شمس الدین جراح جب تک تونسہ شریف میں پڑھائے اس کے لیے پندرہ روپے تنخواہ مقرر ہے۔ اس کی بجائے یہ لکھ کر دیں کہ مولوی شمس الدین عالم دین ہے۔ جہاں کہیں پڑھائے اس کی پندرہ روپے تنخواہ مقرر ہے۔ مولوی شمس الدین احمد پوری نے کہا کہ یہ کام ناممکن ہے کیونکہ جب یہ درخواست دی جائے گی تو بہاول خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف

لکھیں گے کہ آپ کو اس طرح منظور ہے۔ اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے منظور فرمایا تو کام ہو جائے گا اور اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا پھر یہ کام نہیں ہوگا اور ناممکن ہے۔

مولوی شمس الدین جراح نے یہ بات سن کر مولوی احمد پوری سے کہا کہ مجھ سے کتاب لکھوائی ہے اور میرا کام نہیں کیا۔ پس مولوی شمس الدین احمد پوری نے جواب دیا کہ یہ کام ممکن نہیں ہے اور کتاب لکھنے کی اُجرت لوگ چار آنہ فی جزو لیتے ہیں اور تو مجھ سے آٹھ آنہ فی جزو لے لیں۔ مولوی شمس الدین جراح نے کہا کہ نہیں نہیں کتاب لکھنے کی مزدوری نہیں لوں گا۔ میرا یہی کام کرا دیں۔ پس مولوی شمس الدین احمد پوری نے کہا کہ یہ کام ناممکن ہے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہم ہر سال مولوی گل محمد کو لنگیاں بنوانے اور دوسرے کام کے لیے احمد پور اور بہاولپور بھیجتے ہیں۔ جس سال یہ مولوی شمس الدین جراح، مولوی شمس الدین احمد پوری کے پاس مقیم تھا یہ مولوی گل محمد بھی احمد پور گیا۔ مولوی شمس الدین احمد پوری کے پاس ٹھہرا۔ ایک دن مولوی شمس الدین جراح نے مولوی شمس الدین احمد پوری سے پوچھا کہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا یہ آدمی کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مولوی گل محمد اس وقت بھی بیٹھا ہوا تھا۔ مولوی شمس الدین احمد پوری نے کہا کہ یہ مولوی گل محمد ہے تونسہ شریف سے آیا ہے۔

مولوی گل محمد نے بتایا کہ بعدہٗ اس نے مجھ سے پوچھا اے لڑکے تو کون ہے اور کس کا بیٹا ہے۔ پس میں نے کہا میں مولوی علی محمد کا بیٹا گل محمد ہوں۔ بعدہٗ مجھ سے پوچھا کہ مولوی علی محمد کون تھا؟ میں نے کہا وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا فقیر تھا پس اس نے کہا بلے بلے علی محمد کنمہارڑا تھا۔ اسی کا بیٹا ہے بعدہٗ اس نے

کہا اے لڑکے! عمر خان کی بیٹی کا لڑکا خیریت سے تھا۔ (دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا (اس نے یہ جملہ میرے متعلق کہا تھا) پس مولوی گل محمد نے کہا پہلے تو میں نہیں سمجھا۔ لیکن جب میں نے بات سمجھی تو میں آگ بگولا ہو گیا لیکن خاموش رہا اور جواب دیا کہ ہاں خیریت تھی بعدہٗ اس نے کہا کہ اے لڑکا! فقراء (طلباء) تو وہاں نہیں رہے ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اسی طرح مقیم ہیں اس نے کہا کہ نہیں نہیں کوئی طالب علم نہیں رہا ہوگا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اس کا خیال ہوگا جب میں وہاں سے چلا آیا ہوں تو سب طلبا بھی چلے گئے ہوں گے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ گل محمد نے بتایا جب میں نے وہاں سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو مولوی شمس الدین احمد پوری سے مصافحہ کر کے رواز نہ ہوا تو مولوی شمس الدین جراح نے مولوی احمد پوری سے پوچھا کیا یہ جا رہا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا جی ہاں! پھر اس نے مجھے آواز دی کہ اے لڑکا! میرے پاس آ۔ جب میں اس کے قریب گیا تو مجھ سے پوچھا کنوئیں کے قریب ایک یک چشم (کانا) رہتا تھا کیا وہ زندہ ہے میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا نام یاد نہیں ہے۔ میں نے کہا مولوی محمد حسین؟ اس نے کہا ہاں ہاں وہی حُسَیْنَا یک چشم زندہ ہے؟ پھر اس نے مجھے کہا کہ جا، جا۔ میں نے اسی کا پوچھنا تھا۔

آپ نے فرمایا مولوی گل محمد جب یہاں واپس آیا تو یہ تمام قصہ مجھے بتایا۔ پس میں نے دل میں سوچا کیا ہو گیا ہے کہ مجھے دختر زادہ عمر خان کہا ہے۔ میں دختر زادہ عمر خان ہوں۔ میں نے مولوی محمد حسین کو بلا کر کہا کہ اپنے یار کا قصہ سن لیں۔ پس مولوی محمد حسین بہت غصے ہوا اور اسے گالیاں دینا شروع کر دیں۔

فی الجملہ یہ کہ جب مولوی شمس الدین جراح احمد پور سے واپس آیا تو

اپنے گھر میں رہا کبھی کبھی نماز جمعہ کے لیے آتا۔ مولوی محمد حسین ولد مولوی ابوالحسن جراح دائرہ میں رہتا تھا اور اس مولوی شمس الدین جراح کی رہائش بھی دائرہ میں تھی ان دونوں کے مابین دشمنی ہوگئی پس مولوی شمس الدین جراح جب بھی نماز جمعہ کے لیے آتا تو اس کی مجھ سے شکایت کرتا اور کہتا تھا اس نے مجھے تنگ کیا ہوا ہے۔ اس کا باپ تو نیک آدمی تھا اور بزرگ تھا۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) بارہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ شریف میں رونق افروز تھے، بندہ راقم الحروف آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ بہاول خان کے فوجی مشیر محمد نواز شاہ نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ بہاول خان کی بیوی کے لیے دعا فرمائیں کہ اس کی تقصیر معاف ہو اور صحت یاب ہو جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تقصیریں ہم لوگوں کی معاف ہوں۔ پس محمد نواز شاہ خاموش ہو گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

شب سہ شنبہ (پیر اور منگل کی درمیانی رات) تیرہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بندہ راقم الحروف چارپائی کے قریب ایک گز کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے حامد خان جعفر کو مخاطب کر کے پوچھا کہ حامد! راگنیوں کی ہندی زبان میں کوئی وجہ تسمیہ ہوگی۔ حامد خان نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بعض راگوں کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے چنانچہ راگنی پہاڑی (پہاڑی راگ) کوہ جمو سے منسوب ہے اور وہیں کی ایجاد ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ ''سورٹ'' کے کیا معانی ہوں گے۔ پس حامد خان خاموش ہو گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ راگ مارواڑی ہے اس ملک (علاقے) میں بہت گایا اور سُنا جاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بہاول خان کا دادا نواب مظفر خان بھی

اس راگ ''سورٹ'' کو بہت سنتا تھا اس کے سننے کا سبب یہ تھا کہ مارواڑ ملک میں
ہندو رہتے ہیں ان کو ''سوڈھی'' کہتے ہیں۔ اور ان کی عورتیں بہت خوبصورت
ہوتی ہیں اور راجے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے کیونکہ یہ اپنی بیٹیاں
مسلمانوں کو بھی دیتے ہیں۔ ان کی عادت تھی کہ بہاول خان کو بیٹیاں دیتے تھے
اور نواب مظفر خان کو بھی دختر دی تھی۔ پس اس عورت کی وجہ سے نواب مظفر خان
بھی راگ ''سورٹ'' گاتے ہیں تو ''ڈھوڈھو راجہ'' کہتے ہیں۔ جیسا ہمارے علاقہ
میں ''رانجھا'' کہتے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ ایک راگنی ہے جس میں مجھے
بالکل ذوق نہیں آتا اور نہ سمجھ آتی ہے یعنی راگنی قصور (قصوری راگ) جب کوئی
شخص راگنی کہتا ہے میں اسے پہچانتا ہوں لیکن جس راگ میں مجھے ذوق ولذت
اور سمجھ نہ آئے تو سمجھتا ہوں کہ راگ قصوری ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ محمد نواز شاہ کے آنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ
محمد نواز شاہ یہاں کیوں آیا ہے کیونکہ جس شخص سے ان کو کام ہے وہ ان کے پاس
بیٹھا ہوا ہے یعنی میاں غلام فرید (حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ) پس ابھی
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا میں نے محمد نواز شاہ سے پوچھا ہے کہ آپ
یہاں کیسے آئے ہیں۔ پس اس نے قصہ بیان کیا کہ ایک دن خان صاحب نے
شراب منگوا کر پیا پھر دوسری اور تیسری مرتبہ شراب منگوا کر پیا حتیٰ کہ دو سیر شراب
پی گیا آخر اس کی آنکھیں بھر آئیں اور کہتا تھا کہ اور دو اور دو تاکہ میں مر جاؤں اور
اس کی بیوی گدو کی سخت بیمار تھی خان نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ اور کہتا کہ
افسوس ہے کہ میں نے دو سیر شراب پی ہے اور ابھی تک مرا نہیں ہوں۔ اور گدو کی
کو چارپائی پر اٹھا کر بھی لائے اور خان صاحب یہی کہتا کہ اے میرے دوست!
میں نے دو سیر شراب پی ہے اور ابھی تک مرا نہیں ہوں اور گدھو کی کہتی تھی اے

میرے دوست مجھے خیریت ہے میں خیریت سے ہوں۔

فی الجملہ یہ کہ جب خان صاحب مذکور ہوش میں آیا تو پانچ سو روپے کوٹ مٹھن بھیجے، پانچ سو روپے پاک پتن شریف، پانچ سو روپے حاجی پور شریف اور پانچ سو روپے خیر پور بھیجے۔ ایک ہزار روپیہ ملتان بھیجا کہ پانچ سو روپے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی مزارِ مبارک پر رکھیں اور پانچ سو روپے دوسرے مزارات پر خرچ کریں اور پانچ سو روپے مجھے دیئے اور کہا کہ تونسہ شریف جا کر دعا کراؤ کہ گدھو کی صحت یاب ہو جائے۔ پس میں دعا طلبی کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضور غریب نواز یہ الفاظ نقل فرما کر سماع میں مشغول ہو گئے۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) تیرہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ء حضور غریب نواز قدس سرہٗ، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ شریف میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف موجود تھا۔ محمد نواز شاہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس بنگلہ شریف میں کس ستون کے ساتھ تکیہ فرما کر بیٹھتے تھے حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا آپ کسی ستون کے ساتھ تکیہ فرما کر نہیں بیٹھتے تھے آپ نے مصلّی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس جگہ بیٹھتے تھے۔

بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ گھر کی طرف تشریف لے جاتے تو اس ستون کو پکڑ کر نعلین مبارک پہنتے اسی دوران آپ نے ایک ستون کی طرف اشارہ فرمایا۔ جو مصلّی کے متصل بطرف جنوب کھڑا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب گھر کی طرف تشریف لے جاتے تو اس جنوبی دروازے سے تشریف لے جاتے۔ اور جب مسجد شریف جاتے تو اس دروازے سے تشریف لے جاتے۔ (اشارہ مشرقی دروازے کی جانب فرمایا) بعدہٗ محمد نواز شاہ نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ وہی بنگلہ شریف ہے جس میں حضرت صاحب

رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہی بنگلہ ہے لیکن اس جگہ نہیں ہے۔ بلکہ اس وقت وہاں تھا۔ اسی دوران آپ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ جب ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ بنگلہ شریف اور کنواں بھی الف خان نے تعمیر کرایا تھا اور مسجد شریف برخوردار چاچا کی نے تعمیر کروائی تھی۔ آپ نے فرمایا اب تو یہ بنگلہ شریف پختہ ہے لیکن پہلے یہ بنگلہ شریف اور مسجد شریف کچی تھی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پہلے کوئی تعمیر نہیں کی تھی۔ پس محمد نواز شاہ نے عرض کیا کہ اس وقت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس پر رضا مند تھے اور اب بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس پر راضی ہیں اور ہر کام حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی مرضی سے ہوا ہوگا یعنی یہ تمام تعمیرات حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رضا سے ہیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا جی ہاں، لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رضا کے بغیر کسی کو کیا طاقت کہ کام کرے یعنی تمام کام حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رضامندی سے ہوتے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے اس بات کے ثبوت کے لیے اس حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ نماز ظہر کے بعد کنوئیں پر تشریف لے جاتے اور کچھ وقت بیٹھتے اور کنوئیں کے قریب پختہ اینٹیں پڑی تھیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر پوچھتے کہ یہ کیا ہے پس حاضرین عرض کرتے کہ غریب نواز! یہ پختہ اینٹیں ہیں۔ مسجد شریف کے لیے پکوائی ہیں پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ

پوچھتے کہ کس مسجد کے لیے۔ پس لوگ عرض کرتے کہ بہاول خان تعمیر کرا رہا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے کہ معرکہ کی مرضی۔

دوسرے روز حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کنوئیں پر تشریف لے گئے آپ نے ان پختہ اینٹوں کو دیکھ کر پھر فرمایا کہ ایں چیست (یہ کیا ہیں) لوگوں نے جواب مذکور عرض کیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر وہی فرمایا کہ مرضی معرکہ۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر بنگلہ شریف سے اٹھ گئے۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) تیرہ ربیع الاوّل ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ بات فتوحات اور صاحبِ فتوحات کے متعلق ہو رہی تھی۔ آپ نے شیخ غلام رسول صاحب سے پوچھا کہ آپ نے فتوحات کا پورا مطالعہ کیا ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس فتوحات پر بہت اُمید تھی کہ اس میں یہ جواب ہوگا۔

فی الجملہ شیخ غلام رسول صاحب سے منقول ہے کہ فتوحات کی تالیف کا سبب صاحبِ فتوحات نے یہ لکھا ہے کہ "اندلس میں میرے دوست تھے (اندلس مصر کے قریب ایک شہر ہے) یہ رسالہ لکھ کر میں نے تحفتاً ان کی طرف بھیجا پس حضور غریب نواز نے یہ نقل سن کر تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ ابھی رسالہ ہے۔ بعدہ' آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ اندازہ کتنا ہوگا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ بڑی بڑی چار جلدیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ ہر ایک جلد میں ہشتاد ہشتاد جزو ہوں گے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز ہر ایک جلد ہزار ہزار صفحہ کی ہے۔ پس آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ اسرارہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "دیکھ لیں یہ رسالہ ہے۔"

بعدہ' آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ یہ محی الدین عربی کس امام صاحب کے مذہب پر تھے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ وہ خود مجتہد تھے کسی کے مذہب پر نہیں تھے لیکن فتوحات میں فقہی مسائل لکھے ہیں اس میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے شیخ غلام رسول صاحب سے پوچھا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا غریب نواز! اس نے کہا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اوتاد تھے۔ آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ یہ شیخ محی الدین عربی کس کے مرید تھے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! وہ شیخ ابو مدین کا نام بہت لیتے تھے اور عرض کیا کہ لکھا ہوا ہے کہ قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں۔

(۱) عبدالملک (۲) عبدالرب

اور کہا ہے کہ میری عبدالملک سے ملاقات ہوئی ہے اور عبدالملک نے مجھے وصیت کی ہے کہ: ''تمام بزرگوں کی تعظیم کرو اور ان میں سے کسی کے ساتھ اپنی نسبت نہ کرو۔''

دریں اثناء آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ اپنی نسبت کسی کے ساتھ کیوں نہ کرے۔ پس شیخ صاحب خاموش ہو گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''اپنی نسبت کسی کے ساتھ اس لیے نہ کرے کہ تاثیر ختم ہو جائے گی''۔

بعدہ' آپ نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ قطب مدار کے جو دو وزیر تھے ان میں سے بڑا کون تھا؟

شیخ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز عبدالملک وزیر یمین اور عبدالرب یسار تھے جب قطب مدار فوت ہو جاتا ہے تو وزیر یمین (عبدالملک) کو قطب مدار بنایا

جاتا ہے اور وزیر یسار (عبدالرب) کو وزیر یمین کے مقام پر لایا جاتا ہے اور اوتاد میں سے کسی کو وزیر یسار بنایا جاتا ہے۔

ایک وضاحت:

قطب مدار کے لیے عرشِ معلّی پر ایک جگہ مقرر ہے اور وہاں قطب مدار کے دو وزیر ہوتے ہیں، لہٰذا مقام قطب مدار بالائے عرشِ معلّٰی اور ان کے وزراء کے مقامات کا نقشہ پیش خدمت ہے۔

نقشہ حسب ذیل ہے:

مقام قطب مدار بالائے عرشِ معلّٰی

مقام وزیر یمین

مقام وزیر یسار

مقام وزراءِ وزیر یمین

چار اقطاب

مقام وزراءِ وزیر یسار

چار اقطاب
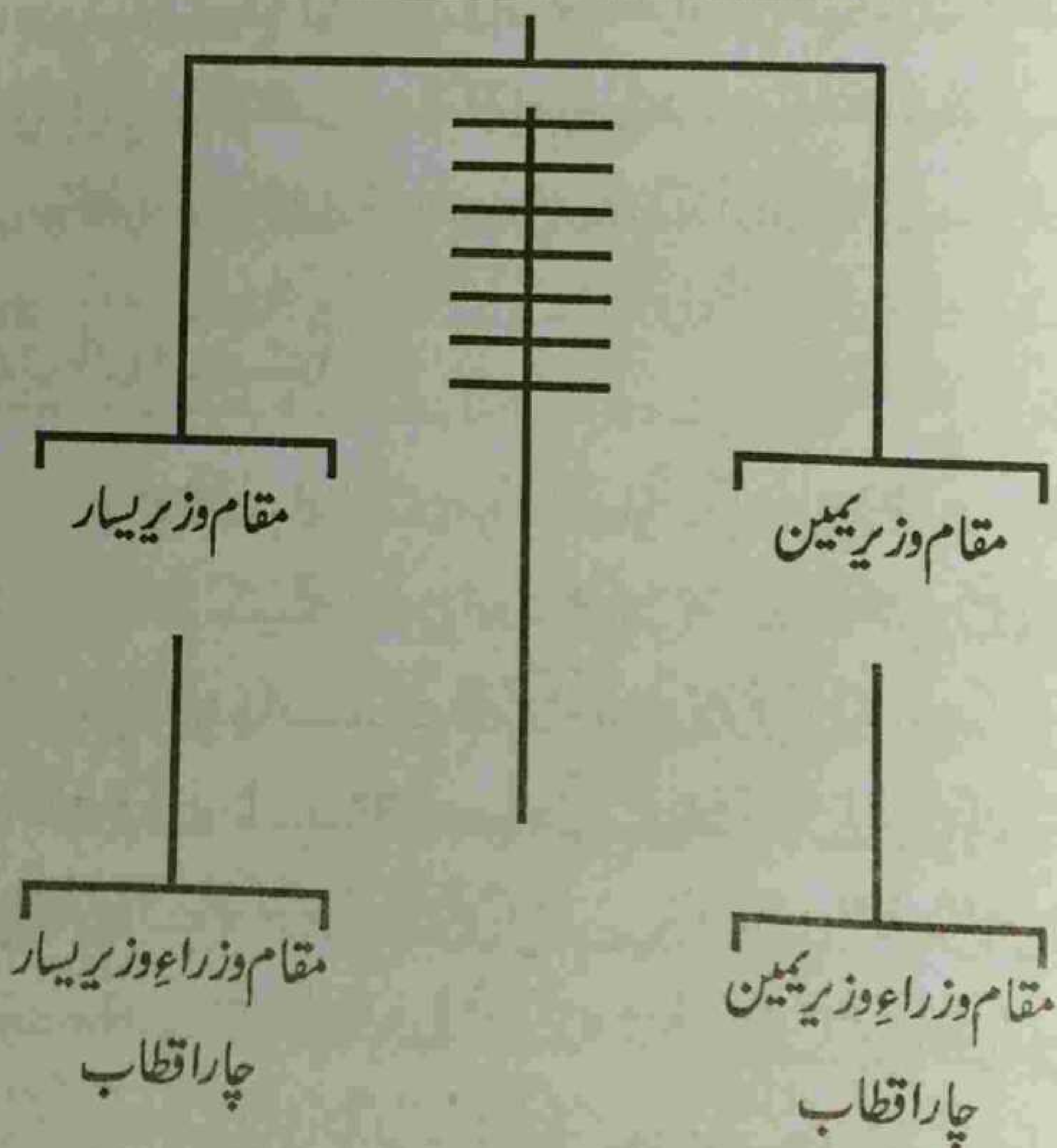
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے نادانستہ طور پر شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قطب مدار تھے محمد باقر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ڈھائی سال ہو گئے ہیں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قطب مدار ہیں۔ انھوں نے بھی عبد المالکی اور عبد الربی سے گزرے ہیں۔ شیخ صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ بعدہٗ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ افراد میں سے تھے حضور غریب نواز نے پوچھا کہ افراد کا مرتبہ قطب مدار سے بالا ہوتا ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا نہیں غریب نواز بالائے قطب مدار کسی ولی کا مرتبہ نہیں ہے بلکہ قطب مدار کے اوپر مقام نبوت ہے۔ بعدہٗ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ ''قطب مدار'' اور ''افراد'' مراتب میں برابر ہوتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ ''قطب مدار'' کو تمام روئے زمین کے انتظامات سونپے جاتے ہیں اور ''افراد'' ان انتظامات و ذمہ داریوں سے آزاد ہوتے ہیں۔

تیری ماں کون ہے؟

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ اکرم اور محمد کھوکھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو مروڑے (پاؤں دبا) دے رہے تھے محمد کھوکھر نے عرض کیا کہ اولیاء کرام کا بڑے سے بڑا مرتبہ کون سا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلند ترین مرتبہ مرتبہ ''افراد'' ہے محمد کھوکھر نے عرض کیا غریب نواز! آپ ''افراد'' میں سے ہیں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہنس کر ارشاد فرمایا کہ ''تیری ماں کون ہے؟'' بعدہٗ محمد کھوکھر نے عرض کیا کہ ''افراد'' کی کیا علامت ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ''تسلیم بالرضا''۔ پس محمد کھوکھر نے عرض کیا کہ غریب نواز اگر کوئی شخص

اس کے مریدوں کو کھڑا ہو کر مارے کیا وہ اس سے راضی ہوگا۔ آپ کے فلاں اور
فلاں مرید ابھی تک گرفتار ہیں کیا آپ اس سے راضی ہیں، پس حضرت صاحب
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے مریدین کا اللہ تعالیٰ نگہبان ہوگا۔ اگرچہ وہ راضی
بھی ہو اس کے مریدوں کی اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ
نے یہ فوائد بیان فرما کر دیگر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) ہفتم جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور
غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ مولوی محمد حسین اور
میاں غلام حسن ٹوہانی حاضر خدمت تھے آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ
آپ نے مثنوی شریف کا مکمل مطالعہ کیا ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا جی
ہاں غریب نواز۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کیا فتوحات کا مطالعہ بھی کیا ہے۔ پس
مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز لیکن بہت سے مقامات سمجھ
نہیں آئے۔ اور اسی طرح مثنوی شریف ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ
نے ارشاد فرمایا کہ مثنوی شریف وہ شخص سمجھتا ہے جسے تفسیر شریف اور حدیث
میں عمل دخل اور مہارت ہو۔ پس مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مثنوی
شریف تصوف ہے مشکل سے سمجھ میں آتی ہے اسی دوران ایک ''کلمہ'' عرض کیا۔
حضور غریب نواز نے اس کے جواب میں بطریق انکار فرمایا کہ کیا قرآن و
حدیث تصوف نہیں ہے بلکہ تصوف یہی تفسیر و حدیث ہے۔ پس مولوی صاحب
نے عرض کیا کہ تصوف حدیث و تفسیر ہے لیکن ظاہر نہیں مخفی (پوشیدہ) ہے سمجھ نہیں
آتا۔ آپ نے اس کے جواب میں جملہ مذکور کی عبارت ارشاد فرمائی۔ مولوی
صاحب نے عرض کیا کہ میرے پاس مثنوی شریف کا انتخاب (خلاصہ) ہے۔
مولوی غلام محی الدین مکھڈی مجھ سے پڑھتا تھا لیکن اس کے علاوہ دوسری نہیں

ملتی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ خواجہ بزرگ شاہ نقشبند صاحب رضی اللہ عنہ۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بطریق تعریف ارشاد فرمایا کہ "خواجہ بہاؤالدین صاحب رضی اللہ عنہ"۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! انھوں نے اپنے مرید سے فرمایا مثنوی شریف کا انتخاب (خلاصہ) کر کے لاؤ۔ پس وہ (مرید) ان کے حکم کے مطابق مثنوی شریف کا انتخاب کر کے لائے۔ خواجہ بزرگ صاحب رضی اللہ عنہ نے پسند کیا اور فرمایا کہ مولانا رومی صاحب رضی اللہ عنہ مجھے واقعہ کشف (خواب اور بیدار کی درمیانی حالت) میں آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ بہت عمدہ انتخاب کیا ہے۔ مزید فرمایا جو شخص اس جزو کا مطالعہ کرے گا گویا کہ ختم قرآن شریف کیا ہے۔ (یعنی ثواب ختم قرآن شریف)۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے پوچھا کہ وہ جزو کتنا بڑا ضخیم ہے کیا مثنوی شریف کے ایک دفتر کے برابر ضخیم ہوگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں! اسی دوران میاں غلام حسن ٹوہانی نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ مطبوع (چھپا ہوا) ہے میں نے بھی دیکھا ہے۔ مثنوی شریف کے تیسرے حصہ کے برابر ہوگا۔

بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ انتخاب مثنوی شریف کے ابواب کا ہے مثلاً ابواب گلستان و بوستان یعنی بابِ توکل، بابِ صبر اور بابِ عشق وغیرہ کی طرح۔

مثنوی میں سارا عشق ہے:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:

"نقشبندیاں کوں عشق دی چہ خبر ھی۔ نقشبندی تاں عشق دے منکر ھِن۔ مثنوی شریف وچ سارا عشق ھے۔ انہاں کوں مثنوی شریف

نال چہ کم ہے۔"

یعنی نقشبندیوں کو عشق کی کیا خبر کہ عشق کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ نقشبندی عشق کے منکر ہیں۔ مثنوی شریف میں تو سارا عشق ہی عشق ہے۔ ان کو مثنوی شریف سے کیا واسطہ ہے۔

۔ان

نقشبندیوں کے متقدمین مثنوی شریف کو دوست رکھتے اور پڑھتے تھے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی محمد علی سے پوچھا کہ آپ میاں قادر بخش جھوکڑی کو پہچانتے ہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز! وہ بھی مثنوی شریف پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے جھوکڑی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جھوک بغلانی کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا ذریعہ معاش یہ تھا کہ وہ مختلف جھوکوں میں جا کر مثنوی شریف سے تقریر کرتا۔ کوئی شخص اسے آٹا دیتا اور دوسرا کوئی اور چیز دیتا۔ اور وہ کپڑے بھی سیتا تھا اس طرح وقت گزارتا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میاں قادر بخش جھوکڑی نارووالے صاحب کا مرید تھا (حضرت خواجہ نور محمد صاحب نارووالا حاجی پور شریف)۔ بعدہٗ آپ نے میاں غلام حسن ٹھانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ پاک پتن شریف میں ایک مولوی مثنوی تھا۔ وہ ہندوستان میں اور اس پورے ملک میں مثنوی شریف کا وعظ (تقریر) کرتا تھا۔ اس لیے اس کا نام مولوی مثنوی ہو گیا۔ ایک مرتبہ میں پاک پتن شریف میں تھا وہ میرے پاس آ کر بیٹھا۔ لوگوں نے کہا کہ اس مولوی کو مثنوی شریف یاد ہے۔ یعنی مثنوی شریف کا حافظ ہے۔

آپ نے فرمایا اس وقت مجھے مثنوی شریف کے بہت ابیات یاد تھے۔

میں نے اس کے سامنے مثنوی شریف کے باب عشق سے چند بیت پڑھے۔ پس اس نے انکار کیا اور کہا میں نے یہ ابیات مثنوی شریف میں نہیں دیکھے میں نے اس سے کہا کہ مولوی جی یہ ابیات مثنوی شریف کے ہیں لیکن آپ نے مثنوی شریف کو سَر سَری نظر سے دیکھا ہوگا۔ پھر خاموش ہو گیا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ یہی مولوی مثنوی بلال محمد کا مرید تھا جو اپنے آپ کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے شمار کرتا ہے میں نے اسے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہاں دیکھا ہے قبل از وصال حضرت صاحب رضی اللہ عنہ میں نے یہاں نہیں دیکھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوبارہ میاں قادر بخش جھوکڑی کا ذکر فرمایا۔

شہتیر کا ٹوٹنا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب صبح نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا خدا بخش لانگری کو بلاؤ۔ ایک آدمی جلدی سے جا کر خدا بخش لانگری کو بلا کر لے آیا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا میاں قادر بخش جھوکڑی کا شہتیر ٹوٹ گیا ہے وہ بیچارہ گھر کے باہر بیٹھا ہوا ہے تو نماز پڑھ کر درکھان (بڑھئی) اور فقیروں کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ اور اس کی چھت کو سہارا دو۔ اور کسی سے نیا شہتیر خرید کر اس کی چھت کے نیچے رکھ آؤ۔ اور فرمایا جب تک اس کام سے فارغ نہ ہوں لنگر شریف کے کام کے لیے نہ آنا۔

پس میاں خدا بخش نماز فجر پڑھ کر بڑھئی اور فقراء کو اپنے ساتھ لے کر میاں قادر بخش کے گھر کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں کسی سے نیا شہتیر بھی خرید کر اپنے ساتھ لے کر گیا الغرض جب اس کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میاں قادر

بخش اور اس کی بیوی گھر کے باہر بیٹھے ہیں۔ پس میاں خدا بخش نے ان سے پوچھا کہ باہر کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ میاں قادر بخش نے جواب دیا کہ گھر کی چھت کا شہتیر ٹوٹ گیا تھا لیکن وقت گزار رہے ہیں گزشتہ رات بہت سخت آواز کی پس ہم ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گر پڑے اور ہم چھت کے نیچے آجائیں اور ہم مسکین ہیں کوئی شخص ہمارے مُردے بھی باہر نہیں نکالے گا۔ اس لیے ہم نے رات باہر گزاری ہے۔ پس میاں خدا بخش گھر کے اندر جا کر چھت کو سہارا دیا شکستہ شہتیر باہر نکال کر نیا شہتیر چھت میں رکھا۔ پھر میاں قادر بخش کو اپنے ساتھ لے کر تقریباً نو بجے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی تقریباً دس بجے کھانا تناول فرماتے الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری سے پوچھا کہ کام کر آیا ہے۔ خدا بخش نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا کہ تسلی کر کے آیا ہے۔ خدا بخش نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! پھر خدا بخش لنگر شریف کے کام کے لیے چلا گیا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنا رُخ مبارک میاں قادر بخش کی طرف کر کے ارشاد فرمایا۔

نارووالے صاحب کا غصہ:

"چھورا اوّل میں کوں آکھیں ہا۔ جیکر میں نکراں ہا تاں اُوس پیو کوں گولیں ہا۔"

یعنی: اے لڑکا! پہلے مجھے تو کہتا اگر میں تیرا کام نہ کرتا پھر اس باپ کو تلاش کرتا۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ یعنی "حضرت خواجہ نور محمد

صاحب نارووالہ رضی اللہ عنہ کیونکہ میاں قادر بخش ان کا مرید تھا۔

الغرض بعدہ' حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا '' جب تجھے کوئی کام ہو پہلے میرے پاس آؤ میں تیرا کام کروں گا اگر میں تیرا کام نہ کروں پھر ان سے کہو۔ ابھی وہ (حضرت نارووالہ صاحب رضی اللہ عنہ) مجھ پر غصے ہوئے ہیں اور فرمایا ہے میں نے ایک لڑکے کا ہاتھ تمھارے ہاتھ میں دیا تھا تم اس کی دیکھ بھال بھی نہیں کرتے۔''

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا شاید کسی وقت حضرت نارووالہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے (قادر بخش کو) حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا ہوگا۔ الغرض میاں قادر بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز! آپ بادشاہ ہیں آپ کے پاس آنا آسان نہیں بہت دشوار ہے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے قدرے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ'' دل منگن دی گال ہے۔''

تین عورتیں:

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ یہاں تین عورتیں تھیں۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار شریف سے تشریف لے آتے یہ سفر تین ماہ کا ہوتا تھا یہ عورتیں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بطور دعوت کچھ لے کر آتیں۔ ایک عورت اس قادر بخش جھوکڑی کی تھی۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آتے تو ایک برتن میں کلو یا ڈیڑھ کلو آٹا اور اس برتن کے سرپوش (ڈھکنے) پر پاؤ یا آدھا پاؤ قند سیاہ (گڑ) رکھ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آتی اور عرض کرتی یہ آپ کی دعوت ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا، کبھی گندم کا آٹا اور کبھی باجرے کا آٹا ہوتا۔ بعدہ'

آپ نے فرمایا کہ "دل منگن دی گال تھی"۔

دوسری عورت حوا پلانی تھی قبول ماکلی کی پھوپھی۔ یہ حوا بھی جھانولی میں (جھانولی مٹی کا ایک برتن ہوتا تھا عورتیں اس میں آٹا رکھتی تھیں) تقریباً کلو یا ڈیڑھ کلو آٹا اور ایک کٹورے میں پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ روغن زرد (دیسی گھی) ڈال کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آتی اور عرض کرتی کہ گل محمد کی والدہ حوا سے دعوت قبول کریں۔

حوا پلانی کی ماں:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فائدہ بخشا کہ "یہ حوا اس پلانی کی بیٹی تھی جس کا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قصہ بیان فرماتے تھے کہ "میں چھوٹا بچہ تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا ایک پولانی عورت تھی جو مجھے ہر روز روٹی اور سالن دیتی تھی۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں ایک رات مجھے سالن دیا۔ میں صبح دن میں وہ پیالہ پہنچانے گیا جب اس کے گھر میں نے جھانک کر دیکھا تو وہ عورت گھر میں بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ جب مجھے دیکھا تو فوراً دروازہ بند کر دیا اور میں شرم کے مارے پیالہ رکھ کر وہاں سے بھاگا اور دل میں سوچا کہ اس وقت نہیں آنا چاہیے تھا۔ الغرض جب میں دوڑا تو وہ بھی دروازہ کھول کر میرے پیچھے بھاگی اور آواز دی، اے لڑکے! مت بھاگ، میری بات سُن۔ میں نے کہا کہ نہیں تو مجھے مارے گی۔ اس عورت نے کہا کہ نہیں نہیں میں تجھے نہیں ماروں گی۔ ٹھہر جا میری بات سُن۔ پس میں کھڑا ہو گیا اس نے میرے پاس آکر کہا کہ کسی سے ہرگز نہیں کہنا کہ فلاں عورت دن میں کھانا کھا رہی تھی کیونکہ میری ناپاکی کے ایام ہیں میرے لیے افطار جائز ہے اور اگر تم نے کسی سے کہا تو میں تجھے روٹی اور سالن نہیں دوں گی۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان کر کے ارشاد فرمایا اگرچہ اس وقت اس عورت کے لیے افطار جائز تھا لیکن اس عورت نے افطار ظاہر کرنے سے شرم کیا دروازہ بھی بند کر دیا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی کسی کو بتانے سے منع کیا اور اب لوگ رمضان المبارک میں بازاروں میں کھاتے پیتے رہتے ہیں اور شرم وحیا نہیں کرتے۔

تیسری عورت بختاں تھی فلاں درویش نامی شخص کی والدہ تھی یہ مائی بختاں بھی جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آتے دو تین پڑاٹھے پکا کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آتی اور عرض کرتی یہ آپ کی روٹی ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے اسی دوران مولوی خدا بخش صاحب اور حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب دوا دینے کے لیے حاضر خدمت ہو کر بیٹھے ہوئے تھے حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر مولوی خدا بخش کی طرف متوجہ ہوئے اور بطریق سوال فرمایا کہ کیا تمھاری دعوت بھی ہو گی؟ مولوی صاحب نے آپ کے جواب میں ایک کلمہ عرض کیا لیکن بندہ راقم الحروف نہیں سمجھ سکا۔

بعد ازاں آپ نے مولوی صاحب کو اپنا ہاتھ مبارک دکھایا۔ مولوی صاحب نے آپ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا خیریت ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے تبسم فرمایا اور مولوی محمد حسین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ کیسے کہتے ہیں کہ:

"تیرے اقرار توں بھی صدقے، تیرے انکار توں بھی صدقے۔"

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ کہنے والے کے مطابق بخار کی حرارت نہیں ہے خیریت ہے۔ اور خوب کلاں دوا دینے کا مقصد بخار پرانا ہے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا مولوی جی تمھیں یاد نہیں جب موسَن (حافظ محمد موسیٰ صاحب) کا بخار پرانا

ہو گیا تھا تو ''اُوڈُھوداس'' (ہندو حکیم کا نام) ڈیرہ والے نے موسن کو یہی خوب کلاں دینا شروع کیا تھا۔ پس مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ غریب نواز! وہی تپ بخار کے لیے دیتے ہیں۔ پھر حضور غریب نواز خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اچانک رونا شروع کر دیا۔ ظاہری تقریب کے مطابق درمیانی آواز میں ارشاد فرمایا کہ دل حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا قصہ سننے کو چاہتا ہے لیکن سنانے والا کوئی شخص نہیں ہے اور دوسرا کلمہ بہت کمزور آواز میں فرمایا بندہ راقم الحروف نہ سمجھ سکا۔ الغرض لحظہ گریہ کے بعد آنسو صاف کر کے دوا نوش فرمائی۔

دریں اثناء منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ ڈاکخانہ کا منشی عرض کرتا ہے کہ اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مجھے گھوڑا دیتے تو میں منگروٹھہ ہندوؤں کے ڈسارے کا تماشا دیکھنے جاتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس ملک کے علماء کہتے ہیں جو شخص ہندوؤں کے ڈسارے کا تماشا دیکھنے جاتا ہے اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے پس منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! میں نے اسے کہا تھا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

شب پنجشنبہ (جمعرات کی رات) دہم جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے علاقہ خیر آباد کے لوگوں کے متعلق گفتگو ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیر آباد کے علاقہ کے لوگ بہت بے مروت ہوتے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے تمثیلاً اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ محمد سوکڑی نے حکایت بیان کی ہے کہ محمد علی شاہ صاحب یہاں رہتے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے خرقۂ خلافت لیا ہوا تھا۔ الغرض جب انھوں نے اپنے وطن واپس جانے کا ارادہ فرمایا پس میں بھی ان کے ساتھ سفر پر تیار ہوا اور میں نے انھیں کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں اور راستے میں آپ

کی خدمت کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ تو کیوں تکلیف کرتا ہے تیرے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پس میں نے عرض کیا کہ میری ایک حاجت ہے اس لیے میں آپ کے ساتھ جاتا ہوں۔ شاہ صاحب نے فرمایا تو اپنی حاجت یہاں بتا بیان کر خوامخواہ کیوں تکلیف اٹھاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں راستے میں آپ کو اپنی حاجت عرض کروں گا۔ آخر شاہ صاحب اپنا بستر کندھے پر رکھ کر روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا اور میں نے ان کا بستر ان کے کندھے سے لے لیا جب ہم دہلی کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب میں عیالدار تنگ دست مفلس ہو گیا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر مجھے کچھ عطا فرمائیں یا کسی کے پاس سفارشی رقعہ لکھ کر دیں تا کہ میری ضرورت پوری ہو جائے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ اگر تو مجھے وہاں تونسہ شریف میں یہ بات بتاتا تو تجھے اتنا سفر کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ہم فقیر ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ابھی یہاں سے واپس چلا جا اور زیادہ سفر نہ کر۔ پس میں نے عرض کیا کہ نہیں نہیں ابھی میں آپ کو آپ کے گھر تک پہنچاؤں گا۔ شاہ صاحب نے فرمایا تو بے فائدہ سفر نہ کر تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ انھوں نے واپس لوٹانے کی بہت کوشش کی لیکن میں ان کے ساتھ چپک گیا اور واپس نہ گیا۔

فی الجملہ یہ کہ وہاں سے روانہ ہوئے دہلی تک انھیں کسی نے نہ پہچانا۔ جب ہم دہلی پہنچے تو لوگوں نے انھیں پہچانا ملاقات کی اور نذرانے دینا شروع کیے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دہلی میں انھیں سو روپے نذرانہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ جب فتوح (نذرانے) ملتے تو کبھی روپے جیب میں ڈالتے اور کبھی چادر کے کونے میں باندھتے اور کبھی دستار (پگڑی) میں باندھتے۔ الغرض جب رات ہوئی تو میں پاؤں دبانے (مروڑے) دینے کے لیے ان کے قریب

ہوا تو میں نے چادر، دستار اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو پیسے بالکل نہیں تھے۔ پس میں حیران ہوا اور دل میں کہا کہ آج سو روپے فتوح (نذرانہ) ہوا تھا کہاں خرچ کیا اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی کو دیئے ہوں یا خرچ کیے ہوں۔

الغرض دہلی کے بعد ہر وہ منزل (جگہ) جہاں ٹھہرے دس روپے سے کم نذرانہ نہیں ہوا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کہاں خرچ کیے۔ ایک جگہ یہ قضائے حاجت کے لیے گئے۔ میں بھی پانی کا کوزہ ہاتھ میں لے کر ان کے ساتھ گیا۔ اس دن میں نے دیکھا کہ چند روپے کپڑے میں باندھ کر دیوار کے سوراخ میں رکھ کر اس سوراخ کے منہ کو پتھر سے بند کر رہے تھے۔ پس میں نے دل میں سوچا کہ شاہ صاحب نے اس طرح تمام روپے کسی جگہ دفن کیے ہیں پس میں بہت حیران ہوا اور دل میں کہا کہ اس طرح ضائع کرتا ہے مجھے نہیں دیتا۔ میں نے ایک دوسری جگہ دیکھا کہ دو روپے کنوئیں میں پھینکے ہیں۔ پس جب اپنے وطن پہنچے تو ہر روز فتوحات (نذرانے) ملتے۔ میں نے جس قدر اپنی حاجت ان کے سامنے پیش کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے چند دن کے بعد شاہ صاحب کے بڑے بڑے مریدوں کے نام کسی سے لکھا کر شاہ صاحب کے آگے رکھے۔ لوگ مجھے کہتے تھے کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس سفارشی رقعہ لکھ کر دے دیں تو تمھیں ہزار روپیہ مل جائے گا۔

میں نے جب بھی ان کے مریدوں کے نام لکھ کر ان کے سامنے رکھے اور کہا کہ مجھے ان میں سے کسی ایک کے پاس سفارش لکھ دیں۔ پس شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے ان سے کوئی امید نہیں ہے۔

بعدہٗ فرمایا تجھے یہ نام کس نے لکھ کر دیئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ رقعہ لکھ کر دے دیں اگر میرا نصیب ہوگا مجھے کچھ مل جائے گا، ورنہ خیر۔ دوبارہ

شاہ صاحب نے فرمایا کہ نہیں مجھے ان سے کوئی امید نہیں اور یہ سب بہت دور ہیں۔ میں تجھے بے فائدہ سفر نہیں کراتا۔ میں نے کہا میں اپنے لیے سفر کروں گا اس میں کیا ڈر خوف ہے۔

قصہ مختصر میں نے بہت حیلہ بہانہ کیا لیکن شاہ صاحب نے صاف انکار کر دیا پس میں نے مجبوراً واپسی کا ارادہ کیا اور ان کی مجلس میں جا کر ان سے کہا

"لگ تھیویں محمد علی شاہ خدا توں وی نہیں ڈردا۔"

میں ہزار میل کی مسافت طے کر کے آیا ہوں مجھے کچھ بھی نہیں دیا پھر میں نے اسے بُرا بھلا کہا اور واپس روانہ ہوا۔ پس محمد علی شاہ صاحب مجھے راستے میں آملے اور بارہ روپے میرے ہاتھ میں دیئے میں نے وہ روپے زور سے زمین پر پھینک دیئے اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ بارہ روپے مجھے دیتا ہے، میں ہزار میل دور سے آیا ہوں۔ میں ابھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا ہوں اور کیسی تمھاری شکایت کرتا ہوں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ میرا حال بہتر جانتے ہیں کہ مجھے ایک پیسہ کی طاقت نہیں۔ میں تنگ دست ہوں۔ میں نے کہا کہ:

"بُکھ پُووی تیکوں کھیں بُکھ ہِی."

تجھے سینکڑوں روپے روزانہ فتوحات (نذرانے) کے ملتے ہیں وہ روپے کیا کرتا ہے۔ پس انھوں نے فرمایا کہ میں مقروض تھا اپنے قرض میں دیتا ہوں پھر میں چل پڑا۔ شاہ صاحب نے وہ روپے زمین سے اٹھائے دوبارہ میرے راستہ میں آکر میرے ہاتھ میں رکھے اور عاجزی انکساری کی اور فرمایا کہ یہ روپے لے لیں، پھر میں نے دل میں کہا ان پیسوں کو کیوں چھوڑوں یہ بھی غنیمت ہے کنجوس سے جو چیز مل جائے وہ بہتر ہے پھر لاچار وہ روپے لے کر روانہ ہوا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل کر کے ارشاد فرمایا کہ:

" ایھو تاں اُچی بزرگ ھا ملک خیر آباد دا "

بعدہٗ آپ نے اس قول (خیر آباد کے علاقے کے لوگ بے مروت ہوتے ہیں) کی تصدیق کے لیے یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

آپ نے فرمایا علاقہ خیر آباد میں ایک شخص تھا، اسے محمود بندری کہتے تھے وہ تجارت پیشہ تھا اور کہتا تھا میں نے بہت تجارت کی ہے حتیٰ کہ حیدر آباد دکن میں دس دس ہاتھیوں کی خرید و فروخت کی ہے۔ الغرض ایک مرتبہ یہ محمود بندری یہاں آیا تھا اور اس کے پاس بہت عمدہ اور تیز رفتار ایک گھوڑا تھا وہ گھوڑا مجھے بہت پسند آیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ محمود بندری دوبارہ آیا۔ بالکل تنگ دست خالی ہاتھ تھا اگر چہ لوگوں سے دس بارہ ہزار روپے لینے تھے۔

القصہ جب وہ آیا تو مجھے چپک گیا اور کہا خدارا میرا کام کر دیں۔ میں نے کہا تمھارا وہ گھوڑا کہاں گیا ہے اس نے کہا کہ وہ مر گیا ہے یا میں نے بیچا ہے۔ اور کہا کہ اگر آپ میرا کام کر دیں تو میں آپ کو اسی صفت کے دو گھوڑے دوں گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ تمھارا کام کیا ہے۔ پس اس نے جواب دیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی کے نام سفارشی رقعہ لکھوا دیں۔ میں نے کہا کس شخص کے نام رقعہ لکھوا دوں، اس نے کہا کہ محمد علی شاہ کے نام۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ محمد علی شاہ کے نام اس لیے کہا کہ اس نے حیدر آباد دکن میں بادشاہوں کے سامنے شاہ صاحب کی شان و شوکت دیکھی تھی اور کہتا تھا کہ اسے ہر روز ہزاروں روپے نذرانے ملتے تھے۔

القصہ میں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے

لیے عرض کی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ کسی سے خط لکھوا کر اور مُہر لگا کر دے دیں۔ پھر محمود بندری نے اپنے دل کی خواہش کے مطابق خط کا مضمون کسی سے لکھوا کر لے آیا۔ ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی مہر اس پر لگائی۔ محمود بندری نے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے دستخط بھی کرا دیں۔ میں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دستخط کے لیے عرض کیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

''چھ کریندا ہائیں ہک کسیرا وی حاصل نہ تھیس۔''

یعنی: کیا کرتا ہے ایک پیسہ پائی بھی وصول نہیں ہوگی۔

جب میں نے منت سماجت کی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کے ساتھ دستخط فرمائے۔ ''اس خط پر عمل کریں'' محمود بندری خط لے کر روانہ ہوا اور راستہ میں اسے خیال آیا کہ یہاں سے اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک دو سو روپے جمع نہ کرلوں۔

القصہ محمود بندری کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا بیوی اور بچے بھی ساتھ تھے بہت خستہ و بری حالت تھی۔ میں نے پوچھا بتاؤ کیا حال ہے۔ پس اس نے کہا کہ:

"بُھکا ننگا ہو رے محمد علی شاہ"

بعدہٗ یہ قصہ بیان کیا کہ جب میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک لے کر اس کے پاس گیا تو اس نے خط کو بوسہ دیا پڑھا اور خط کو اپنے پاس رکھ کر کہا کہ بیٹھیں ابھی آپ کی ضرورت حاجت پوری کرتا ہوں پس میں ٹھہر گیا۔ الغرض ایک مہینہ تک میں ٹھہرا رہا اور میں ہر روز عرض کرتا وہ آج اور کل کا وعدہ کرتا۔ آخر ایک مہینہ کے بعد جواب دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ مجھے کسی سے امید ہے کہ تمہیں رقعہ لکھ کر دے دوں۔ محمود بندری نے کہا پھر مجھے

بہت غصہ آیا۔ ایک یہ کہ اتنا طویل سفر طے کیا اور یہ اس طرح کا جواب دیتا ہے۔
جب ایسا جواب دینا تھا تو مجھے ایک ماہ تک کیوں روکے رکھا۔ پھر میں نے کہا
کہ مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک واپس دیں۔ پس اس نے کہا
تلاش کر کے ابھی دیتا ہوں۔ الغرض میں ایک ماہ تک خط کے لیے ٹھہرا رہا وہ وعدہ
فردا کرتا آخر ایک مہینہ کے بعد جواب دیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے
دستخط مبارک اور آپ کی مُہر مبارک پھاڑ (کاٹ) کر رکھا گیا ہوں اور باقی خط کو
میں نے پھینک دیا ہے۔ پھر میں اس کی مجلس میں گیا دیکھا کہ بہت سے لوگ
بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے بلند آواز سے دشنام (گالی) دینا اور بد دعائیں کرنا
شروع کر دیں۔ اور میں نے کہا کہ یہ کافر ہے مُرتد ہے اپنے پیر سے کیوں مُرید
ہوتے ہو اور گمراہ ہوتے ہو۔ پس لوگ مجھے ایذا (تکلیف دینے) کے لیے اٹھے
۔ میں نے کہا کہ ہاں آؤ مجھے مارو۔ میں ابھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے
پاس واپس جاتا ہوں تمھاری اور اس کی بیخ کنی کراتا ہوں۔ فی الجملہ یہ کہ اس کے
بعد میں وہاں سے روانہ ہوا اور راستے میں میرا ایک واقف تھا ایک سو روپیہ اس
سے لینا تھا میں نے وہ لیا اور اس کے یہ دو اونٹ خرید کیے اور یہاں پہنچا ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ
اس کے بعد کسی نے محمد علی شاہ صاحب سے پوچھا کہ کوئی چیز کیوں نہیں دی۔
انھوں نے فرمایا اگر میں اسے سو روپیہ دینا چاہتا تو دے سکتا تھا لیکن میں نے اس
لیے نہیں دیا کہ وہ میرا پیر بھائی ہے اگر اسے دے دوں کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے
میں اسے کوئی قتل کر دے اس لیے ڈر گیا ہوں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر کھانا کھانے کے لیے گھر
تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

پیر پٹھان کی امداد:

روز ادینہ (بروز جمعہ) گیارہ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ قبل از نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ، چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے میاں فضل لانگری اور میاں خدا بخش بھی حاضر خدمت تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی امداد کے متعلق بات چلی آپ نے مولوی خدا بخش صاحب کی طرف متوجہ ہو کر اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ غلام مصطفےٰ خان حاجی پوری نے یہ حکایت بیان کی کہ ہم دو بھائی تھے اور ہمارے والد صاحب نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا اور ہمیں گھر سے نکال دیا پس ہم بھکر کی طرف ایک نواب کے پاس گئے۔ الغرض بڑی مشکل سے نواب نے آٹھ یا دس روپے میں ہمیں نوکر رکھا۔ بہت پریشان تھے کیوں کہ خرچ کے بعد دس روپے میں سے کچھ نہیں بچتا تھا۔ ایک مرتبہ ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اپنے حالات کی شکایت عرض کی۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا۔ حاجی پور گاؤں میں ان کی زرعی زمینیں تھیں لیکن دریا میں غرق (ڈوبی ہوئی) تھیں اور ان کا باپ بہاول خان کے پاس ملازم تھا اور وہیں رہائش پذیر تھا القصہ غلام مصطفےٰ خان نے بتایا کہ جب ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور عرض کیا ہمارے والد نے دوسری شادی کر لی ہے اور ہمیں گھر سے باہر نکال دیا ہے اور ہم بہت تنگ ہو گئے ہیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ معرکہ بھکر کی طرف کس نواب کے پاس نوکر تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ غریب نواز! وہ ہمیں دس روپے تنخواہ دیتا ہے اور وہ دس روپے ہمیں پورے نہیں ہوتے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے بطریق سوال فرمایا کہ حاجی پور میں تمھاری زرعی زمینیں تھیں۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! زمینیں

تھیں لیکن دریا میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:
''بیلی میں تاں سُنیا ہاجی کجھ زمین تُساڈی برآمد تھئی ھی۔''
یعنی میں نے سُنا تھا کہ تمھاری کچھ زمین برآمد ہوئی ہے (یعنی دریا چھوڑ گیا ہے) معرکہ جاؤ اس زمین کو آباد کرو۔ اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔ پھر ہم روانہ ہوئے جب ہم حاجی پور پہنچے تو موضع لنگر سرا کے ایک ہندو نے ہم سے ملاقات کی اور کہا کہ اے جوانو تمھاری زمین دریا سے باہر آگئی ہے آباد کیوں نہیں کرتے پس ہم نے کہا کیسے آباد کریں باپ نے ہمیں گھر سے نکال دیا ہے اور کوئی چیز نہیں دیتا۔ پھر اس ہندو نے کہا کہ تم دو کنوئیں کھودو اور خرچہ میں کروں گا اور کہا جب تک قرض ادا نہیں ہو گا اس کی آدھی آمدنی مجھے دینا اور آدھی آمدنی تمہاری۔ پس ہم نے کوشش کی اور کنواں کھودنا شروع کر دیا۔ القصہ ہم نے تھوڑے عرصہ میں کنواں تیار کر لیا اور زمین آباد کی۔ پس دوسرے سال ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حال معلوم کیا۔ میں نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ کی امداد سے ہم نے دو کنوئیں کھدوائے ہیں اور زمین آباد کرتے ہیں اور ہندو کے اکثر قرضہ سے آزاد ہو گیا ہوں اور کچھ قرض باقی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی امداد سے اس سے بھی ہم آزاد ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہندو کے ذمہ (قرض) سے آزاد ہو جاؤ کیونکہ ہندو پر اعتبار نہیں ہے۔

بعدہٗ میں نے عرض کیا کہ میں اس سال آپ کی دعوت کرتا لیکن کچھ بچت نہیں ہوئی۔ غریب نواز! ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال میری دعوت ہے پس تیسرے سال جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا موسم قریب آیا تو میں نے دعوت کے لیے آٹا مہیا کیا اور دعوت کا دوسرا سامان بھی تیار کر کے رکھا تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی دعوت کے لیے ایک بہت موٹا تازہ بکرا بھی تھا جس

کی پورا سال پرورش کی تھی۔

الغرض جس روز حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پہنچنے کی امید تھی میں نے آٹا گھر کی عورتوں کو دیا کہ تم اس کی روٹیاں پکاؤ۔ اور وہ بکرا اپنے بھائی کے سپرد کیا کہ اسے ذبح کر کے پکواؤ اور میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے جاتا ہوں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا کشتی سے اترنے کا وقت ہے تا کہ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر آؤں۔ جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کشتی سے اُتر رہے تھے پس میں قدم بوس ہوا اور عرض کی کہ غریب نواز معرکہ (ساتھیوں) کے لیے کھانا تیار ہے غریب نواز! مہربانی فرمائیں کچھ وقت میرے گھر آرام کریں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ میرے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے راستہ میں دل میں خیال کیا کہ امید ہے روٹیاں پکی تیار رکھی ہوں گی اور گوشت بھی تیار ہوگا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غلام مصطفےٰ خان نے کہا تھا کہ ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے آرام کے لیے دو تین گھر (کمرے) بنائے تھے اور میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت لوگ ہیں۔ میرا دل کمزور ہوا کہ سامان کم ہے اتنے لوگوں کو کیسے پورا ہوگا۔ القصہ جب میں گھر پہنچا تو میرا بھائی بھاگتا ہوا میرے پاس آکر کہا جب ہم نے بکرے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اچانک بکرا بھاگ کر جنگل میں چلا گیا ہم نے بہت تلاش کیا لیکن نہیں ملا۔ پس میں یہ بات سن کر بہت پریشان ہوا، میں نے خدا بخش لانگری کو بتایا کہ اب میں کیا کروں۔ میاں خدا بخش نے کہا تمھارے پاس دوسری کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا ہاں ایک مرغی ہے اور ایک چھوٹا سا بکرا ہے تقریباً چار کلو گوشت ہوگا۔ میاں خدا بخش نے کہا کہ جلدی سے دونوں کو

ذبح کر کے گوشت دیگ میں ڈالو۔ پس میں نے مرغی اور وہ بکرا بھی ذبح کر کے دیگچے میں ڈالے لیکن میں بہت پریشان تھا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہمیں پریشان دیکھا تو پوچھا کہ پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ پس میاں خدا بخش حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے قریب جا کر آپ کے کان مبارک میں تمام حال عرض کیا کہ روٹی اور گوشت کم ہے اور لوگ زیادہ ہیں پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے میاں خدا بخش کے کان میں ایک بات کہی۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بات سے فارغ ہوئے تو میں نے میاں خدا بخش سے پوچھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے تمھارے کان میں کیا فرمایا ہے۔ میاں خدا بخش نے بتایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے میرے کان میں یہ بات فرمائی ہے کہ روٹیوں کے اوپر چادر ڈالو اور چادر کے نیچے ہاتھ ڈالکر معرکہ (ساتھیوں/پیر بھائیوں) کو روٹی دینا شروع کرو اور گوشت کی دیگ پر بھی سرپوش (ڈھکنا) رکھا رہے سرپوش کے نیچے سے لوگوں کو سالن دو خدا تعالیٰ برکت دے گا۔

الغرض جب روٹی سالن تیار ہو گئے تو میاں خدا بخش نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور روٹی دینا شروع کر دی۔ عوام میں سے ہر ایک کو تین تین روٹیاں اور خواص میں فی کس چار چار روٹیاں دیں۔ میں کہتا تھا کہ میری عزت رکھنا اور میاں خدا بخش مجھے تسلی دیتا تھا۔ القصہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے تمام ہمراہی کیا عوام کیا خواص ہر ایک کو کھانا دے دیا گیا اس کے بعد کام کرنے والوں کو بھی کھانا کھلا دیا گیا پھر ہم نے نظر کی دیکھا تو نصف سے زیادہ روٹیاں باقی رکھی ہوئی تھیں اور دیگچے میں بھی شوربا موجود تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے آخر میں کھانا تناول فرمایا اور تشریف لے گئے۔

اسی دوران فضل لانگری نے حضور غریب نواز سے بطریق سوال عرض

کیا کہ کیا اس کے بعد غلام مصطفےٰ خان کی تنگ دستی دور ہوئی فراخی آئی ؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن قصہ طویل ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ غلام مصطفےٰ خان کہتا تھا کہ اس کے بعد دریا نے ہماری باقی زمینیں بھی چھوڑ دیں لیکن ہم اس کے آباد کرنے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص ہمارا مقابلہ کرے کیونکہ ہمارے پاس اس زمین کے کاغذات نہیں تھے۔ آخر جب ہمارا والد فوت ہوا تو میں نے والدہ سے اس زمین کے کاغذات لیے اور باقی زمین کو بھی میں نے آباد کیا۔ بعدِ ازاں میں بہاول پور چلا گیا وہاں میری ملازمت کا بھی سبب بن گیا۔ شیخان کا وزیر بنا۔ (شیخان سے مراد شیخ محمد مقبول اور اس کا بھائی شیخ نور محمد ہیں جن کو ۱۲۴۲ھ میں نواب بہاول خان نے قتل کرا دیا تھا۔) کچھ عرصے بعد جب شیخان قتل ہوئے تو میں وہاں سے بھاگ کر چھپ گیا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر حال بتایا اور میں نے عرض کی کہ بہاول خان کو میرے حق میں سفارش کریں۔ پس حضرت نے میرے متعلق فرمایا لیکن اس نے آپ کا فرمان قبول نہیں کیا۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے غلام مصطفےٰ خان اس خان نے ہماری بات نہیں مانی ہم تمھارے لیے کسی دوسرے کو کہیں گے (یعنی حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کو)۔

الغرض اس بات کے بعد ایک رات گزری صبح کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ غلام مصطفےٰ ! میں نے تیرے لیے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہے آپ نے قبول فرمایا ہے اور فرمایا تسلی کرو۔ پس اسی دن میں مولوی قادر بخش کے مکان میں چھپا ہوا تھا کہ کسی نے آ کر میرا پوچھا غلام مصطفےٰ خان کہاں ہے اسے میاں یعقوب بلا رہا ہے جب وہ پوچھنے والا

شخص واپس گیا تو میں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی کو بھیجا کہ میاں یعقوب مجھے بلا رہا ہے میں اس کے پاس جاؤں یا نہیں کوئی ڈر خوف تو نہیں ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرما بھیجا کہ چلے جاؤ کوئی خوف، نہیں ہے پھر میں یعقوب کی طرف گیا اور ڈرتا تھا کہ گرفتار کرلے گا لیکن جب میں اس کے سامنے ظاہر ہوا تو میاں یعقوب نے مجھے کہا کہ غلام مصطفیٰ کیوں چھپ کر چلا گیا تھا اور مجھ سے ملاقات بھی نہیں کی تم یہ نہیں جانتے کہ ہم کام کرنے والے آسمان سے نہیں لا سکتے بلکہ تم ہی کام کرنے والے ہوتے ہو۔ بعدہٗ مجھ سے پوچھا کہ تمھاری تنخواہ کتنی تھی۔ میں نے کہا ڈیڑھ روپیہ روزانہ میرا خرچ تھا۔ پس میاں یعقوب نے مجھے خِلعت (پوشاک) دی اور کہا تم جاؤ فلاں کام میں تیری ملازمت ہے اور دو روپے تیرا روزینہ ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنے کام کی وجہ سے ابھی دو تین دن تک نہیں جاؤں گا کیونکہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میاں یعقوب نے کہا کہ خیر تم جانو۔ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب وہ پوشاک پہن کر آیا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ میرا لباس دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

روز یکشنبہ (بروز اتوار) تیرہ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نماز ظہر پڑھ کر روضہ مقدسہ کی طرف جانے لگے راستہ میں جنازہ رکھا ہوا تھا آپ نے نماز جنازہ پڑھی القصہ جب حضور غریب نواز نماز کی صف میں کھڑے ہوئے تو امام صاحب جنازہ کے درمیان میں کھڑے ہو گئے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ نے امام کو پکڑ کر میت کے سینہ کے مقابل کھڑا کیا دریں اثنا حضور غریب نواز نے بلند آواز سے ارشاد فرمایا سینہ کے برابر کھڑے ہوں۔ آپ اس قدر فرما کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب دوشنبہ ۱۴/ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہ' حجرہ خواب گاہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بندہ راقم الحروف آپ کے دائیں جانب آپ کی چارپائی پر اپنا سینہ چپکائے بیٹھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ نور محمد مکھڈی ہے پس بندہ نے جواب دیا جی غریب نواز! پس آپ نے بندہ ناچیز سے پوچھا کہ میاں گل محمد چیکوالہ کس کا مرید تھا۔ بندہ نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ اپنے باپ کا مرید تھا جو شیخ جی کے لقب سے مشہور تھا۔ بعدہ' آپ نے بندہ سے پوچھا کہ یہ شیخ جی کا مرید تھا پس بندہ ناچیز نے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں ہے بعدہ' بندہ راقم الحروف نے شیخ جی اور اس کے خاندان کے حالات حضور غریب نواز قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیے حتیٰ کہ بات استاد صاحب سلطان محمد انگیوالہ تک جا پہنچی یعنی مولوی سلطان احمد یا سلطان محمود صاحب پس دریں اثنا آپ نے راقم الحروف سے پوچھا کہ وہ کس کا مرید تھا پس بندہ کی زبان سے اچانک بے اختیاری میں یہ کلمات جاری ہوئے کہ شاید وہ مولوی شمس الدین صاحب سیالوی کا مرید تھا۔ بندے کا یہ کلمات کہنے کا ارادہ نہیں تھا پس آپ یہ کلمات سن کر خاموش ہو گئے اور اپنا رُخ انور بندہ کی طرف سے پھیر لیا۔ پھر بندہ سمجھ گیا کہ آپ کو غیرت آگئی ہے اور آپ کی غیرت کا اثر بندہ راقم الحروف نے اپنے باطن میں محسوس کیا اور بندہ ڈر گیا کہ آپ کی غیرت سے بندہ مغضوب ہوا۔ ''اعاذنا اللہ منہا فی کل حال'' پھر بندہ اپنے دل میں تائب ہوا اور چند مرتبہ یہ کلمات دل میں پڑھے۔

اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہٖ و غضب حضورہٖ رضینا باللہ ربّاً و بالاسلام دیناً و بمحمد صلی اللہ وآلہٖ وسلم رسولاً و بالحضور قدس اللہ سرہ' شیخاً.

اور بطریق معذرت میں نے اپنے دل میں عرض کیا کہ غریب نواز بے اختیاری میں یہ کلمات بندہ کی زبان سے نکلے ہیں۔ دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بندہ کی طرف متوجہ ہو کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بھلا وت یعنی دوسری بات بتا۔ پس بندہ نے عرض کیا کہ اس استاد انگیوالہ کا بیٹا مہر علی شاہ کے ساتھ آ رہا تھا پس آپ نے پوچھا کہ یہ کس کا مرید تھا کیا اسی مہر علی شاہ کا مرید تھا؟ بندہ ناچیز نے عرض کیا کہ وہ بھی مولوی شمس الدین کا مرید تھا بعدہٗ بندہ ناچیز نے عرض کیا کہ مولوی شمس الدین کے تمام مریدین مہر علی شاہ کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

اے تاں وہابی ہا میں کون تاں خدا نہیں ڈکھایا زیارت کریندیاں بھلا معرکہ اُہدی ھن جی تعظیم نہ ہا کریندا۔

یعنی یہ تو وہابی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کو زیارت کرتے ہوئے نہیں دکھایا لیکن معرکہ کہتے ہیں کہ یہ تعظیم نہیں کرتا تھا۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ تعلیم کہاں سے حاصل کی ہے تو اس نے بتایا تھا کہ میں ہندوستان میں پڑھا ہوں۔ پھر میں نے اسے کہا کہ وہابی (بدعقیدہ) بن کر تو نہیں آیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا۔ لیکن کسی نے مجھے بتایا تھا کہ کیوں نہیں جی وہابی بنا بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے پیر و مرشد کی قبر پر بھی تعظیم نہیں کرتا۔ پس اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہاں ہاں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بندہ راقم الحروف سے پوچھا کہ یہ مکھڈ کیوں گیا تھا۔ پس بندہ نے عرض کیا کہ اس کے مریدین میں سے ایک کلال (کمہار) ملتان سے جا کر وہاں ملاگیری کرتا اور زکوٰۃ لیتا تھا۔ اس ملا نے بوقت

موت سات سو روپے مولوی عبدالرحمٰن کی طرف بھیجے کیونکہ وہ اس کا پیر تھا اور اس کے مرنے کے بعد سات سو روپے اس کے گھر سے آئے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بندہ سے پوچھا کہ اس کا کوئی بیٹا ہے بندہ نے عرض کیا کہ صرف ایک بیٹی ہے۔ بعدہٗ بندہ نے عرض کیا کہ یہ مولوی عبدالرحمٰن اس کی فاتحہ خوانی کے لیے گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی فاتحہ خوانی کے لیے کیوں نہ جاتا اس سے تین ہزار روپے لیے تھے۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بھلا وٹ یعنی کوئی دوسری بات بتا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس نے مولوی صاحب علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر صرف ایک رات قیام کیا تھا دوسرے روز واپس آ گیا۔ پھر بندہ راقم الحروف اور وہ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ پس آپ نے بندہ سے پوچھا کہ راستہ میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔ بندہ نے عرض کیا اس کی دوسری باتیں تو یاد نہیں رہیں لیکن اس کی یہ بات یاد ہے کہ اس نے آپ حضور کے متعلق بات کی اور حضور کا نام لے کر کہا کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ پس اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بطریق سوال ارشاد فرمایا کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ ان میں سے کون شخص یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ پھر بندہ نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز! وہ نہیں جانتا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ:

ما احبُّ ان یکون بکلمة الحضور هذهِ الجنة بعرضها وطولها.

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بندہ سے پوچھا کہ تو نے اسے کیا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تجھے جواب دینا چاہیے تھا۔ تو اسے اس طرح جواب دیتا کہ مولوی جی تیری داڑھی بڑی ہو گئی ہے چھوٹی کرنی چاہیے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں

مولوی عبد الرحمٰن کو نہیں دیکھا لیکن ایک دو مرتبہ ملتان میں دیکھا ہے اور ایک بار مہار شریف میں دیکھا ہے۔ اسی دوران حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ "مُوسنا زکوٰۃ لینے والے مُلّا کا قصہ سنو۔ بعدہٗ آپ نے انگور کے متعلق بات شروع کی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے عبد اللہ جان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عبد اللہ جان آج ملتان سے انگور آئے ہیں بعدہٗ آپ نے فرمایا میں نے چکھے نہیں ہیں لیکن ہم نے جس کو دیئے ہیں انھوں نے بتایا ہے کہ کابلی انگور سے زیادہ میٹھے تھے۔ شاید کوئٹہ سے بذریعہ ٹرین آئے ہوں گے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ "کیا ہوتا اگر محمود یہی انگور خرید کر بچوں کے لیے بھیج دیتا۔ خود کھا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میں نے انگور نہیں کھائے اور مجھے یاد بھی نہیں ہے کہ کس وجہ سے انگور نہیں کھائے ہیں۔

دریں اثناء عبد اللہ جان نے عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ انگور کھاتے تھے یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ابتدائی حال میں بہت کم کھاتے تھے اور آخر حال میں وہ بھی چھوڑ دیئے تھے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب انگور آتے تو آپ ہم پر وہ انگور تقسیم فرما دیتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ:

"انگور خوردن دانه دانه خواب کر دن بالا خانه."

یعنی: ایک ایک دانہ انگور کھانا اور بالا خانہ پر سُونا۔

یا آپ نے نون مصدری کے بجائے میم متکلم فرمایا۔ پھر عبارت یہ ہوگی:

انگور خوردم دانه دانه، خواب کر دم بالا خانه.

آپ نے ارشاد فرمایا مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

۱۔خربوزہ ۲۔تربوز۔ ۳۔آم

بروز پیر ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد کے شمالی کونے میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف اور مولوی محمد حسین خدمت میں حاضر تھے۔ دواؤں کے متعلق بات ہو رہی تھی۔ آپ نے مولوی صاحب مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج مولوی خدا بخش نے مجھے قُرصِ گل دینا شروع کی ہے۔ مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے کوئی اثر ظاہر نہیں کیا۔ اِجابت اپنی عادت کے مطابق ہو رہی ہے بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ اکثر ملا بے وقوف ہوتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا زکریا کی والدہ یعنی حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس سرہٗ کی زوجہ کو ایک پھوڑا نکلا تھا میں نے مولوی خدا بخش سے کہا کہ اس کا علاج کرو۔ لیکن مولوی صاحب مذکور نے کہا کہ دَم کراؤ۔ میں نے کہا کہ کس سے دَم، جھاڑ پھونک کرائیں۔ بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے اسے کہا کہ سردار خان کو پھوڑا نکلا تھا اور زکریا (یعنی حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی والدہ نے حیبانیاں وغیرہ سے کوئی چیز دَم کرا کے بھیجی تھی اسے کیا فائدہ ہوا ہے۔ اسی دوران آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ:

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں ایک رات بالائی بنگلے میں سویا ہوا تھا کہ مولوی موسیٰ آیا اور بنگلے کے نیچے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ تو یہاں سویا ہوا ہے میرے بیٹے کو سانپ نے کاٹا (ڈسا) ہے۔ جلدی اُٹھ کر آ اور میرے بیٹے کا علاج کر۔ میں اٹھ کر جوتا پہن رہا تھا کہ مولوی صاحب نے پھر آواز بلند کی

کہ ابھی تو جوتا پہن رہا ہے جوتا پہننے کی فرصت نہیں ہے۔ پس میں نے اسے کہا
کہ تسلی کرو خیریت ہے۔ اور میں نے کسی کو غلام حسین خان کی طرف دوڑایا۔ پس
غلام حسین خان دوائیاں اپنے ساتھ لے کر آ گیا۔ الغرض جب مولوی موسیٰ کے
گھر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ مبارک کا بیٹا محمد دھوتڑ دَم جھاڑ پھونک کر رہا ہے اور
مولوی موسیٰ اسے کہتا ہے کہ اگر میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا تو میں تمھیں فلاں گھوڑا دوں گا
جسے تو جانتا ہے اور فلاں گائے بھی تمھیں عطا کروں گا اور وہ مولوی موسیٰ کی باتوں
سے بہت پھولا ہوا تھا۔ پس غلام حسین خان کاغذ کا ٹکڑا کھول کر مولوی موسیٰ کے
بیٹے کے منہ میں ڈالا تو اس نے ڈھاڑ فریاد کی اور کہا کہ مجھے کیا بلا دیتے ہو اور کھڑا
ہو گیا۔ غلام حسین خان نے کہا ٹھہر جا ابھی ایک پڑی اور دینی ہے پس اس نے کہا
کہ نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں مجھے خیریت ہے۔ پس غلام حسین خان نے مجھے کان
میں کہا کہ اسے سانپ نے نہیں ڈسا مولوی موسیٰ نے جب غلام حسین خان کو
میرے ساتھ باتیں کرتے دیکھا تو اسے بھی تسلی ہوئی۔ پس محمد دھوتڑ نے کہا اس
کو دو مرتبہ اور بھی دَم کرنا ہے مولوی صاحب نے کہا کہ دم کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ القصہ جب ہم اپنی جگہ پر واپس آئے تو غلام حسین خان نے بتایا کہ
میں نے اسے ہڑیٹھہ دیا تھا اور مار گزیدہ کی یہ علامت ہے کہ جسے سانپ نے ڈسا
ہو اسے اس ہڑیٹھہ سے تلخی کڑواہٹ بالکل نہیں ہو گی۔ پس اس کا علاج کیا
جائے اور اگر سانپ نے ڈسا نہیں ہے یا معمولی سانپ کا ڈسا ہوا ہے تو وہ اس
ہڑیٹھہ کی ایسی کڑواہٹ پائے گا کہ بیان نہیں کر سکتے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ
نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کہ یہ ہڑیٹھہ خود بھی تریاق زہر ہے۔ بعدہٗ آپ
نے فرمایا میں نے اس جیسی کوئی کڑوی چیز نہیں دیکھی ہے۔ حضور غریب نواز قدس
سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب سہ شنبہ (منگل کی شب) ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرہ خواب گاہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بندہ راقم الحروف چارپائی سے قدرے دور بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے بغیر تقریب ظاہری کے ایک بیت پڑھا تو بندہ راقم الحروف اٹھ کر آپ کی چارپائی کے قریب ہو گیا حتیٰ کہ بندہ آپ کے پاؤں مبارک پر ہاتھ رکھ کر گیا کیونکہ بندے کا دل پیر کے دن والے قصہ سے پریشان تھا کہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ کو بے اختیاری میں نکلنے والے کلمہ پر غیرت و غصہ کیوں آیا۔ پس آپ نے یہ بیت پڑھا۔

جنیں گلوں میڈا دوست رنجیوے
اوگل بھلاّ میاں کیوں پئی تھیوے

یعنی: اے میاں ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے جس بات سے میرا محبوب ناراض ہوتا ہو۔ الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کا خوش آواز و ادا سے کئی بار تکرار فرمایا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ:

''ھُن لوگ اوہو گال کریندے ہن جو کہیں کوں ڈکھ پہنچے۔''

یعنی: اب تو لوگ ایسی بات کرتے ہیں جس سے کسی کو دُکھ پہنچے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بیت مذکور کو دوبارہ خوش ادا آواز سے کئی بار پڑھا اور کریمن قوال کی طرف متوجہ ہو کر اس سے پوچھا کہ کس راگ میں ہے۔ کریمن قوال نے عرض کیا کہ ''راگ جوگ'' میں ہے۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ بیت کبھی سنا ہے۔ کریمن نے عرض کیا کہ نہیں قبلہ میں نے نہیں سُنا۔ بعدہٗ آپ نے اسی بیت کو دوبارہ خوش آوازی (ترنم) سے پڑھا حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں مبارک پُرنم ہو گئیں اور آپ نے فرمایا کہ مجھے ساٹھ سال ہو گئے ہیں کہ میں نے یہ بیت موسیٰ نام کے ایک میراثی سے سنا تھا۔ اس کی آواز تو

اچھی نہیں تھی وہ میرے والد صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تھا اور مجھے کہتا کہ میں آپ کے نانا کا قوال ہوں اور بربط پر بہت خوب گاتا تھا۔

الغرض میں نے اس سے یہ تین چیزیں سنی تھیں۔

ایک یہی بیت مذکور ۲۔ساقیا جامی بدہ ۳۔نواں سوداگر

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ جب یہ موسیٰ قوال یہاں آتا تو میاں خیر محمد مرحوم سے کہتا کہ میں تمھیں ''ساقیا'' سناتا ہوں۔اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے غزل مذکور کا یہ بیت خوش طرز و ترنم کے ساتھ پڑھا۔بیت:

ساقیا جامی بِدہ تا بست لا یعقل شوم

شاید از غمہائے دوراں لحظہ غافل شوم

یعنی: اے ساقی! کوئی ایسا جام (شراب) پلا جس کی مستی سے میں بے خود ہو جاؤں شاید زمانے کے غموں سے کچھ دیر میں بے خبر ہو جاؤں۔

الغرض آپ نے اس بیت کا تکرار فرمایا اس کے بعد یہ دوسرا بیت پڑھا۔

میل ابروئے تو دارم قبلۂ من روئے تو

کافرم من گر بمحرابے دگر مائل شوم

یعنی: میں آپ کے ابرو کی طرف میلان و جھکاؤ رکھتا ہوں کیونکہ میرا قبلہ آپ کا چہرۂ انور ہے اور اگر میں کسی دوسرے محراب کی طرف جھکوں اور مائل ہوں تو میں کافر ہو جاؤں۔فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کا بھی تکرار فرمایا اور بعدہٗ یہ مصرعہ پڑھا۔

مصرعہ: او کشد تیغ جفا و خلق آید در خروش

یعنی: جب وہ (محبوب) جور و جفا کی تلوار چلاتا ہے تو خلقِ خدا (عشاق) میں جوش و جذبہ شور و غل ہوتا ہے۔

بعدہٗ آپ نے اس مصرعہ کو اس دوسرے مصرعہ کے ساتھ ملایا۔

مصرعہ ثانی: من بفکر آنکہ چوں قربان آں قاتل شوم

اب شعر کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ:

او کشد تیغِ جفا و خلق آید در خروش
من بفکر آنکہ چوں قربان آن قاتل شوم

یعنی: جب وہ (محبوب) جور و جفا کی تلوار چلاتا ہے تو خلقِ خدا (عشاق) میں شور و غل اور جوش و جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اب میں اس فکر میں ہوں کہ اس قاتل (محبوب) پر میں اپنی جان کیسے قربان کروں۔

الغرض آپ نے اس بیت کا کئی بار تکرار فرمایا اور بعد میں یہ بیت پڑھا۔

بسملم کردی ودارم شوق شمشیرت ہنوز
کاش گردم زندہ و بار دگر بسمل شوم

یعنی: آپ نے مجھے زخمی کر دیا ہے میں اب بھی آپ کی تلوار سے زخمی ہونے کا شوق رکھتا ہوں۔ کاش! اگر میں زندہ رہا تو پھر دوبارہ بسمل ہوں گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس بیت کو چند مرتبہ پڑھا اور اس کے بعد یہ بیت پڑھا۔

ایکہ میگوئی ہلالی بعد ازیں بیدل مشو
دل چہ کار آید مرا بگزار تا بیدل شوم

یعنی اے ہلالی اب یہ کہتا ہے کہ عاشق نہ بن، تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں عاشق (صادق) بنوں یہ دل کس کام آئے گا؟

فی الجملہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس غزل کو بڑی خوش ادا و طرز کے ساتھ مکمل فرمایا اور اس کے بعد یہ بیت پڑھا۔

ماہی والے دیس دا کوئی نواں سوداگر آیا
ڈیندے بکھیا تے لیندا نہیں کوئی صورت دا سویرا آیا

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کو کئی مرتبہ پڑھا۔ بعدہٗ عبداللہ خان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عبداللہ خان سمجھتے ہو۔ پس عبداللہ خان نے عرض کیا کہ غریب نواز! کچھ سمجھتا ہوں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ "سوداگر" کی بجائے کوئی اور کلمہ ہوتا جیسے "جوگی" یا "فقیر" تو اچھا ہوتا کیونکہ دوسرے مصرعہ میں "ڈیندی بھکیا" ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ تمام ابیات بہترین لب ولہجہ اور خوش آوازی سے پڑھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ اسماعیل شاہ نام کا ایک شخص تھا اس نے اپنی داڑھی چھوٹی اور سر کے بال بڑھائے ہوئے تھے اور اپنے پاؤں کو مارتا اور یہ کہتا تھا۔

مصرعہ: "اُودِن اَساں نُون عید برابر یار دکھائے نین"

یعنی جس روز محبوب ہمیں اپنا دیدار کرائے گا، اس دن ہماری عید ہوگی۔

القصہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس مصرعہ کا تکرار فرمایا بعدہٗ اس اسماعیل شاہ کے کچھ حالات بیان فرمائے آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اس اسماعیل شاہ نے ہمارے استاد کی لوکار (گرم چادر) چوری کی۔ اس زمانے میں ہمارے استاد کے چالیس شاگرد تھے سب کے سب جوان تھے۔ فی الجملہ یہ کہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس نے وہ چادر چوری کر کے کسی زرگر کو بیچ دی تھی اور اس زرگر (سنار) نے کسی اور کے پاس فروخت کی تو کسی نے اس لوکار کو پہچان لیا تو پھر ہمارے استاد کے شاگردوں نے اسماعیل شاہ کو بہت مارا پیٹا۔ پس کچھ عرصہ

کے بعد یہ اسماعیل شاہ غائب ہو گیا حتیٰ کہ ہم نے چالیس سال تک اسے نہیں دیکھا۔ پھر ایک مرتبہ ہم ملتان میں تھے ایک شخص کو دیکھا کہ سفید داڑھی لیکن داڑھی چھوٹی کی ہوئی اور چادر لپیٹے بیٹھا ہوا ہے اس نے مجھے کہا کہ آپ نے مجھے پہچانا ہے۔ میں نے کہا کہ تمھیں کہیں دیکھا ہے لیکن ابھی پہچانا نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں اسماعیل شاہ ہوں۔ پس میں نے کہا کہ "اسماعیل شاہ ٹنڈہ"؟۔ پھر وہ فوراً اٹھا چادر اتاری اور ہاتھ پکڑا اور خوشامد کرنے لگا۔ پھر ہم جب تک ملتان میں رہے تو وہ روزانہ ہمارے پاس آتا تھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا مہار شریف کی شرقی جانب چوبیس میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے آپ نے اس بستی کا نام بتایا لیکن بندہ راقم کو یاد نہیں رہا۔ الغرض حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اس بستی میں زیادہ تر مُطرب (میراثی) رہتے ہیں بلکہ تمام شہر ہی ان میراثیوں کا ہے۔ اس بستی کا ایک مطرب مہار شریف میں صاحبزادہ صاحب کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اس کی زبان میں کوئی بیماری تھی کہ صحیح بول نہیں سکتا تھا اور نام اس کا نتھیا تھا۔ جب صاحبزادہ صاحب یہاں تونسہ شریف تشریف لائے تو وہ مُطرب بھی ان کے ہمراہ تھا وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے نوکر شادی کو کہتا تھا کہ "مَامَا شَادیا خیریت ہے کیا حال ہے۔" پس اسی وقت شادی جوتا ہاتھ میں لے کر نتھیا کے سر پر مارنا شروع کر دیتا تھا کیونکہ یہ شادی یہاں اپنے آپ کو "بلوچ" کہلواتا تھا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تبسم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ تو اس کو مَامَا کیوں کہتا ہے یہ تو بلوچ ہے اور تو میراثی ہے پس نتھیا عرض کرتا نہیں، نہیں غریب نواز یہ بھی مطرب ہے کیونکہ اس کی بہن میری ماں ہے پھر میں اسے ماموں کیوں نہ کہوں۔ شادی پھر اسے مارنا شروع کر دیتا اور گالیاں بھی دیتا تھا۔

الغرض ایک مرتبہ اس نتھیا کے ساتھ رجیہ نام کا ایک لڑکا آیا جو بہت ہی خوش آواز تھا میں نے اسے کہا کہ تو یہاں رہ جا۔ اس لڑکے نے کہا کہ آپ صاجبزادہ صاحب سے پوچھیں اجازت لیں۔ الغرض صاجبزادہ صاحب نے اسے رہنے کی اجازت دے دی پھر وہ کافی عرصہ یہاں مقیم رہا۔ پھر وہ واپس چلا گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اہلِ مجلس کو رخصت دی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

شب چہارشنبہ (بدھ کی رات) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا آپ نے اپنی زمینوں کی کاشت کاری کرانے والے مؤکل (کاردار) سے کھیتی باڑی کا حال معلوم کیا تو مؤکل (کاردار) نے عرض کیا کہ غریب نواز میں نے فلاں آدمی سے بیل مانگے تھے لیکن اس نے بیل دینے سے انکار کر دیا تھا اور وہ شخص بھی آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس نے معذرت کرنا شروع کی کہ غریب نواز میرے بیل بالکل لاغر و کمزور ہیں مشقت برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے اس مؤکل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے اس سے بیل کیوں مانگے تھے۔ بعدہٗ آپ نے یہ حکیمانہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ:

"نحو ستیاں دی لیلی کنوں نھر بکھا چنگا ھے."

یعنی منحوسوں کی لیلیٰ (بھیڑ یا بکری کا چھوٹا بچہ) سے بھیڑیئے کا بھوکا رہنا بہتر ہے۔

آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے۔

شب پنجشنبہ (خمیس کی رات) ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز حجرۂ خواب گاہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا بغیر کسی ظاہر تقریب کے آپ نے یہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

مصرعہ: جملہ ترکانِ جہاں ہندوئے تو

یعنی: تمام جہاں کے معشوق تو تمھارے غلام ہیں۔

الغرض حضور غریب نواز نے اس مصرعہ کا تکرار فرمایا۔ بعد ازاں اسد خان کے متعلق بات شروع کی۔ آپ نے فرمایا لیہ شہر میں ایک سکھ تھا۔ اس کا نام خزاں سنگھ تھا۔ اس نے اسد خان کی طرف کہلوا بھیجا کہ تم یہاں لیہ میں آؤ تمھارے ساتھ کچھ شرائط مقرر کرنی ہیں، اگر تم نہ آئے تو پھر اپنے ملک پر قابو رہو۔ ہم تمھارا ملک اپنے قبضہ میں لے لیں گے۔ اسد خان نے اپنے ارکان سے مشورہ کیا تو تمام ارکان نے لیہ جانے کی ترغیب دی۔ پس اسد خان نے لیہ جانے کی تیاری کی۔

الغرض اسد خان جب لیہ پہنچا تو سکھوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ خان نے خزاں سنگھ سے کہا کہ تو نے مجھے یہ پیغام بھیجا تھا کہ کچھ شرائط معین کرنی ہیں لہٰذا تم یہاں آؤ۔ اب تم نے دھوکا کیا ہے۔ خزاں سنگھ نے کہا کہ شرائط معین کرنے کے لیے ابھی لاہور لے جاؤں گا۔ آخر اسی رات اسد خان کو لیہ سے لاہور لے گئے رنجیت سنگھ نے اسے گرفتار کر کے ملتان بھیج دیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز پنجشنبہ (بروز جمعرات) ۱۳۱۶ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ بوقت چاشت موسم سرما کے حجرۂ خواب گاہ میں رونق افروز تھے آپ حافظ محمد موسیٰ صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خدمت علی اور فضل علی کے متوسلین میں سے ایک خوجہ تھا اور یہ نیک متوسل پرست تھے اور ان کا کام عمدہ تھا حتیٰ کہ نواب صاحب اور تمام خاکوانی افغانوں نے جب تک اپنا ملک نہیں چھوڑا تھا ان کے

شہروں کی مساجد آباد تھیں اور تمام لوگ نمازی تھے جب ان خاکوانی افغانیوں نے اپنا ملک چھوڑا تو پھر معرکہ خوجے ذلیل و خوار ہوئے اور مساجد بھی ویران ہوگئیں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ساون مل کے دوسرے تمام کام تو اچھے تھے مگر جس شہر میں اس کا غلہ اور دیگر سامان تھا وہ مسجدوں میں رکھتا تھا اور کہتا تھا یہ مسجدیں بیکار کھڑی ہیں۔ الغرض آپ نے فرمایا ان مساجد کی ویرانی کا سبب یہی تھا۔

آپ نے فرمایا کہ وہ خوجہ بڑا لطیفے گو تھا۔ المختصر یہ کہ وہ خوجہ جس مسجد کو ویران دیکھتا اس کے دروازے پر جا کر سجدہ کرتا اور کہتا تھا:

"اے بی بی مسجد توں اتے میں ڈوہیں خوار ہیں۔ دعا کریں ہا جی خدا سُنجائی اتے خواری اساڈی ونجاوے ہا۔"

یعنی: اے مائی مسجد تو اور میں دونوں ذلیل و خوار ہیں۔ تو دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کی ویرانی اور خواری کو دور کرے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ تمام فوائد بیان فرما کر کھانا کھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بروز جمعہ ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازۂ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف بھی آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ دور سے ایک شخص نے عرض کیا کہ:

"سائیں میں ایمان اتے پُتر دا سوالی ہاں۔"

یعنی: "میں اپنے ایمان کی سلامتی اور اولادِ نرینہ کا سوالی ہوں۔"

آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''ڈوہیں چیزاں منگداہیں۔''

یعنی: دونوں چیزیں مانگتا ہے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں بھائی دونوں چیزوں میں سے ایک چیز مانگ لے جو چاہتا ہے۔ اس شخص نے کچھ دیر خاموش رہ کر عرض کیا کہ:

''چنگی شئے تاں ایمان ہے کیڑی شئے منگاں اچھا تاں ایمان ہے۔''

یعنی: اچھی چیز تو ایمان ہے کونسی چیز مانگوں۔ اچھا ایمان ہے۔

پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے پھر تبسم فرما کر ارشاد فرمایا۔

''ہا میاں ایمان چنگی شئے ہے، پتر تاں خدا مالک ہے ڈیوے یا نہ ڈیوے اتے ایمان تاں ضرور مگنا ہے۔

یعنی ہاں میاں ایمان اچھی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے بیٹا دے یا نہ دے لیکن ایمان کی سلامتی ضرور مانگنی چاہیے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ:

میاں ایمان منگ جیکر ایمان منگیو تاں خدا تعالیٰ پتر وی چا ڈیسی۔

یعنی میاں ایمان کی دولت مانگ لے۔ اگر ایمان مانگ لیا تو اللہ تعالیٰ بیٹا بھی دے دے گا۔

اس آدمی نے عرض کیا ایمان کی دولت آپ کی توجہ اور وسیلہ سے ملے گی۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ دی مہربانی ہو وی۔''

بعد ازاں آپ نے اس آدمی سے پوچھا کہ کھوسہ ہے پس اس شخص نے عرض کیا کہ نام تو کھوسوں کا ہے لیکن ہوں تو خاک مٹی۔ پس آپ نے فرمایا کہ خیر کھوسہ تو ہے۔ بعدہٗ آپ نے اس سے پوچھا کہ علاقہ یارو میں رہتا ہے یا موہائی

میں۔اس آدمی نے عرض کیا کہ غریب نواز موہائی میں رہتا ہوں۔
حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے اور سر مبارک نیچے جھکا لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔
شب شنبہ (ہفتہ کی رات) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے پاؤں مبارک کے مقابل بیٹھا ہوا تھا عبد اللہ جان قندھاری حاضر خدمت تھا آپؒ نے عبد اللہ جان سے فرمایا تم کیسے ہو اچھے ہو۔ عبد اللہ جان نے عرض کیا کہ حضور کے کرم سے اچھا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد حسین اور مولوی خدا بخش دونوں نے مل کر نسخہ مفرح کی گولی بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ دوسرے دن میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کون کونسی دوا کی ضرورت پڑے گی۔ انھوں نے کہا ان ادویہ میں سے ایک تو سیب کا پانی تھا انھوں نے کہا کہ آپ کو تربوز بھی مفید ہے۔ میں نے کہا کہ ان دونوں کا ملنا ممکن تو ہے لیکن ان کے لیے مہلت درکار ہے۔ پھر اسی روز ایک جولاہا کوٹ سلطان سے آیا اور کہا کہ مجھے ریلوے اسٹیشن والوں نے آپ کے لیے ایک صندوق دی ہے۔ پھر میں نے موسن سے کہا کہ اس کو کھولو اور دیکھو کہ اس میں کیا ہے۔ جب مُوسن نے صندوق کھولا تو اس میں دو تو بڑے بڑے بہی تھے۔ اور چھ سیب تھے ان میں سے چار سیب صحیح سلامت تھے اور دو گلے ہوئے تھے ثابت سیب تو میں نے مولوی صاحبان کی طرف بھیج دیئے اور کہا کہ ان کا پانی نکالو اور دوا میں استعمال کرو اور جو دو گلے ہوئے تھے میں نے ان کو کاٹا اور لڑکوں کو دے دیئے تیسری دوا بڑے بڑے تربوز تھے ان کی بھی ہمیں ضرورت تھی اور چوتھی دوا اس میں چند قندھاری انار تھے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی بات کرتا ہوں اور خدائے بے نیاز کی بات کرتا ہوں۔"

الغرض بعدہ' آپ نے کسی شاعر کا ہندی زبان کا شعر پڑھا اور سماع میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز شنبہ (بروز اتوار) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بعد نماز ظہر دولت صحبت حاصل ہوئی حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے سامنے بیٹھا تھا اور مولوی محمد حسین حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی جی تمھیں یاد ہے۔

"لوک تاں ہُن لنگیاں کوں رَتی کنی لائی وَڈّے ہن۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دی لنگی کوں ساوی کنی لائی ھَئی۔"

یعنی: لوگوں نے تو اب اپنی لنگیوں کو سرخ کنی (کنارہ) لگائی ہوئی ہے لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی لنگی کو سبز کنارہ (کنی) لگایا تھا۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ اس کو آدھی والا لاچہ کہتے ہیں۔ رَتا (سرخ) سُوتر پیلا پٹ، اسی وقت مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ غریب نواز! خوبصورت نظر آتا ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ:

"سونہڑیاں کوں ہر شی سونہڑی لگدی ھی."

یعنی: حسینوں کو ہر چیز خوبصورت لگتی ہے۔

مولوی محمد حسین نے مولوی علیہ الرحمۃ کا ایک بیت پڑھا تو حضور غریب نواز قدس سرہ' نے اس بیت کا ترجمہ یوں بیان فرمایا کہ:

"سُنڑ ھپ (حسن) لوکاں دا نال جامے دے اتے جامہ نال تیڈے سوہنڑا ہے۔"

یعنی لوگوں کا حسن کپڑے کے ساتھ ہے لیکن کپڑا تمھارے ساتھ حسین ہے۔

بعدہ' آپ نے حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں گفتگو شروع کی تو آپ نے فرمایا یہ شخص جو آیا ہے وہ اپنے آپ کو حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے کہلواتا ہے اور یہاں مجھ سے مُہر لگوانے کے لیے آیا ہے میں نے اسے کہا ہے کہ:

''میں واسطے جی وندی ہونپیندے وت مہر اساڈی کوں چہ کریندے ہو۔''

اس نے کہا کہ تمھاری مہر کے بغیر ہمیں کوئی نہیں پہچانتا۔ بعدہ' آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے جب میں دہلی جاتا تھا تو دیکھتا تھا کہ میاں کمال الدین صاحب جو حضرت مولانا فخر الدین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک کی نذران کو دلواتے تھے۔ ایک مرتبہ میں دہلی گیا تو میں نے دیکھا کہ میاں کمال الدین صاحب حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک کا نذرانہ کسی دوسرے شخص کو دلوارہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میاں کمال الدین کے بڑے بھائی میاں غلام نظام الدین کی دو لڑکیاں تھیں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ ''ہندوستان میں یہ بہت گندی رسم ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو رشتہ نہیں دیتے ورنہ میاں کمال الدین صاحب کے دو فرزند تھے۔ میاں غلام نظام الدین صاحب کی لڑکیوں کا نکاح اپنے بیٹوں سے کردیتا۔ فی الجملہ یہ کہ میاں کمال الدین صاحب نے اپنے بھائی کی ان دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا نکاح اسی شخص سے کردیا جسے اب حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک کا نذرانہ دلواتے ہیں۔ اور وہ شخص حاجی پور میں نوکر تھا۔ جب اس کی نوکری موقوف ہوئی تو میاں غلام نظام الدین کی لڑکی نے میاں کمال الدین سے ورثہ طلب کیا تو میاں کمال الدین نے اسے کہا کہ تم ورثہ کا

مطالبہ مت کرو۔ حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک کا نذرانہ تمھیں دلواتا ہوں۔ان کو وراثت سے محروم کر کے مزار مبارک پر مقیم کر دیا۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے تصرف میں گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا پہلی مرتبہ جب ہم دہلی گئے تھے تو مزار مبارک اسی طرح صفت پر تھی جس طرح کہ اب ہے اس کے بعد میاں غلام نظام الدین صاحب نے خرچ کر کے پشتی تعمیر کروائی۔

اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کو علم واتقا اور شرع منظور تھی۔ پس غلام نظام الدین نے ایک رات ان کی مزار مبارک کی پشتی پر خناث (ہیجڑوں) کا تماشا کرایا۔ دوسرے روز فرنگی نے قلعہ پر چڑھ کر دوربینی سے دیکھ کر کہا کہ اس پشتی کو گرادو کیونکہ پریٹ کے لیے رکاوٹ بن گئی ہے آخر پشتی کو گرا دیا گیا کیونکہ حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کو خسروں کا کھیل تماشا پسند نہیں تھا۔آپ یہ فوائد بیان فرما کر اپنی عمارات کی باتوں میں مشغول ہو گئے۔

اسی دوران میاں محمد دین سیالوی کا بیٹا محمد امین مجلس میں آ کر بیٹھا پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا غریب نواز میرا نام محمد امین ہے آپ نے فرمایا تو اپنے باپ کی اجازت سے آیا ہے یا ایسے ہی مرید پکڑ کر آیا ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا تو اس گولڑوی (مہر علی شاہ) کے ساتھ آیا ہے۔ اور ریل پر (ٹرین) چڑھ گیا ہے اور مریدوں کو کہتا پھرتا ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا ہے۔ میرے باپ کے پاس چار خط آئے ہیں کہ اسے میرے پاس ضرور بھیجو میں اس کو کیا کروں گا۔ محمد امین نے عرض کیا غریب نواز میں نے کسی سے نہیں کہا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ

نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ تیرے باپ نے نہیں کہا ہوگا تو خود بخود کہتا پھر رہا ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ وہ (مہر علی شاہ) یہاں آیا ہے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک پر بوسہ نہیں دیا ہے اور نہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ وہاں اپنے پیر و مرشد کی مزار پر بھی بوسہ نہیں دیتا۔ مجھے اس کے ساتھ کیا کام تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس محمد امین نے اسے کہا ہے کہ دیوان صاحب اجمیری حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا تو نے اسے اپنا مرید کیا ہے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تجھ پر ناراض ہیں۔ اسی دوران آپ نے فرمایا کہ ''تم مریدوں کے پیچھے رہتے ہو اور مریدوں کی کمائی کھاتے ہو، میں تو اپنے پیر کی کمائی کھاتا ہوں مریدوں کی کمائی نہیں کھاتا۔''

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں نے کب تیرے باپ کو لکھا ہے کہ گولڑوی کو میری طرف بھیجو۔ اس کے بعد آپ نے مہمان نوازی اور نصیحت کے طور پر فرمایا کہ ''میاں ایسے کام نہ کیا کر۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اپنے کام کے لیے اٹھے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

قاضی صاحب کی اولاد کا ذکر:

روز یکشنبہ (بروز اتوار) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ بوقت اشراق حضور غریب نواز قدس سرہٗ بنگلہ شریف میں رونق افروز تھے۔ حضرت قاضی صاحب کوٹ مٹھن والے کی اولاد کے بارے میں بات چل پڑی تو آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا قاضی عبدالرحمٰن جو کہ حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھا وہ ہر سال نوشہرہ شہر کا ذمہ (ٹھیکہ) لیتا تھا نوشہرہ بہاول خان کی

ریاست کا ایک شہر ہے۔
فی الجملہ ایک مرتبہ نوشہرہ کا ٹھیکہ لیا تو پانچ ہزار روپے کا نقصان ہوا پس قاضی عبدالرحمٰن وہاں سے بھاگ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ تیس (۳۰) گھوڑے اور کئی نوکر اس کے ساتھ تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس کے ساتھ مارکہ (زیادہ ساتھی) ہوتے تو اس کو کفش دوزوں (موچی) کے گھر ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس قاضی عبدالرحمٰن صاحب کو بھی موچیوں کے گھر ٹھہرایا۔ قاضی عبدالرحمٰن نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بہاول خان کو فرمائیں کہ یہ پانچ ہزار روپے جو میری طرف ہیں ادا کر دوں گا لہٰذا دوسری دفعہ بھی اس شہر کا ٹھیکہ مجھے دے دے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے بہاول خان سے یہ بات کی۔ بہاول خان نے عرض کیا کہ یہ پانچ ہزار روپے میں معاف کر دیتا ہوں لیکن دوسری مرتبہ اس شہر کا ذمہ اس کو نہیں دوں گا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ پھر قاضی عبد الرحمٰن ایک سال تک یہاں ٹھہرا رہا، مشائخ کرام کے اعراس مبارکہ پر خرچ کرتا رہا یہاں تک کہ تمام گھوڑے بیچ کر کھا گیا۔ جب نوکروں کو خرچہ میسر نہیں آتا تھا تو وہ بھی چلے گئے۔
پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بہاول خان کے نام ایک مکتوب لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ:
"اس کی روزی (گزر اوقات کا کوئی سبب مقدر (مقرر) کریں۔"
پس بہاول خان نے وہ پانچ ہزار روپے معاف کر دیئے اور دو روپے بہاولپوری یومیہ مقرر کر دیئے آج تک قاضی عبدالرحمٰن کی اولاد وہ روزینہ کھا رہی ہے۔
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب میں پہلی مرتبہ کوٹ مٹھن گیا تھا

تو قاضی عبدالرحمٰن نے میری دعوت کی تھی اور کہا کہ قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی کمائی سے کھا رہی ہے اور میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ (حضرت پیر پٹھان) کے لنگر شریف سے کھا رہا ہوں۔

حضور غریب نواز نے فرمایا کہ یہ قاضی عبدالرحمٰن، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سجادہ (مصلّٰی) مبارک پر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھتا تھا لیکن ادب سے بیٹھتا اور ادب سے بات کرتا تھا اور غلام رسول بے باکانہ بات کرتا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر بنگلہ سے اٹھے۔

روز یکشنبہ (بروز اتوار) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ نماز ظہر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی مسجد میں رونق افروز تھے۔ مولوی محمد حسین حاضر خدمت تھا۔ عوارف شریف اور تحفۃ الاحرار کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو حضور غریب نواز نے فرمایا کہ عوارف شریف آسان ہے کہ اس میں مسائل ہیں سمجھ آجاتے ہیں اور تحفۃ الاحرار مشکل ہے ہرگز سمجھ نہیں آتی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں نے خود دو تین مرتبہ پڑھا ہے اور چند آدمیوں کے ساتھ سماع کیا ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ:

"ہر کوئی جی پڑھدا ویندا ھی کینویں سمجھیندا ہوسی۔"

یعنی: ہر شخص پڑھ رہا ہے کیسے سمجھتا ہوگا۔

یہی ہوگا کہ عبارت پڑھ لیتے ہوں گے۔

اسی دوران مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ مولوی جامی علیہ الرحمۃ نے آیۃ: اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا ۔ کا عجیب معنیٰ ذکر کیا ہے۔ مولوی صاحب نے معنی مذکور عرض کر سنایا پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اسی تقریب پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

آپ نے فرمایا کہ حضرت حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ عنہ ملتانی کی خانقاہ کے شمال میں حبیب شاہ کی خانقاہ ہے۔ یہ حبیب شاہ بلخ کے سلاطین میں سے ایک بادشاہ تھا۔ بادشاہی چھوڑ کر ادھر آیا اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ یہ حبیب شاہ قلندر مشرب تھا ان قلندروں کی طرح نہیں تھا جو بھنگ پیتے ہیں بلکہ وہ قلندریت جو کتابوں میں مذکور ہے کہ فلاں شخص قلندری مرتبہ حاصل کر چکا ہے اس مرتبہ پر پہنچا ہوا تھا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ یہ شاہ صاحب اس زمانے میں تھا جب حضرت شیخ بہاؤ الدین رضی اللہ عنہ کے داماد فخر الدین عراقی بھی شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا۔ الغرض حبیب شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی خانقاہ پر ایک فقیر بیٹھا رہتا تھا اس کی زبان ہندوستانی تھی اور اصل میں وہ خراسانی تھا وہ فقیر نیک عادت تھا اور اس خانقاہ کے قریب ایک کنواں تھا اور کنویں کے پاس کھیتی تھی وہ کھیتی اس کنویں کے پانی سے سیراب ہوتی تھی فی الجملہ شاہان خراسان جب ملتان آتے تھے تو شاہ حبیب صاحب رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے نزدیک اقامت پذیر ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ خراسان سے آیا اور وہاں آکر ٹھہرا۔ اس کے ملازمین فقیر کی کھیتی میں پڑ گئے۔ فقیر بھاگتا ہوا بادشاہ کی طرف آیا اور فریاد کی تو بادشاہ نے اس کے ساتھ ایک سپاہی بھیجا سپاہی کے منع کرنے پر ملازم کھیتی تباہ کرنے سے رُک گئے۔ دوسری مرتبہ پھر آیا کہ بادشاہ کے ملازمین پھر فقیر کی کھیتی میں گھس گئے ہیں فقیر بادشاہ سے فریادی ہوا۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ سپاہی بھیجا۔ ملازمین سپاہی کے منع کرنے سے پھر رُک گئے لیکن تیسری مرتبہ ملازمین نے پھر اسی طرح کیا۔ فقیر بھی فریاد لے کر بادشاہ کے پاس آیا۔ پھر بادشاہ نے

اپنے وزیر سے پوچھا کہ کیا کروں؟ وزیر نے فقیر سے کہا کہ بادشاہ جب شہروں میں داخل ہوتے ہیں تو ایسے کام کرتے ہیں فقیر نے وزیر سے کہا کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا.

نا کہ یوں فرمایا کہ "کاپوھاولدوھاوبرودھا۔"

پھر وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اس کے ساتھ سپاہی بھیجیں جو وہاں بیٹھا رہے کسی کو نقصان نہ کرنے دے۔ پھر بادشاہ نے اس کے ساتھ سپاہی بھیج کر کہا کہ وہاں جا کر بیٹھ جا کسی کو نقصان نہ کرنے دے حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر حضرت حافظ صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کا ذکر دوبارہ شروع فرمایا۔

ذکر حافظ جمال صاحب:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ سنگھڑ آئے تھے لیکن تونسہ شریف میں نہیں آئے ہیں کیونکہ اگر وہ تونسہ شریف میں آئے ہوتے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہوتی تو ان کا آنا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات کی بات ضرور مشہور ہو جاتی جیسا کہ مولوی صاحب خیر پوری رضی اللہ عنہ کا آنا مشہور ہے۔ اسی دوران مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ غریب نواز! ایک مرتبہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے اس طرح بھی فرمایا تھا کہ میں سنگھڑ اس وقت آؤں گا کہ جب بزدار نہیں رہیں گے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قصہ اس طرح نہیں بلکہ قصہ یوں ہے کہ قاضی نور محمد، حافظ جمال صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کا مرید تھا اور اس کا والد قاضی احمد علی حضرت نارووالہ صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا الغرض

قاضی نور محمد کہتا تھا کہ لکھی بزدار جو اسد خان کا وزیر تھا وہ بھی حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ اس کا ایک ہندو کے ساتھ مقدمہ تھا۔ پس ہندو نے کہا مجھے شرع منظور ہے اسد خان نے کہا کہ جاؤ شریعت کی طرف رجوع کرو۔ پس دونوں میرے باپ قاضی احمد علی کے پاس آئے۔ میرے باپ نے بحکم شرع شریف ہندو کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ حق ہندو کا تھا۔ میرے باپ نے لکھی سے پوچھا کہ فتویٰ لکھ دوں تو لکھی نے کہا فتویٰ آج نہ لکھیں کل لکھ دینا پس میرا باپ فتویٰ لکھنے سے ٹھہر گیا۔

القصہ رات کو لکھی نے میرے باپ کی طرف کہلوا بھیجا کہ میں مسلمان تھا اور وہ ہندو تھا تو نے میرے حق میں فیصلہ نہیں دیا۔ مجلس میں مجھے شرمندہ کیا تو نے اچھا نہیں کیا۔ ہندو کو حق د ے دیا۔ میرے باپ نے لکھی کی طرف کہلوا بھیجا کہ میں نے بہت حیلہ ڈھونڈھا کہ کسی طرح حق تجھے ملے لیکن تو کسی طرح بھی حقدار نہیں بن سکتا تھا اس لیے فیصلہ اس کے حق میں دینا پڑا۔

الغرض دوسرے دن میرے باپ نے فتویٰ لکھا۔ لکھی بزدار نے تین چار بزدار میرے باپ کو قتل کرنے کے لیے بھیج دیئے۔ ہر ایک نے میرے باپ پر حملہ کیا ضرب لگائی لیکن ہر وار خطا ہوا البتہ میرا باپ زخمی ہوا اور فریاد کرتا ہوا وہاں سے بھاگ نکلا دوسرے دن اسد خان کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا لیکن اس مقدمہ کا ثبوت (شہادت) نہ ملا۔ اس لیے اسد خان نے ہمارے اس مقدمہ میں کوئی حکم صادر نہ کیا۔ پھر ہم نے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد کی تو حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"لکھی جیندیاں تائیں سنگھڑ نہ ویساں."

یعنی: جب تک لکھی زندہ ہے میں سنگھڑ نہیں جاؤں گا۔

بعدہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ قاضی نور محمد کہتا تھا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ ہر سال سنگھڑ آتے تھے ابھی ان کے آنے کی مدت سے چند مہینے باقی تھے۔ الغرض جب حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی آمد کے دن قریب آئے تو میں نے سنا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ ملتان سے سنگھڑ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ میں نے دل میں کہا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ "جب تک لکھی زندہ ہے میں سنگھڑ نہیں جاؤں گا۔" لکھی بزدار تو ابھی زندہ ہے اور خوش ہے اور حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ سنگھڑ آ رہے ہیں۔ شاید بزرگ لوگ ایسے ہی باتیں کر دیتے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ ان کی دعوت کرتے تھے اور ہم نے ان کی دعوت کے لیے دو دُنبے تیار (پالے) کیے ہوئے تھے۔

قصہ مختصر جب حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کے پہنچنے کا دن ہوا بلکہ ان کی آمد کا وقت ہو چکا تھا تو ہمارے ملازمین میں سے ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے اور کیوں آیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمھیں یہ بتانے کے لیے آیا ہوں کہ آج اسد خان نے لکھی بزدار کو قتل کرا دیا ہے۔ الغرض ادھر یہ شخص لکھی کے قتل کی خبر لایا اور اُدھر حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل کر کے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قصہ بیان فرماتے تھے کہ نور خان گرمانی جو بستی حبیب کا باشندہ تھا اس کی عادت تھی کہ نو دس روز یہاں ٹھہرا کرتا تھا اور تین چار دن اپنے گھر جا کر ٹھہرتا۔ پس ایک دن اس نور خان نے مجھ سے رخصت طلب کی اور کہا کہ مجھے گھر میں کوئی کام ہے وہ کام کر کے واپس آ جاؤں گا۔ میں نے اسے

رخصت دے دی۔ لیکن اشراق کے وقت میں نے اسے دیکھا کہ ابھی تک گھر نہیں گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ نور خان تو نے تو مجھ سے رخصت لے لی تھی ابھی گھر نہیں گئے ہو۔ یہیں ہو۔ تو نور خان نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ لکھی بزدار کو اسد خان کے ساتھ قرآن شریف کی سوگند (قسم) ہوئی ہے۔ پس میں یہاں رُک گیا ہوں تاکہ انتظار نہ رہے اور نہ کسی سے پوچھتا پھروں۔ ظہر کے بعد نور خان میرے پاس پھر آیا اور رخصت چاہی (مانگی) میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے نور خان نے کہا کہ اب میری انتظار ختم ہوگئی ہے کہ اسد خان نے لکھی بزدار کو قتل کرادیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل کر کے فرمایا کہ اس قصہ سے اور اُس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ سنگھڑ آئے ہیں اور تونسہ شریف میں نہیں آئے۔

بعدہٗ آپ نے یہ قصہ بھی نقل کیا کہ قاضی نور محمد بیان کرتا تھا کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ سنگھڑ میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی دعوت کی اور حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ میری دو دعوتیں قبول فرماتے تھے۔ صبح اور رات کی دعوت۔ الغرض اسی دن ظہر کے وقت میں گھر میں دعوت کی تیاری میں مشغول تھا کہ کسی نے مجھے کہا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ واپسی کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور گھوڑے پر سنج اور زین رکھ رہے ہیں۔ پس میں ان کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ غریب نواز آپ ہمیشہ میری دو دعوتیں قبول فرماتے ہیں اور اس سال یہ کیا کر رہے ہو۔ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری فلاں مشکین گھوڑی تو پہچانتا ہے میں نے وہ گھوڑی بجن نام ایک شخص جو موضع بجن کا رہنے والا ہے کے حوالے کی تھی۔

اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ گھوڑیوں کے بہت شوقین تھے اور حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ گھوڑی پانچ سو روپے قیمت کی تھی۔ الغرض اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قاضی نور محمد کہتا تھا کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلدی کرو کہ مجھے کسی نے ابھی بتایا ہے کہ آپ کی گھوڑی فلاں جگہ تین دن سے کیچڑ میں پھنسی ہوئی ہے۔ اب مجھے دریا کے کنارے کنارے فلاں جگہ پہنچاؤ پس ہم حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دریا کے کنارے کنارے روانہ ہوئے یہاں تک کہ جہاں گھوڑی کیچڑ میں پھنسی ہوئی تھی وہاں پہنچ گئے۔ دیکھا تو واقعی گھوڑی کیچڑ میں پھنسی ہوئی ہے۔ لاغر اور کمزور ہو چکی ہے پس حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اسے کیچڑ سے نکالو پھر ہم بڑی محنت و مشقت سے اسے کیچڑ سے نکال کر لے آئے۔ پس حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"عاجز تھیویں جیویں گھوڑی میڈی کوں عاجز کیتا ہیئی۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سجن سے کہو کہ میں کل ہیرو میر اور پرسوں بنڈی میں ہوں گا وہاں آ کر میرے ساتھ حساب کر جا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل کر کے فرمایا کہ ایسی بہت سی روایات آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ سنگھڑ میں آئے ہیں لیکن کسی نے یہ روایت نہیں کی کہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ تونسہ شریف میں آئے ہوں۔

اسی دوران مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں ملتان کی کُنجیاں (چابیاں) کسی کو نہیں دیں گے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ بات

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے نہیں فرمائی بلکہ حضرت قاضی عاقل محمد صاحب (کوٹ مٹھن والے) نے فرمائی تھی۔

ملتان کی کنجیاں:

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ محمد سوکڑی حکایت بیان کرتا تھا ایک دفعہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے صادق خان کی طرف مجھے رقعہ لکھ کر دیا۔ جب میں بہاول پور پہنچا تو لوگوں نے مجھے کہا کہ صادق خان کوٹ مٹھن گیا ہے پھر میں نے کوٹ مٹھن کا رُخ کیا اور راستہ میں تفنگ (توپ) کا آوازہ میں سنتا رہا۔ لوگ کہتے تھے کہ ملتان کا محاصرہ کرلیا گیا ہے حتیٰ کہ کوٹ مٹھن کے گزر (پتن جہاں سے دریا کو کشتیوں کے ذریعے عبور کرتے ہیں) پر میں نے سنا کہ ملتان پر قبضہ ہو گیا ہے اور مظفر خان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں نے کوٹ مٹھن جا کر رقعہ صادق خان کو دیا اور میں قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جا کر بیٹھا۔ ان کی مجلس میں بہاول خان اور دوسرے ارکان بیٹھے ہوئے تھے۔ ملتان کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جملہ اراکین نے کہا کہ ملتان حملہ کی زد میں آ گیا ہے اور مظفر خان قتل ہو گیا ہے اور میں نے بھی کہا کہ میں نے بھی اسی طرح سنا ہے۔ پس حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

'بھائی اساڈا حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کم حوصلہ نہیں، جیندیاں تائیں کنجیاں ملتان دیاں نہ ڈیسی۔''

یعنی: ہمارا بھائی (پھیر بھائی) حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کم حوصلے والا نہیں ہے جب تک زندہ ہے ملتان کی چابیاں کسی کو نہیں دیں گے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ فوجیں تین دن کے بعد واپس چلی

گئیں اور ملتان محفوظ رہا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ فوائد تمام کیے بندہ راقم الحروف اٹھ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

روز دوشنبہ (بروز پیر) سن ۱۳۱۷ھ چینی والی مسجد میں چاشت کے وقت دولت صحبت حاصل ہوئی۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ امیر عبدالرحمٰن سدوزئی قوم کو پسند نہیں کرتا۔ حق نواز خان نے عرض کیا کہ فلاں شخص کو سرکار نے فلاں جگہ مقرر کیا ہے لیکن امیر عبدالرحمٰن کی اجازت پر موقوف ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی مقرر نہیں ہوگا کیونکہ امیر صاحب نہیں چاہتا کہ سدوزئی میرے ملک میں آئے۔

اسی دوران آپ نے مثال کے طور پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہاول خان کے پاس تھے اور بہاول خان کی عادت تھی کہ دن میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا اور رات مبارک پور جا کر گزارتا تھا اور مولوی قادر بخش کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ پس معرکہ نے مقدمات کے لیے دستور لکھا کہ ایک قانون مہاروی صاحبان کے لیے دوسرا طبق علماء کے لیے اور تیسرا طبق بھی آپ نے ذکر فرمایا لیکن بندہ کو یاد نہیں رہا الغرض وہ فرد مولوی قادر بخش کو دے کر کہا کہ یہ فرد خان صاحب کے ہاں پیش کرو۔

اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مولوی قادر بخش کی شکل ساگی (ہُو بہو) حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی شکل سے ملتی جلتی تھی۔ صرف اتنا فرق تھا کہ مولوی قادر بخش کا قد چھوٹا تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا قد مبارک پانچ، چھ انگل بلند تھا۔ اور مولوی قادر بخش کا رنگ سفید تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا رنگ مبارک گندمی تھی۔ جب بہاول خان مولوی قادر بخش کو اپنے ہمراہ لے جاتا تھا تو اس لیے لوگ کہتے تھے کہ بہاول خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔

الغرض معرکہ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں مولوی قادر بخش پر امید نہیں ہے کہ وہ یہ فرد خان صاحب کے سامنے پیش کرے۔ کسی دوسرے کو اس کے ہمراہ بھیجیں تا کہ اس کے سامنے مولوی قادر بخش یہ فرد پیش کرے۔ الغرض مولوی سکندر کو اس کے ساتھ تیار کیا گیا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی قادر بخش کو فرمایا کہ مولوی جی! مولوی سکندر کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ مولوی قادر بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز! کسی کی حاجت نہیں ہے میں خود یہ فرد خان صاحب کے پیش کردوں گا۔

القصہ ہم نے مولوی سکندر کو زبردستی اس کے ساتھ بھیجا اور یہ مولوی سکندر بہت زیادہ چست و چالاک تھا۔ جب مبارک پور پہنچ گئے اور رات گزری تو مولوی سکندر نے مولوی قادر بخش سے کہا کہ مولوی جی! وہ فرد خان صاحب کے سامنے پیش کرو۔ پس مولوی قادر بخش نے کہا کہ وہ فرد میں نے خان صاحب کو پیش کردی ہے انھوں نے وہ فرد منظور کرلی ہے۔ پس مولوی سکندر نے کہا کہ نہیں میرے سامنے خان کو پیش کرو۔ مولوی قادر بخش نے پھر کہا کہ کوئی ضرورت نہیں میں نے خان صاحب کے سامنے پیش کردیا ہے اور خان نے منظور کرلیا ہے۔

الغرض مولوی قادر بخش نے جتنا جان چھڑانا چاہی لیکن مولوی سکندر بہت چالاک تھا اسے نہیں چھوڑا۔ آخر مولوی قادر بخش نے وہ فرد خان صاحب کے روبرو پیش کی۔ اس فرد پر سب سے پہلے خدایار حکیم کا نام لکھا ہوا تھا۔

اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ حکیم خدایار حضرت صاحب اور حضرت صاحبزادہ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہما کا علاج معالجہ کیا کرتا تھا اور بہاول خان اس حکیم کا سخت مخالف تھا۔ لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ الغرض جب بہاول خان نے وہ فرد

دیکھی اور اس کی نظر حکیم خدایار کے نام پر پڑی تو اس نے فرد کو پھینک دیا اور کہا کہ میں یہ فرد منظور نہیں کرتا یہ شخص بہت شریر ہے اور میرے کہنے پر نہیں ٹھہرتا۔ پس مولوی قادر بخش نے خان مذکور سے کہا کہ باقیوں کو تو ملاحظہ فرمائیے۔ خان صاحب نے کہا کہ باقی بھی ایسے ہوں گے۔ پھر مولوی قادر بخش خاموش ہو گیا۔

الغرض جب صبح کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آئے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی قادر بخش سے پوچھا کہ مولویا وہ فرد تو نے خان کو دکھلایا تھا۔ مولوی قادر بخش نے عرض کیا ہاں غریب نواز! وہ فرد میں نے خان کو دکھایا تھا خان نے منظور کر لیا ہے۔ بعدہٗ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی سکندر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ "گال" کر سکندرو! وہ فرد خان نے منظور کیا تھا یا نہیں۔ مولوی سکندر نے عرض کیا کہ غریب نواز مجھے خبر نہیں ہے کہ خان نے منظور کیا ہے یا نہ البتہ میں نے اس قدر دیکھا ہے اور یہ معلوم ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی جی وہ فرد آپ نے خان کے سامنے پیش کی ہے۔ مولوی نے فرمایا کہ ہاں میں نے پیش کر دیا ہے اور خان صاحب نے منظور کر لیا ہے۔ پس میں نے کہا کہ نہیں میرے سامنے پیش کرو القصہ جب خان صاحب نے وہ فرد دیکھا تو سب سے پہلے اس کی نظر حکیم خدایار کے نام پر گئی تو فوراً اس فرد کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ میں اس کے برابر نہیں آتا۔ یہ خدایار بہت سے مقدمات میرے پاس لایا ہے اور میرے کسی فیصلے پر نہیں کھڑا (قبول نہیں کیا) مولوی صاحب نے خان صاحب سے کہا کہ باقیوں کو تو دیکھیں خان مذکور نے جواب دیا کہ باقی بھی ایسے ہوں گے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ قصہ تمام فرمایا اور کہا کہ اسی طرح امیر عبدالرحمٰن کب چاہتا ہے کہ سدوزئی میرے سامنے آئے یا میرے ملک میں آئے۔

ایک من نسوار:

روز دوشنبہ (بروز پیر) چہار شوال المکرّم ۱۳۱۷ھ عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہ' روضہ شریف کے دروازہ مبارک کے مقابل رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف اور مولوی خدا بخش حاضر خدمت تھے کہ نسوار کے متعلق بات چلی تو آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اب تو نسوار کا شغل (استعمال کم ہو گیا ہے اور اس سے پہلے نسوار اور حقہ کا شغل بہت زیادہ تھا۔ دریں اثناء آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ خدا جانے کیا وجہ ہے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے لوگ دامانی والا تمبا کو پسند کرتے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا جب صاحبزادہ صاحب دہلی والا یہاں آیا تھا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری کو فرمایا تھا کہ یہ دامانی والا تمبا کو پسند کرتے ہیں اور دامانی والا تمبا کو یہاں نہیں ملتا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک جوان کو موضع احمدانی میں بھیجا تو وہ جوان احمدانی سے من پکا تمبا کو لے آیا تھا۔

القصہ وہ جوان ہر مہینے صاحبزادہ صاحب کے لیے موضع احمدانی سے پکا من تمبا کو لے آتا تھا اسی اثناء میں مولوی خدا بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز! تمام خرچ ہو جاتا تھا آپ نے فرمایا کہ ہاں ان کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے ان کا تمام دن یہی کام تھا چلم کشی (حقہ پیتے) کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب مذکور ایک سال یہاں مقیم رہا اور ہر مہینے وہ جوان ان کے لیے من پختہ تمبا کو لے آتا تھا۔

بعدہ، حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ قصہ بیان کیا کہ صاحبزادہ صاحب مذکور جب بیت اللہ شریف سے واپس آئے تو دہلی شریف میں داخل نہیں ہوئے۔ دہلی کے باہر منزل کی یعنی ٹھہرے۔ دہلی سے سامان منگوایا اور بادشاہ نے انھیں دہلی میں داخل ہونے کے لیے عرض کیا تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ میں دہلی میں داخل نہیں ہوں گا۔ جب تک میں منہ دکھانے کے قابل نہ ہو جاؤں۔ اب میں پاک پتن شریف جا رہا ہوں اور حضرت صاحب تونسہ والے وہاں ہوں گے اگر کام وہاں بن گیا تو ٹھیک ورنہ خراسان کی طرف جاؤں گا۔

ایک سال میرے پاس رہو:

الغرض جب صاحبزادہ صاحب پاک پتن شریف پہنچے تو صاحبزادہ نور احمد صاحب کے وسیلہ سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی حاجت پیش کی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے صاحبزادہ نور احمد صاحب سے فرمایا۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پشتو، فارسی اور عربی زبان بولتے تھے لیکن ہندوستانی زبان بالکل نہیں بولتے تھے۔ القصہ صاحبزادہ مہاروی صاحب سے فرمایا کہ ان سے کہیں کہ:

"لیلا تاں نہیں جی میں تساکوں بدھ ڈیواں حوصلے دا کم ھی۔"

یعنی: بکری یا بھیڑ کا بچہ تو نہیں ہے کہ میں پکڑ کر آپ کو دے دوں حوصلے کا کام ہے۔

پس صاحبزادہ صاحب دہلی والے نے عرض کیا کہ غریب نواز اگر آپ فرمائیں تو میں بیس سال آپ کے پاس اقامت کروں ٹھہرا رہوں۔ ٹھہرا رہوں گا لیکن آپ یہ وعدہ فرمائیں کہ میں منہ دکھانے کے لائق ہو جاؤں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"میرے پاس ایک سال رہ جاؤ میں غلام ہوں جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا کروں گا۔"

فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ پھر وہ صاحبزادہ صاحب پاک پتن شریف سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مہاراں شریف آئے اور مہاراں شریف سے یہاں تونسہ شریف آئے۔ والد صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ میں ان کی رہائش تھی۔ (اسی دوران آپ نے مولوی خدا بخش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مولوی جی وہ بنگلہ جہاں اب تم رہتے ہو اسی میں صاحبزادہ صاحب دہلی والا اقامت پذیر تھے۔)

پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ روزانہ صبح سویرے اپنے سجادہ (مصلّٰی) مبارک پر اور اپنے ساتھ انھیں بٹھایا کرتے تھے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ ان کے زانو مبارک حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک کے ساتھ ملے ہوتے تھے۔ کبھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب اوراد سے فارغ ہوتے تھے کسی کو بھیجتے تھے کہ انھیں خبر کرے اور کبھی وہ کسی کو بھیجتے کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ وظائف سے فارغ ہو جائیں تو انھیں خبر کریں۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ چنگا جھٹ مراقبہ فرمایندے ہن۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ صبح کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا یہی طریقہ تھا اور ظہر کے بعد یہ طریقہ تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دو تین سبق پڑھا کر ان کی اقامت گاہ پر تشریف لے جاتے تھے القصہ صاحبزادہ صاحب ایک سال تک یہاں اقامت پذیر رہے۔ سال کے بعد جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہاراں شریف تشریف لے گئے تو صاحبزادہ صاحب مذکور کو رخصت فرما کر گئے۔ اسی دوران مولوی صاحب نے عرض کیا کہ صاحبزادہ صاحب راضی

ہو کر گئے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا کہ ہاں!

بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! میں نے سنا ہے کہ اس کے بعد جب تک وہ زندہ رہے گوشہ نشیں رہے آپ نے فرمایا کہ ہاں جب تک زندہ رہے باہر نہیں آتے تھے۔ اور نہ کسی سے بات کرتے تھے۔ اگر بات کرتے تو ہاتھ کے اشارہ سے کرتے تھے۔ اور نماز بھی گھر میں پڑھتے لیکن نماز عشاء مسجد میں پڑھتے تھے اور دہلی کے اُمراء اسی وقت ان کی زیارت کے لیے آتے تھے ان کے ہاتھ میں ہر وقت سبحہ (تسبیح) ہوتی تھی۔ بات اشارے سے کرتے جب عشاء کی نماز کی اذان ہوتی مسجد میں آ کر نماز عشاء کے فرض پڑھ کر باقی نماز گھر جا کر پڑھتے تھے اگر اہلِ مجلس میں کوئی بے نماز ہوتا تو اسے نماز پڑھنے کا یوں اشارہ فرماتے تھے کہ ہوں یعنی نماز پڑھ۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھائے کہ یوں اشارہ کر کے اسے نماز پڑھنے کا فرماتے تھے۔ ہوں۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

بدھ کی رات ۶ شوال المکرّم ۱۳۱۷ھ نماز عشاء کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور بندہ راقم الحروف ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حافظ عبداللہ پسر اللہ بخش افغان آیا اور آپ کی قدم بوسی کی اور عرض کی کہ بندہ کی تقصیر معاف فرمائیں۔

بندہ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس حافظ نے رمضان المبارک میں میاں کمال الدین قصوری کو مسجد میں مارا پیٹا تھا حضور غریب نواز قدس سرہٗ اس پر سخت ناراض تھے القصہ جب آپ نے اس کی آواز سنی تو اہلِ مجلس سے پوچھا کہ کون ہے تو عالم شاہ جھگڑانوالہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! حافظ عبداللہ ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کون سا حافظ عبداللہ تو شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اللہ بخش افغان کا بیٹا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' غصہ ہوکر فرمایا اس خبیث کو کون لایا ہے اس کو باہر نکال دو۔ پس نور الدین سوتری اٹھا اور اسے باہر نکالا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اس کو نور الدین لایا ہوگا۔ تو تمام اہلِ مجلس خاموش رہے۔ حضور غریب نواز نے چند بار فرمایا کہ اسے کون لایا ہے لیکن اہلِ مجلس سے کسی نے جواب نہ دیا پس حضور غریب نواز زیادہ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ سب گونگے بہرے بیٹھے ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ اسے کون لایا ہے مجھے کیوں نہیں بتاتے کہ اسے کون لایا ہے۔ اس وقت اہلِ مجلس سے ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! وہ اکیلا آیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ نابینا کیسے اکیلا آیا ہے۔ ڈسیندے ناہو۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ یہی نور الدین اس کو لایا ہوگا۔

اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ اس سے پہلے حاصل پور، خیر پور اور اس دریا کے کنارے علاقہ میلسیاں اور جہان پور یہ سب جام خان کا ملک (قبضہ میں) تھا۔ بہاول خان کا ملک نہیں تھا پس بہاول خان نے جام خان کی وفات کے بعد اس کے بیٹے رمضان خان کے ساتھ جنگ کی اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور رمضان خان بھاگ گیا اور چوریاں کرنے لگا۔ پس بہاول خان نے اسے کہا کہ ذلیل و خوار نہ ہو میرے پاس آجا یہاں رہائش کر۔ پس رمضان خان، بہاول خان کے پاس آکر رہنے لگا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا یہ رمضان خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید نہیں تھا لیکن حضرت صاحب کا بہت سخت معتقد تھا۔ بہاول خان کئی مرتبہ رمضان خان پر برہم و غصہ ہوا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے راضی کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ بہاول خان رمضان خان پر ایسا غصہ ہوا کہ اس کو قید کر دیا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ

کی عادت مبارک تھی کہ جب تشریف لاتے تو رمضان خان کی جگہ پر نزول فرماتے تھے۔ پس رمضان خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بہت گریہ زاری کی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیلی میں نے تیرے لیے بہت مرتبہ خان کو کہا ہے اب مجھے شرم آتی ہے۔ رمضان خان نے عرض کیا کہ غریب نواز اس مرتبہ تقصیر معاف کرادیں پھر نہیں۔

آخر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے رات کو رمضان خان کے بارے میں بہاول خان سے فرمایا کہ اسے معاف کر دو۔ بہاول خان نے عرض کیا کہ غریب نواز! میں نے آپ کے فرمان کے مطابق کئی مرتبہ اسے کچھ نہیں کہا۔

''ھن وت اس نے میڈے نال سر دی سٹ کیتی ھی''

یعنی: اب اس نے میرے ساتھ سَر کی بازی لگائی ہے۔

اور کہا کہ یہ تین کاغذ میرے پاس موجود ہیں۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیر کاغذ کل دکھانا اب یہ بتا کہ اس نے کیا کیا ہے۔ خان صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز اس نے یہ تین کاغذ اس مضمون کے رنجیت سنگھ کی طرف بھیجے ہیں کہ:

''تو فلاں طرف سے آ۔ میں بھی تیرے ہمراہ ہوں گا اور لشکر لے آ۔''

پس رنجیت سنگھ نے وہی کاغذ میرے پاس بھیجے ہیں اور لکھا ہے کہ ''تیرا اپنا گھر گندا ہے میں کیا کروں۔'' پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خان کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ اور اپنی جگہ پر واپس آئے۔ آپ نے رمضان خان سے یہ قصہ بیان فرمایا۔ رمضان خان نے عرض کیا کہ غریب نواز! میں آپ جیسا کسی کو نہیں سمجھتا مجھے آپ کے جسم مبارک کی قسم یہ کام میں نے نہیں کیا ہے۔

بعدہٗ وہ اٹھ کر قرآن شریف اٹھا کر لے آیا اور حضرت صاحب رضی اللہ

عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اس قرآن مجید کی قسم ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ یہ سب یعقوب کی شیطانی ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو رمضان خان کی قسم پر اعتبار آیا۔ الغرض صبح سویرے بہاول خان آیا اور یعقوب بھی آیا وہ کاغذ لا کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے رمضان خان کی مہر منگوائی اور ایک شخص کو فرمایا کہ کسی کاغذ پر یہی مہر لگا کر لے آ۔ جب وہ آدمی مہر لگا کر آیا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس مہر کا کاغذ والی مہر سے مقابلہ کیا تو دونوں مہریں ہُو بہو ایک جیسی نظر آتی تھیں اور ذرہ برابر بھی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پر ایک سلاری تھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس سلاری کا ایک دھاگہ لیا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بظاہر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار ملاحظہ کرو۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس سالاری کے دھاگہ سے مہر کے حروف کا ناپ کیا۔ الغرض دونوں مہروں کے تمام حروف کو ناپا تو بالکل برابر ہی تھے ذرہ برابر کا فرق نہ تھا۔ نہ ر میں نہ م میں نہ ضاد میں نہ الف میں لیکن جب رمضان کی نون کو ناپا گیا تو ایک دو تِل کا فرق آیا۔ ایک مہر میں رمضان کی نون ایک تِل بڑی تھی اور دوسری مہر میں رمضان کی نون چھوٹی تھی۔ دوسری مرتبہ بھی ناپ میں یہی فرق آیا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے یعقوب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مہر میں اس قدر فرق میں نے دھاگے سے پیائش کے ذریعے ظاہر کیا ہے اور تو خود بھی کوئی پرکار وغیرہ لے آ اور ناپ کر لے۔ پس یعقوب بہاول خان کی طرف منہ کر کے کہنے لگا کہ اس دفعہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے طفیل رمضان خان کا قصور معاف کر دیں لیکن

رمضان خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے رُو برو حلفیہ کہے کہ آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا، القصہ جب یعقوب یہ بات کہہ رہا تھا تو بہاول خان خاموش بیٹھا ہوا تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے رمضان خان کو بلوا کر فرمایا کہ خان کے پاؤں پر ہاتھ رکھ۔ پس رمضان خان نے اٹھ کر خان صاحب کے پاؤں پر ہاتھ رکھا اور خان صاحب کو راضی کرلیا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کہتے ہیں کہ یعقوب کہتا تھا کہ میں نے اس مہر کے کندہ کرانے اور بنوانے میں نوسو روپے خرچ کیے ہیں اور میں نے یہ مہر کشمیر سے بنوائی ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک مرتبہ اس رمضان خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک بہت عمدہ گھوڑا دیا تھا۔ پس حضرت صاحبزادہ صاحب میاں نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے یہ گھوڑا مانگا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں دیتا۔

بعدہٗ آپ نے خدا بخش لانگری سے فرمایا کہ یہ گھوڑا ملتان میں فروخت کر دیا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ بھی زندہ تھے۔ پس صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ملتان میں گھوڑا بیچیں گے۔ آپ میرے لیے وہ گھوڑا خرید کر میری طرف بھجوا دینا۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ملتان تشریف لائے تو حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری سے پوچھا کہ یہ گھوڑا فروخت کرو گے تو خدا بخش لانگری نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گھوڑے کی فروخت کے بارے میں بات کی کہ آپ کا حکم تھا کہ ملتان میں اسے فروخت کرنا

ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں میں نہیں بیچتا۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ یہاں تونسہ شریف لے آئے تو خدا بخش لانگری نے گھوڑے کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں شاہ نے مجھ سے گھوڑا مانگا تھا یہ گھوڑا اسے دے دو۔ پس خدا بخش لانگری نے وہی گھوڑا اسی شاہ کو دے دیا۔

بعدہٗ حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ نے میرے جدِّ مادری (نانا) کی طرف خط لکھا کہ اگر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ گھوڑا فروخت کریں تو وہ گھوڑا خرید کر ہماری طرف بھجوادیں۔ اسی اثناء آپ نے فرمایا کہ میرا نانا حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ پس میرے نانا نے خدا بخش لانگری سے گھوڑے کے متعلق معلوم کیا تو خدا بخش نے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا فلاں شاہ کو عطیہ کر دیا ہے۔ پھر میرا نانا اس شاہ کے پاس گیا اور گھوڑے۔ کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجھ سے وہ گھوڑا فلاں شخص چودھویں والا خرید کر۔ کے لے گیا ہے۔ پھر میرا نانا چودھویں میں جا کر وہ گھوڑا خرید کر کے حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف بھجوادیا اور حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے وہی گھوڑا صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوایا۔

جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ سنا تو فرمایا میں نے صاحبزادہ صاحب کو گھوڑا کیوں نہیں دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پیرزادہ صاحب کی عادت گندی نہ ہو۔ (یعنی پنڑدی خُو نہ پے ونجے) پس صاحبزادہ صاحب نے جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ جب میں نے آپ کی یہ بات سنی کہ "میں نے صاحبزادہ صاحب کو گھوڑا اس لیے نہیں دیا کہ میرے پیرزادہ صاحب کی عادت گندی (خراب)

نہ ہو جائے۔" اب میں آپ سے خوش ہوں۔

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا کہ:

"میں غلام ہاں، میں گھوڑی کو بھالا ونی ہائی، میں فلاں شاہ کوں چاڈتا ھی، میں تاں ایں واسطے تساکوں نہیں ڈتا جی، پیرزادے میڈے کوں پٹن دی خُو نہ پے ونجی۔"

یعنی میں تو غلام ہوں، میں نے گھوڑی کو آگ لگائی تھی فلاں شاہ کو دے دی ہے اور آپ کو اس لیے نہیں دی کہ میرے پیرزادے کو بھیک مانگنے کی عادت نہ ہو جائے۔

عالم شاہ نے حضور غریب نواز قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا کہ دریا کی وہ کونسی گزرگاہ (پتن) تھی جہاں سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بغیر کشتی کے گزرے تھے اور میں بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا آپ کے استقبال کے لیے گیا تھا۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے دریا کے اس کنارے پہنچے تو کشتی موجود نہیں تھی سرکاری ملازمین کشتی لے گئے تھے۔ الغرض جب لوگوں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! کشتی موجود نہیں ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے بعدہ' آپ نے فرمایا کہ:

"خیر اساں کیندے ہیں انہاں کوں لاج ہے۔"

یعنی جس کے ہم ہیں انہی کو لاج ہے انہی کی ذمہ داری ہے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ اس سردار خان تنگوانی کا دادا تھا اس کا نام بھی سردار خان تھا وہ حاکم کے آدمیوں کے پاس گیا اور کہا کہ ایک کشتی ہمیں دے دو کیونکہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دو دریاؤں کے درمیان

بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس نامراد نے کہا کہ کل نہ پرسوں کشتی فارغ کر دیں گے۔ سردار خان نے کہا کہ دو دریاؤں کے درمیان بیٹھے ہیں اس طرف دریا اس طرف بھی دریا ہے کس طرح گزارہ ہوگا۔ حاکم نے کہا کہ خیر کل کشتی فارغ کر کے دے دوں گا۔ پس سردار خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر تمام حال عرض کیا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ معرکہ کوئی بستی قریب ہے پس غازی گرمانی نے عرض کیا کہ غریب نواز! بستی گرمانیاں قریب ہے وہاں سے آٹا وغیرہ تو مل جائے گا لیکن گھاس نہیں ملے گا۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معرکہ! کسی کو اس بستی میں بھیجو تا کہ وہ گھاس کا پتہ کر آئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اسی دوران فرمایا کہ گرمی کا موسم تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پر کپڑوں کا سایہ کر رکھا تھا اور باقی لوگ دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لوگ گرمی کی شدت کی وجہ سے غسل کر رہے تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بار بار پوچھتے تھے کہ جو گھاس کی خبر کرنے گیا تھا وہ واپس آیا ہے یا نہ۔ اسی دوران غازی گرمانی نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ غریب نواز! "دریا تاں ہاتھ ہے" (دریا میں پانی کم ہے) حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وی دھیان کرا ہے۔" (یعنی خیال کرنا) غازی خان گرمانی نے پھر عرض کیا کہ "نہیں سائیں مُنڈھوں ہاتھ ہے۔" (یعنی غریب نواز! بالکل کم پانی ہے (فلاں بھی دریا کے دوسرے کنارے چلا گیا ہے اور فلاں بھی پار لنگھ گیا ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ اچھی طرح تسلی کر لینا۔ غازی خان نے عرض کیا کہ غریب نواز اچھی طرح تسلی کر لی ہے۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیر تیاری کرو گھوڑے اور تمام اسباب دریا کے پار لے جاؤ اور فرمایا معرکہ غازی نے دریا کو ہاتھ کر گھتیا ہے۔ پس

غازی نے عرض کیا کہ ”سائیں اساں جے دریا دی کندھی تیں پائے ہیں اتنا بھی ساڈا لحاظ نہ کرے ہا۔“ (یعنی۔ غریب نواز! ہم بھی تو دریا کے کنارے پڑے ہوئے ہیں کیا اتنا بھی ہمارا لحاظ نہ کرتا۔) غازی آہستہ آہستہ لوگوں سے کہتا تھا کہ دریا تو آپ نے خود پایاب کیا ہے اور ذمے دوسروں کے لگاتے ہیں بھلا ہم کیا چیز ہیں۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو غازی گرمانی وہ جواب دیتا اور لوگوں کو یہ جواب کہتا۔ پھر پہلے تمام سامان اور گھوڑوں کو دریا کے غربی کنارے پہنچایا گیا بعدہٗ آدمی گزرے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ”پانی چیل جتناں ہا۔“ یعنی پانی کمر تک پہنچتا تھا۔ اور چھوٹی قد والے کو بھی کمر تک پہنچتا تھا۔ الغرض جب گھوڑے گزرے اور تمام اسباب بھی گزرا اور آدمی بھی گزر گئے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب ہمارے لیے کیا کرتے ہو۔ پس معرکہ (ساتھیوں) چند سنداریاں لے آئے اور ان سنداریوں کو پھونک سے بھر کر خاشاک سے (یعنی سروں سے) باندھا۔ پس ان پر ایک تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سوار ہوئے دوسرے والد صاحب رضی اللہ عنہ اور ایک مولوی قادر بخش سوار ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے بھی فرمایا کہ اللہ بخشا تو بھی سوار ہو جا۔ پھر میں بھی سوار ہو گیا۔ پس معرکہ وہ سنداریاں پکڑ کر لے گئے کوئی چیز بھی نہ بھیگی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب دریا کے اس کنارے پہنچ گئے تو گھوڑے پر سوار ہوئے اور سامان معرکہ نے اٹھالیا۔

یعنی لکڑیوں کا ایک گٹھا باندھا اور اس کے نیچے چمڑے کی ان سنداریوں میں ہوا بھر کر رکھا اور سرو سے باندھا پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو اس پر سوار کرا کے دریا عبور کرایا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک جمعدار تھا وہ آ کر ہم سے ملا اور پوچھا کہ تم دریا سے کیسے گزرے ہو جبکہ کشتی بھی نہیں تھی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غازی گرمانی نے "دریاہاتھ کیتا ھی اساں لنگھ آئے ہیں۔"

پس اس جمعدار نے لوگوں سے پوچھا کہ دریا سے کس جگہ سے گزرے ہو تو لوگوں نے اشارہ کیا کہ وہاں سے گزرے ہیں۔ آخر اس جمعدار نے بھی وہیں جا کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا پانی بہت گہرا تھا ڈوبنے لگا۔ آخر بہت بُرے حال کنارے آ لگا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ قصہ تمام فرمایا تو نظام الدین شاہ اور عالم شاہ نے عرض کیا کہ ہاتف نے آواز دی تھی وہ کس طرح ہے؟

راقم الحروف کہتا ہے کہ وہ یوں ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جو شخص بارہ ربیع الاوّل کو مجھے دیکھے گا وہ بہشتی ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ وہ بھی مشہور ہوا تھا لیکن صرف شمال والے لوگ آئے تھے۔ نہ جنوب والے نہ مغرب کے لوگ اور نہ مشرق والے آئے چوڑھواں والے بارہ ربیع الاوّل کی فجر سے وہاں سے روانہ ہوئے تو عشاء کو یہاں پہنچے (یعنی صرف شمال والے لوگ آئے تھے)۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے ایک افغانی سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے یہ بات بارہ ربیع الاوّل کو کابل کے بازار میں سنی تھی لیکن میں نے یقین نہیں کیا اور میں نے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ایسی باتیں نہیں کرتے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک دفعہ یہ مشہور ہوا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

"جو کوئی میرے بنگلہ شریف کے جنوبی دروازے سے داخل ہو کر شمالی دروازہ سے باہر نکلے گا وہ بہشتی ہے۔"

پھر لوگ دروازے سے گزرنے لگے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اکرم سے پوچھا کہ "چہ وی چہ وی" کیا ہے کیا ہے؟ اکرم نے عرض کیا کہ غریب نواز لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص میرے بنگلہ شریف کے جنوبی دروازہ سے داخل ہو کر شمالی دروازہ سے باہر آئے وہ بہشتی ہے"۔

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ اور اکرم سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دے۔ پس لوگ دروازہ توڑنے لگ گئے۔ بعدہٗ آپ نے اکرم سے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ اکرم نے دروازہ کھولا تو لوگ گیارہ بجے تک بنگلہ شریف کے دروازہ سے گزرتے رہے۔

پیرو بھنڈ:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا پیرو نام کا ایک بھنڈ تھا۔ مولوی شہسوار کی بستی میں رہتا تھا اور پیر بھائی تھا۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار شریف جاتے تھے تو مولوی شہسوار کی بستی سے گزر فرماتے اور اس بستی میں نزول فرما کر مولوی شہسوار کی دعوت قبول فرماتے تھے اور اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ کھانا مولوی شہسوار کے ہاں کھاتے تھے۔ القصہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے روز وہ بھنڈ بستی کے باہر آ کھڑا ہوتا تھا۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز نے فرمایا کہ مولوی شہسوار کی ذات (قوم) رونگی تھی۔ فی الجملہ

یہ کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ دور سے نظر آتے اور آپ کے ہمراہ بہت سارے سوار ہوتے، یعنی ایک سلطنت، شوکت ودبدبہ کا نظارہ ہوتا تو یہ پیرو بھنڈ ذوق ووجد میں آکر بلند آواز سے کہتا کہ ''ہائے وے رونگھیو کٹک پیو نے یعنی لشکر پیونی''۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نزدیک پہنچتے تو لوگوں سے پوچھتے تھے کہ معرکہ یہ کیا آواز تھی؟ تو پیرو عرض کرتا کہ غریب نواز! میں تھارونگیوں کو کہہ رہا تھا کہ سر پر لشکر آپڑا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اہلِ مجلس کو رخصت فرمایا اور خود خواب گاہ ناز میں ہو گئے۔

شب یکشنبہ (اتوار کی رات) دس شوال المکرم ۱۳۱۷ھ مغرب کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرہ خواب گاہ میں تشریف فرما تھے۔ مولوی علی گوہر کے بھائی رانجھا کے بارے میں بات ہوئی تو آپ نے اہلِ مجلس میں سے کسی کو مخاطب کر کے پوچھا کہ مولوی علی گوہر کے بھائی رانجھا کا قصہ تو نے سنا ہے۔ اس نے کہا ہاں سائیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ یہ میاں رانجھا محمد یار کھر کے پاس نوکر تھا اور اس کی تنخواہ مقرر تھی پس ایک مرتبہ اس رانجھا نے رمضان شریف میں کسی کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن حقہ پی رہا ہے پس رانجھا نے اسے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ رمضان شریف کے مہینہ میں جمعہ کے دن حقہ پی رہا ہے پھر محمد یار نے اسے اپنے سے بھگا دیا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

''آکھ بھلا نامرادا چنگی بھلی جا بنی ہوئی ھائی گزارہ پیا تھیندا ہا توں جی وعظ کرن بیٹھا ھائیں توں آپ کیڑھا غوث قطب ہائیں۔ توں کیڑھی نماز پڑھدا ہائیں، روزے کڈاں رکھیندا ہائیں، چھ ماسہ ہفیم رکھیں ہاتے نہیں ہر روز کھاندا توں ہر ڈھاڑی چلم نہیں چھکیندا جی بنا

کوں اہداہائیں، جی تساکوں شرم نہیں آندا جی رمضان شریف وچ
جمعہ ڈیھاڑے حقہ چھکیندے ہو نامرادروزی اپنی چامار ی ھئی۔"

خلاصہ یہ ہے کہ اے نامراد اچھی خاصی جگہ بنی ہوئی تھی گزارہ ہورہا تھا تو اسے وعظ نصیحت کرنے لگ گیا ہے تو خود کون ساغوث اور قطب ہے تو خود کون سی نماز پڑھتا اور کون سے روزے رکھتا ہے چھ ماشہ افیون روزانہ کھاتا ہے اور حقہ پیتا ہے اور تو دوسروں کو کہتا ہے کہ تمھیں شرم نہیں آتی۔ رمضان المبارک میں جمعہ کے دن حقہ پیتا ہے اے نامراد تو نے اپنا روزگار ختم کر دیا ہے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بطور مثال فرمایا کہ "جو شخص کسی چیز سے خود پرہیز نہیں کرتا وہ دوسرے کو بھی نہ کہے کہ تو اس چیز سے پرہیز کر۔ پہلے خود عمل کرے پھر دوسرے کو نصیحت کرے۔ اسی بارے میں آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کہتے ہیں کہ حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور عرض کیا کہ یہ گڑ بہت کھاتا ہے آپ دعا فرمائیں کہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ حضرت پیر صاحب نے اسے فرمایا کہ مائی "سبھاہیں وَل آویں" (یعنی کل آنا) لوگ حیران ہوئے اور دل میں کہنے لگے۔ انھوں نے اسے کیوں واپس کر دیا۔ الغرض دوسرے روز وہ عورت لڑکے کو دوبارہ لے کر آئی۔ پھر حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ دو تین دن گزرنے کے بعد کسی نے عرض کیا کہ اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کوئی خلیفہ ہوگا۔ الغرض اس نے عرض کیا کہ سیدا کیا وجہ تھی کہ اس دن اس عورت کو واپس کر دیا اور دوسرے دن اس کے لیے دعا فرمائی

تھی۔ حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن ایک راز تھا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ سیداوہ کونسا راز تھا تو حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ راز یہ تھا کہ اس دن میں خود گڑ کھائے بیٹھا تھا اسی لیے میں نے دعا نہیں کی۔ اور مجھے خدا سے شرم آئی کہ میں خود گڑ کھاؤں اور دوسروں کو دعا کروں کہ گڑ نہ کھائیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں مولوی خدا بخش چودھویں والا کے متعلق بات چلی تو آپ نے فرمایا کہ اس مولوی خدا بخش کی دو باتیں مجھے یاد ہیں۔

ایک یہ کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بازیگر آتے تھے ان کا تماشا دیکھنے کے لیے ہم حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اوائل میں تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خود ہمیں بازیگروں کا تماشا دکھاتے تھے اور آخر میں والد صاحب (حضرت خواجہ گل محمد صاحب) رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجتے کہ ان لڑکوں کو بازیگروں کا تماشا دکھا آئیں۔ الغرض ایک مرتبہ بازیگر آئے ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ بازی گر آئے ہوئے ہیں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے بازیگروں کو بلوایا اور بنگلہ شریف کے زیر پشتی بازیگروں نے دار قائم کی اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بنگلہ شریف کے اندر رونق افروز تھے۔ پس لوگوں نے عرض کیا کہ غریب نواز، بازی گروں نے دار قائم کی ہوئی ہے۔ اسی کے دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بنگلہ شریف کے باہر پشتی پر ایک لڑی (بڑی لکڑ) رکھی ہوئی تھی۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بنگلہ شریف سے باہر آ کر اس لڑی پر آ بیٹھے۔ اسی کے درمیان حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ ایک گشتی دار پر چل کر کھیل

تماشا دکھا رہا تھا۔ اسی اثناء میں مولوی خدا بخش چودہویں والا حاضرِ خدمت ہوا جبکہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ مولوی خدا بخش چودہویں والا ''بلا کوئی خشک مُلّا ہا'' (یعنی بڑا خشک مزاج مولوی تھا) الغرض اس مولوی خدا بخش نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''یا حضرت بس کرو''

جا رَناں دا تماشا پیا ویکھدا ئیں۔ توں تاں دریا ہیں پلید نھیں تھیندا اتے اَسا ڈیاں تاں دامان وچ لوگ ڈاڑیاں چھکیسن جی پیر تسا ڈا رناں دے تماشا پیا ویکھدا ھی''۔

یعنی: آپ جائیں عورتوں کا تماشا دیکھتے ہیں آپ تو دریا ہیں پلید نہیں ہوں گے دامان (علاقہ) میں تو لوگ ہماری داڑیاں نوچیں گے اور کہیں گے تمھارا پیر تو عورتوں کا تماشا دیکھتا ہے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جلدی اٹھ کر بنگلہ شریف میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مولویا مجھے خبر نہیں کہ عورت ہے ورنہ میں نہ دیکھتا پس لوگوں اپنے طور پر مولوی صاحب سے کہا کہ:

''مولویا تُوں تاں بی ایمان تھی گیا ہیں، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کوں وعظ کھڑا کریندا ہائیں، بے ایمانا۔''

یعنی: اے مولوی! تُو تو بے ایمان ہو گیا ہے، حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو وعظ نصیحت کرتا ہے۔ بے ایمانا!

پھر وہ مولوی حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ:

''سائیں میڈی تقصیر معاف کرو کیوں جو میں تان بے ایمان تھی گیا ہاں''

یعنی غریب نواز! آپ میرا قصور معاف کریں کیونکہ میں تو بے ایمان ہو گیا ہوں۔

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"نہ وی مولویا تیں چنگا کیتا ہے میکوں خبر نا ھئی جی رَن ہے، نہ تاں نہ ڈیکھاں ہا۔"

یعنی: نہیں مولوی! تم نے اچھا کیا ہے مجھے خبر نہیں تھی کہ عورت ہے ورنہ میں نہ دیکھتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ قصہ بیان کر کے فرمایا کہ اس کا دوسرا یہ قصہ بھی مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ اسی مولوی خدا بخش نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز! مجھے بہاول خان کی طرف رقعہ لکھ دیں تا کہ وہ مجھے کچھ دے۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ اس مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو خیال آیا تو انکار فرما دیا ورنہ اکثر رقعہ لکھ دیا کرتے تھے۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے تو انکار کر دیا لیکن مولوی صاحب نے جب زیادہ تقاضا کیا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ خیر مولویا! بہاول خان تو تجھے چندہ نہیں دے گا، لیکن میں ہر سال تجھے پچاس روپیہ دیتا رہوں گا پھر آپ ہر سال اسے پچاس روپے دیتے تھے۔ اس کے بعد مولوی خدا بخش فوت ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام مولوی عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام مولوی غلام حسین تھا اور مولوی غلام حسین لاولد تھا اور کڑیاں میں امام بھی تھا اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ پس مولوی عبدالرحمٰن کو اس کے باپ والا معمول (وظیفہ) دیتے تھے۔ یہ مولوی عبدالرحمٰن اپنے باپ کا معمول لینے کے لیے کبھی خود آتا اور کبھی کسی دوسرے آدمی کو بھیج دیتا تھا۔ ایک دفعہ معمول لینے کے لیے آیا لنگر شریف میں تنگی تھی تو اپنا معمول لینے کے انتظار میں ایک مہینہ بیٹھا رہا۔ روزانہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کرتا تھا۔

"سائیں میکوں کئی شئی ڈیو ہا جی۔ میں بال بچے کوں بکھا مردا چھوڑ آیا ہاں۔"

یعنی: غریب نواز آپ مجھے کوئی چیز دے دیتے، میں تو بچوں کو بھوکا چھوڑ آیا ہوں۔
پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خدا بخش لانگری کو فرمایا کہ:
" اینکوں کوئی اُدھار سُدھار کر ڈیویں ھا۔"
یعنی: کسی سے ادھار وغیرہ لے کر اسے تو دے دیتا۔
پس خدا بخش لانگری عرض کرتا تھا کہ غریب نواز میں کیا کروں مجھے تو کراڑ ہندو دکان پر آنے ہی نہیں دیتے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اسے تو کوئی چیز کہیں سے دلا دے اور بقیہ بعد میں لے جائے گا۔ آخر خدا بخش لانگری نے کسی سے پانچ روپے قرض لے کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جا کر اسے دے دے۔ پس خدا بخش نے مولوی عمر اخوند کے مکان پر جا کر وہ پانچ روپے دیئے۔ اس نے کہا میں پانچ روپے نہیں لیتا۔ خدا بخش لانگری نے کہا یہی پانچ روپے ہیں لینا ہے تو لے لو اگر نہیں لیتا تو نہ لے۔ یہ پانچ روپے بھی میں کسی سے قرض لے کر آیا ہوں اسے واپس کر دوں گا۔ وہاں عبدالعزیز نامی ایک شخص بیٹھا تھا اس نے یہ بیت پڑھا۔

بہر تو پنجاہ بہ، پنج آمدہ
طبع توزیں پنج برنج آمدہ

الغرض پھر مولوی عبدالرحمٰن اسے گالیاں دینے لگا۔
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بھی ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جاری کردہ معمول اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ایک مرتبہ میں نے مولوی عبدالرحمٰن سے کہا کہ یہ معمول تیرے باپ کے لیے تھا اور تم دو بھائی ہو۔ پچیس روپے تجھے دیا کروں گا

اور پچیس روپے تیرے بھائی کو دوں گا۔ مولوی عبد الرحمٰن نے کہا کہ میں پچیس روپے نہیں لوں گا میں عیالدار ہوں اور میرا بھائی لاولد ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ تو اس کا حق ہے۔

الغرض اس کے بعد میں مولوی عبد الرحمٰن کو پچیس روپے دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کا بھائی غلام حسین یہاں آیا میں نے اسے پچیس روپے دیئے اس نے دس روپے مجھے واپس کر دیئے اور کہا کہ یہ نذرانہ ہے اور پندرہ روپے لے کر چلا گیا۔ اور جاتے وقت کہا کہ اگر میں آ جاؤں تو میرا حق مجھے دے دیا کرو اور اگر نہ آسکوں تو یہ رقم میری طرف سے لنگر شریف میں داخل کر دیا کرو اور میرے بھائی کو نہ دیا کرو۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ قصہ بیان فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بدھ کی رات ۱۳ شوال ۱۳۱۷ھ عشاء کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور احمد شاہ تحصیلدار کے بارے میں بات ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو کہ احمد شاہ سبی تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب کرتا تھا جس طرح یہ ذلیل وخوار ہوا ہے، اس طرح کوئی بھی ذلیل وخوار نہیں ہوا۔

بعدہٗ آپ نے مثال کے طور پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ یار محمد اور درویش محمد دو بھائی تھے بزدار قوم سے تھے اور قاضی عاقل محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ یہ دونوں بھائی حیدرآباد سندھ میں ایک حاکم میراں کے پاس نوکر تھے۔ وہ دونوں بھائی حاکم کے پاس حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک شخص میر نصیر نام کا حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوئی چیز نذرانہ کے طور پر بھیج دیا کرتا تھا۔ الغرض ایک مرتبہ وہ میراں

قید ہوئے تو یہ دونوں بھائی حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ غریب نواز! میراں قید ہو گئے ہیں ہماری روزی ماری گئی ہے۔ ان کی تقصیر کی معافی کے لیے دعا فرمائیں وہ لنگر شریف کے خدمت گار بھی تھے۔

قصور معاف نہیں ہوگا:

قاضی صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں وہ لنگر شریف کے خدمت گار تھے میں نے ان کی معافی کے لیے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی لیکن جواب یہ ملا کہ یہ سبی ہیں ان کا قصور معاف نہیں ہوگا۔ پھر یار محمد اور درویش محمد نے عرض کیا کہ اب ہم کیا کریں ہماری تو روزی ماری (ختم ہو) گئی۔ حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کاشتکاری کرو۔ پھر وہ دونوں بھائی سکھانی والہ (ضلع راجن پور) آگئے اور کاشت کاری کرنے لگے۔ ان کا کام عمدہ ہوا اس کے بعد ان کی نوکری کا سبب بھی بن گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ حکایت بیان فرما کر دوبارہ احمد شاہ تحصیلدار کے بارے مین بات چلائی۔

عشرہ اوّل شوال المکرّم ۱۳۰۷ھ ایک رات بعد نماز مغرب دولت صحبت حاصل ہوئی تو نوکری کے متعلق بات ہو رہی تھی حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:

"منگن نال جے ٹکڑا نہ ڈھیوے۔ تاں بھی نوکری نہ کریجے۔"

یعنی: بھیک مانگنے سے اگر روٹی کا ٹکڑا نہ ملے تو پھر بھی نوکری نہیں کرنی چاہیے۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

"نوکری کریجے تاں خدا دی نوکری کریجے جس دے پچھے سو نوکری

ھی کیویں جی جیکر پانی تے نانگ بیٹھا ہووے تاں تیمّم کر کے نماز
پڑھیجے ۔اُتے پانی تے نہ ونجے جی۔"

یعنی: اگرنوکری (ملازمت) کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی نوکری کرو جس کے پیچھے سو نوکریاں ہیں اور اگر پانی کے قریب سانپ (اژدھا) بیٹھا ہوا ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے اور پانی کے قریب نہ جاؤ۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

گدھے سوار:

اس ماہ شوال ۱۳۱۷ھ کی بعض مجالس میں ہے کہ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ عالم شاہ اور نظام الدین شاہ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ان میں سے کسی ایک نے بطریق سوال عرض کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شیطان اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے آیا تھا وہ کس طرح ہے۔حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمیں خبر نہیں ہے البتہ مولوی یار محمد حکایت بیان کرتا تھا کہ ایک مرتبہ ہمارے میاں جی کے مکان پر ایک شخص سبز لباس میں گدھے پر سوار آیا۔اس نے اپنا گدھا میاں جی کے مکان پر باندھا اور وہاں کے رہنے والے فقیروں سے کہا کہ:

"میڈی گڈا دادھیاں کراھے میں حضرت صاحب کولھوں تھی آواں۔"

یعنی: میرے گدھے کا خیال رکھنا میں حضرت صاحب سے ہو کر آتا ہوں۔

پھر وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ:

"وَے کیوں آیا ھیں ونج ونج۔"

یعنی: تو کیوں آیا ہے؟ چلا جا، چلا جا۔

اس نے عرض کیا کہ غریب نواز! میرا ایک عرض ہے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں کوئی عرض نہیں تو یہاں سے چلا جا چلا جا۔ آخر وہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اہلِ مجلس سے کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ کون تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''کتاباں والے تاں ایہا نشانی شیطان دی لکھدے ھن۔''

یعنی: کتابوں والے تو ایسی نشانی شیطان کی لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پھر لوگ دوڑے میاں جی کی جگہ پر آئے اور اس کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ وہ یہاں سے گدھا لے گیا ہے اب خبر نہیں ہے کہ کہاں گیا ہے۔ القصہ اسے بہت تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ ملا۔ الغرض مولوی یار محمد کہتا تھا کہ اس روز مجلس میں جتنے لوگ حاضر تھے ان سب سے یہ بات سنی گئی ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

شب ہفتہ (ہفتہ رات) ۱۶ر شوال المکرم ۱۳۱۷ھ مغرب کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں رونق افروز تھے کہ آپ نے بغیر کسی ظاہری تقریب کے مثنوی شریف کا یہ بیت پڑھا۔

ہیچ نہ کُشد نفس راجز ظِل پیر

دامنِ ایں نفس کُش راسخت گیر

حضور غریب نواز نے اس بیت کو کئی بار پڑھا اس کے بعد یہ بیت بھی پڑھا۔

ہیچ قومی را خدا رسوا نہ کرد

تا دلے صاحبدلے نآمد بدرد

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب اس بیت کا تکرار فرمایا تو

منشی عبداللہ نے پوچھا کہ غریب نواز! حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مثنوی شریف کا سبق لیتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن ہم نے ایک میاں بختیار کو دیکھا ہے یا بختیار کی بجائے بختاور فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد حسین کہتا ہے کہ میں نے بھی مثنوی شریف حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے پڑھی ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میاں بختیار یا میاں بختاور سودائی تھا۔ اس کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بیت پڑھے۔

گفت معشوقے بعاشق کای فتا
تو بغربت دیدۂ بسے شہر ہا
پس کدا مین شہر زانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

ترجمہ: ایک معشوق نے کسی عاشق سے پوچھا کہ اے نوجوان! تو نے مسافری میں بہت سے شہر دیکھے ہیں۔ بس یہ بتا کہ ان شہروں میں کونسا شہر زیادہ خوبصورت ہے؟ نوجوان عاشق نے جواب دیا کہ جس شہر میں محبوب رہتا ہو (پیرومرشد) وہ شہر تمام شہروں سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔

شب اتوار ۱۷ ارشوال المکرم ۱۳۱۷ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں تشریف فرما تھے، موت کے متعلق گفتگو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد حسین غریب بیمار ہے۔ اسی اثناء میں منشی عبداللہ نے عرض کیا کہ غریب نواز! مولوی محمد حسین بھی غنیمت ہے۔ ''شالا بچ پوے۔'' (یعنی خدا کرے بچ جائے) حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ سب غنیمت ہیں، کون غنیمت نہیں، حاجی فقیر غنیمت نہیں تھا بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ مرنا ضرور ہے ہر

شخص نے مرنا ہے، ہم نے بھی مرنا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کی دوستی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص کی حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ دوستی تھی ایک دن اس شخص نے حضرت عزرائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تو امر (حکم) کے تابع ہے جب حکم ہوتا ہے تو ایک لحظہ بھی دیر نہیں کرتا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے قرآن شریف کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ .

لیکن آپ کی مجھ پہ مہربانی ہوگی کہ میری موت سے صرف چار دن پہلے مجھے خبر کر دیں تاکہ میں توبہ کا سامان کرلوں اور اہلِ خانہ کا کام بنالوں۔ پس عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! آخر ایک دن حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی جان قبض کرنے کے لیے اس کے سر پر آ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے کہا میں نے کہا تھا کہ میرے مرنے سے چار دن پہلے مجھے خبر کرنا۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تو تجھے خبر کر دی تھی اس نے کہا کب بتایا تھا تو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرا خبر کرنا بتانا یہی تو ہے کہ آج حاجی فقیر مر گیا ہے، آج مولوی محمد حسن مر گیا ہے اور آج فلاں مر گیا ہے اور آج فلاں تیرا ہمسایہ مر گیا ہے۔ تجھے کوئی خبر نہیں تھی کہ ایک دن مجھے بھی مرنا ہے۔

نیکی کن اے فلاں غنیمت شمار عمر

زاں بیشتر بانگ بر آید کہ فلاں نماند

حضور غریب نواز سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اسی ماہ شوال میں ایک دن مغرب کے بعد دولت صحبت حاصل ہوئی، حضور غریب نواز قدس سرہٗ بے تقریب ظاہری یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے کہ:

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ

ترجمہ: ارادوں کے ٹوٹ جانے سے میں نے اپنے رب کو پہچانا ہے۔

یہ جملہ کہہ کر حضور غریب نواز خاموش ہو گئے۔

اسی ماہ شوال میں ایک دن عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے دروازہ کے بالمقابل رونق افروز تھے کہ درختِ سرینہیہ اور کرینہہ کے متعلق بات چلی تو آپ نے فرمایا کہ:

"سجھ لہندا ویندا ہے اتے سرینہہ کماندا ویندا ہے"

یعنی: سورج غروب ہوتا جا رہا ہے اور سرینہہ مرجھاتا جا رہا ہے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو بخار ہوا تھا یہ درخت (سرینہہ) کھڑا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو میرے پاس آ میں تجھے معانقہ کرتا ہوں اور تو میرا بخار لے لے۔ سرینہہ نے کہا نہیں نہیں میرے قریب نہ آئیں میں آپ کا تپ نہیں لیتا۔ پس درخت کرینہہ کھڑا ہوا تھا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ میرے پاس آئیں میں آپ کا تپ لے لیتا ہوں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے کرینہہ کے درخت کو سینہ سے لگایا۔ یہی وجہ ہے کہ کرینہہ کی ہر چیز کام آتی ہے۔

درخت کرینہہ اور سرینہہ:

- کرینہہ کا پھول کام آتا ہے (سالن بناتے ہیں)۔
- درخت کرینہہ کا کچا پھل بھی کام آتا ہے (اچار بنایا جاتا ہے)۔

○ درخت کرینہہ کا پختہ پھل تو بہت عمدہ ولذیذ ہوتا ہے۔ کرینہہ کے درخت کا سایہ بھی پتہ دار درختوں کے سایہ سے عمدہ ہوتا ہے۔

○ درخت کرینہہ کی لکڑی تو بہت عمدہ ہوتی ہے مکانات کی چھتوں میں استعمال کرتے ہیں اس کو دیمک نہیں لگتی اور بہت مضبوط ہوتی ہے۔

○ درخت سرینہہ کی کوئی چیز کام نہیں آتی۔ اس کے پھول شکل میں عمدہ تو ہوتے ہیں لیکن اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا پھل کسی کام کا ہوتا ہے۔

○ درخت کرینہہ اگر خشک ہو تب بھی سبز نظر آتا ہے اور کہتے ہیں کہ درختِ کرینہہ کے پتے تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے معانقہ سے یعنی آپ ﷺ کا تپ (بخار) لے لینے سے اس کے پتے جل گئے تھے پس حضور اکرم ﷺ نے دعا دی اور فرمایا کہ تو ہمیشہ سبز رہے گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر مسجد شریف تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن عصر کے بعد روضۂ شریف کے جوار میں تشریف فرما تھا۔ جڑی بوٹیوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش جراح کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج گُرسی کے لڑکے کو جڑی بوٹیوں کے لیے امرتسر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے عرض کیا کہ غریب نواز! آپ اسے کہیں کہ پتھر چاٹ ایک بوٹی ہے وہ نہایت مفید ہے وہ بوٹی وہاں بہت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ضرور لے کر آئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم ایک شہر میں کسی کے مکان پر مقیم تھے وہاں ہماری بیٹھک کے نزدیک کچھ جڑی بوٹیاں کھڑی تھیں۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا تو وہاں سے ایک بوٹی کے پتے لے

کر میں نے کھائے بہت مزیدار تھے۔ ظہر کے بعد میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اس بوٹی کے پتے بہت ہی مزیدار ہیں پس اہلِ مجلس سے ایک شخص اٹھ کر اس بوٹی سے پتے لے کر کھائے تو پھر تھوکنے لگ گیا اور کہا کہ کڑوے ہیں۔ پس میں نے خود اس بوٹی کا پتا لے کر کھایا تو بالکل کڑوا تھا پھر اس مکان والوں نے بتایا کہ یہ بوٹی صبح کے وقت میٹھی اور شام کے وقت کڑوی ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اتوار کی شب ۱۷ ارشوال المکرّم ۱۳۱۷ھ عشاء کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ حجرۂ خواب گاہ میں چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حافظ عبداللہ قوال حاضر خدمت تھا۔ کچھ دیر تو آپ نے اس سے خوش طبعی فرمائی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ حامد خان نے ایک راگ تیار کیا ہے جو بہت ہی عجیب ہے کیا تو بھی وہ راگ کبھی ساز کر لیتا ہے۔ پس حافظ مذکور نے بطریق سوال عرض کیا کہ غریب نواز وہ کونسا راگ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ''راگنی کھوائج'' حافظ مذکور نے عرض کیا کہ ہاں سائیں میں بھی یہ راگنی سازاں کر لیتا ہوں پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ''کزع راگنی کھوائج۔'' پس حافظ عبداللہ قوال یہ خیال گانے لگ گیا۔

مصرعہ: ''وعدے تیڈے یاد کراں نت بہی گڑاڈھانون۔''

الغرض حافظ مذکور نے یہ خیال تمام کر کے یہ کافی شروع کی۔

مصرعہ کافی: ''سمجھ فرید ابر ہوں سبھوں سَر زور''

الغرض جب حافظ مذکور اس بیت پر پہنچا:

میں اڑ جکڑی وچ غماں دے

شالا نہ پھاسن ھور

الغرض حافظ قوال نے لفظ اڑ اچھی طرح نہیں سمجھایا حضور غریب نواز

قدس سرہ نے خود سمجھا کر یہ بیت پڑھا۔ الغرض حافظ مذکور نے جب یہ کافی تمام کی تو حضور غریب نواز قدس سرہ نے راگیوں کی بات چلائی۔ آپ نے فرمایا کہ بہار نام ایک میراسی تھا۔ پہلے وہ اسد خان کے پاس رہتا تھا بعدہ وہ زیرین ڈیرہ جا کر گوسائیں کے پاس رہنے لگا الغرض یہ بہار بہت ہی عمدہ گاتا تھا اور وہ جب یہاں آتا تو تین راتیں ہمارے پاس رہتا اور ایک رات خیر محمد کے پاس رہتا۔ اگرچہ خیر محمد اسے زور کرتا لیکن وہ کہتا کہ بڑے سائیں سے رخصت مل گئی ہے اب میں آپ کے پاس ایک رات رہوں گا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ دیرہ زیرین میں اس بہار میراسی کے دو شاگرد تھے۔ ایک تالاں کنجری اور دوسرا یوسف سنیارا۔ آپ نے فرمایا کہ یوسف کو تو ہم نے سنا تھا وہ کوئی چیز نہیں تھا لیکن ایک راگنی وہ بہت خوب ساز کرتا تھا۔ "اتے اورن اہدے ھن جو چوکھی ہائی۔"
یعنی: کہتے ہیں کہ وہ عورت قدرے اچھا گاتی تھی۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسد خان پر ناراض ہوئے تو محمد یار خوجہ نے اسد خان سے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تجھ سے ناراض ہیں لہٰذا تو انہیں خوش کر۔ پس خان مذکور نے بطور مشورہ محمد یار خوجہ سے کہا کہ کیسے خوش کروں۔ محمد یار خوجہ نے کہا کہ اس بہار کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دے تا کہ یہ وہاں جا کر ان کے پاس چوکی (گائے) کرے جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خوشحال ہوں تو یہ بہار تیری تقصیر (قصور) معاف کرائے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ اسد خان پر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی رنجش کی وجہ یہ تھی کہ نیمہ درگ اسد خان نے خرید کیا ہوا

تھا۔ بعدہٗ آپ نے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ آدھا درگ عمرانیوں کی ملکیت تھا اور آدھا درگ خضرانیوں کی ملکیت تھا۔ پس عمرانیوں نے اپنا آدھا حصہ دوسو روپے میں اسد خان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خان سے فرمایا تو نے اچھا نہیں کیا تجھے ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے۔ پس خان مذکور نے کہا کہ غریب نواز! وہ خود بیچ گئے ہیں ورنہ میں تو لینے کے لیے نہیں گیا تھا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''سِکھ منگڑو ٹھے آئے ڈِٹھے ہِن۔''

الغرض بہار میراسی نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر چوکی کی (راگ گائے) حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور بہار سے فرمایا ''اب تو جو کچھ مجھ سے مانگنا چاہتا ہے مانگ میں تجھے دیتا ہوں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا آخر میراسی تھا ورنہ اپنی کوئی حاجت مانگ لیتا۔

الغرض بہار نے عرض کی غریب نواز! اسد خان کی تقصیر معاف فرمادیں پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خاموش ہو کر فرمایا کہ تو کہہ رہا ہے (یعنی سفارش کر رہا ہے) اب میں اس پر راضی ہو چکا ہوں لیکن اسے کہہ دیں کہ آئندہ ایسا نہ کرے اور ان کے کاغذات انھیں واپس کر دے۔ پس محمد یار خوجہ نے عرض کی کہ غریب نواز سکھوں کے آنے کی بات بھی معاف فرمادیں۔ تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''او وَت خدا ہی آنے خیر حالاً خان کوں مہلت ہے۔''

یعنی: وہ تو خدا ہی لے آئے خیر فی الحال خان کو مہلت ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پندرہ سال کے بعد سکھ منگڑوٹھہ میں آئے۔ القصہ بعدہٗ اسد خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وہ

کاغذات لے کر آیا اور عرض کیا کہ غریب نواز وہ دوسو روپے مجھ سے لے گئے تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دوسو روپے میں تجھے دلوا دوں گا۔ الغرض عمرانی بھی پشیمان تھے آخر دوسو روپے دے کر اپنے کاغذات واپس لے گئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ حکایت بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ اور حافظ قوال راگ پہاڑی میں کافی گانے لگا۔ آپ نے حافظ مذکور سے پوچھا کہ کوئی دوسری کافی بھی اس راگنی میں ہے۔ حافظ مذکور نے عرض کی ہاں سائیں تو آپ نے فرمایا کہ وہی کہو۔ اسی اثناء میں حامد خان جعفر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے حامد خان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حامد! آج رات حافظ مذکور سے راگنی کھوانج ساز کرائی ہے خوب تیار کر لی ہے۔ بعدہ' آپ نے حافظ مذکور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہی راگنی پھر تیار کر اور حافظ مذکور نے پھر وہی راگنی ساز کی۔ اس کے بعد حامد خان مذکور نے یہ خیال شروع کیا۔

زہی خجستہ زمانے کہ یار باز آید
بحال غمزدگان غمگسار باز آید

ترجمہ: واہ کیا ہی وہ مبارک زمانہ ہوگا جب دوست واپس آ جائے اور غمزدوں کی منشا کے مطابق غمخوار واپس آ جائے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا تیسرا عرس مبارک گزرا تھا کہ ہم مہار شریف گئے احمد قوال بھی ہمارے ساتھ تھا پس احمد قوال کو بخار ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی پہلی دونوں مجلسوں میں حاضر نہ ہو سکا۔ تیسرا مجلس مبارک میں اگرچہ اسے تپ تھا لیکن ہم اسے پکڑ کر لے آئے اور مجلس میں لا کر بٹھایا پہلے پہلے تو احمد قوال

نے یہ خیال شروع کیا۔

زہے خجستہ زمانے کہ یار باز آید
بحالِ غمزدگان غمگسار باز آید

القصہ حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے یہ بیت کہہ کر فرمایا کہ مولوی شہسوار اس وقت زندہ تھا اور دوسرے ایسے سینکڑوں افراد جنہوں نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا موجود تھے فی الجملہ مولوی شہسوار وجد کی حالت میں اٹھا اور ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس مولوی مذکور نے روتے روتے آکر مجھ سے معانقہ کیا اور تمام صاحبان بھی حالت وجد میں آگئے اور ایک دوسرے سے معانقہ کرنے لگے اور احمد قوال دوڑ کر اور رو رو کر جاتا لوگوں سے معانقہ کرتا اور روپے بھی لیتا جاتا نہ کوئی تپ رہا نہ اور کوئی چیز۔ حضور غریب نواز قدس سرہ‘ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

روز سہ شنبہ (بروز منگل) ۱۹ شوال المکرّم ۱۳۱۷ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ‘ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے جوار میں تشریف فرما تھے کہ مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ احمد کو کتنی مرتبہ جائے ضرور آیا (پائخانہ) بعدہ‘ آپ نے فرمایا کہ ان لڑکوں کو اسہال (دستوں) کی عادت ہو چکی ہے اور آدمی جس چیز کا عادی بن جاتا ہے اسے ضرور کرنا ہوتا ہے۔ بعدہ‘ آپ نے فرمایا کہ پہلے مجھے بھی فصد (خون نکلوانا) کرانے کی عادت تھی چنانچہ اگر میں خون نہ نکلواتا تو جسم پر پھوڑے نکل آتے تھے اب تو دوسرے حوادثات بہت ہو گئے ہیں وہ عادت ختم ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اس تقریب کے مطابق دردسر کے بارے میں بات ہوئی تو حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے فرمایا اس سے پہلے جسے بھی دردِ سر ہوتا تو کہتے کہ

اس کی پنڈلیاں زور زور سے باندھ دو۔ بعد ازیں آپ نے فرمایا کہ لیکن میں کہتا ہوں کہ پنڈلیاں جو زور سے باندھ دی جاتی ہیں۔ زور سے باندھنے سے درد ہونے لگتا ہے تو اس درد کی وجہ سے وہ دردِ سر بھول جاتا ہے۔ پنڈلیاں باندھنے کی یہی وجہ ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ خدا جانے کہ شاید رگوں کا بھی کوئی سبب موجود ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد حسین بھی بیمار ہے آپ نے فرمایا اس سے پہلے اسے ڈھمیتر اتھا پیشاب نہیں آتا تھا اور اگر اسے گرمی ہوتی تو پھر پیشاب بند نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب ایسی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن بوڑھا ضرور ہو گیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک دن تھانیدار مولوی محمد حسین سے نسخہ لکھوانے کے لیے آیا آپ نے فرمایا یہ مولوی محمد حسین بیچارہ حاکموں سے بہت ڈرتا تھا اگرچہ ہم بھی ڈرتے ہیں۔ دریں اثناء آپ نے ایک نقل بیان فرمائی کہ اس سے پہلے ملکہ نے کسی خوشی کے موقع پر چراغ روشن کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن ہم نے تو چراغ روشن نہیں کیے تھے لیکن اس مولوی غریب نے ڈر کی وجہ سے روغن (تیل) قرض لے کر چراغاں کیا تھا۔ اور ہم ہنستے تھے۔ الغرض مولوی بیچارہ لحاف اوڑھ کر سو رہا تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ مولوی جی تھانیدار آیا ہے پس مولوی بیچارہ ڈر کے مارے جلدی سے اٹھا تو اس کی ران میں رگ کو بل آ گیا ہے، اب اس کی وجہ سے بیمار پڑا ہوا ہے۔

بڑھاپا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے بڑھاپے کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مثال دی کہ:

"بڈھاتاں اینویں ہے جیویں کھودا اسباب گھسدا گھس ویندا

ہے۔ جے ہک چپڑی ہل پووے تاں پچھیں ساری چپریاں اُوکھڑ
ویندیاں ھن۔ اینویں بڈھے دے ہک اندام کوں جے کچھ تھی پووے
پچھیں اوندے سارے اندام اوکھڑ ویندے ھن۔"

یعنی: بڑھاپا ایسا ہے جیسے کنوئیں کا اسباب، وہ چلتے چلتے گھس جاتا ہے اگر اس کی ایک چپڑی اپنی جگہ سے نکل جائے تو پھر اس کی ساری چپڑیاں اوکھڑ (نکل) جاتی ہیں ایسے ہی بوڑھا آدمی ہے اگر اس کے کسی عضو کو کچھ ہو جائے تو پھر اس کے بقیہ تمام اعضا اکھڑ جاتے ہیں۔ یعنی اپنی جگہ صحیح کام نہیں کر پاتے۔

بعدہٗ آپ نے فرمایا اگرچہ بڑھاپے کا یہی حال ہے لیکن مرنے کو کسی کا دل نہیں چاہتا۔ مولوی خدا بخش نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ آپ نے فرمایا ہم نے کبھی خوشی نہیں دیکھی۔ بعدہٗ آپ کچھ لحظہ خاموش رہ کر مولوی خدا بخش سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا انگریز بھی خودکشی کو حرام سمجھتے ہیں؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز! مجھے معلوم نہیں ہے۔ بعد ازاں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ شیخ اکبر قدس سرہٗ نے خودکشی کے بارے میں چنداں سختی نہیں فرمائی۔ جس طرح کہ دوسرے فقہاء کرام نے تشدید کی ہے۔ پھر عرض کیا کہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جو کوئی خودکشی کرے اس کا نماز جنازہ نہ پڑھا جائے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "خودکشی کرنے والے پر بہشت حرام ہے۔"

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رضی اللہ عنہ کا لقب کیا ہے۔ بعدہٗ آپ نے خود یاد کر کے فرمایا کہ "شہید المحبت۔" آپ نے فرمایا

"ایہو تاں شہید المحبت ہویا۔"

یعنی یہی تو شہید المحبت ہے۔ یعنی دوست کے دیدار کے شوق میں خودکشی کرنے

والا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

نور دین جُتیاں میڈیاں پایا کر:

شب پنجشنبہ ۲۰ رشوال المکرّم ۱۳۱۷ھ بعد نُماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہ' حجرۂ خواب گاہ میں چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ حافظ عبداللہ قوال اور حامد خان جعفر حاضر خدمت تھے آپ نے کچھ لحظہ حافظ قوال کے ساتھ خوش طبعی فرمائی پھر باتوں باتوں میں نور دین کا نام لے کر حکایت بیان فرمائی کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا پرانا جوتا مبارک یہ نور دین پہنا کرتا تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرا جوتا نور دین کے پاؤں میں درست آتا ہے لہٰذا میرا پرانا جوتا اسے دے دیا کرو۔ نور دین عرض کرتا تھا کہ سائیں بے ادبی ہوتی ہے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے فرماتے کہ:

"وَے جُتیاں میڈیاں پایا کر نہیں تاں کھلیاندی مارڈ سائیں۔"

یعنی: اے نور دین میرے پرانے جوتے پہنا کرو ورنہ میں تمھیں جوتے ماروں گا۔

پس اکثر اوقات حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پرانے جوتے نور دین پہنتا تھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ مولوی حسین علی نام کا ایک شخص بڑا عالم تھا لکھنؤ خیر آباد میں سکونت رکھتا تھا اس کے تین بھائی اور بھی تھے وہ بھی خیر آباد میں رہائش پذیر تھے۔ ایک کا نام طفیل احمد دوسرے کا نام نوازش احمد تھا یہ دونوں بھائی لیہ میں سر شتے دار تھے اور تیسرے کا نام ہدایت احمد تھا یہ کروڑ میں تھانیدار تھا یہ بھی بڑے عالم تھے اور محمد علی شاہ صاحب سے ان کی رشتہ داری

بھی تھی اوران کے بڑے گہرے دوست تھے ہر چھ ماہ بعد ایک لاکھ روپیہ گھر بھیجتے تھے آپ نے فرمایاان کی تنخواہ تو دوسو روپے تھی شاید۔

''وڈھی وراڈھی کھاندے ہوسن'' (یعنی لوٹ مار کا مال کھاتے ہوں گے)۔

الغرض ایک مرتبہ مولوی حسین علی کا خط آیا کہ میں لیہ میں پہنچا ہوں یہاں میرے دوست ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ میں ان کے ہمراہ فلاں روز پہنچ کر قدموس ہوں گے۔القصہ تینوں بھائیوں کواپنے ہمراہ لے کر حاضر خدمت ہوااور اپنے تینوں بھائیوں کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا۔اس کے ایک سال بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوگیا وہ اسی ایک سال میں دو مرتبہ آئے تھے۔پہلی مرتبہ آئے تو مرید ہوئے تھے پھر دوسری مرتبہ چھ ماہ بعد آئے۔اس کے بعدانھوں نے استعفادے دیااور بہت دولت جمع کی ہوئی تھی۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ مولوی حسین علی ان کے لیے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جوڑا مبارک نوردین سے لینا چاہا تو نوردین نے کہامیں بیس روپے لوں گا اورانھوں نے کہا تو دس روپے لے لے۔الغرض یہ لوگ بارہ روپے دینے کو تیار ہوئے اور نوردین پندرہ روپے لینے پر آمادہ تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ نوردین کے پاس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا کوئی جوڑا مبارک ہے کیونکہ ہم تو سمجھتے کہ وہ پہن لیتا ہے۔بعدہ' آپ نے فرمایا کہ یہ پندرہ روپے کیا چیز تھے وہ لکھ پتی تھے مگر پندرہ روپے نہ دیئے۔حضور غریب نواز نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جوڑا مبارک لاکھوں روپے میں ہاتھ نہ آئے۔الغرض مولوی حسین علی نے نور دین سے کہاتم جوڑا نہیں دیتے اب میں تم سے یہ جوڑا مفت لوں گا۔پھر مولوی

حسین علی نے مجھے کہا کہ نور دین کے پاس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی کفش مبارک (جوتا) ہے۔ میں اسے بارہ روپے دیتا ہوں اور وہ پندرہ روپے لینا چاہتا ہے لہٰذا تم مجھے وہ کفش مبارک دلوا دو۔ آپ ابھی اسے بلوائیں۔ مولوی مذکور کو میں نے کہا مولوی جی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا ہے میں فقیروں پر زور نہیں کرتا۔ میں اسے کہوں گا اگر دے دیا تو بہتر ورنہ میں اسے زور نہیں کروں گا۔ درین اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ میرے دل میں تھا کہ یہ کفش مبارک میں خود لے لوں۔

الغرض میں نے نور دین سے کہا کہ تیرے پاس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جوڑا مبارک ہے کیا تو اسے بیچتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں تو نہیں بیچتا لیکن وہ مجھے نہیں چھوڑتے اور مجھے حاجت بھی تھی دل میں آیا کہ حاجت بھی پوری ہو جائے گی۔ پھر میں نے اسے کہا کہ اگر بیچنا چاہتا ہے تو مجھے دینا۔ پھر میں نے اسے پچیس روپے دے کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا جوتا مبارک میں نے لے لیا۔ اور اسے کہا کہ انھیں نہیں بتانا۔ میں خود انھیں کہوں گا کہ وہ پچیس روپے لینا چاہتا ہے انھوں نے نہ پچیس روپے دینے ہیں اور نہ کفش مبارک لینا ہے۔ الغرض مولوی حسین علی نے کفش مبارک کے بارے مین پھر مجھے کہا تو میں نے اسے کہا کہ وہ پچیس روپے مانگ رہا ہے کیا تم پچیس روپے دو گے؟ پھر مولوی مذکور خاموش ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جوڑا مبارک اب تک ہمارے گھر میں ہے۔

دعا کروں یا وظیفہ بتاؤں:

بعدہ‘ حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے مثال کے طور پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ اوائل میں بادشاہ کے نوکر تھے۔ سلطان

المشائخ کی خدمت میں انھوں نے عرض کیا کہ ''اے میرے آقا میں نوکری چھوڑ رہا ہوں نوکری کی وجہ سے حضور کی ملازمت (یعنی خدمت میں حاضری) کم ہوتی ہے۔ پس حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خیر تو نوکری چھوڑ دے اور سوداگری کا کام اختیار کر۔ پھر حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ نے نوکری چھوڑ دی اور سوداگری کرنا شروع کر دی۔ ایک مرتبہ حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ بنارس کی طرف گئے ہوئے تھے وہاں سے انھوں نے کمخواب کا سامان خریدا۔ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز میں قرضدار ہوں تو حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا اگر کہیں تو دعا کروں یا کوئی وظیفہ بتا دوں۔ تو اس نے عرض کی نہیں غریب نواز آپ مجھے اپنا یہ پرانا جوتا مبارک دے دو۔ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا تجھے کیا ملے گا۔ اس نے پھر عرض کیا کہ نہیں غریب نواز! میرا اس سے کام بن جائے گا۔ آخر حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا پرانا جوتا مبارک دے دیا۔ اس شخص کے پاس ایک صندوق تھا وہ جوڑا مبارک صندوق میں رکھ کر چلا گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شاید اسے یہ خیال آیا ہوگا کہ بادشاہ حضرت سلطان المشائخ کا مرید ہوگا یہ جوتا مبارک جا کر اسے دوں گا یا کسی دوسرے بڑے مالدار کو جا کر دوں گا وہ مجھے کوئی چیز دیں گے بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ معلوم نہیں وہ سائل حضرت سلطان المشائخ کا مرید بھی تھا یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ مرید بھی نہیں تھا۔

مجھے خوشبو آ رہی ہے:

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جوڑا مبارک لے کر بنارس کے راستے

جارہا تھا اور اُدھر سے حضرت امیر خسرو صاحب رضی اللہ عنہ بیس ہزار روپے کا
کمخواب خرید کر کے چار پانچ اونٹوں پر لادے لا رہے تھے۔ پس راستے میں وہی
شخص جوڑا مبارک والا ان سے ملا۔ حضرت امیر خسرو صاحب رضی اللہ عنہ نے
جب اسے دیکھا تو وجد میں آ گئے۔ اور بعدہٗ اس سے پوچھا کہ تیرے پاس
حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کا کوئی تبرک ہے اس آدمی نے کہا کہ نہیں۔
پھر امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا کوئی ملبوس مبارک تیرے پاس ہے
کیونکہ مجھے خوشبو آ رہی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں ان کا جوڑا مبارک میرے
پاس ہے تو امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے جوڑہ مبارک کی زیارت کرا
دیں، اس آدمی نے کہا ہاں۔ پھر اس نے صندوق سے جوڑا مبارک نکال کر انہیں
زیارت کرائی۔ امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جوڑا مبارک مجھے دے دو۔
اس نے کہا نہیں، میں کسی بڑے مالدار کو دوں گا کہ مجھے ایک حاجت درپیش ہے
تاکہ میری وہ حاجت پوری ہو جائے۔ پس امیر خسرو صاحب رضی اللہ عنہ نے
اپنے سارے کارواں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ سب تو لے لے اور یہ جوڑا
مبارک مجھے دے دے۔ آخر امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار روپے کا
کمخواب اونٹوں سمیت اسے دے دیا۔ اور حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کا
جوڑا مبارک لے کر دہلی میں آ گئے۔ لوگوا نے پوچھا کہ تم تجارت کے لیے گئے
تھے کیا کر آئے ہو۔ امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت زیادہ نفع کمایا ہے اور
حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کو بھی خبر ہوئی کہ امیر صاحب رضی اللہ عنہ
واپس آ گئے ہیں۔ پس حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بطور
سوال پوچھا کہ "یار و سوداگری واسطے گیا تھا کیا کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ
غریب نواز! وہ کہتے ہیں کہ بہت منافع ہوا ہے۔"

ارزاں خریدی:

الغرض صبح سویرے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں امیر صاحب حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا (وَے گل کر کینویں کیتو) بتاؤ کیسے کیا ہے؟۔

پس امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت زیادہ نفع ہوا ہے۔ پھر حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کتنا دُگنا منافع ہوا ہے۔ امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

نہیں سائیں، ڈوڑی، چوڑی، آٹھوڑی تھین بہوں تھیں۔

یعنی نہیں غریب نواز! دوگنا، چار گنا بلکہ آٹھ گنا سے زیادہ منافع ہوا ہے اور بہت ہوا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخر تو نے کیا خریدا ہے؟ تو امیر صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل مبارک سے جوڑا مبارک نکال کر حضرت کے آگے رکھا اور عرض کیا کہ یہ خرید لایا ہوں۔ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے کیفیت پوچھی آپ نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ پس حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے قصہ سن کر فرمایا کہ ''ارزاں خریدی'' سستا خرید کیا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر پھر طفیل احمد اور نوازش احمد کے بارے میں بات شروع فرمائی۔ کہ طفیل احمد ذرہ تیز مزاج آدمی تھا اور نوازش احمد کچھ زیادہ تھا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک دفعہ ہم حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو نماز ظہر کے بعد ''مروڑے پئے ڈیندے ہاسے'' (پاؤں دبا رہے تھے) اسی اثناء میں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ

نے مجھے فرمایا تھا کہ: ''اللہ بخشا پیشیں دے پچھے آ کر میکوں مروڑے دتے کر''
یعنی: اے اللہ بخش (رضی اللہ عنہ) ظہر کے بعد آ کر میرے پاؤں دبائے کر۔

الغرض ایک دن اسی وقت یہ نوازش احمد بیٹھا تھا۔ پس مولوی حسین علی سے کہا کہ تم پوچھو کہ میں (نوازش احمد) بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک کو مروڑے دوں پس مولوی حسین علی نے مجھ سے اشارے سے اجازت کا پوچھا تو میں نے اشارے سے کہا کہ ہاں۔ پھر نوازش احمد کھٹڑی (چارپائی) کے نزدیک بیٹھ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک کو مروڑے دینے لگا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کوئی فرنگی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں سائیں یہ ہندوستانی ہے نوازش احمد۔ آپ نے فرمایا کہ نوازش احمد چٹا گورا تھا، اس لیے آپ نے فرنگی کا لفظ فرمایا۔ القصہ نوازش احمد نے پوچھا کہ حضرت صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ تیرے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ انھوں نے اگرچہ ہمارے ملک میں بہت عرصہ قیام کیا تھا لیکن ہندوستانی زبان کے سوا دوسری کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے۔ الغرض کچھ دیر بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے چارپائی سے سر مبارک اٹھا کر پھر فرمایا وے ایہو کوئی فرنگی ہے (یعنی یہ کوئی فرنگی ہے) میں نے عرض کیا نہیں غریب نواز یہ نوازش احمد ہے لیکن اس نے کچھ نہ سمجھا اور پوچھا کہ کیا فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ تجھے پوچھ رہے ہیں۔ فی الجملہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ بھی سرِ مبارک اٹھا کر بطور سوال فرمایا کہ یہ فرنگی ہے۔ پھر مولوی حسین علی نے مجھے کہا کہ اس نے تو کچھ نہیں سمجھا آپ اسے کچھ نہ بتانا مبادا اس کے دل میں کوئی چوٹ آ جائے۔ دیندار لوگ ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ یہ مولوی حسین علی پہلے سے ہی بہت بڑا عالم تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد مدینہ منورہ چلا گیا۔ بارہ سال مدینہ منورہ میں مقیم رہا اور وہاں صحاح ستہ پڑھی۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا بڑا عالم بنا کہ یہاں کے تمام علماء کرام اس کی علمیت کے معترف تھے حتیٰ کہ مولوی عمر اور دوسرے علماء اس کے شان میں کہا کرتے تھے کہ یہ اس قدر بڑا عالم ہے کہ ہم اس کے آگے طفلِ مکتب بھی نہیں ہیں۔ یہ بات اس کے مدینہ منورہ جانے سے پہلے کہتے تھے۔

بعدہ' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ میرے احمد نے یہ بات سن کر مجھے کہا کہ بابو میرے استاذ کو بڑی بڑی کتابیں نہیں آتیں مجھے خرچہ دو کہ میں مولوی حسین علی کے پاس جا کر کتابیں پڑھوں یا مولوی صاحب مذکور کو بلوا کر یہاں ٹھہرائیں تاکہ میں اس سے پڑھوں۔

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ میرے احمد کو علم پڑھنے کا بہت شوق و محبت تھی۔ القصہ میں نے اسے کہا کہ صبر کرو کہ وہ یہاں آنے والا ہے جب آجائے گا تو میں اسے کہوں گا۔ الغرض جب وہ یہاں آیا تو میں نے اسے کہا کہ آپ یہاں مقیم ہو جائیں اور میرے احمد کو پڑھائیں یا احمد کو اپنے ساتھ لے جائیں وہاں اسے پڑھائیں۔ اور میرے احمد نے اس کے پاس جا کر پڑھی گئی کتابوں کے کئی مقامات کے متعلق پوچھا تو مولوی حسین علی نے مجھے کہا کہ صاحبزادہ کو اپنے ہمراہ لے جانا اچھا نہیں ہے۔ البتہ میں گھر جا رہا ہوں میرے اہل دعیال اگر یہاں آنا چاہیں گے تو میں ان کو اپنے ساتھ لاؤں گا اور اگر وہ یہاں نہیں آنا چاہتے تو میں انھیں خرچہ دے کر واپس آجاتا ہوں اور انھیں پڑھاؤں گا کیونکہ صاحبزادہ صاحب بہت لائق و فائق ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ مولوی حسین علی نے روانہ ہونے سے دس دن پہلے مجھ سے اجازت مانگی کہ جتنے دن میں یہاں ہوں مجھے آستانہ عالیہ کے اندر رات گزارنے کی اجازت دیں۔ میں نے کہا نیز آپ گزاریں میں جانتا ہوں کہ سات راتیں اس نے آستانہ عالیہ کے اندر گزاریں جو شخص اسے دیکھتا وہ روضہ شریف کے مشرقی پیچھے مبارک کے سامنے بیٹھا ہوتا اور اس نے جتنی راتیں یہاں گزاریں ہر روز اس کے چہرے کا رنگ نکھرتا جارہا تھا باتیں کم کرتا اور ہر وقت مراقبے میں رہتا تھا۔

الغرض جب مولوی صاحب نے جانے کی تیاری کی تو میں نے حبیب اللہ خان گھوڑے والا کو اس کے ہمراہ بھیجا۔ پس حبیب اللہ خان بیان کرتا تھا کہ جب ہم یہاں سے روانہ ہوئے تو فلاں شہر میں رات گزاری۔ حضور غریب نواز نے اس شہر کا نام لیا لیکن بندہ راقم الحروف کو یاد نہیں رہا۔ القصہ ہم نے وہاں روٹی پکائی لیکن مولوی صاحب نے صرف دو تین لقمے کھائے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر فلاں موضع میں جا کر رات بسر کی۔ وہاں روٹی پکائی تو مولوی صاحب نے بالکل کچھ نہ کھایا پھر میں نے ان کے لیے کچھ روٹی رکھ لی پس جب صبح ہوئی تو میں نے روٹی اور سالن نیم گرم کرکے مولوی صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب! آج رات آپ نے روٹی نہیں کھائی اب تو کچھ کھالو پھر روانگی ہوگی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نوافلِ اشراق مسجد میں پڑھ کر آجاؤں میں نے کہا اچھا پڑھ آئیے۔

الغرض حبیب اللہ خان کہتا تھا کہ اس وقت ہم ایک پاولی (جولاہہ) کے گھر میں رہائش پذیر تھے اور وہاں سے مسجد نظر آتی تھی، ہم نے دیکھا کہ مولوی صاحب مسجد میں نوافل پڑھ رہے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد دیکھا تو مولوی صاحب مسجد میں نہیں تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ راستہ میں آرہے ہوں گے کافی لحظہ

گزر گیا لیکن مولوی صاحب نہ آئے۔ پھر میں نے اس جولاہے کو دوڑایا اور کہا کہ مولوی صاحب ابھی تک نہیں آئے ان کا پتا کر آئیں۔ وہ جولاہہ گیا واپس آ کر بتایا کہ مولوی صاحب ایک باولی کی دیوار کے ساتھ مراقبہ کیے بیٹھے ہیں۔ القصہ جب میں وہاں گیا مولوی صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلایا تو مولوی صاحب فوت ہو چکے تھے۔ میرے ہلانے سے زمین پر گر پڑے پس میں نے اسے اٹھایا اور اسے اٹھا کر موضع گھوٹی میں لے گئے۔

دریں اثنا حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ گھوٹی ایک قصبہ ہے حبیب اللہ خان کا گھر اسی قصبہ میں ہے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب مہار شریف تشریف لے جاتے تھے تو اسی موضع گھوٹی میں رات بسر کرتے تھے۔

بعدہ آپ نے فرمایا حبیب اللہ خان نے مولوی صاحب کو موضع گھوٹی لے جانے میں اپنا فائدہ سوچا ہوگا کیونکہ وہ یہاں ہمیں کہتا تھا میں جہاں کہیں بھی مروں مجھے تونسہ شریف میں دفن کرانا۔ آخر حبیب اللہ خان نے مولوی حسین علی کو گھوٹی میں دفن کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد مولوی حسین علی کی اولاد کو خبر ہوئی۔

مولوی صاحب کا خط اور وصیت:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ نے بتایا کہ خیر آباد میں مولوی حسین علی کا ایک شاگرد تھا مولوی حسین علی نے خیر آباد سے روانہ ہوتے وقت اسے وصیت کی تھی کہ فلاں جگہ میری فلاں کتاب رکھی ہوئی ہے اگر میں ایک ماہ تک واپس نہ آؤں تو اس کتاب کو کھول کر اس پر عمل کرنا، ایک مہینہ سے پہلے ہرگز نہ کھولنا۔ آخر جب ان کی موت کی خبر وہاں پہنچی تو اس شاگرد نے وہاں جا کر وہ کتاب کھولی تو اس کتاب میں ایک خط رکھا ہوا تھا مولوی صاحب کے دستخط اس خط پر موجود تھے اس خط میں لکھا تھا کہ:

میں تونسہ شریف جا رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ مجھے واپس نہیں آنا،
اگر ایک مہینہ تک نہ آؤں یا میری موت کی خبر پہنچے تو میرے اتنے
روپے فلاں شخص کے پاس ہیں اور اتنے روپے فلاں آدمی کے پاس
رکھے ہوئے ہیں۔

میرا بچہ ابھی چھوٹا ہے فلاں مولوی کو پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ دے کر میرے بیٹے کو پڑھانا اور دوسری وصیتیں بھی اسی طرح لکھی ہوئی تھی۔ پس اس شاگرد نے وہ خط میرے پاس بھجوا دیا اور لکھا تھا کہ یہ مولوی صاحب کی وصیتیں ہیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب لوگوں نے مولوی صاحب کا وصیت نامہ دیکھا تو سب جان گئے اور کہنے لگے کہ:

"ماروَے مولوی صاحب سب کجھ جاندا ہا"

یعنی واہ بھئی واہ مولوی صاحب کو سب کچھ معلوم تھا۔

حضور غریب نواز نے فرمایا جب میں نے مولوی صاحب کے شاگرد کو خط لکھا تو انہوں نے میرے خط پر عمل کیا اس مولوی کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس مولوی نے کہا کہ میں پانچ سال میں اس لڑکے کو مکمل تعلیم دے دوں گا لیکن انہوں نے تین سال تک اس مولوی صاحب کو اپنے پاس ٹھہرایا پھر اسے رخصت دے دی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کچھ عرصہ بعد مولوی صاحب کے ایک مرید نے میری طرف خط لکھا کہ اگر مولوی صاحب کو قبر سے نکالنا درست ہے تو ہم اسے نکالتے ہیں اپنے علاقے میں لے جائیں گے اور اگر درست نہیں ہے تو پھر ہم ان کا یہیں روضہ تعمیر کرتے ہیں۔ پس میں نے ان کے جواب میں لکھا کہ نکالنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں ہے اور ان کا وہاں روضہ تعمیر کرنا بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ وہاں قبرستان ہے اہلِ قبور کے ورثاء اس کے روضہ تعمیر

کرنے کی اجازت نہیں دیں گے اگر روضہ بنانے کی اجازت دے بھی دیں تو پھر بھی وہ زمین شور یلی ہے کچھ عرصہ بعد اینٹیں گرنے لگ جائیں گی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اب وہاں آدمی کے قد برابر چار دیواری ہے جب ہم مہار شریف جاتے ہیں تو وہاں سے ہو کر جاتے ہیں۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی غلام محی الدین مکھڈی کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ مولوی غلام محی الدین بہت نیک شخص ہے اور میاں محمد دین سیالوی بھی نیک آدمی ہے فحاشی پسند نہیں کرتا لیکن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپ نے حافظ غلام فرید سُر کی والا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیوں میاں غلام فرید ایسے ہے نا۔ اس نے عرض کیا کہ ہاں غریب نواز یہ بات اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ مولوی غلام محی الدین بیچارہ محض توکل پر بیٹھا چالیس آدمیوں کو روٹی دے رہا ہے اور فتوح (آمدنی) ایک دمڑی (پیسا) بھی نہیں یہ ایسا آدمی ہے۔ القصہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی صاحب مذکور کی تعریف میں بہت مبالغہ فرمایا۔ چنانچہ لکھنے میں نہیں آتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خوابِ ناز میں ہو گئے جو جہان کے لیے رشک بیداری ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

ایک مرتبہ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی مسجد میں رونق افروز تھے فیض الحسن گنگوہی بھی حاضر خدمت تھا ہندوستانیوں کے ناموں کے بارے میں بات ہو رہی تھی آپ نے کچھ اس طرح بات کی کہ ہندوستان میں لوگوں کے جو نام رکھے جاتے ہیں گویا آپ انہیں ناپسند کر رہے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے دوران گفتگو فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے

جادہ حسین سے کہا کہ ہم اپنے بچوں کے نام محمود، حامد، عبداللہ، موسیٰ اور عیسیٰ رکھتے ہیں اور تم لوگ یہ نام نہیں رکھتے وجہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ نام تو پاولیوں (جولاہوں) کے ہیں۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا نام کیا ہے اس نے بتایا میرے باپ کا نام آلِ حسن ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم حسینی سید ہو، اس نے کہا کہ نہیں۔ میں تو قریشی صدیقی ہوں۔ میں نے کہا تو تو پہلے ہی یہیں سے جھوٹا نکلا ہے۔ بعدہٗ آپ خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

شب خمیس ۱۰ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

تعزیہ نکالنا سَب کی جڑ ہے:

بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ بات تابوت کے بارے میں ہو رہی تھی آپ نے فیض الحسن گنگوہی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جس قصبہ میں تم رہتے ہو کتنا بڑا قصبہ ہے۔ فیض الحسن نے عرض کیا کہ حضور وہاں تھانہ اور تحصیل ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کیا وہاں تعزیہ نکلتا ہے اس نے عرض کیا کہ ہاں غریب نواز! وہاں تعزیہ نکلتا ہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ہمارے اس ملک میں پہلے سے تعزیہ نکلتا چلا آیا ہے لیکن یہ پلیدی یعنی سبّ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہیں تھی۔ یہ پلیدی ہندوستان سے آئی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک غصب کیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یوں کیا، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے یوں کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح کیا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ تعزیہ نکالنا ہی سَب کی جڑ ہے کیونکہ تعزیہ داری کیلئے مرثیہ خوانی لازم ہے اور مرثیہ میں سَب بھی ہوتا ہے۔

سَبِّ شیخین کفر ہے:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات کئی بار دہرائی کہ تعزیہ داری سَبّ کی بیخ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تعزیہ شیخین کے سَبّ کی جڑ ہے اور سَبّ شیخین کفر ہے۔ الغرض کچھ دیر بعد آپ دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے۔ شب جمعہ ۱۱؍محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف پنکھا ہلا رہا تھا آپ نے بے تقریب ظاہری یہ دو بیت پڑھے۔

وَائی بر اسیرے کز یاد رفتہ باشد
در دام ماندہ مُرغے صیاد رفتہ باشد
شادم کہ از رقیباں دامن کشان گذشتے
گو مُشتِ خاک ماہم برباد رفتہ باشد

اس کے بعد حضور غریب نواز نے ایک اور بیت ایک بار آہستہ آواز میں پڑھا اس کا پہلا مصرعہ تو بندہ راقم الحروف کو یاد نہیں دوسرا مصرعہ یہ ہے۔

مصرعہ ثانی: شاید بخواب شیریں فرہاد رفتہ باشد

الغرض ان بیتوں کو کئی بار دہرا کر حضور خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بروز جمعہ ۱۱؍محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد از عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے جوار میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف اور مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھے تو آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مولوی جی! ہندوستان کے علماء نے تعزیہ نکالنے کے جواز کا جو فتویٰ دیا ہے یہ کس طرح ہے حالانکہ تابوت نکالنے والے تو سَبّ لازمی کرتے ہیں جبکہ ہندوستانی علماء بہت بڑے عالم ہیں۔ پس مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میں بھی حیران ہوں۔

ایک بار آپ سے سنا تھا کہ ہندوستان میں روافض تابوت نہیں نکالتے بلکہ سُنی لوگ نکالتے ہیں شاید وہ اس طرح ہوگا کہ اس میں سَبّ نہیں کرتے ہوں گے۔

چنانچہ میں طالب علمی کے زمانے میں ڈیرہ غازیخان میں تھا وہاں سرکاری فوج کا ایک دستہ آیا ہوا تھا وہ سب کے سب ہندوستانی تھے انہوں نے عاشورہ کے دن تابوت نکالا پس ہر لحظہ بعد کہتے تھے کہ نعرۂ محمدی بلند کرو۔ تو وہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس ملک میں شاید اسی طرح کے تابوت نکالتے ہوں گے اور علماء نے اسی قسم کے تابوت نکالنے کے جواز کا فتویٰ دیا ہوگا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس سے پہلے ہمارے ملک میں بھی تابوت نکالتے تھے لیکن یہ پلیدی نہیں تھی۔ اب یہ پلیدی ہندوستان سے باہر آئی ہے اور ہمارے ملک میں تابوت نکالنے والے بڑے بڑے لوگ ہوتے تھے لیکن یزید کے باپ کو پہچانتے بھی نہیں تھے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ آلِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ضروری ہے وہ کون مسلمان ہوگا جس کے دل میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نہیں اور دکھ وغم اور افسوس نہیں ہے۔

مولوی خدا بخش جراح نے عرض کیا کہ میاں ارشاد علی حکایت بیان کرتا تھا کہ حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ تابوت نہیں نکالا گیا تو حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے تابوت نہ نکالنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا گیا کہ غریب نواز! اس سال خرچہ نہیں تھا پس حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے انہیں پانچ روپے دیئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس نے تو ایک بار کا کہا ہے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے تو سنا ہے کہ ہر سال تابوت والے تابوت لے کر جب

حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کے مدرسہ مبارک کے دروازہ کے آگے سے گزارتے تو تابوت کو وہاں دروازہ مبارک کے سامنے کھڑا کر دیتے اور حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کو اطلاع دیتے تھے پس حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ اُٹھ کر مدرسہ کے دروازہ مبارک پر خود تشریف لے آتے اور جیب سے پانچ روپے نکال کر ان تابوتیوں کو عطا فرماتے تھے اور اس طرح سلام فرماتے۔ اسی اثناء میں حضور غریب نواز اپنا ہاتھ پیشانی مبارک تک لے گئے الغرض اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہو جاتے اور حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ مدرسہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ محمد علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ بھی تابوت پر جاتے تھے اور مجلس میں جا کر بیٹھتے تھے اور تابوتیوں کو فرماتے تھے کہ وضو ساز کرو اس طرح کرو اور یوں کرو۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ مولوی دیدار بخش کہتا تھا کہ ایک دفعہ دہلی میں کسی نے محمد علی شاہ صاحب کو دعوت دی۔ آپ نے فرمایا وہ دعوت دینے والا کوئی امیر کبیر شخص ہوگا۔ الغرض آپ نے فرمایا کہ مولوی دیدار بخش اور مولوی جلال الدین کو بھی بلایا گیا۔ مولوی دیدار بخش نے کہا کہ ہم دونوں محمد علی شاہ صاحب کی مجلس میں جا کر بیٹھ گئے اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اہلِ مجلس سے کسی نے عرض کیا کہ:

اِتھے کوئی ملاں وڈّے ہِن اتے آہدے وَڈّے ہِن جی تابوت نکالنا روانہیں ہے۔

یعنی: یہاں کوئی ملاں (مولوی) رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تابوت نکالنا جائز نہیں ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ:

نج مریندے ہِن اُتے بھڑ وے تھیندے ہِن

القصہ مولوی دیدار بخش کہتا تھا کہ میں اٹھا ان کے قریب جا کر ان سے کہا کہ:

لیہو رخ مارن اتے بھڑ واتھیون اساں تونسے شریفوں آندا ہے۔

الغرض ایہو سخن آکھ تے میں دھروکڑی چالا یم اتے لُک گیم۔

یعنی: یہ جھک رخ مارنا اور بھڑ واہونا ہم تونسہ شریف سے لائے ہیں یہ بات کہہ کر میں نے دوڑ لگائی اور کہیں جا کر چھپ گیا۔

شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون ہے؟ مولوی دیدار بخش ہے؟ اسے پکڑو۔ میں کہیں چھپا ہوا تھا۔ پس شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمانے لگے۔ ''ھائے ھائے دے دار بخش گیا۔ تونسے شریف اتے میڈی مٹی مڑیں''۔

الغرض شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سارا دن مجھے تلاش کرتے اور روتے رہے لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے تھے اور دعوت والوں کی تو مٹی پلید ہوگئی۔ آخر عصر کے وقت کسی نے مجھے کہا کہ میاں شاہ صاحب تو گلی کوچے پھر رہے ہیں پھر مجھے ان پر رحم آیا تو میں ایک مسجد میں بیٹھا تھا کسی نے مجھ سے کہا کہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ مسجد کے باہر سے گزر رہے ہیں پس میں مسجد کے باہر آ کر شاہ صاحب کے قدموں میں گر پڑا۔ شاہ صاحب نے فرمایا میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم تونسہ شریف چلے گئے ہو۔ خیر مہربانی کرنا یہ بات تونسہ شریف میں کسی کو نہیں بتانا۔ الغرض بعدہ' شاہ صاحب رضی اللہ عنہ صاحبِ دعوت کے ہاں دعوت کھانے چلے گئے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر نماز مغرب کے لیے تشریف لے گئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں چار طالب علم تھے جنہوں نے تابوت کو جلا دیا تھا۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ طالب علم حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں اپنے پاس نہیں

رہنے دیا اور فرمایا کہ تم خوار ہو کر مرو گے اور ان کے اسباق بھی بند کر دیئے۔ آخر وہ چاروں ذلیل و خوار ہوئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک شخص کا نام لیا اور فرمایا کہ فلاں شخص بغلانی قوم سے ہے ایسے ایسے گھومتا رہتا ہے یعنی اس کا ایک پاؤں لنگڑا اور ایک ہاتھ شل ہے الغرض ایک دفعہ موضع بغلانیاں میں تابوت نکالا گیا۔ بغلانی قوم نے انہیں تابوت نکالنے سے منع کیا لیکن وہ لوگ باز نہ آئے آخر اس لنگڑے شخص نے خاروخس اکٹھے کر کے تابوت میں جا کر ڈال دیئے۔ پس اسی رات یا دوسری رات اس کا ایسا حال ہوا کہ ایک ہاتھ شل اور ایک پاؤں لنگڑا ہو گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد تمام فرما کر ختم شریف (ختم خواجگان) پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

نکاح فاسد ہو جاتا ہے:

شب دوشنبہ (سوموار) ۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ فضل خان قیصرانی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ اس کے ساتھ تابوت رکھنے کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے لیکن بہت سخت ہوا (آندھی) چل رہی تھی اس وجہ سے طرفین کی آواز کم سنائی دے رہی تھی الغرض ایک دفعہ میں اتنا کچھ سُن سکا کہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ فرما رہے تھے کہ جہاں بلوچ قوم کسی کو تابوت نہ رکھنے دیں تو پھر کسی اور کو طاقت نہیں ہوتی کہ وہاں تابوت رکھ سکے۔ بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صرف یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ''اگر تم نے یہاں تابوت رکھا تو پھر تمہاری خیر نہیں ہے۔'' پھر وہاں کوئی بھی تابوت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا اب جب بلوچ خود

تابوتوں کے ساتھ ہوتے ہیں پھر انہیں کون منع کرے۔ پھر فضل خان نے کوئی بات کہی جسے بندہ راقم الحروف نہ سُن سکا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ امام بخش خان رو جہاں میں تابوت نہیں رکھنے دیتا پھر ان تابوتیوں کی کیا طاقت اور مجال کہ تابوت رکھ سکیں۔ پھر فضل خان نے دوسری بات عرض کی لیکن ہوا کی تیزی کی وجہ سے بندہ راقم الحروف کچھ نہ سُن سکا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں اسی طرح ہے کہ اگر مرد اور عورتیں ہر دونوں رافضیوں کے تابوت پر اکٹھے ہوں تو ان کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے الغرض بعد ازاں طوفانِ ہوا کی تیزی کی وجہ سے بات سُنی نہیں جاتی تھی۔

بروز پیر ۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ عصر کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے جوار میں رونق افروز تھے۔ مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی جی تم نے سنا ہے کہ مولوی غلام یحیٰ فوت ہو گیا ہے بعدہٗ آپ نے اس کی تعریف بیان فرمائی کہ بہت بڑا عالم اور نیک اعتقاد تھا اس کی ہمیشہ یہی دعا ہوتی کہ قیدی رہا ہو جائیں اور درس کی رونق رہے اس کے بعد اس کے والد کے بارے میں بات ہوئی آپ نے فرمایا کہ ''پیو اُسدا اڈھا بھولا آدمی ہا'' یعنی اس کا باپ بڑا سیدھا سادا اور بھولا آدمی تھا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ وہ جب یہاں آیا تھا تو کہتا تھا کہ میں تمہیں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا لیکن مجھے یاد نہیں ہے کہ مجھے یا اکرم کو اپنے ہمراہ لے گیا اور کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ میں بڑے مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید ہوں اور مولوی صاحب نے ہر شخص کو خلیفہ بنایا ہے اور مجھے خلیفہ نہیں بنایا لہٰذا مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خلافت عطا کریں۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک تھی کہ اس طرح جو شخص خلافت چاہتا تو آپ ناراض ہو جاتے تھے، ہاں اگر اکرم جس شخص کے لیے عرض کرتا کہ فلاں شخص کے باپ اور دادا نے مرید کیے ہیں یہ بھی کہتا ہے کہ لوگ مجھے بھی نہیں چھوڑتے اللہ کا نام مجھ سے پوچھتے ہیں اور میں غلام ہوں کیا حکم ہے۔ تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے:

میاں اللہ دا نام ڈسیا پیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام بتایا کر)

الغرض میاں اکرم نے مولوی غلام یحییٰ کے والد کے لیے اسی طرح عرض کیا کہ غریب نواز اس مولوی محمد احسن کا باپ اور دادا بڑے عالم تھے لوگ ان سے وِرد وظیفہ پوچھتے تھے اور یہ کہتا ہے کہ لوگ مجھ سے بھی اللہ کا نام پوچھتے ہیں تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میاں اللہ دا نام ڈس پیا (یعنی میاں اللہ کا نام بتاتا رہے)

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا:

"پچھیں ایہو جیہاں بھولا آدمی ہا، اتے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کوں وی معلوم ہا ایہو جیہاں بھولا آدمی ہے۔"

یعنی: یہ ایسا سیدھا سادا بھولا آدمی تھا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم تھا کہ یہ بہت بھولا آدمی ہے۔

الغرض مولوی محمد احسن نے عرض کیا کہ غریب نواز! اب میں خلیفہ ہوں تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں تو خلیفہ ہے پھر ہر شخص نے اسے مبارک باد دی۔ پھر اس نے کہا کہ ایک عرض باقی ہے وہ کل عرض کروں گا۔ دوسرے دن میاں اکرم کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز مجھے کسی کو مرید بنانے کی حاجت

نہیں ہے البتہ ہمارے ہاں ایک شخص ہے جس کا نام فتح خان ہے بس اس کو مرید
کرلوں تو درس کا کام خوب چلے گا اور روٹی کپڑا بھی حاصل ہوگا۔ پس حضرت
صاحب رضی اللہ عنہ نے سوال کے طور پر پوچھا کہ وہ کون ہے؟ میاں اکرم نے
عرض کیا کہ سائیں کوئی گھیبہ ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اب اسے مرید کرلوں۔
حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اب اسے مرید کرلے۔ مولوی محمد
احسن نے عرض کیا کہ سائیں کیا وہ مرید ہوجائے گا تو حضرت صاحب رضی اللہ
عنہ نے فرمایا ہاں مرید تھی پوسی۔ (یعنی مرید ہوجائے گا) آخر جب وہ یہاں سے
واپس گیا تو وہاں جاکر اعلان کردیا کہ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے
خلافت لے کر آیا ہوں پہلے روز ہی فتح خان نے آکر پوچھا کہ مولوی جی کیا یہ سچ
ہے کہ تم بڑے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے خلافت لے کر آئے ہو تو اس نے
کہا ہاں۔ اس روز تو واپس چلا گیا دوسرے دن آکر مولوی محمد احسن کا مرید ہوگیا۔
پس اس کے بعد مولوی محمد احسن جو فتویٰ دیتا لوگ اس کی مخالفت کرتے لیکن فتح
خان کہتا مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح مولانا محمد احسن صاحب فرماتے ہیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر اپنی زنخدان (تھوڑی)
مبارک اپنے سینہ مبارک سے لگائی ایک لحظہ خاموش بیٹھے رہے لحظہ کے بعد سرِ
مبارک اُٹھا کر تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت
مبارک تھی کہ کبھی فرماتے تھے کسی نے خواب دیکھا ہے اور کبھی فرماتے کہ مجھے کسی
مولوی نے کہا ہے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے تو ایک مرتبہ حضرت
صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ہندوستانی مولوی نے مجھے کہا ہے کہ میں
نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ:

کال اَتیں وَبا فرنگیاں دے پھیرے نال۔ جیں جاتے ایندا پیر گیا

کال اتے وبا پیا۔

یعنی: قحط سالی اور وَبا (موتِ عام) ان فرنگیوں کے پیچھے پیچھے جہاں جہاں اس فرنگی کا پاؤں پڑا وہاں قحط سالی اور اموات عام شروع۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا:

کیتھاں ہوندا ہا کال اتے وبا۔ او کہیں ملک وچ سنیدا ہا، ھُن ہر جا وچہ عام ہے۔

یعنی: قحط سالی اور وَبا کہاں ہوتے تھے کبھی کسی ملک میں سنتے تھے اب تو قحط اور اموات عام ہر جگہ عام ہے۔ یہ فوائد بیان فرما کر حضور غریب نواز قدس سرہٗ خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز جمعۃ المبارک ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے قریب رونق افروز تھے۔ مولوی خدا بخش جراح حاضر ہوا تو آپ نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

کوئی گُلن ہے۔ کوئی گلن ہے علاقہ سنانواں دا، اتے شاگرد ہے محمود دا، آگے ناں اُوس مسئلہ کڈھیا ہا جی شہر ملتان دے وچ اتے بی کہیں جا وچہ جمعہ جائز نہیں۔ اتے اس جا بھی کہیں لکھ پٹھیا ہا۔ اتے میں وی اوکوں، پٹھیا ھم، ایہو جی مرید مولوی خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خیر پوری دا ہے۔ اتے شاگرد او نہاں دا آپ کو آکھیند ے۔ اتے مولوی خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خیر پور وچ جی جو چھوٹا جیہاں شہر ہے چالیس سال جمعہ پڑھدے رہیے ھن۔ الغرض ھُن وت اُسی گلن نے دیرے غازیخان وچ اشتہار جاری کیتا ہے۔ جی حوض دہ دَردہ کہ لوکاں مقرر کیتا ہے جی جیکر اس تیں تھوڑا ہوئے پانی تاں پلید تھیندا ہے اتی جیکر

ایہوانداز ہ ہووے یا زیادہ تاں پلید نہیں تھیندا جیکر میڈے نال کوئی
گفتگو کرے تاں میں اس کوں آکھاں ہاجی کتھ آیا ہے قرآن شریف
وچ حوض دہ دَردَہ یا کتھے حدیث شریف وچ آیا ہے اتے قول مجتہد
داتاں میں میندا ناہاں۔

یعنی: آپ نے فرمایا: "علاقہ سنانواں کا کوئی گلن ہے جو مولوی سلطان محمود کا شاگرد ہے اس نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے کہ ملتان شہر میں اور کسی دوسری جگہ نماز جمعہ جائز نہیں ہے اور یہاں بھی اس نے لکھ کر بھیجا تھا میں نے بھی اسے واپسی جواب بھیجا ہے یہ گلن مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہے اور اپنے آپ کو ان کا شاگرد بھی کہتا ہے۔ جبکہ مولوی خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خیر پور شریف میں جو ایک چھوٹا سا شہر ہے چالیس سال نماز جمعہ پڑھتے رہے ہیں۔ الغرض اب اسی گلن نے ڈیرہ غازیخان میں ایک اشتہار جاری کیا ہے کہ:

حوض دہ دَردہ:

"لوگوں نے دَہ دَردَہ حوض بنائے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر پانی اس مقدار سے کم ہو تو پلید ہو جاتا ہے اور اگر پانی کی مقدار یہی ہے یا اس سے زیادہ تو پانی پلید نہیں ہوتا۔" اور کہتا ہے: اگر کوئی شخص میرے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہے تو میں انہیں کہوں گا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں حوض دَہ دردَہ کا ذکر کب اور کہاں آیا ہے اور میں مجتہد کے قول کو نہیں مانتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ایک شخص کا نام لیا لیکن راقم الحروف کو یاد نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا اس آدمی نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں اور حوض دَہ دَردَہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے

دکھاؤں گا۔ لیکن حَکَم یعنی منصف چاہیے جو ہمارے درمیان بیٹھے۔ اس نے کہا کہ اگر سلطان محمود کو منصف مقرر کریں تو مجھے منظور ہے۔ پس اس آدمی نے کہا کہ مجھے بھی یہ حَکَم منظور ہے۔ پھر اس مشتہر گلن نے کہا کہ منصف کا خرچہ کس کے ذمہ ہوگا۔ اس آدمی نے کہا ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا حَکَم کا خرچہ وہی دے گا۔ پس یہ بات طے ہوگئی۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حافظ سونہارا کا یہ قصہ میرے سامنے بیان کر کے مولوی خدا بخش جراح کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ:

"اس کا جواب تو یہ تھا کہ جو شخص مجتہد کا قول قبول نہیں کرتا وہ کافر ہے پس تو کافر ہوگیا ہے لہٰذا کافر سے ہماری کوئی گفتگو نہیں ہے۔"

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مکہ شریف میں شافعی المذہب بہت ہیں لیکن کوئی حوض نہیں ہے۔ اور جدہ شریف میں مساجد بہت ہیں اور ہر مسجد میں حوض ہے ان کا چھوٹا حوض ایک کنال کے برابر ہوگا اور ہر حوض کے قریب استنجا خانہ (لیٹرین) بنایا ہوا ہے پس ہر وہ شخص جو وہاں پیشاب وغیرہ کرتا ہے وہ اس حوض سے استنجا کرتا ہے۔ لیکن ان کا امام ہے وہ امام مجتہد کی پیروی کرتے ہیں ان کے لیے کوئی عیب نہیں ہے۔

آپ یہ فوائد بیان فرما کر ختم شریف (ختم خواجگان) کے لیے اٹھے راستہ میں ارشاد فرمایا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خوب حکم فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآنِ مجید) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سمجھا ہے اور حدیث شریف کو مجتہدین نے سمجھا اور اب ہمیں مجتہدین کی پیروی کرنی چاہیے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر ختم شریف میں مشغول ہوگئے۔

شب یکشنبہ (اتوار کی رات) ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ حضور غریب نواز

قدس سرہ، چینی والی مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے ڈیرہ اسماعیل خان کے سرداروں اور رئیسوں کے متعلق بات شروع کی، نہیں نہیں بلکہ پہلے آپ نے بغیر کسی ظاہری تقریب کے یہ بیت ارشاد فرمایا:

دنیا و عاقبت بنگاہی فروختیم

سودا ہمیں خوش است

یعنی: ہم نے دنیا وآخرت ایک ہی نگاہ کے بدلے فروخت کردی ہے یہ سودا بہت ہی اچھا ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ بیت پڑھنے کے بعد سرداران ڈیرہ کے بارے میں گفتگو کی اور اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ غلام سرور خان ولد حیات اللہ خان اور نظام خان کے بھتیجے عبدالخالق خان اور رحیم یار خان وہوا میں کہتے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے سرداروں پر ٹوانوں کی لوٹ مار غارت گری ہوگی اور ان سرداروں کے کچھ لوگ قتل ہوں گے حیات اللہ خان نے ایک گھوڑے سوار آدمی کو ان کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ڈیرہ میں ہم پر یہ حادثہ واقع ہونے والا ہے لہٰذا تم ڈیرہ مت آؤ بلکہ تم گزرگاہ فتح خان (پتن) سے دریا پار کر کے بکھر آجاؤ یا تونسہ شریف واپس چلے جاؤ۔

دریں اثناء آپ نے فرمایا ان ٹوانوں نے ان نوابوں اور دوسرے لوگوں کو دو دن کی مہلت دی اور کہا تھا کہ ان دو دنوں میں تم جو چیز اپنے ساتھ بکھر لے جاسکتے ہو لے جاؤ۔

الغرض غلام سرور خان اور اس کے دونوں ساتھیوں کی قسمت اچھی تھی۔ عبدالخالق خان اور رحیم یار خان کا ارادہ تو یہ تھا کہ فتح خان پتن سے گزر کر بکھر چلے جائیں لیکن غلام سرور خان کہتا تھا میں نے کہا کہ پہلے ہم تونسہ شریف جائیں

گے۔ الغرض وہ دوسرے دن تونسہ شریف پہنچے۔ احمد قوال کے سوا کسی کے واقف نہیں تھے کیونکہ انہوں نے پہلے تونسہ شریف نہیں دیکھا تھا۔

القصہ احمد قوال نے ان کو پہچانا یا انہوں نے احمد قوال کو پہچانا۔ الغرض انہوں نے احمد قوال سے ملاقات کی احمد ان کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔ دریں اثناء آپ نے فرمایا یہ تینوں خان بے ریش اور خوبصورت تھے۔ لوگوں نے غلام سرور خان اور رحیم یار خان کو پسند کیا اور مجھے عبد الخالق خان پسند تھا کیونکہ اس کا رنگ ذرا سانولا اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں اور ان دونوں کا رنگ سفید تھا القصہ جب احمد ان کو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا تو غلام سرور خان کے متعلق کہا کہ یہ حیات اللہ خان کا بیٹا ہے اور یہ عبدالخالق خان اس کے بھائی کا بیٹا ہے اور رحیم یار خان نظام خان کے بھائی کا بیٹا ہے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تو انوں کا قصہ سن کر ارشاد فرمایا کہ:

''ہا یار تُساڈے معر کے نال حادثہ بن پیا ہے۔''

بعدہٗ آپ نے احمد قوال سے فرمایا کہ ان کو عزت کی حویلی میں ٹھہراؤ۔

حضور غریب ونواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا حویلی عزت میں ایک صفہ اور ایک کمرہ تھا جب کوئی بڑا آدمی آتا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ان کو اس حویلی میں ٹھہراتے تھے۔ القصہ احمد قوال نے ان کو اسی حویلی میں جگہ دی اور ان سے کہا گوشت یہاں نہیں ملتا تم اپنا آدمی منگوٹھہ بھیجو تا کہ وہ گوشت لے آئے انہوں نے کہا ابھی وقت ختم ہو گیا ہے جو کچھ میسر ہے ہم کھائیں گے۔ احمد قوال نے کھانے کے وقت لنگر شریف سے روٹیوں کو روغن زرد (دیسی گھی) لگا کر دیں اور اپنے گھر سے اچار قسم کی کوئی چیز بھی لا کر دی۔ پس احمد قوال ان کو نماز مغرب کے بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ غریب نواز

آپ ان کو بیعت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ:

''وَت گھر والے خفی نہوسنے۔''

غلام سرور خان نے عرض کیا کہ غریب نواز میرا باپ آپ کا غلام ہے۔ عبدالخالق خان نے عرض کیا کہ میرا چچا غلام ہے اور رحیم یار خان نے عرض کیا کہ غریب نواز میرے والد کا چچا بھی آپ کا غلام ہے۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے انہیں بیعت فرمایا۔ بعدہٗ آپ نے مجھے فرمایا کہ ان کے کپڑے یہی ہیں جو پہنے ہوئے ہیں اور عید کا دن آ رہا ہے آخر ان کے لیے نئے کپڑے سلوائے گئے۔ آپ نے فرمایا وہ اور کپڑے ڈیرہ سے اپنے ساتھ لائے تھے ''دھوا ''میں دھوبی کے گھر دھونے کے لیے بھیجے تھے لیکن جب حیات اللہ خان کا سوار پیغام لے کر آیا تو وہ کپڑے وہیں چھوڑ کر یہاں تونسہ شریف چلے آئے۔

القصہ عید کے دن ہم نے انہیں نئے کپڑے پہنائے تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ نہیں کہا کہ تکلف نہ کریں۔ الغرض عید گزار کر فتح خان پتن سے گزر کر بکھر چلے گئے۔ جب ان کے گھر والوں نے ان کے کپڑے دیکھے تو بہت خوش ہوئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا غلام سرور خان اب تک کہتا تھا کہ جب ہم یہاں آئے تھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ بہت مہربانی فرمائی اور عید کے دن ہمیں نئے کپڑے پہنائے۔ بازار سے چادریں منگوائیں لیکن ہم خاموش بیٹھے رہے اور دل میں کہتے تھے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس کپڑے کی چادریں کہاں تھیں اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو ہمارے کپڑوں کی کیا خبر تھی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہاں آئے تھے پھر حضرت صاحب کا وصال ہو گیا لیکن

رحیم یار خان دو مرتبہ یہاں آیا ہے۔ آپ نے فرمایا ٹوانوں کی غارت گری کے ایک سال بعد ملتان شریف فتح ہوا اور فتح ملتان کے ایک سال بعد حضرت صاحب کا وصال ہوا۔ الغرض آپ نے فرمایا جب ملتان فتح ہوا تو ایک فرنگی نے نظام خان سے کہا کہ تو جمعدار بن جا کیونکہ افغانیوں کا جمعدار بھی نظام خان تھا۔ جمعداری یہ تھی کہ ایک سو گھوڑے سواروں کا فوجی دستہ، ایک جھنڈا، اور ایک نقارہ جمعدار کی تحویل میں ہوتا ہے۔ الغرض نظام خان نے اس فرنگی سے کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے بھتیجے کو جمعدار مقرر کرو۔

اسی دوران آپ نے فرمایا علاقہ گڑانگ میں نظام خان کی زمینیں تھیں پس نظام خان نے سلطان محمود گمانگری کی طرف خط لکھ کر بھیجا کہ تمام زمینیں فروخت کر دیں اور گھوڑے خرید کر رحیم یار خان کو اپنے ساتھ لے کر یہاں آؤ کیونکہ میں اسے جمعدار مقرر کراتا ہوں۔ پس سلطان محمود نے تمام اراضی فروخت کر کے بیس گھوڑے خریدے اور رحیم یار خان کو اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب یہاں تونسہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے بنگلہ مبارک کی پُشتی کے نیچے آ کھڑے ہوئے۔ پس سلطان محمود اور رحیم یار خان گھوڑے سے اُترے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کون ہے کسی نے عرض کیا کہ سلطان محمود گمانگری ہے پھر حضرت صاحب اٹھے اور فرمایا کہ کہاں ہے۔ رحیم یار خان سلطان محمود کے آگے تھا پہلے اس نے قدم بوسی حاصل کی۔ سلطان محمود نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ رحیم یار خان ہے نظام خان کا بھتیجا اور آپ کا غلام ہے نظام خان نے اسے ملازمت کے لیے بلایا ہے آپ اس کے لیے دعا فرمائیں تا کہ اس کی نوکری کا سبب بن جائے۔ پس آپ نے دعائے خیر فرمائی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا پھر وہ وہاں

سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور وہ سوار وہیں کھڑے رہے۔ وہ سوار لڑکے تھے نقارہ بجاتے رہے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز وہی افغانی ہیں حضرت صاحب نے فرمایا ان کو نقارہ بجانے سے منع کرو۔ وہ کچھ دیر آرام کرتے پھر نقارہ پیٹنا شروع کر دیتے آخر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے غصہ ہو کر فرمایا۔

''کوئی جہاد کرنے جا رہے ہیں ان سے کہو کہ چلے جاؤ یا خاموش ہو جاؤ۔''

پس اکرم اٹھا ان سے جا کر کہا کہ خبیثو! چلے جاؤ کیوں کھڑے ہو۔ الغرض جب یہاں سے چلے گئے تو وہاں پہنچتے ہی رحیم یار خان جمعدار مقرر ہو گیا آخر پانچ چھ دن گزرنے کے بعد رحیم یار خان قتل ہو گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ ایمان اور ہوش تھا کہ دو مرتبہ یہاں آیا ہے آپ یہ تمام فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

شب دوشنبہ (پیر کی رات) ۲۱ رمحرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے آپ نے اچانک میر حیات علی کو آواز دے کر (بلا کر) فرمایا'' تم کو ہمارے شعر پسند نہیں آتے۔ میر حیات علی نے عرض کیا کہ سبحان اللہ! آپ کے اشعار کیسے کسی کو پسند نہیں آتے۔ پھر آپ نے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

یہ جو کہتا ہوں کچھ نہیں بھاتا مجھ کو
کچھ تو بھایا جو کچھ بھاتا مجھ کو

الغرض آپ نے اس شعر کا چند بار تکرار فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ میرا حافظہ بہت تیز تھا اشعار کے شوق اور حفظ میں میرے برابر کا کوئی نہیں تھا اب وہ تمام چیزیں ختم ہو گئیں اور چلی گئی ہیں۔ بعد ازاں آپ نے ایک شخص کو

یاد کر کے پوچھا کہ اس کا کیا نام تھا منشی عبداللہ نے بطریق سوال عرض کیا کہ وہ شخص جو آپ سے جائے نماز لے گیا تھا آپ نے فرمایا ہاں وہی۔ پس منشی عبداللہ خان نے دو آدمیوں کا ذکر کیا کہ میر خورد، آپ نے فرمایا کہ ایک یہ میر خورد حفظ اشعار میں مجھ سے زیادہ تھا آپ نے مزید فرمایا کہ حفظ اشعار میں میر خورد جیسا دنیا میں کوئی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا اس کا گھر تو دہلی میں تھا لیکن وہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ چلا گیا وہاں اس نے پسار گری کی دکان کی۔ ایک دن ہم مدینہ منورہ میں تھے کہ یہ میر خورد پیسوں سے بھری ایک صراحی میرے پاس لے آیا اور یہ کہا کہ تبرک کیلئے لایا ہوں اور میرے آگے ڈالنا شروع کر دیئے میں نے کہا کہ ان کو صراحی سے مت نکالو۔ میں ان کو کیا کروں گا۔ اس آدمی نے کہا کہ سبحان اللہ مدینہ منورہ کا تبرک ہے بچوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم بچوں کے گلے میں نہیں ڈالتے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ وہ تمام فلوس (پیسے) غیر مروجہ تھے (یعنی رائج الوقت سکہ نہیں تھا) پسار گری کی دکان کرتا تھا شاید جمع ہو گئے تھے اچانک یہ پیسے غیر مروجہ ہوئے یعنی چلنا بند ہو گئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا:

''اے ہندوستانی اساکوں بھولا جاندے ہِن۔''

یعنی: یہ ہندوستانی ہمیں بھولا سمجھتے ہیں۔

الغرض ہم نے اسے پانچ روپے دیئے اور پیسوں سے بھری صراحی اس کے سَر پر رکھی پھر دوسری مرتبہ زر آبی ہمارے پاس لایا اور کہا اس زر آبی پر میں نے پانچ روپے خرچ کیے ہیں یہ لے لیں پھر ہم نے اس سے زر آبی لے لیے اور ہم نے اسے پانچ روپے دیئے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کافی عرصے کے بعد میں

نے دیکھا کہ وہ یہاں تونسہ شریف آیا ہوا ہے پس میں نے اسے کہا کہ تو وہی میر خورد ہے اس نے جواب دیا کہ جی ہاں غریب نواز میں وہی میر خرد ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ تو کب آیا ہے اس نے جواب دیا کہ محض آپ کی محبت مجھے یہاں لائی ہے پس میں نے اسے کہا کہ یہ عجیب محبت ہے جو تجھے بہشت سے دوزخ میں لائی ہے۔ میر خرد نے کہا کہ میں یہاں رہوں گا نہیں۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس قصہ کے بعد یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے تھے وہ جو جائے نماز مجھ سے لے کر گیا تھا کوئی اور شخص نہیں لے جا سکتا تھا وہ جائے نماز مجھے بہت عزیز تھی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر کچھ دیر دوسری گفتگو میں مشغول رہے بعدہٗ دوبارہ میر حیات علی کو آواز دی بلایا پس میر حیات علی نے مجھ سے پنکھا لے لیا اور میں ایک طرف ہو گیا پھر آپ نے چند اشعار ارشاد فرمائے لیکن آپ نے ان کا تکرار نہیں فرمایا اس لیے بندہ راقم الحروف کو یاد نہیں رہے مگر صرف یہی ایک شعر یاد رہا۔

ہوں جو تیرے تیر کی نخچیر ہیں وہ خوش نصیب

پھر وہ بلند اقبال ہے جو بستۂ فتراک ہے

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کا تکرار فرما کر میر حیات علی سے پوچھا کہ جامع مسجد دہلی کے پیش امام کے بیٹے محمود شاہ کو کبھی دیکھا ہے میر حیات علی نے جو جواب دیا وہ بندہ راقم الحروف نہ سن سکا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ اس محمود شاہ نے کسی سے ایک خط لکھوا کر مولوی احمد خان کے پاس لایا ہے۔ مولوی احمد خان اسے میرے پاس لے آیا اور کہا کہ یہ جامع مسجد دہلی کے پیش امام کا بیٹا ہے اس کا باپ اور بھائی تو (بدعقیدہ) وہابی ہیں اور یہ مسلمان ہے آپ اس کو خاص بیعت

فرمائیں۔ میں نے کہا کہ شاہ جی خاص بیعت تو کسی خاص موقع پر ہوگی۔ پس مولوی احمد خان ہر روز اسے میرے پاس لے آتا اور کہتا تھا کہ اس کو بیعت کریں۔ القصہ اس کے بعد کچھ لوگ بلوچی اور مروت آئے اور موسن سے میرے متعلق پوچھا کہ فلاں کہاں ہیں موسن نے بتایا کہ وہ ملتان شریف میں ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ ہمارے جانے تک آپ ملتان میں رہیں گے یا پہلے واپس آ جائیں گے مُوسن نے کہا کہ پاک پتن شریف کی طرف جانے کے لیے ابھی کچھ دن باقی ہیں پس وہ بلوچی ملتان شریف آئے اور بیعت ہوئے اور یہ محمود شاہ بھی حاضر ہوا تھا ان کے بیعت ہوتے وقت محمود شاہ نے بھی بیعت ہونے کی التجا کی۔ پس میں نے کہا کہ شاہ جی آپ نے بیعت خاص طلب کی ہے لہٰذا بیعت خاص کسی خاص موقعہ پر ہوگی آخر اس نے کہا کہ بیعت خاص سے میری مراد توجہ ہے پس آپ مجھے بیعت فرمائیں پھر میں نے اسے بھی بیعت کیا۔ پھر وہ آدمی بیعت ہونے کے بعد ہمارے ساتھ پاکپتن شریف گیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بروز منگل ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ شریف کے قریب رونق افروز تھے مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مولوی صاحب مذکور سے خیر و عافیت دریافت کی بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج ایک اخبار نویس نے لکھا ہے کہ:

"افلاطون فلاں بستی میں پیدا ہوا اور فلاں بستی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ چار سو سال قبل از حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلاں بستی میں مدرسہ بنایا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو سو سال قبل سلطان سکندر پیدا ہوا۔"

الغرض افلاطون نے اپنے مدرسہ کے دروازے پر خود لکھا تھا کہ:

"ہر کہ از ہندسہ واقف نبود در مدرسۂ من داخل نشود۔"

یعنی: "جو شخص علم ہندسہ سے واقف نہیں ہوگا اسے مدرسہ میں داخلہ نہیں ملے گا۔"

آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ یہ "ہندسہ" کیا چیز ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز علم مساحت کو ہندسہ کہتے ہیں۔ آپ نے بطریق سوال فرمایا کہ مساحت کیا چیز ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غلام نواز اس مساحت سے مراد مساحت زمین ہے حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس پر کیا موقوف ہے جو مدرسہ کے دروازہ پر لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ نے فرمایا کہ اخبار نویس نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"افلاطون کہتا ہے کہ ایک مادہ ہے اور دوسرا خالقِ مادہ ہے۔ خالق مادہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ مادہ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ دوسرے حکماء کہتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق مادہ ہے اور مادے کے خالق کو ثابت نہیں کرتے۔"

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز حکماء میں سے صرف اسی افلاطون کو مسلمان لکھتے ہیں۔ بعد ازیں مولوی صاحب نے ارسطو اور سلطان سکندر کے متعلق بات کی اور عرض کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو اور افلاطون ہم زمانہ نہیں ہیں لیکن دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو افلاطون کا شاگرد ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا اخبار نویس نے تاریخی کتب کے مطالعہ کے بعد یہ مضمون لکھا ہے۔ مولوی صاحب نے ارسطو، سلطان سکندر اور افلاطون کے متعلق دو تین حکایتیں نقل کیں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ سلطان سکندر اور افلاطون ہم زماں تھے۔

(۱)　ایک یہ کہ "سلطان سکندر بر مُردن افلاطون اشک بارید۔"
یعنی: سلطان سکندر افلاطون کی وفات پر رویا تھا۔

اس کو کسی نے نظم میں بھی پیش کیا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ سلطان سکندر اس وقت خود پہنچا ہو اور اس کی وفات پر افسوس کیا ہو کہ ایسا حکیم میری سلطنت میں تھا۔

(۲)　مولوی صاحب نے دوسرا قصہ یہ عرض کیا کہ اس افلاطون نے ایک مزمار تیار کیا تھا اسے "ازغنون" کہتے ہیں پس صحرا میں جا کر اسے لکھا تو تمام وحشی جانور اس کے قریب جمع ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بات سُن کر ارشاد فرمایا کہ:

دیکھا لوک حرام آکھدے ھن کہ چندری تاثیر رکھیند اہے ماروَے ھُن ،کتھ ہوسی۔"

مولوی صاحب نے قصہ مکمل کیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ "دو نیم سحر" ڈھائی جادو دنیا میں باقی ہیں۔

(۱)　ایک شراب جو انسان کو کچھ سے کچھ کر دیتا ہے یہ سحر کامل ہے۔
(۲)　دوسرا سرود یہ بھی مکمل جادو ہے۔

بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو آدھا جادو ہے جس نے سارے ملک کو تباہ کر دیا ہے یعنی توپ کا دارو یا توپ کا گولہ۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر مسجد شریف کی طرف تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

بروز بدھ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے قریب رونق افروز تھے مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت ہوا تو آپ نے حسبِ عادت مبارک مولوی صاحب سے خیر و عافیت کا حال معلوم کیا۔

مولوی نے عرض کیا کہ غریب نواز سب خیریت ہے۔ بعدہٗ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ وہ استفتا میں نے دیکھا ہے اس میں لکھا تھا کہ:

"سرحدی لوگ بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بہشتی ہوں گے۔"

مولوی صاحب نے کہا کہ میں انہیں دکھاتا ہوں کہ وہ لوگ دوزخی ہوں گے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین وجہ کے علاوہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱) محصن: یعنی شادی شدہ پرہیز گار مرد جب زنا کا مرتکب ہو۔

(۲) مُرتد: مذہب اسلام سے پھرنے والا۔

(۳) وہ شخص جو کسی کو بے گناہ قتل کرے یعنی قاتل کو قتل کرنا۔ (قصاص)

دیگر اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجاہد کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور

عہد دو قسم ہے ایک عہد یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی قوم پر غالب آ جائے وہ قوم اس بادشاہ کے ساتھ عہد کرتی ہے۔ دوسرا عہد یہ ہے کہ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سے عہد کرتا ہے کہ نہ تو میرے ملک کے کسی آدمی کو قتل کرے گا اور نہ میں تمہارے ملک کے کسی باشندے کو قتل کروں گا۔ چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے فرنگیوں کے ساتھ عہد کیا ہوا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ سرحدی لوگوں کو منع کرے کہ نہ وہ خود ہلاک ہوں اور نہ لوگوں کو قتل کریں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے استفتا کا مضمون سُن کر ارشاد فرمایا کہ مستفتی کو ایسے نہیں لکھنا چاہیے تھا بلکہ اس طرح لکھنا چاہیے تھا کہ:

"سرحدی لوگ جہاد کرتے ہیں یہ جائز نہیں ہے کیونکہ جہاد کی شرائط موجود نہیں ہیں"۔

مولوی صاحب نے آپ سے پوچھا کہ کیا جواب لکھنا ہے۔ آپ نے

فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے خاص کر ہمیں نہیں لکھا بلکہ بطور اشتہار ہر ایک کیلئے لکھا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو پھر جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر خاص کر ہمیں لکھا ہے تو اس مرتبہ ہم جواب نہیں لکھتے وہ دوبارہ لکھے اگر اس نے دوبارہ نہ لکھا تو پھر ہم یہ جواب لکھیں گے کہ:

''ہمیں فرصت نہیں ہے اور نہ ہی تفاسیر و احادیث پڑھنے پڑھانے کا شغل ہے اور نہ ہم عالم ہیں کہ آپ کو جواب دیں لہذا ہمیں معاف کریں۔''

آپ نے فرمایا وہ نیک آدمی ہے اور امید ہے دوبارہ نہیں لکھے گا اور کہے گا کہ جس نے جواب نہیں دیا اسے کیا کہوں۔

میں کہتا ہوں اگر اس نے دوبارہ لکھا کہ:

''اگر آپ کو فرصت نہیں ہے تو آپ کے پاس جو علماء ہیں انہیں فرمائیں وہ جواب لکھیں۔''

پھر اس وقت جو ہوگا سو ہوگا۔ اس میں کئی شبہات ہیں۔ اس ملک میں طاعون اور ہیضہ کی بیماری بھی ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر میں نے جواب لکھا تو اس طرح لکھوں گا کہ: ''کسی بے گناہ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔''

پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ غصے ہوگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اتنی مخلوقات کو کیوں قتل کرایا انہوں نے کون سا گناہ کیا تھا۔

اسی گفتگو کے دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ شرائط موجود نہیں ہیں۔ مولوی خدا بخش جراح نے عرض کیا کہ اسماعیل خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تھا مکھڈی مولوی صاحب نے انہیں کہا تھا کہ آپ نے مسئلہ جہاد کس طرح سمجھا ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا انہوں نے کیا جواب دیا تھا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس نے

مولوی صاحب کے ساتھ جھگڑا کیا تھا اور کہا تھا میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بات کروں گا۔ ترا چہ غرض است۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب سے فرمایا خاموش بیٹھے رہو۔ پس مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا وہ جہاد جائز تھا کیونکہ انہوں نے خلیفہ مقرر کر کے تمام شرائط پوری کی ہوئی تھیں، پانچ، چھ ہزار لوگ جمع کیے ہوئے تھے۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ بہاول خان کو فرمائیں وہ ہماری مدد کرے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ اور تسلی کرو میں بہاول خان کی طرف لکھوں گا۔ پھر وہ یہاں سے پشاور چلے گئے اور وہاں سے لاہور گئے۔ رنجیت سنگھ کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا طاقتور بہادر تھے ورنہ اسماعیل خان مارا جاتا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا انہی میں سے ابھی تک کچھ لوگ باقی ہیں اور ان کی نیت بھی وہی تھی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اٹھے مسجد شریف تشریف لے گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

شب جمعہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بے تقریب ظاہری یہ بیت ارشاد فرمایا۔ بیت:

ہوشم بنگاہی بُرد جاناں چنیں باید

یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

یعنی: ایسا محبوب چاہیے جو ایک ہی نگاہِ ناز سے میرا ہوش لے جائے۔ اور ایسا ہی پیمانہ چاہیے جس کا ایک ہی گھونٹ مجھے مست کر دے)۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب اس بیت کا تکرار فرمایا تو کریمن قوال نے ایک خیال (راگ) شروع کیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ "پرچ" راگنی ہے کریمن قوال نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز پس کریمن

نے یہ کافی شروع کر دی۔ بیت کافی فرید علیہ الرحمۃ:

بن یار پُنل تاں میں ویساں مَر

جَیں باجھ میری پلکوں بسیرے

پس حضور غریب نواز قدس سرہ' سماع میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہفتہ کی رات ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر باد کشی کر رہا تھا آپ نے غلام محی الدین جراح کو اپنے پاس بلایا اور اپنے کلاہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ دوسرا کلاہ اچھا ہے مگر یہ بلندی جو اوپر سَر میں ہے اگر دور ہو جائے تو بہتر ہے۔ اگر چہ اس کو نیچے کھینچنے سے یہ بلندی نہیں رہتی لیکن کان تک پہنچتی ہے اس سے دل تنگ ہوتا ہے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا کلاہ مبارک آپ کے کانوں تک ہوتا تھا لیکن میرا اس سے دل تنگ ہوتا ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔

بروز ہفتہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہ' روضہ مبارک کے قریب تشریف فرما تھے مولوی خدا بخش جراح حاضر خدمت تھا آپ نے مولوی صاحب مذکور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ بافندہ (جولاہا) جو شیخ غلام رسول صاحب کے ساتھ مکہ معظّمہ میں تھا یہاں آیا ہوا ہے۔ اور شیخ غلام رسول صاحب بھی آئے گا۔ بعدہ' آپ نے فرمایا کہ:

"خیر راہ وچ مَر پُووے تاں، تاں بھی نیت تاں اِتھاں دی کیتی اَوندا ہے۔"

یعنی: خیرا اگر راستہ میں مر گیا تو پھر بھی نیت تو یہاں آنے کی کر کے آ رہا ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ فوائد بیان کر کے دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اتوار کی رات ۲۷ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہ‘ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ کسی ظاہری تقریب کے بغیر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

میری خواہش پوچھو تو میرا دل ہی چاہیے
چُھپ کے یہیں صحن میں تیری صورت دیکھے

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ‘ اس شعر کے تکرار کے بعد یہ دوسرا شعر ارشاد فرمایا۔

آج پھر اس کوچے میں جانا چاہیے
ایک دفعہ پھر قسمت کو آزمانا چاہیے

اس شعر کے بعد آپ نے ایک اور شعر پڑھا لیکن آپ نے اس کا اعادہ نہیں فرمایا اس لیے بندہ راقم الحروف کو یاد نہ رہا۔ بعدہ‘ کریمن قوال نے قوالی شروع کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

پیر کی رات ۲۸ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب چینی والی مسجد میں حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے حبیب اللہ خان قلعی گر کو یاد فرمایا اور حبیب اللہ خان پنکھا ہاتھ میں لے کر بادکشی کر رہا تھا۔ اس نے جواباً عرض کیا جی حضورؒ آپ نے بطور سوال فرمایا تم نے آج کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ غریب نواز لنگر شریف کے برتنوں کو قلعی کیا ہے لیکن ابھی کچھ باقی ہیں۔ حضور غریب نواز نے جواباً ارشاد فرمایا کہ:

”توں بھی پورا تھی ویسیں اتے میں بھی پورا تھی ویساں اتے لنگر دے تھاں پورے نہ تھیسن۔“

یعنی: تو بھی نہیں رہے گا میں بھی نہیں رہوں گا (فوت ہو جائیں گے) لیکن لنگر

شریف کے برتن باقی رہیں گے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد تمام فرما کر دوسری باتوں میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بروز پیر ۲۸ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ روضہ مبارک کے جوار میں رونق افروز تھے کہ علاقہ مظفر گڑھ کا رہنے والا عبدالحکیم نام کا ایک شخص جو معذور تھا حاضر خدمت ہوا قدم بوسی حاصل کی۔ آپ نے منشی عبداللہ سے پوچھا کہ کون ہے؟ منشی مذکور نے عرض کی کہ ایک فقیر ہے۔

بعدہٗ آپ نے اس سے پوچھا کہ فقیر! کہاں رہتا ہے فقیر نے کہا مظفر گڑھ کے علاقہ میں رہتا ہوں۔ پس آپ نے پوچھا کہ ''کون تھیندا ہیں'' (یعنی کس برادری سے تعلق ہے) اس شخص نے عرض کیا غریب نواز میں کلال ہوں۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ اب کیا کام کرتا ہے مُلاّ ہے یعنی امام مسجد ہے اس نے عرض کیا نہیں غریب نواز مُلاّ نہیں ہوں بلکہ ابھی قرآن مجید پڑھوں گا۔ پھر اس نے عرض کیا غریب نواز میرے لیے دعا فرمائیں چنانچہ آپ کی صورت جو یہاں نظر آ رہی ہے وہاں میرے گھر میں بھی آپ کی صورت ہر وقت نظر آتی رہے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ

''پچھیں چہ تھی پُوسی۔'' (پھر کیا ہوگا)

پس اس شخص نے عرض کیا غریب نواز بہت تنگدست ہوں اور لنگڑا ہوں بڑی مشکل سے پیدل یہاں پہنچا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو لنگر شریف میں داخل کروں پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا خیر دعاء مانگو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام مقاصد پورے فرمائے پس آپ نے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا کر اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

منگل کی رات ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے حافظ پیرن قوال سے فرمایا کہ رحیم رنڑہ کو بُلا کر لے آ۔ حافظ مذکور اسے بلا کر لے آیا۔ آپ نے رحیم رنڑہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے تجھے کہا تھا کہ کوئی اذان نہ کہے اور تو نے کس کو کہا ہے کہ وہ اذان کہے پس رحیم رنڑہ نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز بلکہ محمد دین بافندہ نے مجھے کہا ہے کہ حاجی فقیر کا بھائی کہتا ہے کہ میں بہت اچھی اذان کہتا ہوں۔ اگر حضرت صاحب مجھے حکم فرمائیں تو میں اذان کہوں گا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے رحیم رنڑہ کو فرمایا محمد دین بافندہ اور حاجی فقیر کے بھائی کو بلا کر لے آؤ۔ رحیم رنڑہ دونوں کو بلا کر لے آیا۔ آپ نے محمد دین سے پوچھا کہ کیا تم نے رحیم رنڑہ کو کہا تھا کہ فلان کہتا ہے کہ میں اذان بہت اچھی کہتا ہوں یا رحیم جھوٹ کہتا ہے۔ محمد دین نے عرض کیا کہ جی ہاں حضور میں نے اسے کہا تھا اس نے جھوٹ نہیں کہا بعدہٗ اس نے عرض کیا کہ حاجی فقیر کے بھائی نے مجھے کہا تھا کہ میں نے کافی عرصہ تک اذان کہی ہے اور میری آواز دور، دور تک جاتی ہے۔ میں نے رحیم رنڑہ سے یہ ماجرا بیان کیا ہے حضور غریب نواز نے محمد دین سے فرمایا کہ کیا میں نے رحیم رنڑہ سے نہیں کہا کہ وہ حاجی فقیر کے بھائی کو کہے کہ وہ مغرب کی اذان کہے۔ پس محمد دین نے عرض کیا کہ جی ہاں حضور! رحیم نے مجھے کہا تھا اور میں نے اسے نہیں کہا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ مغرب کے وقت میں نے ارادہ کیا کہ اذان کے لیے منارہ پر جاؤں۔ لیکن خدا بخش بہت جلدی منارہ پر چلا گیا پھر میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے ساتھ جھگڑا کرے۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے محمد دین سے فرمایا یہ غلطی تمہاری ہے کیونکہ وہ ناواقف تھا تجھے اس کے ساتھ جانا چاہیے تھا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ پہلی غلطی رحیم رنڑہ کی ہے جو

بڑھائیوں کی مسجد میں جا کر بیٹھ گیا پھر آپ نے رحیم رتڑہ کو مخاطب کر کے فرمایا چار نمازیں یہاں پڑھتا ہے اور ایک نماز وہاں جا کر کیوں خراب کرتا ہے۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ اس مسجد کا امام سُود خور ہے اور سُود خور کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا حاجی کے بھائی کو باہر نکالو کیونکہ اس نے شرارت کی ہے۔ رحیم رتڑہ نے عرض کیا کہ میں نے خدا بخش سے کہا تھا کہ آج مغرب کے وقت حاجی فقیر کے بھائی کو اذان کہنے کی اجازت دے۔

پس حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ اسے بھی بلالو پھر کوئی انہیں بلانے چلا گیا تھا آپ نے ارشاد فرمایا وہ نالائق ہے۔ میں سمجھا تھا کہ اسے معلوم نہیں ہے لیکن اسے علم تھا۔ آپ نے فرمایا خدا بخش کو اچھی کیفیت اچھے طریقہ سے اذان کہنا آتی ہے لیکن اذان کہنے کی تکلیف نہیں کرتے۔ بعدہ' آپ نے فرمایا وہ ایسی اذان کہتا ہے کہ گویا بھنگ پی ہوئی ہے اور اس طرح اذان کہتا ہے جیسے ساون مَل کے وقت اذان کہی تھی۔ آپ نے فرمایا سب سے بہترین اذان فاضل شاہ کہتا ہے لیکن معرکہ کہتے ہیں کہ اذان صحیح نہیں کہتا۔ بعدہ' آپ نے تمثیلاً ایک حکایت کا فائدہ بخشا۔

آپ نے فرمایا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے پس ان کی زبان مبارک میں لکنت تھی۔ بجائے اشھد کے اسھد فرماتے تھے۔ اسی دوران اہلِ مجلس سے کسی نے عرض کیا کہ خدا بخش آ گیا ہے۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ اے خدا بخش تجھے رحیم رتڑہ نے نہیں کہا تھا کہ آج حاجی فقیر کے بھائی کو اذان کہنے کی اجازت دیں۔ خدا بخش نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز پس آپ نے فرمایا پھر منارہ کے اوپر اسے کیوں نہیں

جانے دیا۔ خدا بخش نے عرض کیا کہ غریب نواز خانقاہ شریف سے آپ کے اٹھنے تک تو میں نے اس کا انتظار کیا منارہ پر نہیں گیا۔ پھر میں مجبوراً منارہ کے اوپر چلا گیا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ بہت غصے ہوئے اور فرمایا دونوں بھائی یہاں سے چلے جاؤ۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا میں نے تجھے ہزار مرتبہ کہا ہے کہ بلند آواز سے اذان کہہ لیکن اونچی آواز سے اذان نہیں کہتا نالائق کو چنگی بھلی اذان کہنا آتی ہے۔ پھر آپ نے محمد دین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "محمد دینا توں اذان ڈتی کر۔" الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اذان کہنے کی ذمہ داری محمد دین کو سونپی اور خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بدھ کی رات ۳۰ر محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد از نماز مغرب چینی والی مسجد میں آپ رونق افروز تھے مہاروی صاحبزادگان کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ مہار شریف سے کب روانہ ہوتے ہیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا وہ کوئی پختہ خبر نہیں لکھتے اگر وہ تار بھیجتے ہیں تو ایسے وقت بھیجتے ہیں کہ بیکار جاتی ہے یعنی سواری نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ وہ وہاں سے روانگی کے دن تار بھیجتے ہیں یہاں ان کی تار پہنچتی ہے اور ادھر سے وہ خود پہنچتے ہیں۔ اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"صاحبزادے جو ہوئے۔"

بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ والد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔

"بدیگر مرد ماں یک شیطان است وباماو باصاحبزادگان دو شیطان می باشند"

یعنی: دوسرے لوگوں کے ساتھ تو ایک شیطان ہوتا ہے لیکن ہمارے اور صاحبزادگان کے ساتھ دو دو شیطان ہوتے ہیں)۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر جہانداری کے متعلق گفتگو فرمائی۔

بروز بدھ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ بعد نماز عصر دولت صحبت حاصل ہوئی۔ آپ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے جوار میں رونق افروز تھے کہ مولوی خدا بخش صاحب جراح خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حسب عادت مبارک ان کی خیر و عافیت کا حال معلوم کیا۔ بعدہٗ آپ نے بطریق سوال ارشاد فرمایا کہ آج چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ پس آپ نے فرمایا عربیوں کی اکثر رسوم کتابی ہیں اور اکثر رسوم کوہیاں یعنی پہاڑی باشندوں کی زیادہ تر رسوم عربیوں کی رسوم کے مطابق ہیں بعدہٗ آپ نے فرمایا پہاڑی باشندوں کی رسم ہے یا ان کی عادت ہے کہ یکم صفر المظفر کو خار و خاشاک کو اکٹھا کر کے آگ لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر کا سر جلے اور فلاں کا سر نہ جلے اور بعض لوگ اپنے گھر کے ہر فرد کے نام کا خار و خاشاک کا ڈھیر بنا کر جلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر کا سر جلے اور سر فلاں کا نہ جلے۔

پیار بھرے الفاظ:

آپ نے فرمایا ہم چھوٹے بچے تھے اور دیکھتے تھے کہ ہماری دادا صاحبہ بھی اسی طرح ہر ایک کے نام کا ڈھیر بناتیں۔ پس پہلے جس انبار کو آگ لگاتیں تو یہ کہتی تھیں کہ: ''صفر دا سر سڑے گُلن دے پُیو دا سر نہ سڑے۔''

یعنی: صفر کا سر جلے گل محمد کے باپ کا سر نہ جلے۔

یعنی: ابتداء حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے کرتی تھیں۔

الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو دادی صاحبہ سے پوچھتے تھے کہ:

''گُلن دی مَا صفر دا سر ساڑیا ہاوی۔''

یعنی: اے گل محمد کی ماں صفر کا سر جلایا تھا۔ پس دادی صاحبہ عرض کرتیں کہ جی ہاں ''گُلن داپیواء۔''

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا ''اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اس رسم کے روادار تھے۔

آپ غریب نواز چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بغیر کسی ظاہری تقریب کے آپ نے یہ فقرہ ارشاد فرمایا:

فقرہ: خاکگی پیختہ وآبکی برور یختہ نہ کفِ پاءراازودردے ونہ پشتِ پاراازوگردے۔

بندہ راقم الحروف آپ کی چارپائی سے قدرے دور بیٹھا ہوا تھا اُٹھ کر آپ کی چارپائی کے قریب جا بیٹھا۔ آپ نے میاں عبدالصمد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تصوف کا مسئلہ جانتا ہے کہ ''فقیر وفقیری چیست؟ یعنی فقرو فقیری کیا ہے بعدہٗ آپ نے فقرہ مذکور دوبارہ پڑھا۔

فقرہ: خاکگی پیختہ وآبکی برورِ یختہ نہ کفِ پاٗ راازودردے ونہ پُشتِ پاٗ راازوگردے۔

بعدازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے نماز باجماعت کے متعلق بات کی اور فرمایا دنیاداری اور اس کے تمام تر انتظامات ممکن ہیں مثلاً ان مکانات کی تعمیر اور ان فقراء ومساکین کو روٹی دینا یہ تمام چیزیں ممکن ہیں۔ ایک وقت میں پانچ یا دس ہزار آدمیوں کا ایک جگہ جمع ہو کر ایک ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانی یہاں ہے دوسری کسی جگہ پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم نے مکہ شریف میں بھی دیکھا ہے کہ اس طرح نہیں ہے کہ ایک وقت میں ایک جماعت ہو دوسری نہ ہو۔ اگرچہ وہاں (مکہ معظمہ) لاکھوں

افراد ہوتے ہیں لیکن بہت جماعتیں ہوتی ہیں اور یہاں تمام لوگ اس امید پر بیٹھے رہتے ہیں کہ فلاں آئے گا، اگر چہ نماز فوت ہوتی ہے تو ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے تو میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ آپ یہ فوائد تمام فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہفتہ کی رات ۱۰ر صفر المظفر ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ اپنے بنگلے میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ میاں غلام حسن ٹھانی حاضر خدمت تھا۔ آپ نے میاں مذکور کو مخاطب کر کے بیگم صاحب حیدر آبادی کے متعلق بات شروع کی۔ کچھ دیر اس کے اچھے اوصاف بیان کرتے رہے بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ میں نے دو آدمیوں کو جس طرح دیکھا ہے ویسا کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مہدی خان یہ بوقت نزع (جان کنی کے وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تونسہ تونسہ کرتے ہوئے جاں بحق ہوا۔ اور دوسری یہی بیگم صاحبہ حیدر آبادی بھی تونسہ تونسہ کرتے ہوئے جاں بحق ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

حضرت حافظ محمد جمال صاحب کی دوستی:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ عنہ کا موسیٰ نام کا ایک شخص دوست تھا۔ (جو مکانات بنانے کا مستری تھا) جب وہ بیمار ہوا تو کسی نے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ موسیٰ بے ایمان ہو کر حالت نزع میں یہ کہتا ہے کہ:

"سِلاں آنو، گارا آنو۔" یعنی اینٹیں اور گارا لاؤ۔

جب حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اس کی عیادت کے لیے اٹھ کر اس کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہی کلمات کہہ رہا ہے۔

حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ میاں موسیٰ خوف مکن (ڈرو مت) بعد میں آپ نے موسیٰ کے کان میں فرمایا کہ میاں موسیٰ روز بآخر رسید اینٹیں اور گارا ختم ہوگیا ہے۔ اسی دوران آپ نے فرمایا بعض کام کرنے والے لوگوں کی عادت ہے کہ کام ختم کرتے وقت کلمہ شریف پڑھتے ہیں۔ الغرض جب حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ بات اس کے کان میں فرمائی تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ اور جان بحق ہوا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اسی وقت جاں بحق ہوا۔ اگر اس وقت اس کا سانس تمام نہ ہوتا تو پھر وہ وہی کلمات کہنا شروع کر دیتا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں مولوی بخشا نام کا ایک شخص تھا جو شاعر بھی تھا تاریخ نکالنے کا بڑا ماہر تھا۔ کسی نے اسے راستے میں کہا کہ میاں بخشا! اس موسیٰ مستری کی تاریخ وفات تو نکال۔ اس نے کہا میں نے اسی وقت اس کی تاریخ وفات نکال لی تھی جب حضرت حافظ صاحب نے فرمایا تھا کہ میاں موسیٰ خوف مکن (ڈرو نہیں) لہٰذا اس کی تاریخ وفات یہ ہے۔

مصرعہ: حق تعالیٰ گفت "موسیٰ لا تخف"

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ مصرعہ پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ دیکھو اس نے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کے فرمان کو اللہ تعالیٰ کا فرمان بنا دیا۔

یعنی: گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ☆ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے کسی سے ایک حکایت نقل فرمائی بندہ راقم الحروف اس کا نام اور مقام نہ سمجھ سکا آپ نے فرمایا وہ بھی بوقت نزع کہتا تھا

مجھے تونسہ شریف لے جاؤ اور کبھی کہتا کہ تونسہ شریف قریب آ گیا ہے روضہ مبارک نظر آتا ہے اور کہا اب ہم تونسہ شریف پہنچے ہیں۔

اشھد ان لا الہٰ الا اللّٰہ و اشھد انّ محمداً عبدہ' و رسولہ'

کہا اور جاں بحق تسلیم کرد۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' بغیر تقریب ظاہری کے یہ بیت ارشاد فرمایا۔

ساقیا جامے بدہ تا مست لا یعقل شوم
شاید از غمہائے دوراں لحظہ غاقل شوم

یعنی: اے ساقی کوئی ایسا جام (شراب طہور) پلا جس کی مستی سے میں بے خود ہو جاؤں۔ شاید زمانے کے غموں سے کچھ دیر میں بے خبر ہو جاؤں۔

بعدہ' آپ نے دعائے خیر فرما کر حاضرین کو رخصت دی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بروز ہفتہ ۱۰ رصفر ۱۳۱۸ھ بوقت چاشت دولت صحبت حاصل ہوئی۔

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے اپنی مجلس میں سے کسی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حیدر آباد میں ایک شخص تھا جو حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے تھا بعدہ' آپ نے اس کا یہ قطعہ پڑھا۔ قطعہ:

خدا وندا نہ کچھ دنیا میں مانگو نہ عقبیٰ میں
پَر اتنا چاہتا ہوں یہی دولت میسر ہو
مجھے محشر میں جب لاویں ملائک روبرو تیرے
ہنسی ہونٹوں پہ اشک آنکھوں میں فخر الدین زبان پر ہو

فی الجملہ یہ کہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ قطعہ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے ابھی تک کوئی چیز نہیں چاہی بلکہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اس لیے کہ لبوں پر مسکراہٹ اس وقت آتی ہے جب بالکل دل جمعی اور سکون قلبی میسر ہو۔

بعدہٗ آپ نے ''درد'' کے متعلق بات کی اور فرمایا کہ ''درد'' بہت عمدہ چیز ہے آپ نے حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بیت پڑھا۔

کفر کافر را و دین دیندار را

ذرۂ دردِ دل عطار را

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس بیت کا تکرار فرمایا اور اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔

عشق کی رتی:

آپ نے فرمایا ایک شخص حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ غریب نواز آپ مجھے عشق کی ایک رتی عطا فرمائیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''اشکئی وے کاکا، تُوں تاں بَلا کوئی جوان ہیں، جوہک رتی عشق دی منگدا ہیں، اساں تاں ساری عمر اسی کم وچ نبھائی ہے۔ اتے اھدے ہائیں جی، کوئی کڈاہیں عشق دی اَساکوں لت مارے ہا۔ اتے توں تاں کوئی وڈا جوان، ہَیں جی، رتی عشق دی منگدا ہیں۔''

یعنی: واہ وے کاکا تو تو بڑا باہمت اور بہادر جوان ہے جو عشق کی ایک رتی مانگتا ہے ہم نے تو ساری زندگی اسی کام میں گزاری ہے اور کہتے ہیں کہ کاش! ہمیں بھی کبھی کوئی عشق کی لات مارتا اور تُو تو بہت بڑا بہادر جوان ہے کہ عشق کی رتی مانگتا ہے۔
حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد تمام فرما کر کچھ جہانداری کی باتیں کیں۔

بروز ہفتہ ۱۰ ر صفر المظفر ۱۳۱۸ھ قبل از نماز عصر حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے، نواب عبداللہ خان حاضر خدمت تھا اسی

وقت نواب صاحب کے نواسے کی ولادت کی خوشخبری آئی۔ آپ نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نیک کام ہے کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے دروازے مبارک پر آپ کو خوشخبری ملی۔ پس نواب صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے حضور غریب نواز نے اسی موضوع پر ایک حکایت بیان فرمائی۔

آپ کی ولادت کی خوشخبری:

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت پیدا ہوا تھا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار شریف تشریف لے گئے ہوئے تھے اور اسی سال بہاول خان کی دستار بندی ہوئی تھی اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ براستہ بہاول پور مہار شریف تشریف لے گئے تھے اور خان صاحب مذکور نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ جب آپ مہار شریف سے واپس جائیں گے تو اسی راستہ سے یعنی براستہ بہاولپور واپس آئیں گے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تھا القصہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو میری ولادت کی خوشخبری دی گئی تو۔

''حضرت صاحب کوں ڈاڈھا لوہاک ہاجی، ہک دھی جم پئی۔ بئی دھی جم پئی اتے بئی دھی جمی۔''

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ ماہِ صفر کی ۲۴ر یا ۲۵ر تاریخ کو مہار شریف سے روانہ ہوتے تھے اور میں بھی ۱۲ر یا ۱۳ر صفر المظفر کو پیدا ہوا ہوں اور میرا نام صاحبزادہ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا۔

الغرض بہاول خان کی طرف سے دو آدمی آئے اور پوچھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کب واپس روانہ ہوں گے تا کہ میں بہاولپور آ کر آپ سے

ملاقات کروں بہاول خان کے آدمی صاجزادہ صاحب کی خدمت میں بھی آئے تا کہ وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کریں کہ آپ ابی راستہ سے یعنی براستہ بہاولپور تشریف لائیں۔ حضرت صاجزادہ صاحب اور مولوی قادر بخش نے بہت کوشش کی اور عرض کیا کہ آپ براستہ بہاول پور واپس جائیں کیونکہ آپ نے خان صاحب سے وعدہ کیا تھا لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں نہیں ہمارے گھر میں فرزند پیدا ہوا ہے ہمیں اس کے دیکھنے کا شوق ہے ہم اس راستہ سے نہیں جاتے۔ آخر آپ روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ مولوی قادر بخش، دونوں بھائی یعنی مولوی علی محمد اور میاں صالح محمد اور دوسرے مولوی صاحبان تھے۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا معرکہ اس بچے کی تاریخ پیدائش نکالو۔ پھر ہر شخص نے اپنے اپنے دل میں تاریخ پیدائش نکالنے کا سوچا۔ اسی دوران میاں صالح محمد نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ غریب نواز میرے بھائی مولوی علی محمد نے اس بچے کی تاریخ پیدائش نکالی ہے وہ یہ ہے۔

"زہے بیدار بخت"

1241ھ

پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سن کر بہت خوش ہوئے اور پسند فرمایا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے فرمایا:

"منڈھ دی حضرت صاحب دی میڈے نال مہربانی ہائی۔"

یعنی: ابتداء ہی سے حضرت صاحب مجھ پر مہربان و شفیق تھے۔

آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک.

اتوار کی رات ۱۱/صفر المظفر ۱۳۱۸ھ بعد نماز مغرب آپ غریب نواز چینی والی مسجد میں موجود تھے میاں غلام حسن ٹوہانی خدمت میں حاضر تھا آپ نے

اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ میاں غلام حسن یہ شعر کس استاد کا ہے۔ شعر:

ندیدم جہاں زیں جہاں خوب تر
چو آں خوب تر گفت آں خوب تر

یعنی: میں نے اس جہاں سے زیادہ خوبصورت کوئی جہان نہیں دیکھا جس کو اس حسین وجمیل نے خوب تر کہا ہے۔

جب وہ بدعقیدہ ہوا:

بعدہ' آپ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کی محبت میں بخارا سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ پس راستے میں بہت مصیبتیں دیکھیں حتیٰ کہ راستے میں دو مرتبہ اسے لوٹا گیا۔ دو مرتبہ زخمی ہوا اور ایک جگہ چھ ماہ تک بیمار رہا القصہ بہت مشقت وتکالیف سے دو سال کے عرصہ میں بخارا سے دہلی پہنچا۔ پس وہ شخص حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کی ریش مبارک کو محض دیکھتے ہی بدعقیدہ ہو گیا۔ شاید حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک چھوٹی تھی۔ آخر حضرت مولانا صاحب نے معلوم کر لیا کہ وہ بدعقیدہ ہو گیا ہے۔

حضرت مولانا کا رحم:

اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ انہیں کیسے معلوم نہ ہوتا جبکہ ہم ظاہر بین قیافہ سے معلوم کر لیتے ہیں وہ تو باطن بین تھے انہیں کیسے معلوم نہ ہوتا۔ الغرض حضرت مولانا صاحب نے اس کے ساتھ اس قدر گفتگو فرمائی کہ گویا کہ بدعقیدتی سے تائب ہونے پر امداد فرمائی۔ الغرض وہ شخص آٹھ پہر (چوبیس گھنٹے) صبر نہ کر سکا آخر واپس چلا گیا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے

فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ''رحمۃ للعالمین'' تھے۔
الغرض جب وہ شخص دہلی سے تین منزلیں دور واپس چلا گیا تو حضرت مولانا صاحب کو اس پر رحم آیا۔ آپ نے رات کو عالم خواب میں اسے فرمایا۔

''بخارا شریف سے بڑی مشقت سے دو سال کے عرصہ میں یہاں پہنچا ہے آٹھ پہر بھی نہیں ٹھہرا ابھی واپس آ جاؤ''۔

جب وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا تو دل میں کہا کہ یہ میرا خیال ہے لیکن تمام رات صبح تک یہی خواب دیکھتا رہا۔ آخر فیصلہ یہ کیا کہ صبح کا خواب سچا ہوتا ہے پھر وہیں سے واپس دہلی آیا۔ پھر حضرت مولانا صاحب نے اسے تنہائی میں بلا کر پوچھا کہ: ''کہاں سے آیا ہے اس نے عرض کیا کہ بخارا شریف سے آیا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب نے اسے فرمایا جب تو بخارا شریف سے روانہ ہوا تھا تو فلاں جگہ رات گزاری تھی اس آدمی نے اقرار کیا کہ جی ہاں غریب نواز بعدہٗ آپ نے فرمایا وہاں سے روانہ ہو کر فلاں جگہ شب باشی کی اور فلاں جگہ فلاں جگہ چوروں سے تیری ملاقات ہوئی۔ اور فلاں جگہ چھ ماہ بیمار رہا ہے۔''

الغرض حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے دو سال کی مدت میں پیش آمدہ سفری مشکلات بیان فرما دیں۔ پھر اس شخص نے رونا شروع کیا۔ حضرت مولانا صاحب نے اسے فرمایا روئیں نہیں۔ تو میری داڑھی سے بدعقیدہ ہوا ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنی داڑھی مبارک پر رکھ کر نیچے کی طرف کھینچا۔ الغرض بعدہٗ حضرت مولانا صاحب نے فرمایا اور بھی ہے آخر اس آدمی نے پھر رونا شروع کر دیا۔ حضرت مولانا صاحب نے اسے فرمایا رو مت چالیس دن یہاں قیام کر رہ جا۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ اگر آپ چھ ماہ فرمائیں میں رہوں گا۔ الغرض اکیس دن وہ رہا پھر حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے اس

کے تمام دینی اور دنیاوی مقاصد اسے عطا فرما کر رخصت فرمایا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایسی ہی دکان ہمارے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی۔ ہم بھی اسی دکان کا صدقہ کھا رہے ہیں۔ حضوسر غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرما کر دوبارہ مولوی رحمۃ اللہ مکی کے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے فرمایا جب ہم مکہ معظّمہ پہنچے تو ہمارے پہنچتے ہی مولوی رحمت اللہ آ کر، ہمیں چپک گیا بالکل چھوڑ نہیں رہا تھا۔ آخر میں نے اسے کہا کہ کچھ صبر کر ہم کھانا کھاتے ہیں۔ پھر میں نے اسے تنہائی میں بلا کر اس کی ایسی بیخ کنی کی کہ دوبارہ میرے نزدیک نہیں آیا۔ بعد ازاں آپ نے اس کے مدرسہ کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ اس مولوی نے مکہ معظّمہ میں ایک مدرسہ بنایا۔ جب ہم مدینہ منورہ سے واپس آئے تو حافظ غازی اور حضرت نور یہ دونوں اس کے شاگرد تھے ان کو ہمارے پاس بھیجا کہ حضور غریب نواز سے کہو کہ آپ ہمارے مدرسہ میں تشریف لا کر شرف بخشیں۔ اس سے اس کی غرض وغایت یہ تھی کہ وہ سند بنانا چاہتا تھا کہ فلاں میرے مدرسہ میں آئے تھے۔ میں نے جانے سے معذرت کر لی۔ لیکن جب اس نے مجبور کیا تو پھر میں نے محمود کو (حضرت خواجہ محمود عالم رضی اللہ عنہ) بھیجا پس محمود اور مولوی خدا بخش دونوں وہاں گئے میں نے انہیں کہا تھا کہ کوئی چیز اسے دیکر آنا دوسرے روز مولوی رحمت اللہ آیا اور کہا کہ میاں محمود صاحب نے مدرسہ کے متعلق بتایا ہوگا کہ کیسا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں بتایا ہے لیکن ''مدرسہ ضرار'' پھر وہ محمود کی اس بات سے سَر سے پاؤں تک جل گیا اور کہا کہ ''مدرسہ ضرار'' کیسے ہے۔ میں نے کہا کہ جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ''مسجد ضرار'' بنائی گئی تھی۔ اس کے بعد وہ میرے پاس نہیں آیا۔ مزید آپ نے فرمایا یہ حافظ غازی اور حضرت نور

دونوں بھیتو (جاسوس رمخبر) تھے۔ چنانچہ ایک شخص عارف نام کا دیرہ میں بھیتو ہے
جو اہلِ سنت جماعت اور وہابیوں کے درمیان بھیتو (جاسوسی رمخبری) کرتا ہے لیکن
حضرت نور نیک آدمی تھا اور یہ حافظ غازی بہت چالاک تھا، میرے پاس آتا رہتا
تھا میں نے اس سے پوچھا کہ مولوی صاحب یہاں کیوں نہیں آتے اس نے
جواب دیا کہ وہ بیمار ہیں۔ جبکہ میں نے اسے (مولوی) کو حرم شریف میں دز دیدہ
نظر سے دیکھا ہے اور اس کی بھی مجھ پر نظر پڑی۔

آپ نے فرمایا ایک دن میں نے حافظ غازی سے پوچھا کہ کیا مولوی
صاحب نے اپنے مدرسہ میں اپنی قبر کھدوا کر تیار کی ہوئی ہے۔ اس نے جواب دیا
جی ہاں میں نے کہا پھر مولوی صاحب قبر میں داخل ہونے میں کیوں دیر کر رہے
ہیں؟ اور یہ بھی کہلوا بھیجا کہ اسے کہنا کہ "تمہیں یہ سزا قبر حضرت عبدالمطلب یا قبر
ابوطالب کھودنے کی ہے ورنہ جو شخص مکہ معظمہ میں فوت ہوتا ہے اسے جنت المعلیٰ
میں دفن کرتے ہیں اور جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا سے جنت البقیع میں اور وہ
شخص (مولوی رحمت اللہ) مکہ معظمہ میں فوت ہو کر اپنے مدرسہ میں دفن ہوگا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان کر کے فرمایا کہ اسی روز
ایک اشتہار آیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ اشتہار کا مشتہر کون ہے۔ معرکہ
(ساتھیوں) نے بتایا کہ مشتہر حافظ غازی ہے۔ میں نے مولوی غلام محی الدین
سے پوچھا کہ وہی حافظ غازی تو نہیں جو مکہ معظمہ میں تھا اس نے کہا وہی حافظ
غازی ہے۔ یہ پہلے نور الدین مکھڈی کا مرید تھا اور اب مہر علی شاہ کا مرید ہوا
ہے۔ یہ مہر علی شاہ پیر بھائی ہے مولوی شمس الدین سیالوی کا مرید ہے۔ بڑا عقلمند
عالم ہے۔ قادیانی خبیثوں کے سوالات اور ان کے جوابات لکھے ہیں۔ میں نے
مولوی خدا بخش سے پوچھا تو مولوی نے بتایا کہ قادیانیوں کے تمام سوالات تعصب

پر مبنی ہیں اور مہر علی شاہ کے تمام جوابات صحیح ہیں۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اتوار کی رات ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے پہلے آپ نے میر حیات علی سے حال پوچھا بعد ازاں میاں غلام حسن کو مخاطب کر کے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ دہلی میں مولوی محمد حیات صاحب ایک بزرگ تھا جو حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ حصول علم کے لیے ہندوستان گیا۔ تحصیل علم کے بعد جب وہ واپس آیا تو حضرت قاضی صاحب کا وصال ہو چکا تھا پھر اس مولوی محمد حیات نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ غریب نواز میرے پیر و مرشد کا وصال ہو چکا ہے میں آپ کو پیر صحبت بناتا ہوں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں حاضر ہوں القصہ وہ مولوی صاحب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے مجاز بیعت ہو کر واپس دہلی جا کر وہیں مقیم ہو گیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس مولوی محمد حیات کے دو شاگرد تھے۔ ایک مولوی عبدالرحمٰن جو نابینا تھا اور دوسرا مولوی فخر الدین تھا۔ الغرض جب مولوی محمد حیات کا وصال ہوا تو یہ مولوی عبدالرحمٰن اس کا قائم مقام بنا اور اس کی مسجد میں بیٹھ کر تدریس علم شروع کر دی اور یہ مولوی عبدالرحمٰن ایسا بڑا عالم تھا کہ اس جیسا کوئی شخص نہیں تھا۔ خصوصاً علم ہئیت کی اشکال جو آنکھوں کی بینائی سے تعلق رکھتی ہے اس کا ایسا ماہر تھا کہ مشکل سے مشکل اشکال بڑی آسانی سے نکال لیتا تھا اور دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے۔ بس ایک مرتبہ علاقہ لکھنؤ کا ایک شخص جو اس علم کا ماہر و یکتا تھا اس نے مولوی عبدالرحمٰن کے اوصاف سنے تعجب کیا اور دہلی کی طرف چل پڑا۔ پس مولوی عبدالرحمٰن سے ملاقات کی اور کہا کہ علم ہیئت سے متعلق

آپ کے اوصاف سن کر میں اس مرتبہ محض آپ کی ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ مولوی عبدالرحمٰن نے اسے کہا کہ آپ یہ بات کیسے قبول کرتے ہیں اور کہا آپ یہ نہیں جانتے کہ اس علم کا تعلق ان ظاہری آنکھوں سے ہے اور میں نابینا ہوں۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ میں اس بات کو کیسے قبول کروں جبکہ یہ خبر متواتر پہنچی ہے۔ پھر مولوی عبدالرحمٰن نے اپنے شاگرد کو بلا کر فرمایا فلاں کتاب لے آؤ۔ وہ شاگرد وہی کتاب لے آیا۔ بعدہٗ مولوی عبدالرحمٰن نے اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کتاب میں مشکل ترین اشکال فلاں اور فلاں ہیں اس آدمی نے عرض کیا کہ جی ہاں ہیں۔ پھر مولوی عبدالرحمٰن نے شاگرد سے فرمایا کہ زمین کو صاف کرو اور فلاں جگہ جیم لکھ اور فلاں جگہ فلاں لکھ اور فلاں جگہ مسدس بنا اور فلاں جگہ مربع بنا۔ الغرض ایک ہی لحظہ میں ایک شکل تیار کر لی۔ پھر اس آدمی نے اس شکل کو اس کتاب سے ملایا تو بعینہٖ وہی شکل تھی آخر وہ شخص ان کے علم کا معترف ہو کر واپس چلا گیا۔

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا لوگوں کی آمد و رفت اور رجوع زیادہ تر مولوی عبدالرحمٰن کی طرف تھا۔ مولوی فخر الدین کے پاس لوگ بہت کم جاتے تھے۔ الغرض اس مولوی فخر الدین نے مولوی عبدالرحمٰن پر دعویٰ کر دیا کہ مولوی محمد حیات کا قائمقام و جانشین میں ہوں۔ پس مولوی عبدالرحمٰن نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ مولوی محمد حیات کی مسجد چھوڑ کر کسی دوسری مسجد میں جا بیٹھا۔ لوگ پھر وہاں اس کے پاس جمع ہونے لگے اور مولوی فخر الدین کے پاس کوئی آدمی نہ گیا۔ آخر مولوی فخر الدین نے دل میں خیال کیا اور سوچا کہ تونسہ شریف جا کر سند لکھوا کر لے آتا ہوں آخر وہ تونسہ شریف آیا اور مجھ سے بھی ملاقات کی اور میاں اکرم کو کچھ روپے دیئے اور کہا کہ تم حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کرو کہ میری دستار بندی فرمائیں اور مجھے مولوی محمد حیات کا قائمقام و جانشین بنائیں۔ میاں اکرم

نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا جو شخص درس و تدریس کا کام سرانجام دے وہ مولوی صاحب کا قائم مقام ہے لیکن میاں اکرم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی جان نہ چھوڑی مجبور کیا آخر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کی دستار بندی کی۔ پھر وہ یہاں سے دستار باندھ کر دہلی گیا لیکن پھر بھی لوگ اس کے پاس نہ گئے آخر وہ وہاں سے حیدر آباد چلا گیا۔ اس کے بعد مولوی عبدالرحمٰن واپس مولوی محمد حیات کی مسجد میں جا کر دوبارہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس کے بعد یہ مولوی عبدالرحمٰن بھی تونسہ شریف میں آیا تھا کسی نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ غریب نواز یہ مولوی عبدالرحمٰن ہے جو مولوی محمد حیات کا شاگرد ہے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں میں اسے جانتا اور پہچانتا ہوں۔ اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا جبکہ یہ مولوی عبدالرحمٰن اس سے پہلے تونسہ شریف کبھی نہیں آیا تھا۔ القصہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ بہت مہربانی اور شفقت فرمائی حتیٰ کہ مجاز بیعت بھی فرمایا جب وہ مجاز بیعت ہو کر واپس دہلی پہنچا تو لوگ اس کی خلافت کی خبر سن کر بیعت ہونے کے لیے اس کے پاس آئے لیکن کسی کو بیعت نہ کیا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد تمام فرما کر خاموش ہو گئے۔

میاں غلام حسن نے شیخ جیون کا ذکر کیا تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا شیخ جیون میر فضل علی جھجر والا کے ہمراہ یہاں تونسہ شریف آیا تھا۔ بیعت ہونے سے پہلے بھی وہ وظائف پڑھتا تھا اور بیعت کے بعد اس نے وظائف میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ شیخ جیون کا سب سے پہلا مرید اعظم علی رسالدار ہوا۔

صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب کو بھی ان سے عقیدت تھی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب ہم پہلی مرتبہ دہلی گئے تھے تو وہاں حافظ فخر الدین نام کا ایک شخص تھا جو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا لیکن اس کا والد وہابی اور جاہل تھا اور مولوی اسماعیل کا مرید تھا لیکن اس نے مولوی اسماعیل کے وعظ و تقریریں یاد کی ہوئی تھیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا حافظ فخر الدین کا باپ جب بیمار ہوا اور جان کنی کا وقت قریب آیا تو اس کا بیٹا اس کے پاس موجود نہیں تھا پھر اس نے اپنے نواسے کو وصیت کی کہ:

"بیٹا اس ملک میں بہت سی بدعات ہیں ان میں سے ایک بدعت یہ ہے کہ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو مُردے کے ہاتھ میں خط دے کر دفناتے ہیں۔ خبردار! بیٹا تم میرے ہاتھ میں خط نہ دینا۔"

مُردے کے ہاتھ میں خط دینا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مُردے کے ہاتھ میں خط دیکر دفنانا اس طرح ہے کہ ایک کاغذ پر فارسی رباعی لکھی جاتی تھی اور دوسرے کاغذ پر عربی رباعی لکھی جاتی تھی پھر عربی رباعی مردے کے دائیں ہاتھ میں دیتے تھے اور فارسی رباعی بائیں ہاتھ میں دیکر دفناتے تھے اور علماء اس کے جواز کے قائل تھے۔

الغرض پھر ہم نے اس کے نواسے سے کہا کہ تو نے اسے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ:

"بابا یہ اس ملک کی رسم ہے ہم تیرے ہاتھ میں خط دیں گے اور تو اسے پھینک دینا۔"

القصہ آپ نے فرمایا ایک دن ہم دہلی میں بیٹھے ہوئے تھے صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب اور حافظ فخر الدین بھی مجلس میں موجود تھے شیخ جیون

کے متعلق بات ہوئی تو میں نے کہا کہ شیخ جیون، میر فضل علی کے ساتھ تونسہ شریف جاتا رہتا تھا۔ پس میاں غلام نظام الدین صاحب نے کہا کہ:

''ہم دہلی میں شیخ جیون جیسا بزرگ کسی کو نہیں سمجھتے اور میر فضل علی نے نواب جھجر والے کو مرید کرنے کے لیے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے خلافت لی ہے اور حضرت صاحب سے نعمت باطنی شیخ جیون لے آیا ہے۔ لہٰذا ہم نے دہلی میں ان جیسا بزرگ کسی کو نہیں دیکھا۔''

حافظ فخر الدین نے عرض کیا کہ غریب نواز! صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ تونسہ شریف میں چاہے سجادہ نشین صاحب ہوں یا دوسرے فقراء ہم دہلی میں شیخ جیون جیسا بزرگ نہیں سمجھتے۔ پس صاحبزادہ صاحب یہ بات سن کر غصے ہو گئے اور اسے گالی گلوچ دینا شروع کر دیں اور کہا۔ '' مارو اس کو کھلے''۔
یعنی: اسے جوتے مارو۔

آخر حافظ فخر الدین فوراً چھپ گیا۔ پھر صاحبزادہ صاحب مجھ پر بھی غصے ہوئے اور فرمایا آپ نے اس کے سر پر جوتے کیوں نہیں مارے پس میں نے ازخود اسے کہلوا بھیجا کہ اگر تو میرے پاس آیا تو میں تیرے سر پر جوتے ماروں گا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر کچھ دیر خاموش رہے بعدہٗ آپ نے فرمایا نماز مغرب کے بعد جس مولوی رحمت اللہ کا ذکر ہوا تھا وہ اسی مولوی عبدالرحمٰن کا شاگرد تھا۔ الغرض آپ اتنا کچھ فرما کر سماع میں مشغول ہو گئے۔

پیر کی رات ۱۲ر صفر المظفر ۱۳۱۸ھ بعد نماز عشاء حضور غریب نواز قدس سرہٗ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے عالم شاہ جلکھڑانوالہ سے فرمایا آج کوئی پسند کا راگ تیار کرو۔ پھر عالم شاہ اور کریمن قوال نے خوش دل خیال شروع کیا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ دوسرے

تمام راگ قدیمی (پرانے) ہیں اور یہ چند پسندیدہ راگنیاں حضرت امیر خسرو صاحب رضی اللہ عنہ نے جمع کر کے حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا تو حضرت سلطان المشائخ صاحب رضی اللہ عنہ بہت خوش دل ہوئے اور پسند فرمایا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان کر کے دوبارہ ان سے فرمایا کہ بند بسازید۔ پھر انہوں نے مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا یہ ریختہ پڑھنا شروع کیا۔

مصرعہ بیت ریختہ مذکور: از حسرت شمع رُخت افتادہ گرد چمن

الغرض جب کریمن قوال اور عالم شاہ اس بیت پر پہنچے۔

مصرعہ اوّل: برقع ز عارض برفگن تا عالمی شیدا شود

تو حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ان کے ساتھ مل کر یہ مصرعہ پڑھا اور اس مصرعہ کا بہت تکرار فرمایا۔ بعدہٗ آپ نے یہ دوسرا مصرعہ بھی ساتھ ملایا۔

مصرعہ ثانی: بعضے زمو، خلقی زرو، جمعی زلب، من از دہن

الغرض حضور ثانی کریم غریب نواز نے یہ مصرعہ پڑھنے سے پہلے اس مصرعہ کی وضاحت فرمائی کہ:

بعضے زمُو، خلقی زرُو، و جمعی زلب

یعنی: بہت سے لوگ منہ کے بھوکے، کچھ لوگ لب کے بھوکے، (من از دہن) یعنی میں آپ کے بولنے (آواز) کا بھوکا ہوں۔

بعدہٗ آپ یہ مصرعہ ان کے ہمراہ پڑھتے رہے۔ القصہ حضور غریب نواز اس ریختہ کے ہر بیت کی وضاحت بھی فرماتے اور آواز میں بھی ان کا ساتھ دیتے۔ الغرض اس غزل کے ختم ہونے کے بعد حضور غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ غزل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی محبت میں کہی ہے پھر آپ نے وہ مصرعہ پڑھا۔

مصرعہ: برقع زعارض برفگن تا عالمی شیدا شود

یعنی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ اپنے رُخِ انور سے پردہ ہٹائیں تا کہ تمام جہاں آپ کا دیوانہ وشیدائی ہو۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ مصرعہ پڑھا تو حافظ عبداللہ قوال نے عرض کیا کہ غریب نواز! لوگ کہتے ہیں جس وقت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے آہِ سرد نکالی تو تمام قندیلیں روشن ہو گئیں۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے میاں غلام حسن ٹوہانی کی طرف متوجہ ہو کر حافظ مذکور کے قول (قندیلیں روشن ہو جاتیں) کی وضاحت فرمائی کہ جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ آہِ سرد نکالتے تھے تو قندیلیں روشن کرنے کی حاجت نہیں پڑتی تھی بلکہ خود بخود قندیلیں روشن ہو جاتیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ نے چالیس حج ادا کیے اور چالیس مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ہر دفعہ بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کرتے۔

مشرف گرچہ شُد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ جب بھی مدینہ منورہ سے واپس ہوتے تو رسول اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی چوکھٹ مبارک پر اپنا سر مبارک رکھ کر یہ دو مصرعے عرض کرتے۔

مصرعہ اوّل ودوم: سیدی وسندی ومولائی ☆ بسفر میروم چہ فرمائی

یعنی: اے میرے آقا ومولیٰ میں سفر پر جا رہا ہوں آپ کا کیا حکم ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم کے روضہ اطہر کے اندر سے یہ جواب آتا تھا۔

بسفر رفتنت مبارک باد

بسلامت روی و باز آئی

یعنی: تجھے سفر پر جانا مبارک ہو۔ سلامتی کے ساتھ جاؤ اور پھر واپس آؤ۔

الغرض حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ آخری مرتبہ اپنی حسبِ عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی چوکھٹ مبارک پر اپنا سر رکھ کر عرض کی تو روضۂ اطہر کے اندر سے جواب میں دوسرا مصرعہ یعنی ''بسلامت روی و باز آئی۔'' نہیں آیا پھر حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ گریہ کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے۔ پس عبد الغفور علیہ الرحمۃ نے بطریق سوال عرض کیا کہ اس قدر گریہ کرنے کی وجہ کیا ہے تو حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

''باز نیامدنی است''

یعنی: دوبارہ یہاں کی حاضری نصیب میں نہیں ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اعلم اویٰکم اللہ تحت ظلّ حضور غریب نواز قدس سرہٗ (جان لے اللہ تعالیٰ تمہیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے زیرِ سایہ پناہ میں رکھے)۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ آج ماہ ربیع الاول کی چودہ (۱۴) تاریخ ۱۳۱۹ھ ہے۔ پیر بھائیوں میں سے ایک شخص نے بندہ راقم الحروف سے ملاقات کی اور بتایا کہ صبح تُو حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے مجلس سے اٹھ کر چلا آیا تھا بعد میں حضور غریب نواز نے عبد اللہ خان قندھاری کو مخاطب کر کے فرمایا اے یک چشم تو کل کہاں تھا دو تین بار تجھے یاد کیا تھا اور آپ نے اسے فرمایا کہ تو ہمیشہ کہتا ہے کہ مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی باتیں سناؤ کل نماز ظہر کے بعد میں نے

حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی باتیں شروع کی ہوئی تھیں اور میری عادت ہے کہ دوران گفتگو جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا نام مبارک آ جاتا ہے تو میں بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ افسوس! ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو ان باتوں کو سونے کے پانی سے لکھے۔ الغرض جب اس پیر بھائی نے حضور غریب نواز کے یہ ملفوظات میرے سامنے بیان کیے اگرچہ اس سے پہلے بندہ کاتب الحروف کا حضور غریب نواز کے یہ الفاظ مبارک لکھنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن اس کے بعد آپ کے بعض الفاظ مبارک لکھنے کا پختہ ارادہ ہوا۔

اوّلاً یہ کہ بعض وہ الفاظ جو اسی مجلس میں آپ کی زبان مبارک سے سنے گئے تھے اور بندہ راقم الحروف کو یاد تھے وہ بغیر کسی تاریخ کے لکھے جائیں گے۔ اس کے بعد جو کچھ سننے میں آئے گا لکھا جائے گا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد از اشراق جہاز محل بنگلہ کے زیرِ سایہ رونق افروز تھے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق بات ہو رہی تھی آپ نے فرمایا مہار شریف کے علاقہ کے دہقان لوگ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے ضد و حسد کرتے تھے۔ دریں اثناء آپ نے حضرت قبلہ عالم صاحب کے متعلق ایک دہقان کی بات نقل فرمائی کہ وہ دیہاتی کہتا تھا کہ:

> ''تنگ دست فقیر تھا دیکھتے ہی دیکھتے خواجگان بنالیا گیا ہے ان کا پہلا نام بابل تھا اور پہلے بزرگوں کی طرح کوئی بڑا بزرگ بھی نہیں تھا لیکن روضہ بنالیا گیا ہے''۔

ڈپٹی کمشنر کا رقعہ:

بعدہٗ آپ نے اہلِ مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ڈپٹی کمشنر نے بطریق

وعظ نصیحت ایک رقعہ لکھ کر محمود (حضرت خواجہ محمود عالم رضی اللہ عنہ) کی طرف بھیجا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے رقعہ میں ایک بہت ہی عمدہ بات لکھی ہے کہ:

"آپ کا والد صاحب تو مستثنیٰ ہے تو بھی اپنے باپ کی طرح بن تو بھی مستثنیٰ ہو جائے گا۔"

حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ڈپٹی کمشنر کا قول نقل کر کے فرمایا کہ محمود نے بھی بہت عمدہ جواب لکھا ہے کہ:

خواجہ محمود عالم کا جواب:

"سرکار کہتی ہے کہ تو بھی اپنے باپ کی طرح بن، لیکن میرے باپ جیسا دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے تو میں کس طرح اپنے باپ کی مثل بنوں گا۔ میں اپنے ایک اندازے کے مطابق اپنے باپ کا پیروکار ہوں۔"

آپ نے فرمایا جب پہلی مرتبہ ڈپٹی کمشنر کا پروانہ برائے حاضر ڈیرہ غازی خان محمود کی طرف آیا تھا تو اس وقت انہوں نے اس کے جواب میں تاخیر کر دی تھی اگر یہ جواب دینے میں تاخیر نہ کرتے اور فوراً جواب لکھتے کہ بندہ موجود ہے حاضر ہو جائے گا تو حاکم کے دل میں کسی قسم کا شبہ نہ ہوتا۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہ' نماز ظہر کی سنتیں پڑھنے کے لیے اُٹھے اور ارشاد فرمایا کہ علی حیدر علیہ الرحمۃ کا قول کس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا کہ:

"کیہڑا تحفہ لائق اس دربار دا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اُوتھے بہت پیار پیار دا ہے۔"

حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر نماز ظہر کی سنتیں پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ ظہر کے بعد چینی والی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ شہسوار نام کے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت پیر صاحب (یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کا یہ مرتبہ تھا کہ جو شخص اس مرتبے پر پہنچے گا تو اس کا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہوگا۔ پس حضور غریب نواز قدرے غصے ہوئے پھر فرمایا کہ:

"پیر صاحب رضی اللہ عنہ کوں کہیں ضرورت ہائی جی، بزرگاں دے گاٹے چڑھدے وتے ہن۔ اتے بنہاں بزرگاں دی کیا تقصیر ہائی۔"

یعنی: حضرت پیر صاحب (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کو کیا ضرورت تھی جو بزرگوں کی گردنوں پر سوار ہوتے رہے ہیں اور دوسرے بزرگوں کا کیا قصور تھا۔

حضور غریب نواز نے فرمایا یہ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ہمارے حضرت مولانا صاحب (یعنی حضرت مولانا فخر الحق والدین دہلوی رضی اللہ عنہ) دو مرتبہ پاک پتن شریف تشریف لائے تھے۔ آپ نے دونوں مرتبہ ایک ٹٹو (خچر) کرایہ پر لیا تھا لیکن آپ ایک قدم بھی اس پر سوار نہیں ہوئے تھے۔ کبھی اپنے کسی ساتھی کو فرماتے کہ تم سوار ہو۔ اور کبھی خچر کے مالک کو فرماتے تو سوار ہو۔ اگرچہ ٹٹو کا مالک بار بار عرض کرتا کہ سائیں آپ سوار ہوں لیکن آپ فرماتے میں ابھی اچھا جاتا ہوں تم سوار ہو۔ الغرض حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ دونوں سفروں میں ایک قدم بھی اس ٹٹو پر سوار نہ ہوئے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر فرمایا کہ یہ لوگ (اولیاء اللہ) تو ایسے ہوتے ہیں کہ کرایہ کی سواری پر بھی سوار نہیں ہوتے اور پیر

صاحب رضی اللہ عنہ کو ولیوں کی گردنوں پر قدم رکھنے یا چڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر گردنوں پر قدم رکھنے سے رُتبہ بڑھتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افضل الانبیاء ہیں تمام پیغمبروں کی گردنوں پر سوار ہوتے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ پیر صاحب رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ دونوں باتیں بعید نہیں ہیں لیکن الحاقی ہیں (یعنی شامل کی گئی ہیں) ایک بوڑھی عورت کا قصہ اور دوسری یہی بات چونکہ کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اس لیے آمَنَّا و صَدَّقْنَا۔ حضور غریب نے یہ بھی فرمایا کہ ''ڈر بھی لگتا ہے'' لیکن حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ کو بزرگوں کی گردنوں پر سوار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اور دوسرے بزرگوں کی کیا تقصیر تھی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بھی بزرگوں میں سے تھے ان پر بھی سوار ہوئے ہوں گے۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر دنیاوی باتوں میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ایک رات بعد نماز مغرب حضور غریب نواز چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ مولوی خدا بخش صاحب جراح حاضر خدمت تھا۔ آپ نے مولوی صاحب مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولوی جی آج ایک شخص نے مجھ سے پوچھا ہے کہ یہ بات کس طرح ہے کہ حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

''تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔''

میں نے تو اسے یہ کہا ہے کہ پیر صاحب کو بزرگوں کی گردنوں پر سوار ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ بعدہٗ آپ نے مذکورہ گفتگو کا اعادہ فرمایا۔ اسی دوران میاں گل محمد تنگوانی نے عرض کیا کہ کہتے ہیں حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کو ان کی قبر مبارک سے باہر نکال لائے تا کہ حضرت پیر صاحب ان کی گردن پر اپنا

قدم رکھیں لیکن انہوں نے فرمایا میں ان سے کس چیز میں کم ہوں کہ وہ میری گردن پر پاؤں رکھتے ہیں انہیں یہ جواب دیا گیا کہ وہ سیّد ہے اور تو سیّد نہیں ہے پھر حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اور اپنا سرِ مبارک جھکا دیا۔ مولوی خدا بخش صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا ہاں مولوی عبدالحق صاحب نے لکھا ہوگا کیونکہ وہ قادری ہیں۔

حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اخبار الاخیار میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت نصیر الحق والدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کا قائمقام جانشین کون ہوگا۔ انہوں نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا مقرر فرمائے گا۔ پھر حاضرین نے آپ کے چند عزیزوں کے نام لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیے تو آپ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا۔ آخر آپ نے ایک وصیت فرمائی کہ: ''وہ تمام تبرکات جو حضرت سلطان المشائخ صاحب کی طرف سے مجھ تک پہنچے ہیں وہ تمام کے تمام میرے ساتھ قبر میں دفن کر دینا۔ آخر وہ تمام تبرکات حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیئے گئے تھے۔''

اگر شیخ عبدالحق صاحبؒ ہوتے:

اب یہاں شیخ عبدالحق صاحب کہتے ہیں کہ سلسلۂ چشتی وہاں ہی ختم ہو گیا تھا اب اس کے بعد چشتیوں میں جو کچھ ہے وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اسی دوران آپ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ حضرت حافظ جمال صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا یا وہ کسی کو اخبار الاخیار کا سبق دے رہے تھے جب وہ اس مقام پر پہنچے تو حضرت حافظ صاحب نے فرمایا اگر اب شیخ عبدالحق

صاحب ہوتے اور حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو آپ اس لکھے ہوئے کو اپنی زبان سے چاٹتے۔

حضور غریب نواز نے ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ غریب نواز آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمائیں۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہاں یار! ہمیں چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کا حکم ہے۔ حضور غریب نواز نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بار ہا یہ کلمہ فرماتے تھے کہ ہمیں چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کا حکم ہے۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بیعت فرمایا اور وظیفہ (ورد) بھی پڑھنے کو عطا فرمایا۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اس شخص نے سلسلہ قادریہ میں جو مجھ سے بیعت کی ہے وہ اس لیے کی ہے تا کہ حضرت پیر صاحب تک مل جائیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے سلسلہ چشتیہ میں حضرت پیر صاحب جیسے کئی بزرگ ہیں۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کبھی کبھی اپنے بعض مشائخ عظام کے نام مبارک لے کر فرماتے تھے کہ ہمارے مشائخ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے فلاں، فلاں حضرت پیر صاحب رضی اللہ عنہ سے کئی درجے بڑے ہیں۔

آپ یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ اشراق کے بعد جہاز محل بنگلہ کے زیر سایہ رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ خراسانی افغانیوں اور ان کی محبت کے متعلق بات ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کچھ افغانی براستہ درگ غزنی گئے تھے راستہ میں انہیں بہت تکلیفیں پہنچی تھیں آپ ان کا بہت

افسوس کررہے تھے اسی دوران آپ نے فرمایا:

''خراسانی افغانیوں پر ایمان ختم ہے یعنی وہ کامل ایمان ہیں اور بے ایمانی ہندوستانیوں پر ختم ہے۔''

ایک دن بعد از ظہر حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد کے اندر تشریف فرما تھے ''محبت'' کے متعلق بات ہورہی تھی آپ نے اس بیت کا کئی بار تکرار فرمایا کہ:

چہ بناز رفتہ باشدز جہاں نیاز مندی
کہ بوقت جان سُپر دن بسرش رسیدہ باشی

الغرض آپ نے اس بیت کا تکرار فرمایا اور قدرے اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ بعدازاں آپ نے سرمد دہلوی مجذوب اور اس کے اشعار کے بارے میں ایک حکایت بیان فرمائی۔

سرمد کا عشق:

آپ نے فرمایا یہ سرمد کسی ہندو پر عاشق تھا اس کا نام ''ابی چند'' تھا سرمد اسے خدا کہتا تھا آخر یہ خبر بادشاہ تک جا پہنچی کہ سرمد ایک ہندو کو خدا کہتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ سرمد کو حاضر کرو الغرض سرمد کو جب دربار شاہی میں لایا گیا تو بادشاہ نے اس مصرعہ کے ذریعہ اس سے پوچھا کہ:

مصرعہ: خدایت کیست، اے سرمد دریں دیر۔

یعنی: اے سرمد اس دنیا میں تیرا خدا کون ہے۔

الغرض حضور غریب نواز نے فرمایا سرمد نے بادشاہ کو جواب میں یہ مصرعہ کہا۔

مصرعہ: نمیدانم ابی چند است یا غیر

یعنی: مجھے معلوم نہیں ہے کہ ابی چند خدا ہے یا اس کا غیر ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ مصرعہ پڑھ کر فرمایا کہ پھر بادشاہ نے علماء سے کہا کہ اب تم جانو۔ آخر علماء نے سُولی پر چڑھانے کا فتویٰ دیا۔ جب سرمد پھانسی گھاٹ کی طرف جا رہا تھا تو اپنے محبوب کو مخاطب کر کے یہ بیت پڑھا۔

زجرم عاشقیت میکشند غوغائیست

تو نیز برسرِ بام آ کہ خوش تماشائیست

یعنی: تمہارے عشق کے جرم میں مجھے پھانسی دے رہے ہیں اس لیے آدمیوں کی بھیڑ اور شور وغُل ہے تم بھی گھر کی چھت پر آجاؤ کہ بہت اچھا تماشہ ہے۔

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ بیت پڑھ کر فرمایا کہ سَرمد نے یہ رباعی بھی پڑھی۔

سرمد گلہ گو نشد نکوشد کہ نشد

لب بیہودہ گونشد نکوشد کہ نشد

منت کش آسمان شدی آخر کار

کاریکہ نکو شد نکو شد کہ نشد

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ رُباعی پڑھ کر یہ دوسری رُباعی بھی پڑھی۔

سرمد گلہ اختصار باید کرد

یک کار ازیں دو کار باید کرد

یا جان برضائے دوست می باید داد

یا قطع نظر ز یار باید کرد

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر اس قسم کی باتوں سے خاموشی اختیار کر لی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ایک دن آپ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ نے حضرت سلطان التارکین صاحب رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور حکم دیا کہ روضہ مبارک کی تعمیر کے لیے تمام سامان تیار کرو، اور کہا جب جملہ سامان مہیا ہو جائے تو مجھے بتاؤ میں خود آ کر روضہ مبارک کی تعمیر کروں گا۔ الغرض جب تمام تعمیراتی سامان مہیا ہو گیا تو بادشاہ کو بتایا گیا پھر وہ ناگور میں آیا اور اسی رات حضرت سلطان التارکین صاحب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا میرا روضہ تعمیر نہ کرو اور یہ بیت بھی پڑھا۔

آسمان گنبدیست فرش زمین

درمیاں روضۂ حمیدالدین

القصہ حضور غریب نواز قدس سرہ' نے یہ بیت پڑھ کر فرمایا جب بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تو روضہ مبارک کی تعمیر کا ارادہ ترک کر دیا لیکن ایک عالی شان دروازہ تعمیر کیا۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموشی اختیار فرمائی۔

ایک رات بعد از نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد کے شمالی کونے میں رونق افروز تھے اور بندہ راقم الحروف آپ کی شمالی جانب بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معلوم تھیں اور ہمارے لیے تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادات مبارکہ سنت کے قائم مقام ہیں۔ اسی دوران آپ نے ایک حکایت کا فائدہ بخشا۔

حکایت:

آپ نے فرمایا موسم سرما کی آمد پر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو تین چار مرتبہ باری کا بخار لاحق ہوتا تھا۔ بعدہ' آپ نے فرمایا تین مرتبہ بخار آنے کے

بعد بخار کا تعویذ ہو یا ڈورا علماء دیتے تھے اور حکماء نے لکھا ہے کہ نوبتی بخار تین بار آنے کے بعد اس کی شدت میں کمی آجاتی ہے اور اگر بخار کی شدت زائل نہ ہو اور بخار روزانہ آتا ہو تو علماء شاید اس لیے تین بار بخار آنے کے بعد کا تعویذ یا ڈورا دیتے ہوں گے۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو بخار آتا تو آپ فرماتے تھے معرکہ جب تین مرتبہ بخار آ کے چلا جائے تو عثمان کانجو سے کہنا کہ ریسمانِ تپ (بخار کا ڈورا) بنا کر لائے۔ اسی دوران حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اب ہم کہتے ہیں کہ:

"دعائے ناقصان کاملاں را چہ کار دہد"

یعنی: ناقصوں کی دعائیں کاملیں کو کیا فائدہ دیں گی۔

اور یہ بھی فرمایا کہ یہ عثمان کانجو اس مسجد کے مولویوں کا دادا تھا اور نیک آدمی تھا۔ القصہ عثمان کانجو جب ڈورہ بنا کر لے آتا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ اسے فرماتے اسے باندھ پھر فرماتے کہاں باندھے گا آخر عثمان کانجو ڈورا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی گردن مبارک میں باندھتا تھا۔ الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا بخار اگرچہ اُتر گیا ہوتا پھر بھی ہفتہ ہفتہ وہ ڈورا آپ کی گردن مبارک میں بندھا رہتا۔ دوسرا یہ کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی عادت مبارک یہ بھی تھی کہ جب بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو جسمانی طور پر کوئی تکلیف ہوتی اور آپ کے جاننے والوں میں سے اگر کوئی شخص عیادت کے لیے نہ آتا تو پھر تندرستی کے بعد آپ اسے یاد فرماتے اور یہ فرماتے۔

"میکوں کو سہ تھیا ہا تے علی محمد ہوتانی میکوں پچھن نہ آیا، ڈیکھو پیوں اوندا ساڈا کینجھا یار ہا پیا، لوہار بخش دا پوترہ وی ساکوں پچھن نہ آیا، ڈیکھو اوندا پیو ساڈا کینجھا دوست ہا۔"

یعنی: میں بیمار ہو گیا تھا علی محمد ہوتانی مجھے پوچھنے نہیں آیا دیکھو اس کا والد ہمارا کیسا دوست تھا اور لوہار بخش کا پوتا بھی ہمیں پوچھنے نہ آیا اس کا باپ بھی ہمارا کتنا اچھا دوست تھا"۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

حضرت صاحب اور موسیٰ کی راز کی باتیں:

ایک رات بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف آپ کے شمالی جانب بیٹھا ہوا تھا قوم مطربان (گانے والے رمراسی) کی کمینگی کے متعلق بات ہو رہی تھی آپ نے مطرب قوم کی ذلالت پر ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں موسیٰ کلاچی نام کا ایک شخص تھا وہ نیک آدمی تھا اور تہجد خواں تھا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس موسیٰ کلاچی میں ایک ایسی صفت تھی جو دوسرے کسی آدمی میں نہیں تھی۔ اس صفت کی وضاحت کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی عادت مبارک تھی کہ نماز عشاء کے بعد آپ اپنی آنکھوں میں سُرمہ لگانے کے بعد کسی سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے اور اسی موسیٰ کلاچی کی بھی ایک عادت تھی کہ وہ اسی وقت حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوتا تھا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ ایسا نازک وقت تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مرضِ وصال کے مریض تھے پس ایک ہمارا گوگڑہ اپنے دونوں بھائیوں کو اپنے ہمراہ لے کر عین اسی وقت (یعنی حضرت صاحب کا آنکھوں میں سرمہ لگانے کے بعد) آپ کی خدمت میں آیا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ہوں" یعنی کون ہے؟ گوگڑہ نے عرض کیا کہ غریب نواز!

آپ ان بچوں پر رحم نہیں کرتے حضرت صاحب بہت غصے ہو گئے اور فرمایا:

''وے میں کوئی خدادا شریک ہاں''

یعنی: میں کوئی خدا کا شراکت دار ہوں۔

الغرض گوگڑہ نے کئی مرتبہ وہی کلمات عرض کیے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی جواب میں وہی جملہ مذکور ارشاد فرمایا آخر آپ نے فرمایا:

''ونجو چھورو ریخ تے، بوادھ دو مونہہ کر کے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ دے اگے زاری کرو۔ جیکر قبول تھی پووے تاں۔''

یعنی: ''اے بچو ریخ تے (ریت کے ٹیلوں) پر جاؤ مشرق کی سمت منہ کر کے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے آگے فریاد کرو اگر قبول کرے۔''

آپ نے گوگڑہ کو بھی فرمایا تو بھی ان کے ساتھ چلا جا۔ القصہ ہم نے ریخ پر جا کر کافی دیر تک فریاد کی۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آ کر درخواست کی تو آپ نے فرمایا جاؤ بابا میں کیا کروں۔ میں کوئی خدا کا شریک تو نہیں ہوں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ وقت بہت ہی نازک ہوتا تھا اور اس موسیٰ کلاچی کی عادت تھی کہ اکثر اسی وقت میں آتا تھا اور اگر کبھی اس وقت سے پہلے آتا تو کچھ دیر بیٹھ جاتا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ آنکھوں میں سُرمہ لگانے سے فارغ ہوتے تو پھر موسیٰ کلاچی آپ کی قدم بوسی کرتا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے کہ ''ہُوں'' یعنی کون ہے کوئی عرض کرتا کہ موسیٰ کلاچی ہے پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ ''ہُوں'' فرما کر بیٹھنے کا اشارہ فرماتے پس وہ بیٹھ جاتا۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تقریباً پندرہ منٹ تک اس کے کان میں آہستہ باتیں کرتے اس کے بعد موسیٰ کلاچی اٹھتا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اسی وقت واپس چلا جاتا تھا۔ اسی دوران حضور غریب نواز

نے فرمایا کہ یہ صرف اسی کا خاصہ تھا۔ بعدازاں آپ نے اس کے صدقِ حال کی ثابت قدمی پر شہادت کی ایک حکایت بیان فرمائی۔

زرنگار مصحف شریف:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہاولپور میں رونق افروز تھے نواب بہاول خان نے سنہرے نقوش والے قرآن مجید کے پندرہ پارے حافظ لاہوری کے لکھے ہوئے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور غریب نواز نے ایک شخص کا نام لیا لیکن بندہ راقم الحروف کو یاد نہیں رہا۔ اس آدمی نے وہ نصف قرآن مجید حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے مانگا تھا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اسے دے دو۔ آخر وہ نصف مُصحف اسے دے دیا گیا۔ اس موسیٰ کلاچی نے اس آدمی سے ملاقات کی اور وہ زرنگار نصف قرآن مجید پچاس روپے میں اس سے خرید لیا۔

فی الجملہ یہ کہ جب دوسرے سال حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہاولپور میں تشریف لائے تو بہاول خان نے دوسرا نصف قرآن مجید زرنگار آپ کی خدمت میں نذر پیش کیا۔ پس حاجی خان کہتا تھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وہ نصف مصحف شریف مجھے عطا فرمادیا اور فرمایا کہ دوسرا نصف حصہ لکھ کر ہدیہ کر دے۔ الغرض حاجی خان کہتا تھا جب ہم واپس تونسہ شریف پہنچے تو موسیٰ کلاچی کو یہ خبر ملی تو ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کسی نے مجھے کہا کہ تمہارے دروازے پر کوئی آیا ہے جب میں دروازے پر آیا تو دیکھا کہ موسیٰ کلاچی کھڑا ہوا ہے میں نے اس سے حال معلوم کیا تو کہا میں نے سنا ہے کہ بہاول خان نے دوسرا نصف قرآن مجید حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا

ہے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وہ نصف مُصحف شریف آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اور وہ پہلا نصف قرآن شریف میں نے فلاں آدمی سے پچاس روپے میں خریدا ہے اگر چہ وہ تیس روپے میں راضی تھا لیکن میں نے اسے پچاس روپے دیئے ہیں اور تم ایک سو روپیہ لے لو۔ اور یہ نصف مصحف شریف مجھے دے دو۔ میں نے اسے کہا کہ وہ بیوقوف احمق تھا لیکن میں بیوقوف احمق نہیں ہوں اور تو اپنے دل سے یہ خیال نکال دے کہ مجھ سے یہ نصف مُصحف شریف لے جائے گا۔ میں اسے مکمل کر کے کسی امیر آدمی کے پاس لے جاؤں گا مجھے دو ہزار روپے ملیں گے۔ آخر اس نے بہت کوشش کی اور ڈیڑھ سو روپے دینے کو تیار تھا لیکن میں نے قبول نہیں کیے۔ آخر کار مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ایک دن میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کسی نے آ کر مجھے بتایا کہ تمہارے دروازے پر خان کھڑا ہوا ہے۔ القصہ جب میں دروازے پر گیا تو دیکھا کہ موسیٰ کلاچی اسد خان کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوا ہے اسد خان نے کہا کہ حاجی خان وہ نصف قرآن مجید جو تمہارے پاس موجود ہے اس کو دے دو۔ ڈیڑھ سو روپے یہ تجھے دیتا ہے اور ایک سو روپیہ میں تجھے دوں گا۔ میں نے اسد خان سے کہا کہ اگر جبراً لینا چاہتا ہے تو آؤ گھر حاضر ہے لوٹ مار کر لے جاؤ ورنہ میں ہرگز نہیں دوں گا۔ آخر اسد خان بھی ناامید ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ایک رات یہ موسیٰ کلاچی اپنی عادت کے مطابق حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا جب صبح ہوئی تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ حاجی خان وہ قرآن مجید موسیٰ کلاچی کو دے دو یہ مجھے نہیں چھوڑتا جو کچھ لینا چاہتا ہے اس سے لے لے۔ آخر میں نے چار سو روپے میں اسے دے دیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت نقل کر کے فرمایا کہ اس موسیٰ

کلاچی کے پاس ایک میراسی تھا جو اس کا کام کاج اور اس کی خدمت کرتا تھا۔ آخر وہ جنونی (پاگل) ہو گیا پھر اسے قید کر دیا گیا کچھ عرصہ بعد جب اسے افاقہ ہوا تو اس کی بندش ختم کر دی گئی۔ اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا کہ موسیٰ کلاچی تہجد پڑھ کر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اور یہ میراسی اسے مروڑے دے رہا تھا یہ میراسی اچانک اٹھا موسیٰ خان کی تلوار اٹھا کر موسیٰ خان کی گردن پر ایسی ماری کہ سرتن سے جدا کر دیا پھر اسی وقت لوگوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو میں نے تلوار کس طرح آر پار کی ہے۔ واہ موسیٰ خان نے بہت ہی عمدہ تلوار رکھی ہوئی تھی۔ حضور غریب نواز نے فرمایا یہ میراسی قوم ایسی رذیل قوم ہوتی ہے۔

آپ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ بعد نماز ظہر چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے آپ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ حضرت حافظ جمال صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں سے عبداللہ نام کا ایک شخص اندرون پہاڑ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے سُنا کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ اس علاقے میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ پھر وہ پہاڑ سے آ کر دریا کے کنارے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کا قدم بوس ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کو کسی جن نے پکڑا ہوا ہے مہربانی فرمائیں کسی طریقے سے اس جن کو نکالیں۔ حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہاں سے واپس جا رہے ہیں تو حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر میری طرف سے عرض کرو وہ تمہاری بیوی کا جن نکالیں گے۔ اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا کہ ''نہ وے سائیں تساں کجھ کرو'' آخر حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ الغرض حضرت حافظ صاحب اپنے علاقے واپس

چلے گئے اور اس آدمی نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر صورتحال بیان کی پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''آکھیں تاں سارے روہ (پہاڑ) دے جن کڈھ چھوڑاں''

یعنی: اگر تم کہو تو تمام پہاڑ کے جنات کو نکال دوں۔

اس نے عرض کیا کہ

''میڈا روہ نال کیہڑا کم ہے روہ اپنا آپ جانے توں میڈی زال دا جن کڈھ۔''

یعنی: پہاڑ سے میرا کیا واسطہ آپ میری بیوی کا جن نکال دیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ یہ فوائد بیان فرما کر دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے۔

سوال کرنا حرام ہے:

ایک رات بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ شاید کسی غلام نے لنگر شریف کے لیے کوئی چیز مانگی تھی۔ آپ کے خادمین میں سے کسی نے آپ کے حکم کے بغیر وہ چیز اس آدمی کو یاد دلا دی۔ پھر آپ غصے ہو گئے اور فرمایا ''مانگو نہیں سوال کرنا حرام ہے۔''

بعدہٗ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی چیز نہیں مانگی۔ میں تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو سنا دیتا ہوں۔

حضرت بابا صاحب نے تعویذ لکھا:

دریں اثناء ایک شخص نے اس طرح بات کی کہ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق بات شروع ہو گئی پھر حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اس حکایت کا فائدہ بخشا کہ ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ سفر میں تھے اور

آپ کے ہمراہ ایک دراز گوش (گدھا) بھی تھا۔ ابھی راستہ میں تھے اتفاقاً بارش برسنا شروع ہوگئی۔ پس حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوگئے۔ اور اس درخت کے قریب بانسوں سے بنا ہوا کسی کا گھر تھا الغرض گھر والوں نے جب حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ کو اپنے گھر بلالیا اور آپ کے دراز گوش کو گھاس بھی دیا۔ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ اپنے وظائف میں مشغول ہوگئے۔ القصہ اسی گھر میں ایک عورت تھی جو دردِ زہ کی وجہ سے رو رہی تھی۔ صاحب خانہ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ غریب نواز آپ کوئی تعویذ عطا فرمائیں تا کہ اس عورت کے دردِ زہ میں آسانی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے تعویذ لکھنے کا طریقہ نہیں آتا۔ اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا کہ نہیں غریب نواز لازمی مہربانی فرمائیں۔ جس قدر حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے عذر کیا لیکن اس آدمی نے بالکل نہ چھوڑا۔ آخر آپ نے فرمایا جاؤ کاغذ، قلم اور سیاہی لے آؤ پس وہ آدمی کاغذ، قلم اور سیاہی لے آیا پھر حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے تعویذ لکھ کر دیا تو فوراً اس عورت کا درد ختم ہوگیا اور فرزند پیدا ہوا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ کہتے ہیں کہ اس تعویذ میں یہ لکھا ہوا تھا۔

"فرید را جائے داد خر را گیاہ، زن وے بچہ زاید یا نزاید"

یعنی: فرید کو جگہ دی ہے اور گدھے کو گھاس۔ اس کی بیوی بچہ جنے یا نہ جنے۔

حضرت بابا صاحب کا مقام:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا

ہے کہ اس زمانے میں حضرت باباصاحب رضی اللہ عنہ مقامِ تسلیم ورضا میں تھے جو اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا آخری مقام ہے۔ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس مرتبہ سے بالا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ پھل فروٹ/میوہ جات کی تاثیر کے متعلق بات ہو رہی تھی آپ نے مولوی خدا بخش جراح سے پوچھا کہ نغزک (آم) کی کیا تاثیر ہے۔ مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز گرم تر ہے۔ بعدہ' آپ نے بطریق سوال فرمایا کہ آم قابض ہے یا مُسہل؟ پس مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا کہ جسے قبض ہو اس کے لیے قبض کشا ہے اور جسے اسہال ہوں اس کے لیے قابض ہے آپ نے دوبارہ پوچھا کہ آم بذاتِ خود کیا تاثیر رکھتا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ دونوں تاثیریں رکھتا ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اسی دوران مولوی خدا بخش صاحب جراح نے عرض کیا کہ آم کو "سَیِّدُ الثمار" (تمام پھلوں کا سردار) لکھتے ہیں۔ حضور غریب نواز نے فرمایا اگر خربوزہ بہت میٹھا ہو تو بہت ہی عمدہ ہوتا ہے۔ اسی دوران میاں گل محمد خان نے عرض کیا کہ غریب نواز خراسان میں خربوزہ کو "سلطان" کہتے ہیں۔ آپ نے یہ بات سن کر یہ بیت پڑھا۔

درمیان میوہ ہائے خوش مزہ

شاہ انگور است سلطان خربزہ

الغرض آپ نے اس بیت کا تکرار فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

بروز منگل ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ اشراق کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہ' جہاز محل بنگلے کے زیرِ سایہ رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف آپ کے رُو برو

بیٹھا ہوا تھا۔ سردار خان تنگوانی کے بیٹے حامد خان اور محمود خان بھی موجود تھے۔ عمر خان ماکلی کے متعلق بات چلی تو حضور غریب نواز نے محمود خان کو مخاطب کر کے فرمایا تو نے عمر خان کا سنا ہے محمود خان نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! پھر آپ نے فرمایا کہ حامد خان نے نہیں سنا ہوگا۔ حامد خان نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز میں نے نہیں سنا۔ پھر حضور غریب نواز قدس سرہ' نے اس قصہ کے متعلق بتایا۔

حضرت صاحب کی پہاڑ سے تونسہ شریف آمد:

آپ نے فرمایا جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پہاڑ سے تونسہ شریف تشریف لائے تو ایک اونٹ کرایہ پر لیا جس پر دادی صاحبہ اور ان کے بھائی علی محمد جو اس وقت کم عمر تھے اس اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پیدل تشریف لائے تھے بعدہ' آپ نے فرمایا یہاں جو اَب گھر بنا ہوا ہے پہلے چٹیل میدان تھا۔ اور شہر جنوبی طرف تھا الغرض حضرت صاحب رضی اللہ عنہ چند روز اسی میدان میں "تور" میں رہے۔ آپ نے "تور" کی یہ وضاحت فرمائی کہ "تور" "بوریا خانہ" کو کہتے ہیں (یعنی خیمہ) بعدہ' آپ نے فرمایا اس قادر بخش ہوتانی کا دادا علی محمد ہوتانی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پہاڑ سے تشریف لانے سے پہلے کا مرید تھا پس اس علی محمد ہوتانی نے

"ڈو جھانو لے اٹے دے۔ اتے ہک ڈولہ گھیو دا زال دے ہتھ ڈیوا پٹھیا۔"

("جھانولہ آٹا رکھنے کے لیے مٹی کا مخصوص برتن ہوتا تھا۔ "ڈولہ" بھی گھی وغیرہ رکھنے کا مٹی کا خاص برتن ہوتا تھا")

یعنی: علی محمد نے آٹے سے بھرے دو برتن اور گھی سے بھرا ہوا ایک برتن اپنی بیوی کے ذریعے بھجوائے۔

الغرض وہ عورت جب یہ چیزیں دیکر واپس گئی تو علی محمد نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی صاحبہ پر کوئی زیور بھی تھے اس کی بیوی نے بتایا کہ کوئی زیور نہیں تھا۔ پھر علی محمد نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ گردن کا حلقہ (حسّی اور دوسرے زیور جو تو نے پہنے ہوئے ہیں حضرت صاحب کی بیوی صاحبہ کو کیوں نہیں پہنا کر آئی۔ ابھی تم واپس جاؤ یہ حسّی اور دوسرے زیور جو تم نے پہنے ہوئے ہیں بی بی صاحبہ کو پہنا کر آؤ۔ آخر علی محمد ہوتانی کی بیوی واپس آ کر دادی صاحبہ سے کہا کہ حسّی اور دوسرے زیور جو میں نے پہنے ہوئے ہیں آپ پہنیں۔ دادای صاحبہ نے کہا میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ڈرتی ہوں ان سے پوچھ کر پہنوں گی۔ ابھی نہیں پہنتی۔ اسی اثناء میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کھانا کھانے کے لیے تشریف لائے۔ دادای صاحبہ نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ عورت جو کل آٹا اور گھی وغیرہ لائی تھی مجھے کہتی ہے کہ یہ حلقۂ گردن (حسّی) اور دیگر زیور میں نے پہنے ہوئے ہیں تم پہن لو۔ میں نے کہا ہے کہ میں حضرت صاحب سے پوچھ کر پہنوں گی۔ حضرت صاحب نے وہ زیور قبول کرنے سے انکار کر دیا آخر وہ عورت حضرت صاحب کے قدموں میں گر پڑی اور عرض کیا کہ:

"خداداناں مَنْ حضرت صاحب! میں کوں پئے آکھیا ھے جی۔ ضرور بی بی صاحبہ کو پوا کے آویں۔"

یعنی: حضرت صاحب خدا کا نام مانو! مجھے میرے شوہر نے کہا ہے کہ بی بی صاحبہ کو زیور ضرور پہنا کر آنا۔

آخر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے دادی صاحبہ سے فرمایا اچھا لے لیں۔ پھر دادی صاحبہ نے وہ زیور لے لیے۔

بعدہٗ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ عمر خان اس وقت حضرت صاحب سے بیعت ہوا تھا یا اس سے پہلے بیعت ہو چکا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ براستہ سوکڑ آتے جاتے رہتے تھے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے تونسہ شریف آنے سے پہلے سوکڑ میں دو آدمی مرید تھے۔

الغرض اس عمر خان نے ایک چھوٹا سا گھر اور اس کے چاروں طرف آدمی کے قد برابر حویلی بنا کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو دیا۔ پھر دادی صاحبہ اس خیمہ سے اس گھر میں آگئیں۔ القصہ اس عمر خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک گائے پیش کی اور عرض کیا کہ غریب نواز یہ دودھ اور لسی کے کام آئے گی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اس دوران چند فقراء بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر اقامت پذیر ہوئے۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ جب گھر میں تشریف لاتے تو فرماتے آج سات آدمیوں کی روٹی پکاؤ، کبھی فرماتے آج آٹھ آدمیوں کی روٹی پکائیں۔ الغرض اس گائے کو فقراء لے جاتے چرا پلا کر لے آتے لیکن دودھ کم دیتی تھی۔ جب موسم گرما آیا تو بھینس کی طرح ہانپنے لگی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فقراء سے پوچھا کہ اب ہم کیا کریں کسی فقیر نے عرض کیا کہ اس کو پُرانے گڑ کی شربت پلائیں۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی ہندو کی دکان سے پاؤ یا ڈیڑھ پاؤ گڑ منگوا کر شربت تیار کروا کر گائے کو پلوائی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور گائے اسی طرح ہانپتی رہی۔ پھر فقراء نے کہا کہ ہم گڑھا کھودتے ہیں اور اس گڑھے میں پانی ڈال کر اس میں گائے کو بٹھائیں گے۔ الغرض فقراء نے گڑھا کھودا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا اس زمانے میں یہ شمالی کنواں نہیں تھا پس فقراء جنوبی کنوئیں سے پانی کی صُراحیاں بھر کے لے آتے اور اسی گڑھے میں ڈالتے لیکن پانی گائے کی پنڈلیوں

تک نہیں آیا۔ القصہ اس پانی سے بھی گائے کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور اسی طرح ہانپتی رہی۔ فقراء نے پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر لحاف ہو تو بہتر ہے کیونکہ اسے پانی سے تر کر کے گائے کی پیٹھ پر ڈالیں گے۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پہاڑ سے تشریف لائے تھے تو آپ کے پاس کوئی لحاف نہیں تھا لیکن یہاں کسی نے ایک لحاف دیا تھا پھر حضرت صاحب وہ لحاف لاکر فقراء کے حوالے کیا۔ فقراء نے وہ لحاف گائے کی پُشت پر ڈال کر اس پر پانی ڈالا۔ دریں اثناء عمر خان آیا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز اب یہ گائے میرے حوالے کریں جب موسم سرما آئے گا یہ گائے بچہ جنے گی تو دوبارہ لے آؤں گا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

لنگر شریف کا آٹا دادی صاحبہ گوندتی تھیں:

بعد ازاں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے فرمایا کہ دادی صاحبہ کے بھائی علی محمد کو درجانی والی مسجد میں بچے پڑھانے کے لیے مقرر کیا گیا۔ بعدہ' آپ نے فرمایا بہاول پور سے کچھ کناری دار کپڑے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذر آئے دادی صاحبہ وہ پہنے ہوئے تھیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے دادی صاحبہ سے فرمایا کناری دار کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ پھر دادی صاحبہ نے وہ کناریاں کپڑوں سے علیحدہ کیں۔ دریں اثناء آپ نے ارشاد فرمایا کہ دادی صاحبہ نے کسی سے سنا تھا کہ کناریاں جب جل جائیں تو چاندی بن جاتی ہے۔ آخر دادی صاحبہ نے ان کناریوں کو جلایا تو تقریباً ساڑھے تین روپے کی چاندی برآمد ہوئی۔ پھر دادی صاحبہ نے وہ چاندی بیچ کر اس گھر کے آگے صُفہ بنوایا اور حویلی کو

کشادہ کرایا۔ اس دوران تقریباً تمیں آدمی فقراء (طالب علم) حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس وقت تک ان فقراء (طالب علموں) کا کھانا گھر میں پکاتے تھے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ حضرت نارووالہ صاحب کے مرید زاہد بھٹہ کی بیوی لنگر شریف کی روٹیاں پکاتی اور دادی صاحبہ آٹا گوندتی تھیں اس کے بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب لنگر شریف کی روٹیاں پکانے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈو پس اس وقت لنگر شریف گھر سے باہر آیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ فوائد بیان فرما کر دوبارہ عمر خان ماکلی کے متعلق بات چلائی۔ آپ نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو سہیلی گھوڑی بھی اسی عمر خان نے دی تھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ پہلے پہل اسی سہیلی گھوڑی پر سوار ہوئے تھے ورنہ آپ پیدل سفر فرمایا کرتے تھے۔

عمر خان ماکلی کا ارتداد:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اس عمر خان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بچہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا لوگوں نے اسے کہا کہ تو دَرِ عالم شاہ سنجر والے سے پھر گیا ہے اسی لیے تیرا فرزند فوت ہوا ہے لہٰذا تو حضرت صاحب (پیر پٹھان) رضی اللہ عنہ سے توبہ کر اور تونسہ شریف جانا چھوڑ دے۔ اسی دوران آپ نے فرمایا عمر خان کے پہلے پیر سنجر سیدان والے سید تھے۔ الغرض عمر خان لوگوں کے کہنے پر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت توڑ دی مُرتد ہو گیا اور کئی سال تک تونسہ شریف بھی نہ آیا۔

عمر خان کا حالت نزع میں ایمان سلب ہونا، پیر پٹھان کا مراقبہ

حضور غریب نواز نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار

شریف تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ایک دن آپ ظہر کی نماز پڑھ کر مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے لوگ آپ سے بات کرتے لیکن آپ ''ہوں، ہوں'' فرماتے کوئی جواب نہ دیتے اور آپ کے چہرۂ مبارک کی رنگت تبدیل ہو گئی، نمازِ عصر سے پہلے تک یہی حال رہا۔ اس کے بعد حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے پہلے آپ حضرت قبلہ عالم غریب نواز رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی طرف رُخ مبارک کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ قبلہ کی سمت متوجہ ہوئے۔ دو رکعت نماز نفل ادا کی اور دعا مانگی اور آپ کے چہرے کی رنگت پہلے کی طرح روشن ہو گئی۔ مہار شریف میں ایک حافظ مہاروی تھا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے معلوم کر یہ کیا حال تھا پھر حافظ صاحب نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز یہ کیا حالت تھی آپ نے فرمایا خیر خیریت تھی اور فرمایا کہ نزع کے وقت اس کا ایمان سلب ہو گیا تھا ہم نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کے لیے دعا مانگی ہے الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا قبول فرمائی اور اس کا ایمان اسے واپس مل گیا ہے۔ پھر حافظ صاحب نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ کون آشنا شخص تھا آپ نے فرمایا کوئی تھا القصہ حاضرین مجلس نے نام معلوم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔ پھر مولوی علی محمد کے بھائی اور مولوی گل محمد کے چچا میاں صالح محمد نے وہ تاریخ وہ دن اور وہ وقت اپنی دلائل الخیرات پر لکھ لیا۔ الغرض جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ مہار شریف سے واپس تونسہ شریف پہنچے تو میاں امان اللہ مکلاں (مکول کلان) سے نماز جمعہ پڑھنے تونسہ شریف آیا۔ میاں مذکور کی عادت تھی جب تونسہ شریف آتا تو میاں صالح محمد کے ہاں قیام کرتا کیونکہ وہ اس کا رشتہ دار بھی تھا میاں صالح محمد نے اس سے خیر و عافیت معلوم کی۔ میاں امان اللہ

نے کہا اور تو سب خیریت ہے لیکن موضع مکول کلاں کا نمبردار عمر خان ماکلی فوت ہوگیا ہے میاں صالح محمد نے کہا کہ:

''مُویا ہے تاں اس پاسوں تاں پھر گیا ہا۔''

یعنی: فوت ہوگیا ہے یہاں سے تو مُرتد ہوگیا تھا۔

میاں امان اللہ نے کہا کہ عمر خان کی موت کا قصہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ پھر میاں امان اللہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے میری کچھ زمین ہے میں کسی کام کے سلسلے میں دریا کے پار گیا ہوا تھا میرے جانے سے پہلے عمر خان بیمار تھا مجھے چھ سات دن وہاں لگ گئے۔ الغرض جب میں وہاں سے واپس گھر آیا تو میں نے اپنی بیوی سے کہا اگر روٹی پکی ہوئی ہے تو لے آ ورنہ ابھی روٹی پکا کر مجھے دے کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ پس میری بیوی روٹی لے آئی جب میں روٹی کھانے کے لیے بیٹھا تو میری بیوی نے سرد آہ بھری میں نے اس سے پوچھا کہ ٹھنڈی سانس کیوں لی ہے۔ اس نے کہا کیا پوچھتا ہے۔ میں نے کہا کہ:

''گال کروے رن چہ ہے۔

یعنی: بتادے کیا بات ہے۔

میری بیوی نے کہا کہ آج تیسرا دن ہے کہ عمر خان حالتِ نزع میں ہے۔ لیکن اس کی جاں اٹکی ہوئی ہے نکل نہیں رہی اس کا چہرہ بدشکل سیاہ ہوگیا ہے اور اس کے دانت لمبے ہوگئے ہیں زبان بند ہوگئی ہے آواز نہیں نکلتی اور اگر آواز نکلتی ہے تو کتے کی طرح عوعو کرتا ہے۔ القصہ امان اللہ کہتا تھا جب میں روٹی کھانے سے فارغ ہوا نماز عصر کا وقت قریب تھا لیکن میں نے دل میں خیال کیا کہ پہلے میں عمر خان کے پاس جاتا ہوں نماز بعد میں پڑھوں گا۔ آخر جب میں عمر خان کے پاس پہنچا تو دیکھا نور عالم شاہ سنجری اس کے سرہانے بیٹھا ہوا ہے اور عمر خان کے منہ پر چادر

ڈالی ہوئی ہے۔ نور عالم شاہ نے جب مجھے دیکھا تو کہا آؤ میاں کلامِ پاک کی تلاوت کرو عمر خان کا تم پر بھی حق ہے۔ میں نے اسے کہا کہ اس کی کشتی تو تم نے غرق کی ہے اب میں کیا کلام پڑھوں۔ اس دوران عمر خان نے اپنے منہ سے چادر ہٹائی اور آواز نکالی۔ اس کی آواز، اور چہرے کی رنگت ویسی ہی تھی جیسا کہ میری بیوی نے مجھے بتایا تھا۔ پھر میں نے نور عالم شاہ سے کہا کہ یہاں سے ذرا دور ہو جا۔ پھر میں عمر خان کے قریب ہوا اور اس کے کان پر اپنا منہ رکھ کر بلند آواز سے کہا عمر خان، عمر خان! پھر اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے دوبارہ اس کے کان میں آواز دی کہ عمر خان! پھر اس نے میری طرف دیکھا اور ہاتھ سے سلام کیا۔ پھر میں جان گیا کہ ہوش میں آ گیا ہے پھر میں نے اسے کہا کہ:

"بگی ٹوپی والے کوں یاد کر۔"

یعنی: سفید ٹوپی والے (پیر پٹھان) کو یاد کر۔

اسی دوران عمر خان نے دوبارہ مجھے سلام کیا۔ میں نے دوبارہ کہا کہ:

"بگی ٹوپی والے دی شکل یاد ھی۔"

اس دوران اس کی زبان کی بندش کھل گئی اور کہا۔

"آہ آہ میڈے نال ڈاڈھی مہربانی ہانے۔"

یعنی: سرد آہ بھرتے ہوئے کہا میرے ساتھ بہت مہربانی کرتے تھے۔

دریں اثناء اس کا چہرہ بھی روشن ہونے لگا، پھر میں نے کہا کہ:

"انہاں پیراں دا کھٹیا تاں کھادھائی ہُن انہاں توں توبہ کر۔"

پھر اس نے توبہ کی حتیٰ کہ میں نے تین مرتبہ توبہ کرائی اس نے ہر تین مرتبہ توبہ کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ضعف بڑھ گیا ہے اور حالتِ نزع طاری ہے۔

دوبارہ میں نے کہا کہ:

نگی ٹوپی والے دی شکل مونہہ اگے آن، اتے

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رّسول اللّٰہ پڑھ

پھر اس نے ہاتھ سے سلام کیا اور کلمہ شریف میرے ساتھ ساتھ پڑھا اور جیسے جیسے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھتا گیا اس کا چہرہ روشن تر ہوتا گیا۔ پھر میں نے اس کے گھر والوں کو بلایا کہ اب عمر خان کا چہرہ دیکھو۔ پس عمر خان کے تمام اہلِ خانہ بھاگتے ہوئے آئے خان کے چہرے کو دیکھا کہ چاند کی طرح چمکتا تھا۔ نور عالم شاہ نے بھی خان صاحب کا چہرہ دیکھنے کا ارادہ کیا لیکن میں نے اسے خان صاحب مذکور کے قریب نہیں آنے دیا اور میں نے کہا تو ابھی دور ہو جا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھے دیکھ کر بے ایمان نہ ہو جائے۔ القصہ کلمہ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے جان بجاناں کے سپرد کی۔ الغرض جب میاں امان اللہ نے یہ قصہ مکمل بیان کر دیا تو میاں صالح محمد بھاگ کر دلائل الخیرات شریف لے آیا۔ تاریخ کا تقابل کیا گیا تو وہی تاریخ وہی دن اور وہی وقت تھا کہ جب مہار شریف میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے اس قصہ کے بعد عمر خان کی اولاد کا ذکر فرمایا تھا۔

تنگ دستی دور ہو گئی:

آپ نے فرمایا ایک روز عمر خان کی اولاد میں سے ایک آدمی میرے پاس آیا میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے ایک واقعہ بیان کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے ہمارے دادا کو ایک اونٹ عطا کیا تھا اور فرمایا اس کو بیچ کر کاشت

کاری کے لیے دو بیل خرید کر لو۔ پھر ہم نے وہ اونٹ فروخت کر کے دو بیل خریدے تھے پھر ہماری تنگ دستی دوری ہوگئی۔ اسی دوران حضور غریب نواز نے فرمایا پہلے میں نے دل میں سوچا اور خیال کیا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے کس کو اونٹ عطا فرمایا تھا۔ آخر میں نے اس سے پوچھا تو کس کا بیٹا ہے اس نے بتایا میں شہرو خان کا بیٹا ہوں پھر میں نے پوچھا اس کا باپ کون ہے۔ اس نے بتایا کہ اس کا باپ (میرا دادا) دریا خان بن عمر خان ماکلی تھا پھر اس وقت مجھے یاد آیا کہ یہ دریا خان ولد عمر خان دیوانہ تھا اور بہت باتونی تھا۔

آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اس دریا خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ایک گھوڑی مانگی تھی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اگر کوئی گھوڑی آئی تو تجھے دوں گا۔ اتفاقاً بہت عرصہ تک کوئی گھوڑی نہ آئی اور اس نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو بہت تنگ کیا ہوا تھا حتیٰ کہ ایک دن جولاہوں کی تانی کی لکڑی کی گھوڑی لے کر گیا اور حضرت صاحب کے بنگلے کے آگے لا کر رکھ دی۔ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو پوچھا دریا خان یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ سے گھوڑی مانگی تھی جب آپ نے گھوڑی نہیں دی تو اب میں اس لکڑی کی گھوڑی پر سوار ہوتا ہوں۔ یہ بات کہہ کر فوراً ہی اس لکڑی کی گھوڑی پر سوار ہوگیا۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ خشمگین ہو کر ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجی تو کیا میں کسی کی چوری کر کے لاؤں۔

الغرض کافی عرصہ کے بعد ایک گھوڑی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نذر آئی لیکن خوبصورت نہیں تھی کمزور و لاغر تھی۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیجا کہ دریا خان کو بلا کر لے آؤ۔ جب دریا خان آیا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا دریا خان گھوڑی آگئی ہے جا کر لے لو۔ دریا خان

نے جب گھوڑی کو دیکھا تو گھوڑی کھول کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے لا کر چھوڑ دی اور عرض کیا کہ گھوڑی یہ کھڑی ہے یہ گھوڑی میں نہیں لوں گا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گھوڑی بھی لے لے اور اگر اچھی عمدہ گھوڑی آئی تو وہ بھی تجھے دوں گا لیکن اس نے انکار کیا اور گھوڑی نہ لی۔ پھر حضرت صاحب نے وہ گھوڑی کسی اور کو عطا فرما دی۔ دریا خان نے پھر حضرت صاحب کو تنگ کیا۔ آخر کہا کہ وہی گھوڑی اس آدمی سے واپس لے کر مجھے دیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس طرح بالکل نہیں کروں گا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اب وہ گھوڑی موٹی تازی ہوگئی تھی کیونکہ اس آدمی نے اس کی بہت خدمت کی تھی۔ الغرض ایک دن کسی نے ایک اونٹ حضرت صاحب کی خدمت میں نذر پیش کیا تو اس دریا خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز یہ اونٹ مجھے عطا فرما دیں۔ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹ اسے دے دیا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ قصہ بیان کر کے ارشاد فرمایا پھر میں جان گیا کہ یہ وہی اونٹ ہوگا، اس آدمی نے ذکر کیا تھا۔ حضور غریب نواز یہ فوائد بیان فرما کر غلاموں کے خطوط سننے میں مشغول ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے رُوبرو بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے گل محمد خان تنگوانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں ابھی اس حال پر نہیں پہنچا جس حال پر مولوی خدا بخش صاحب خیر پوری تھے۔ اگرچہ معرکہ میری بات نہیں سنتے اور نہ میرا خیال کرتے ہیں۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا کہ مگر یہ لڑکا میرے ہاتھ آیا ہے یعنی میاں محمد حامد ہر وقت میرے ساتھ بیٹھا رہتا ہے اگرچہ میں روزانہ دو تین مرتبہ گالی

دیتا ہوں مگر محسوس نہیں کرتا۔

ذکر حضرت خیر پوری صاحب علیہ الرحمۃ:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے حضرت مولانا خدا بخش صاحب خیر پوری رضی اللہ عنہ کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرمایا ان کے متعلق بہت سی حکایتیں عوام الناس میں مشہور ہیں لیکن حضرت خواجہ امام بخش صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ نے ان کے ملفوظات اور مناقب میں نہیں لکھیں اور نہ کسی اور کتاب میں ہیں۔ان میں سے ایک حکایت درج ذیل ہے۔

حضرت خیر پوری صاحب کی دعا:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بہاول پور کے علاقے میں ایک حافظ صاحب رہتا تھا جس کے ہاتھ پاؤں شل تھے معذور تھا۔ اتفاقاً اس علاقے میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب خیر پوری علیہ الرحمہ تشریف لائے پس وہ حافظ صاحب حضرت مولوی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی غریب نواز میں معذور ہوں میرا کوئی خادم (نوکر) نہیں ہے، اگرچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید کی برکت سے مجھے روٹی دیتا ہے لیکن رفع حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے وقت میں ذلیل وخوار ہوتا ہوں۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ پس حضرت مولوی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور دم بھی کیا۔ فی الجملہ یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس حافظ صاحب کو بول و براز نہیں آتا تھا اگرچہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتا تھا لیکن آٹھ دس دن کے بعد معمولی سا بول و براز ہوتا جو کچھ کھاتا وہ تمام کا تمام پسینہ بن کر نکل جاتا تھا۔

آپ نے یہ قصہ بیان فرما کر گل محمد خان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

گل محمد! میری باتیں سن لیں۔

"وت ارمان کریسوایہو جیہاں گالیں کون کریسی"۔

یعنی: پھرافسوس کروگے کہ اب ایسی باتیں کون سنائے۔

بعدہ' آپ نے فرمایا:

"سن اَتے میڈیاں گالیں کوں سُن دارہ"۔

بعدہ' آپ نے اپنا رُخ انور گل محمد خان کے قریب کر کے فرمایا گل محمد خان دیکھ یہ کتنا خوشبودار ہے آج مین نے لنگر شریف میں یہ چادریں تقسیم کردی ہیں۔ بعدازاں آپ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ میں نے موسن کے پاس اس رنگ کی خوشبودار چادریں رکھوائی تھیں لیکن یاد نہیں تھیں گزشتہ رات یاد آئیں تو موسن صاحب سے ان تینوں چادروں کے متعلق پوچھا تو موسن نے کہا غریب نواز اسی طرح صحیح وسلامت رکھی ہوئی ہیں۔ بعدہ' آپ نے فرمایا یہ موسن غریب بہت ہی امانت دار ہے۔ لنگر شریف کی کوئی چیز ضائع نہیں کرتا جبکہ تمام اشیاء اس کی ملکیت ہیں اگر خرچ کرنا چاہے تو اسے کوئی ممانعت نہیں ہے۔

بہت ہی سخی تھیں:

بعدازاں آپ نے اپنی ہمشیرہ صاحب حضرت بی بی مریم رحمۃ اللہ علیہا کے متعلق بات چلائی آپ نے فرمایا وہ قرآن کریم کی حافظہ تھیں ہر روز قرآن کریم کے دس پارے تلاوت کرتی تھیں اور بہت ہی باہمت تھیں ہر وقت باوضو رہتیں وصال کے وقت بھی نماز کے لیے وضع کیا ہوا تھا اور بہت ہی جوادہ (سخی) تھیں۔ میں اسے دس روپے یومیہ دیتا تھا لیکن وہ دس روپے اور کچھ رقم اپنی طرف سے شامل کر کے تمام خیرات کر دیتیں۔ الغرض آپ نے اپنی بہن صاحبہ کے اوصاف

بیان کرنے میں بہت ہی مبالغہ کیا حتیٰ کہ یہاں تک فرمایا کہ وہ علم وعمل میں مجھ سے بہت زیادہ تھیں۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ایک دن حضور غریب نواز قدس سرہٗ جہاز محل کے زیرِ سایہ رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف پنکھا ہاتھ میں لے کر باد کشی کر رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی سفید ریش آیا آپ کے قدم بوس ہوا۔ آپ نے اس سے خیر وعافیت معلوم کی اس نے حال بیان کر کے عرض کیا کہ: "تو قطب ہستی، تو قطب الاقطاب، ہستی، تو از مکہ ومدینہ قطب شدہ آمدی۔"

یعنی: آپ تو قطب ہیں بلکہ قطب الاقطاب ہیں، آپ مکہ ومدینہ منورہ سے مرتبہٗ قطبیت پر فائز ہو کر آئے ہیں۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "میں کب مدینہ منورہ سے ہو کر آیا ہوں۔"

پھر آپ خاموش ہو گئے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اتوار کی شب ۱۶ر جمادی الاول ۱۳۱۹ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص سُرخ لباس پہنے عربی شکل وصورت کا حضور غریب نواز کے قریب ہو کر عرض کیا کہ آپ اس بندۂ ناچیز کو اپنے حلقۂ غلامی میں شامل کریں (یعنی مجھے بیعت کریں)۔ پس آپ نے اسے فرمایا، دایاں ہاتھ آگے بڑھا اس آدمی نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دم کیا اور فرمایا اس کو اپنے سینے پر پھیر لے۔ بعدہٗ آپ نے اسے ورد بتایا۔

درود شریف: اَللّٰھمّ صلّ علیٰ محمدٍ وّ علیٰ اٰل محمدٍ وّبارک وسلّم

ایک تسبیح:

ہر نماز کے بعد اللہ الصّمد، اللہ الصّمد تین تین تسبیح۔

اور نماز و روزہ اور شریعت پر پابندی و استقامت، پھر وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر قدرے دور جا بیٹھا۔ بعدہ' آپ نے عشق و محبت کے متعلق بات چلائی اسی دوران آپ نے حضرت مولانا فخر الحق والدین صاحب رضی اللہ عنہ کے مرید علی حیدر صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ مصرعہ پڑھا۔

مصرعہ: ''سبھی کھیڈاں کھیڈیاں وے حیدر ہک رہی عشق دی دھمال میاں''

یعنی: میاں حیدر تو نے تمام کھیل کھیلے ہیں۔ صرف عشق کی دھمال (کھیل) باقی ہے۔ الغرض حضور غریب نواز قدس سرہ' نے جب یہ مصرعہ ارشاد فرمایا تو وہ عربی شکل و صورت والے شخص نے کسی سے پوچھا کہ حضور غریب نواز کیا فرماتے ہیں۔ منشی عبداللہ نے اسے کہا کہ علی حیدر صاحب کا ایک مصرعہ پڑھا ہے۔ حضور غریب نواز نے منشی عبداللہ کی یہ بات سُن کر دوبارہ اس مصرعہ کا تکرار فرمایا اور اس مصرعہ کی وضاحت فرمائی کہ:

یعنی: جملہ شغلہا کردیم اکنوں وقت محبت رسید۔''

یعنی: ہم نے تمام کام کیے ہیں اب عشق و محبت کا وقت آ پہنچا ہے۔

بعدہ' آپ نے محبت کے کچھ وصف بیان فرمائے تو اس عربی شکل و صورت والے شخص نے عرض کیا کہ آپ مجھے محبت عطا فرمائیں۔'' حضور غریب نواز قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا کہ ''شمارا ہم خدا تعالیٰ محبت عطا فرمائید۔

یعنی: اللہ تعالیٰ تجھے بھی محبت عطا فرمائے گا۔

اس آدمی نے دوبارہ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبت عطا فرمائی ہے اور آپ مجھے محبت عطا فرمائیں پھر آپ نے اس کے ساتھ مہربانی فرمائی اور ارشاد فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ ہمارے اختیار میں ہوگا از شما دریغ نداریم (تم سے روکیں گے نہیں) بعدہ' آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ عطار صاحب رضی اللہ

عنہ عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ آپ نے حضرت شیخ عطار صاحب رضی اللہ عنہ کا نام نامی اس ذوق سے لیا کہ بجائے شیخ عطار رضی اللہ عنہ کے احمد جام کا نام لیا۔ الغرض آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے شعر میں فرمایا ہے کہ:

کفر کافر را دین دیندار را

ذرۂ دردِ دل عطار را

الغرض آپ نے یہ بیت ارشاد فرمانے کے بعد اس کے معانی کی وضاحت فرمائی کہ: یعنی کافر کو کفر نصیب ہو اور دیندار کو دین نصیب ہو اور عطار رضی اللہ عنہ کے دل کو درد کا ایک ذرہ بھی کافی ہے۔ اے اللہ اسے دردِ عشق کا ایک ذرہ عطا فرما۔ بعدہٗ آپ نے اس عربی شکل وصورت کے آدمی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ حضرت شیخ عطار رضی اللہ عنہ بہت بڑے عظیم بزرگ گزرے ہیں، انہوں نے بھی یہ دعا مانگی ہے اور تو کہتا ہے کہ "مجھے محبت عطا فرمائیں" محبت کہاں ہے آپ نے ارشاد فرمایا محبت، درد اور عقیدہ تینوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔ آپ نے فرمایا جہاں محبت ہے وہاں درد ہے اور جہاں عقیدہ ہے وہاں محبت ہے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ فوائد بیان کیے تو ارشاد فرمایا نفی اثبات کا ذکر زیادہ کرو۔ کیونکہ یہ محبت کا وارث ہے۔ بعدہٗ آپ نے اسے ذکر پاس انفاس اور نفی اثبات کی کیفیت بیان کی اور فرمایا جب سانس اندر جائے تو لا الٰہ کہو اور جب سانس باہر آئے الا اللہ کہو۔

یہ پیر پرستی کا صدقہ ہے:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ فوائد بیان فرمائے تو اسی دوران

معرکہ قوال جو حضرت حافظ جمال صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر گئے ہوئے تھے واپس آئے قدم بوس ہوئے ۔ آپ نے ان سے خیر و عافیت معلوم کی اور حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کا حال اور صاحبزادگان مہاروی کا حال پوچھا تو انہوں نے عرس کا حال اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ پسر مولوی عبید اللہ صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ (المعروف خاصے والے پیر) کا مہاروی صاحبان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ''غریب نواز! بندہ کی تقصیر معاف فرما کر بندہ کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔'' بتایا۔

اسی اثناء حضور غریب نواز قدس سرہ' نے بطریق سوال فرمایا اس طرح جو کہا ہے کیا تقصیر کی ہوئی تھی؟ کریمن قوال نے عرض کیا کہ قصور تھا قصور یہ تھا کہ صاحبزادگان کی عادت مبارک ہے کہ عرس مبارک کی مجلس کے ختم شریف میں یہ آیت ضرور پڑھتے ہیں۔

آیت: انہ' من سلیمان و انہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ؕ

مولوی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے دونوں یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عرس شریف کی مجلس کے ختم میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ یہ صاحبان یہ آیت اس لیے پڑھتے ہیں کہ اس میں ان کے پیر و مرشد کا نام ہے اور یہ پیر پرستی ہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہ' یہ بات سن کر غصے ہو گئے اور فرمایا یہ پیر پرستی کے بغیر کیا کھائیں گے۔ اسی پیر پرستی کا صدقہ تو ہے کہ پیر بنے بیٹھے ہیں۔

ذکر حضرت خواجہ غلام فریدؒ:

بعد ازاں حضور غریب نواز نے قوالوں سے عرس مبارک حال معلوم کیا۔ یہاں تک بات میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ چاچڑاں والے کی وفات کی آئی۔

کریمن قوال نے عرض کیا کہ فلاں کہتا ہے میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات کے وقت ان کا صاحبزادہ اپنے باپ کے پاس موجود نہیں تھا! ورنہ ان کی تدفین کے وقت گیا۔ پس قوالوں نے کسی شخص کا نام لے کر عرض کیا کہ فلاں کہتا ہے کہ ان کا صاحبزادہ صاحب اپنے باپ میاں غلام فرید علیہ الرحمۃ کے وصال کے وقت حاضر تھا اور بہت دیر تک میاں غلام فرید صاحب اپنا منہ مبارک اپنے صاحبزادہ صاحب کے منہ پر رکھے ہوئے تھے۔ اسی اثناء آپ نے فرمایا کہ میاں غلام فرید علیہ الرحمۃ نے اپنا منہ اپنے صاحبزادہ کے منہ میں دیا ہوا تھا منہ میں کیا تھا۔

آپ نے یہ فوائد تمام فرما کر پھر قوالوں سے عرس مبارک کی مجلس کا حال معلوم کرنا شروع کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

والدین کی خدمت:

پیر کی رات ۱۷ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ بعد از نماز مغرب حضور غریب نواز چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بندہ راقم الحروف حضور غریب نواز کے پہلو کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ اور مولوی خدا بخش صاحب بھی خدمت میں حاضر تھے۔ والدین اور اولاد کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی دریں اثناء آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''میڈے پوترے چوکھے ہن۔ لہّو تاں منڈھوں فدا ہے''

یعنی: میرے پوتے بہت اچھے ہیں یہ (حافظ محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ) تو پکا عاشق ہے۔ اور وہ یعنی حضرت محمود عالم صاحب رضی اللہ عنہ بھی جب میری کوئی تکلیف سنتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔

بعدہ' آپ نے فرمایا کہ وہ بیوقوف احمق تھا ورنہ والدین کی خدمت تو عین سعادت ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جوان ہونے پر بدل جاتے ہیں۔ ورنہ کم عمری میں یہ حال ہوتا ہے کہ ایک دن میں نے دِلّو یعنی حضرت عبد اللہ صاحب (علیہ الرحمۃ) اطال اللہ تعالیٰ عمرہٗ سے کہا کہ دُلّہ ہم تین افراد ہیں۔

ا۔ ایک میں تیرا دادا، ۲۔ دوسرا تیرا والد صاحب، ۳۔ تیسری تیری والدہ صاحبہ

ان میں سے اچھا کون ہے۔ دِلّو نے کچھ دیر خاموش رہ کر جواب دیا کہ میری والدہ صاحبہ اچھی ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں نہیں بلکہ ہم اچھے ہیں پس اس نے دوبارہ کہا کہ نہیں میری والدہ صاحبہ اچھی ہے آپ نے فرمایا دلّو نے یہ نہیں کہا کہ تساں (تم) گندے ہو بلکہ کہتا تھا کہ "ڈاڈا توں بھی چنگا ہیں بابو بھی چنگا ہے بھلا اماں میڈی چنگی ہے۔"

یعنی: دادا جان آپ بھی اچھے ہیں۔ بابو بھی اچھے ہیں اور میری والدہ صاحبہ بھی اچھی ہیں۔

آپ نے فرمایا اگر کبھی دِلّو کو اس کا باپ کہتا کہ تمہاری والدہ پہلے "زکرو" یعنی حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب اطال اللہ تعالیٰ عمرہٗ کی ماں ہے تو پھر یہ رونے لگ جاتا اور کہتا نہیں پہلے میری ماں ہے جب آپ نے یہ تمام فوائد بیان کر دیئے تو آپ نے پرندوں کے گوشت، شکار اور شکاری کے متعلق بات شروع کی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا پشاور میں ہر قسم کے پرندوں کا گوشت جس وقت چاہیں جتنا چاہیں ہر وقت موجود ہوتا ہے چاہے مرغی کا گوشت ہو یا دوسرے پرندوں کا ہر وقت ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا جتنے شکاری پشاور میں ہیں کسی اور جگہ نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کابل میں چڑیوں کا بہت شکار کیا جاتا ہے آپ نے شہادت کے طور پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک خان (وزیر) یہاں کی حکومت کی طرف سے کابل گیا۔ بادشاہِ کابل نے صبح مہمان خان کے ناشتہ کے لیے کھانے کی کوئی چیز بھیجی جس میں ایک طبق (تھال) مغزیات کا یعنی پانچ نقل تھے۔

وضاحت:

"نُقل" ایک ایسی چیز ہے جو شراب پینے کے بعد کھاتے ہیں جو تُرش نمکین اور کباب وغیرہ قسم کی ہوتی ہے۔ (مترجم سلیمانی) ایک پیالہ شہد کا اور ایک طبق بزرگ (بڑا تھال) چاول کی طرح کی کسی پختہ چیز سے بھرا ہوا۔ یہ خان صاحب سمجھ دار تھا بادشاہ سے کہا کہ میری عادت ہے کہ میں اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ کھاتا ہوں لہٰذا اب بھی کسی امیر زادے یا وزیر زادے یا کوئی دوسرے بچے لے آئیں تاکہ وہ بچے ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھائیں آخر وہ بچے لے آیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب اس خان نے پنج نُقل کی کیفیت نہ سمجھی تو دل میں کہا کہ اگر شہد، برنج نُقل پر ڈالتا ہوں تو یہ ہنسیں گے اور اگر پنج نُقل شہد میں ڈالوں تو تب بھی ہنسیں گے آخر خان نے یہ ایک حیلہ بنایا۔ الغرض خان مذکور نے ان بچوں سے کہا کہ بچو کھاؤ۔ پھر بچوں نے چند مرتبہ ایک دوسرے سے کہا کہ تم کھاؤ تم کھاؤ۔ آخر بچوں نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگلی کا سرا شہد میں ڈال کر پنج نُقل والے طبق میں رکھا جو کچھ انگلیوں کے ساتھ چپکا وہ کھایا۔ پھر خان صاحب نے بھی اسی طرح کھانا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا وہ دوسرا کھانا جو چاولوں کی طرح نظر آیا تھا خان صاحب نے وہ کھاتے وقت بچوں سے یا کسی دوسرے شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے بتایا یہ مشہور پرند چڑیوں کی زبانیں ہیں۔ حضور غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ لاکھوں

گنجشکاں (چڑیاں) ذبح کی ہوں گی جواتنی زبانیں جمع کر کے بادشاہ کے باورچی خانہ میں پکائی گئیں۔ آپ نے فرمایا عرب شریف میں چڑیاں کم تھیں اور دوسرے پرندے سوائے کبوتر کے بالکل نہیں ہیں، مگر یہ چیل ہر جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور مجھے بہت ہی بُری نظر آتی ہے۔ آپ نے یہ فوائد بیان کر کے عمارت کے متعلق پوچھا۔

بدھ کی شب ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۹ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے بندۂ راقم الحروف آپ کے مقابل بیٹھا ہوا تھا۔ لنگر شریف کا مال کھانے والوں اور ان کی ہلاکت کے متعلق بات چلی تو آپ نے نورنگ بزدار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمیں کسی کی طرف اشارہ کر کے بتا کہ فلاں سید (سردار) نے لنگر شریف کا مال کھایا ہوا ہے۔ اس سے وہ مال لے کر دے۔ پس نورنگ خان نے عرض کیا کہ غریب نواز جب میں جاؤں گا تو یہ کام بھی کر کے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا یہ کام تم ہرگز نہیں کرو گے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ تم بچے ہو میں نے تمہارے آباء واجداد کے ساتھ زندگی گزاری ہے میں تمہارے آباؤ اجداد کو ناخن کے برابر بھی نہیں سمجھتا اور تم مجھے دھوکا دیتے ہو۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا میں تجھے اس وقت پہچان گیا تھا جب میں نے ایک کام کرنے کو کہا تھا لیکن تو نے وہ کام دوسروں کے سپرد کیا اور خود نہیں کیا۔ بابا اگرچہ میری آنکھیں نہیں ہیں (چونکہ آپ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے) لیکن جب تم باتیں کرتے ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں۔

بعد ازاں آپ نے تمثیلاً ایک حکایت بیان فرمائی کہ لنگر شریف کا مال کھانے والے ہلاک ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وساوہ نام کا ایک ساربان تھا (اونٹ چلانے والا جٹ) جو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے متوسل تھا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی ملکیت کوئی چیز

نہیں تھی نہ اونٹ اونٹنی اور نہ بھیڑ بکری کسی چیز کے مالک نہیں تھے۔

الغرض اس وساوہ شُتر بان کا ایک اچھا اونٹ تھا۔ آپ نے فرمایا اس زمانہ میں اونٹ سستے ہوتے تھے۔ چنانچہ اس وقت ایک اچھا اونٹ اسّی روپے میں مل جاتا تھا اب ویسا اونٹ تین سو روپے میں ملتا ہے۔ وساوہ نے اس اونٹ کا نام بگڑی رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس دور میں ''بھگی پوندی ہائی۔'' (غدر) یعنی سکھ آکر لوٹ مار کرتے اور لوگ ان کے ڈر خوف سے اپنے گھر بار، شہر اور علاقہ سے نقل مکانی کر جاتے تھے اور ہر شخص ہر وقت بھاگنے (نقل مکانی) کے لیے تیار رہتا تھا۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ہم بھی یہاں سے کبھی سبز علی شاہ چلے گئے تھے اور اسد خان منگروٹھہ سے بھاگ کر ''بھاٹی'' چلا گیا وہیں جا ٹھہرا۔ بھاٹی ایک اچھی جگہ تھی۔ القصہ ایک مرتبہ ''بھگی'' (غدر) پڑا تو اسد خان نے بھاٹی جانے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ وساوہ اتفاقاً اپنے اونٹ پر کوئی سامان لاد کر منگروٹھہ چلا گیا وہاں اسد خان اونٹوں کو بیگار کے لیے پکڑ رہا تھا چنانچہ اسد خان نے اپنے اہل و عیال کی سواری کے لیے اس وساوہ کا اونٹ بھی پکڑ لیا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ:

''ہک کنجری سب کوں سُنجہ کریندی آئی ہائی۔ صادق خان کوں وی سنجہ کیتس، فلاں اور فلاں کوں وی سنجہ کیتس حتیٰ کہ اسد خان کے پاس آپہنچی۔

یعنی: ایک ہی کنجری سب کو تباہ کرتی آئی ہے۔ نواب صادق خان (آف بہاول پور) کو برباد کیا فلاں اور فلاں کو بھی تباہ کیا حتیٰ کہ اسد خان کے پاس آگئی۔ اسد خان نے اسے چھ ماہ اپنے پاس ٹھہرایا اس کے بعد یہ واقعہ غدر پیش آیا۔

آپ نے فرمایا اسد خان کی چار بیویاں تھیں اور پانچویں یہ قحبہ (فاحشہ) عورت تھی۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اس کی چاروں بیویاں ''بزرگ تمن'' یعنی بڑے

تمن خاندان سے تھیں۔

اس کی ایک بیوی لغارن تھی یہ لغاری کس طرح بزرگ تمن ہے۔

دوسری بیوی لوڑن تھی اور یہ لوڑی کیسا تمن ہے۔

اسد خان کی تیسری بیوی کلاچن تھی اور یہ کلاچی کس طرح کا تمن ہے۔

اس کی چوتھی بیوی استرانی شموزئی قوم سے تھی یہ شموزئی استرانی قوم کا کس طرح بڑا تمن ہے۔

آپ نے فرمایا کلاچن بیوی کے علاوہ باقی تینوں عورتوں سے اسد خان کی اولاد تھی۔ الغرض اس فاحشہ عورت کی سواری کے لیے وساوہ کا بگڑی اونٹ پسند کیا گیا پس وساوہ بھاگ کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر رویا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے واصل منشی سے فرمایا کہ وساوہ کو اسد خان کی طرف اس مضمون کا خط لکھ کر دے کہ:

"این از متوسلان ما است ایں راشتر واپس کردہ بدہ۔"

یعنی: یہ وساوہ ہمارے متوسلین میں سے ہے لہٰذا اس کو اونٹ واپس کر دو۔

وساوہ جب حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک اسد خان کے پاس لے گیا تو اسد خان نے وساوہ سے کہا کہ ابھی تو اونٹ چلے گئے ہیں اب تو ہمارے ساتھ چل ہم تجھے کرایہ بھی دیں گے اور تو اپنا اونٹ بھی واپس لے آنا۔ لیکن وساوہ خان صاحب کے ساتھ نہ گیا اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آ کر صورتحال بیان کی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو چلا جا یہ کام کر لے (یعنی اسد خان کے ساتھ جا کر اپنا اونٹ واپس لے آ۔) آپ نے منشی واصل سے دوبارہ فرمایا کہ اس کو خط لکھ دے۔ آخر وساوہ دوبارہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک لے کر اسد خان کے پاس گیا۔ پھر اسد خان اٹھ کر اس

قحبہ عورت کے پاس گیا۔ دریں اثناء حضور غریب نواز نے فرمایا کہ اس سے پہلے اس قحبہ عورت نے کہا تھا کہ اس اونٹ (یعنی وساوہ کے بگڑی اونٹ) کے علاوہ باقی تمام اونٹ واپس کر دو۔ الغرض اسد خان نے اپنے گھر جا کر اس عورت سے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک آیا ہے کہ اونٹ واپس دے دو۔ لیکن اس عورت نے کہا کہ ہم اونٹ واپس نہیں دیتے تو اسے اونٹ کی قیمت ساٹھ روپے دے دے۔ اسد خان نے بہت الحاح کیا (منت سماجت کی) لیکن اس عورت نے اونٹ واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر اسد خان نے آکر وساوہ سے کہا ستر روپے لے لو لیکن وساوہ نے کہا کہ اگر سو (۱۰۰) روپے بھی دیں تو تب بھی نہیں لوں گا۔ میں اونٹ نہیں بیچتا۔ میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی مدد مہربانی سے اس اونٹ کے ذریعہ روزی کما کر کھاتا ہوں۔ پس اسد خان نے کہا اگر رقم لینی ہے تو لے لو ورنہ اونٹ نہیں دوں گا۔ اسد خان کے وزیر شیخڑے نے کہا کہ یہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے متوسلین میں سے ہے اس کو اونٹ کی قیمت اسّی (۸۰) روپے دے دیں۔ لیکن وساوہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر اسد خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف رقعہ لکھ کر بھیجا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپے ہے اور ہم اسے اسّی روپے دیتے ہیں لیکن یہ نہیں لیتا اور اونٹ اس وقت ہمارے کام میں ہے اب کیا کریں۔ وساوہ پھر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر رویا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ رقم لے لو ورنہ یہ ظالم لوگ ہیں اونٹ واپس نہیں دیں گے۔ دریں اثناء حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ وساوہ دیوانہ وار کہتا تھا کہ مجھے اونٹ دلوا دیں میں پیسے نہیں لوں گا۔ آخر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے پھر واصل منشی سے فرمایا اسے اس مضمون کا خط لکھ کر دے دے۔

"شمارا درمُلک اشتران بسیار بدست آیند
بہتر ازیں اُشتر واین اشتر ایں رایاز بدہید"

یعنی: تمہیں ملک میں اس اونٹ سے اچھے اونٹ ہاتھ آجائیں گے یہ اونٹ اسے واپس دے دیں۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا جب وساوہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا خط مبارک لے کر اسد خان کے پاس گیا تو خان نے کہا اس باپ (پیر پٹھان) کے آگے جا کر رو، نہ اونٹ دیتا ہوں اور نہ پیسے۔ پس وساوہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر تمام صورتحال بیان کی۔ پس حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا اب اپنے گھر جا کر بیٹھ اور آرام کر۔ لیکن وساوہ نے عرض کیا کہ نہیں غریب نواز آپ کسی خلیفہ کو اس کی طرف بھیجیں۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب ہم اسے نہیں کہیں گے، کسی اور سے کہیں گے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس وساوہ کی بختاور نام کی ایک بہن تھی اس نے مجھے اپنا دودھ بھی پلایا تھا (یعنی میری رضاعی ماں تھی) الغرض وہ بھی حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے آگے فریاد کی۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے بھی یہ جواب دیا کہ اب ہم اسے نہیں کہیں گے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے یہ قصہ بیان کر کے ارشاد فرمایا غدر میں نقل مکانی کے لیے ہر شخص ہر وقت ہر چیز تیار رکھتا تھا۔ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے دو خیمے تھے ایک خیمہ اہلِ حرم کے لیے اور ایک خیمہ اپنے لیے جس میں مجلس کرتے تھے اور اس اسد خان کے بھی دو خیمے تھے ایک اہل وعیال اور خزانہ کے لیے اور ایک کچہری کے لیے۔

آپ نے فرمایا ایک رات اسد خان اپنی بیوی کے ساتھ برہنہ (ننگا) لحاف اوڑھے سویا ہوا تھا اور تمام خزانہ دس بارہ ہزار روپے بھی اسی خیمہ میں تھے۔

آپ نے فرمایا اس زمانہ میں ہر شخص کا خزانہ اتنا ہی ہوتا تھا نہ کہ آج کی طرح کہ ہر شخص کے پاس لاکھ لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ القصہ چراغ جل رہا تھا لیکن خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس طرح ہوا کہ اس خیمے کو آگ لگ گئی اور خان کو اس وقت خبر ہوئی جب آگ کے شعلے خیمے کے اوپر نکلے۔ لوگوں نے آ کر خان کو بتایا آخر خان اور اس کی بیوی دونوں برہنہ خیمہ سے باہر آئے ہر چیز جل کر راکھ ہو گئی حتیٰ کہ ان کے جوتے بھی جل گئے۔ آخر ان کے پہننے کے لیے منگروٹھہ سے کپڑے منگوائے گئے۔ پھر اسد خان نے کہا کہ ہم نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو ناراض کیا ہے اس لیے ہمارا یہ حال ہوا ہے اور حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط بھیجا کہ ساربان (وساوہ) کو بھیجیں تا کہ وہ اپنا اونٹ لے جائے اور ہماری تقصیر بھی معاف فرمائیں۔ وساوہ نے جب یہ بات سنی تو جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ اب بالکل نہیں جانا۔ اگر تُو گیا تو پھر تُو مجھے جانتا اور پہچانتا ہے۔ اگر لنگر شریف میں کوئی اونٹ آیا تو میں تجھے دوں گا اور تو بالکل نہ جا۔ بعدہٗ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے خان کی طرف لکھ کر بھیجا کہ ''یہ بگڑی اونٹ کی پہلی لات لگی ہے''۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا اس کے بعد اسد خان نے وہ اونٹ لے کر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس بھیج دیا۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اسد خان ابھی بھاٹی میں تھا کہ خزاں سنگھ ایک سکھ تھا جو رنجیت سنگھ کی طرف سے لیہ آیا اور کہا کہ اگر اسد خان مجھ سے ملاقات کر لے تو میں اسے ملک سنگھڑ لکھ کر دے دوں گا اور اگر مجھ سے ملاقات نہ کی تو میں اسے گرفتار کروں گا۔ پس روئید ار استرانہ جو اسد خان کی بیوی کا بھائی تھا دونوں طرف سے وکیل بنا یعنی خزاں سنگھ کا پیغام اسد خان کے پاس لے آتا اور اسد خان کا پیغام خزان سنگھ کے پاس لے جاتا تھا۔ القصہ شرائط مقرر

ہوئیں اور اسد خان کو خزاں سنگھ سے ملاقات کے لیے اکسایا اور کہا کہ طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا عاجزانہ طور پر ملاقات کرنا۔ آخر خان کچھ آدمیوں کے ساتھ لیہ گیا۔ القصہ اسد خان جب لیہ پہنچا تو خزان سنگھ نے حکم دیا کہ اسد خان صرف تین آدمیوں کے ساتھ مجھ سے ملاقات کرے۔

اسد خان کے ساتھ ایک خارکش یعنی بھٹیارا تھا خان نے اسے اپنے گھوڑے کے پاس کھڑا کیا۔ حسن مراسی اور روئدار کو اپنے ساتھ لے کر خزان سنگھ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا جب خیمہ کے دروازے پر پہنچا تو خیمہ کے دروازے پر کچھ اکالی سکھ کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ صرف ایک خان کے اندر جانے کا حکم ہے دوسرا کوئی شخص خیمہ میں نہ جائے۔ اس کے بعد اسد خان کی رنگت متغیر ہوگئی روئیدادو نے خان سے کہا خان سب خیریت ہے بے خوف ہو کر جاؤ۔ الغرض خان کو خیمہ کے اندر بھیجا گیا جب خان خزان سنگھ کے سامنے ہوا تو خزان سنگھ نے خان سے کہا کہ ''خان تو ہمارے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ خان نے کہا کہ اگر میں تمھارا مقابلہ کرتا تو اس طرح تمھارے پاس کیوں نہیں آتا۔ پس خزان سنگھ نے کہا کہ پھر ملاقات کے لیے اتنے دن دیر کیوں کی ہے۔ بعدہٗ خزان سنگھ اٹھا اسد خان کے پیچھے ہو کر خان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر باندھ دیئے اور آواز دی کہ ''خان گرفتار ہوگیا ہے۔'' پھر روئیدارا سترانہ پیٹھ دے کر بھاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ اس حسن لڑکے نے تلوار نکالی ہوئی تھی لیکن اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور وہ خارکش (بھٹیارا) (جو خان کے گھوڑے کے پاس کھڑا تھا) اس کے پاس گئے تو اس نے حملہ کر کے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور خود بھی مارا گیا۔ القصہ اسی رات اسد خان کو کجاوے میں باندھ کر لاہور بھیج دیا گیا۔ جب لاہور پہنچا تو رنجیت سنگھ نے حکم دیا کہ اسے ملتان کے قلعہ میں قید کیا جائے چنانچہ اسد خان بارہ سال ملتان میں قید رہا۔

حضور غریب نواز قدس سرہ نے یہ فوائد بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ جمال شاہ کہتا تھا کہ "بہاول خان نے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے سینکڑوں خطوط میں سے ایک خط کی بھی تعمیل نہیں کی لیکن وہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید تھا اس لیے حضرت صاحب اس پر غصے نہیں ہوئے اور اس کی اولاد بھی مزے کرے گی۔ اور اسد خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا مرید نہیں تھا اگرچہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے دس رقعے ہر روز اس کے پاس گئے اس نے ان پر عمل کیا اور صرف دو خط رد کیے عمل نہیں کیا آخر ہلاک ہو گیا اور اس کی اولاد بھی روٹی کپڑے کے لیے پریشان رہے گی۔ آپ نے فرمایا یہ سب کچھ جمال شاہ کی گالی گلوچ کا نتیجہ تھا۔ آپ نے فرمایا اسد خان حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ڈرتا تھا۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے ایک خوجہ کا نام لے کر فرمایا کہ وہ اسد خان سے کہتا تھا تو حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو راضی و خوش رکھے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے ورنہ بصورتِ دیگر تیری ہلاکت ہے۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا اسد خان نے اپنی پوری زندگی میں حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے دو خطوط پر عمل نہیں کیا تھا ایک یہ گزشتہ بالا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ایک مرتبہ مکھڈی پراچوں کی ایک کشتی کھڑی تھی کسی نے خان مذکور سے کہا کہ نمک سے بھری ایک نئی کشتی دریا کے کنارے کھڑی ہے۔ اسد خان نے یہ حکم دیا کہ نمک ہندوؤں کے پاس بیچ دو اور کشتی عاقل ملاح کے سپرد کرو۔ کشتی مذکورہ کے سلسلے میں حضرت مولوی صاحب مکھڈی کا عریضہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ حضرت صاحب نے اسد خان سے فرمایا یہ کشتی مکھڈی پراچوں کی ہے جو حضرت مولوی صاحب علیہ الرحمت کے متوسلین میں سے ہیں تو ان کو کشتی واپس کر دے۔ لیکن اسد خان نے کشتی واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ پس اسی دوران حادثہ گریز (غدر) پیش آیا۔

حضور غریب نواز نے جب یہ فوائد بیان کر دیئے تو حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب نے عرض کیا کہ مولوی خدا بخش صاحب جراح آیا ہوا ہے پھر آپ ان سے گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بدھ کی شب ۱۹ / ماہ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ بعد نماز مغرب حضور غریب نواز قدس سرہٗ چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور صاحبزادہ احمد یار صاحب علیہ الرحمۃ بھی خدمت میں حاضر تھا۔ میاں غلام فرید صاحب (حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کوٹ مٹھن) کی وفات کے متعلق بات چلی تھی۔ صاحبزادہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی وفات کا قصہ میاں فضل حق صاحب (جو میاں غلام فرید علیہ الرحمۃ کے مریدوں میں سے ہیں) سے نقل کرتے ہیں۔

قصۂ وفات خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ:

صاحبزادہ احمد یار صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ''چاچا فضل حق صاحب نے فرمایا تھا کہ میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو ایک پھوڑا نکلا تھا اسے کاٹنے کے لیے کسی ڈاکٹر کو بلایا گیا تو میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا مجھے دس منٹ مہلت دو۔ دس منٹ مہلت دی گئی۔ دس منٹ کے بعد ڈاکٹر صاحب پھوڑا چیرنے کے لیے آیا تو حضرت میاں صاحب شاغل باللہ ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے جب پھوڑا چیرا تو میاں صاحب کو کچھ خبر نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی حرکت کی۔ کچھ دیر بعد جب آنکھیں کھولیں تو پوچھا کیا پھوڑے کو چیرا ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز! میاں صاحب نے پوچھا زخم میں کیا ڈالا ہے کوئی چیز پلید تو نہیں تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ غریب نواز آپ تسلی کریں کوئی چیز پلید تو نہیں تھی۔

دریں اثناء حضور غریب نواز نے پوچھا وقت کونسا تھا صاجزادہ صاحب نے پہلے تو عرض کیا کہ غریب نواز معلوم نہیں ہے کیا وقت تھا لیکن بعد میں عرض کیا کہ دو پہر کا وقت تھا۔آپ نے فرمایا۔

''گالیاں جو ہویاں او بیچارہ بیہوش ہائی۔''

یعنی: یہ صرف باتیں ہیں وہ بیچارہ تو بے ہوش تھا۔

بعد ازاں صاجزادہ احمد یار صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ چاچا فضل حق صاحب فرماتے تھے۔میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال سے پہلے اپنے صاجزادہ صاحب کو اپنے پاس بلایا اور تمام حاضرین کو باہر نکال دیا تھا حتیٰ کہ مجھے بھی فرمایا باہر چلے جاؤ۔کافی دیر تک اپنے صاجزادہ صاحب کے ساتھ تنہائی میں رہے۔دوسری گفتگو تو میں نے نہیں سنی لیکن اتنا ضرور سنا تھا کہ میاں صاحب نے اپنے صاجزادہ سے فرمایا۔

''تو تسلی کر تو آگے آگے ہوگا اور تمام لوگ تمہارے پیچھے بھاگیں گے پس جاؤ۔ومن اللہ۔''

پھر صاجزادہ صاحب روتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا باہر آیا اور حضرت میاں غلام فرید صاحب علیہ الرحمہ بھی واصل بحق ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا یہ محض باتیں ہیں اور سب جھوٹ ہے بلکہ ان کا صاجزادہ صاحب ان کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود نہیں تھا اور اپنے باپ کی تدفین میں بھی شریک نہیں ہوا۔

صاجزادہ احمد یار صاحب میاں فضل حق صاحب سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ میاں غلام فرید علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال سے دس بارہ دن پہلے کسی بزرگ کا قصہ بیان فرمایا تھا کہ اسے پھوڑا نکلا تھا انہوں نے اپنے خادمین

سے فرمایا جب میرا پھوڑا چیرنے کا ارادہ کرو تو دس منٹ پہلے مجھے بتانا آخر جب انہیں بتایا گیا تو وہ شاغل باللہ تھے۔ آپ نے فرمایا یہ سب محض باتیں ہیں وہ غریب بے ہوش تھا آپ نے مزید فرمایا کہ:

''خدا خیر کرے بے ہوشی کی وجہ سے ان کی بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے۔'' اور فرمایا میاں صاحب علیہ الرحمۃ بہت نیک آدمی تھے اور ہمارے ساتھ تو بہت مہربانی کرتے تھے۔

بدھ کی شب ۱۹ر صفر المظفر ۱۳۱۹ھ حضور غریب نواز قدس سرہ' چینی والی مسجد میں رونق افروز تھے۔ بندہ راقم الحروف آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا دو آدمی آپ کی مجلس سے اُٹھ کر آپ کے قدمبوس ہوئے۔ دونوں آپس میں بھائی اور سید تھے۔ ایک کا نام ابراہیم شاہ تھا اور دوسرے کا نام عبداللہ شاہ۔ ابراہیم شاہ نے عرض کیا کہ غریب نواز یہ میرا بھائی روٹی نہیں کھاتا اس کی کوئی تدبیر بتائیں حضور غریب نواز قدس سرہ' نے غصے ہو کر فرمایا کہ میں ایسی باتیں نہیں جانتا اگرچہ یہ تمام باتیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اور میں نے دیکھی بھی ہیں لیکن میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا۔ پس ابراہیم شاہ نے دوبارہ عرض کیا کہ غریب نواز آپ اسے کوئی سورۃ پڑھنے کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا میں یہ کام نہیں جانتا اسے کیا بتاؤں۔ جھوٹ بولوں۔

القصہ آپ نے فرمایا کلمہ شریف اور استغفر اللّٰہ ربّی من کلّ ذنبٍ وّاتوب الیہ ہر نماز کے بعد سو سو مرتبہ پڑھے جب آپ نے یہ فوائد بیان فرما دیئے تو وہ دونوں بھائی اٹھ کر چلے گئے۔ مزید آپ نے فرمایا یہ دونوں حسو شاہ صاحب کے مرید ہوں گے وہ بھی چلّہ کشی کے بعد اب کہتا ہے کوئی آکر میرا گلہ کاٹے۔ آپ نے فرمایا کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ کسی کا گلہ کاٹے۔

"اِتھے پھاسی ملے اُتے اُوتھے دوزخی تھیوے۔"

یعنی: یہاں پر بھی پھانسی چڑھے اور وہاں (روزِ قیامت) دوزخ میں جائے تو اپنا گلہ خود کاٹ لے۔

آپ نے فرمایا پہلے میں نے اس چلّہ کشی کرنے والے کو کلمہ شریف پڑھنے کا امر کیا لیکن بعد میں مجھے یاد آیا کہ اسے تو شیطان نے ذلیل وخوار کیا ہوا ہے لہٰذا اسے استغفار کرنے کا حکم دوں۔ پھر میں نے اسے استغفار پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ آپ یہ فوائد بیان فرما کر جہاں داری کی باتوں میں مشغول ہو گئے۔

بروز جمعرات ۲۰ر جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ بعد نماز ظہر حضور غریب نواز قدس سرہٗ بنگلہ مذکور میں رونق افروز تھے آپ نے مولوی شرف الدین فیروز پوری کو یاد فرمایا۔ مولوی صاحب مذکور مجلس میں موجود تھے اُٹھ کر آپ کے پاؤں مبارک کے مقابل آ بیٹھے۔ آپ نے بظاہر مولوی صاحب مذکور کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"تا یاس بندہ کامل نشود اُمید امید نباشد"

یعنی: جب تک بندہ کی ناامیدی مکمل نہ ہو اس وقت تک امید امید نہیں رہتی۔

بعدہٗ آپ نے کسی استاذ کا یہ شعر پڑھا۔

شکل امید تو کب مجھ کو نظر آتی ہے
صورت یاس جو بن بن کے بگڑ جاتی ہے

الغرض آپ نے یہ شعر پڑھنے کے بعد فرمایا کہ:

"چوں کامل یاس شود امید امید آنگاہ باشد"

یعنی: جب مکمل ناامیدی ہو جائے تو پھر اس وقت امید امید بن جائے گی۔

القصہ آپ ان فقروں کا چند بار تکرار فرما کر دوانوش فرمانے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت ثانی کریم کی بیماری:

۲۱ر جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نماز عشاء کے لیے مسجد شریف کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ ہمراہی کی دولت حاصل ہوئی جب آپ آستانہ عالیہ کے اندرونی دروازہ کے مقابل پہنچے تو قے (الٹی) کی حاجت درپیش آئی کیونکہ آپ کو بہت سخت بخار تھا۔ معرکہ فوراً سُر مچی لے آئے۔ آپ وہیں دروازہٗ مبارک کے سامنے بیٹھ گئے حاجت ''قے'' روا کی لیکن آپ کے شکم مبارک سے اُلٹی میں سوائے معمولی بلغم وغیرہ کے کوئی چیز باہر نہ آئی کیونکہ آپ کا شکم مبارک بالکل خالی تھا تین ماہ سے غذا نہ ہونے کے برابر کرتے تھے اور بالکل کمزور ہو گئے تھے۔ چنانچہ اس سے پہلے جب آپ نماز کے لیے مسجد شریف کی طرف تشریف لاتے تو باوجود ضعف کے نماز کے کمالِ شوق کے سبب راستہ میں آرام نہیں کرتے تھے۔

زہے استقامتِ مردانِ خدا

القصہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے مولوی خدا بخش صاحب جراح کو یاد فرمایا تو معرکہ مولوی صاحب مذکور کو بلا کر لائے آپ نے پوچھا کہ کیا ''قے'' کی اس مقدار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نہیں غریب نواز اس قدر ''قے'' سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ ''قے'' منہ بھر کر نہیں آئی لیکن احتیاطاً تیمّم فرمالیں۔

پس حضور غریب نواز نے تیمّم فرما کر وہیں دروازہ مبارک کے مقابل نماز باجماعت ادا فرمائی مسجد شریف میں آپ کی یہ آخر نماز تھی۔ اس کے بعد آپ مسجد شریف نہ جا سکے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے آپ
چل کر اپنی خواب گاہ پر تشریف لائے۔ آپ کی خواب گاہ چینی والی مسجد کے
بالمقابل جہاز محل کی غربی دیوار کے سائبان کے زیرِ سایہ تھی جب آپ اپنی چارپائی
مبارک پر اپنا قد مبارک دراز فرمایا (لیٹے) تو فرمایا محمود عالم کو بلاؤ تاکہ میرا کوئی
فرزند شکایت نہ کرے کہ باپ کی موت کے وقت باپ کے سر پر حاضر نہیں تھا۔
حضرت محمود عالم صاحب کو ایک شخص بلا کر لایا۔ طبیبوں نے نبض مبارک دیکھ کر کہا
کہ بخار تیز ہے۔ تین ساعت کے بعد اپنے شہزادگان سے فرمایا کہ تم جاؤ اور آرام
کرو لیکن شہزادگان نہیں اٹھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا کہ بابو تم جاؤ آرام
کرو لیکن شہزادگان پھر بھی نہ اٹھے۔

پس حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے
لیے نہیں کہہ رہا کہ تم چلے جاؤ بلکہ میں اپنے لیے کہہ رہا ہوں کہ اگر تمہیں بے خوابی
کی وجہ سے کوئی تکلیف ہوئی تو تم میرے سر پر نہیں پہنچ سکو گے۔ پھر حافظ محمد موسیٰ
صاحب اٹھ کر روضہ مبارک کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ محمود عالم صاحب
آپ کی چارپائی مبارک پر بیٹھے رہے۔ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے دوتائی
اوڑھ کر آرام فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب روضہ مبارک سے
رخصت ہو کر واپس آئے تو دیکھا کہ حضور غریب نواز آرام میں ہیں تو پھر دونوں
بھائی بحکم حضور غریب نواز اپنی اپنی جگہ پر تشریف لے گئے اور بندہ راقم الحروف
آپ کی چارپائی کی جنوبی طرف سو گیا۔

صبح صادق کے بعد حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت خواجہ محمود
عالم صاحب قدس سرہما تازہ وضو فرما کر حاضر خدمت ہوئے۔

آپ کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی تو معرکہ نے چوکی اور بالی آپ کی

چارپائی کے قریب رکھی آپ رفع حاجت ضروری سے فارغ ہوئے تو گرم پانی سے استنجا فرمایا۔ جب بھی آپ رفع حاجتِ ضروری سے فارغ ہوتے تو گرم پانی سے استنجا فرماتے تھے۔ الغرض شب وصال تک آپ کی عادت مبارک یہی رہی۔

دریں اثنا حضرت حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ حاضر خدمت ہوئے آپ نے معرکہ حاضرین سے پوچھا حامد یار آیا ہے حاضرین نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! پھر آپ نے حامد مولیٰ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بابو تم مسجد میں جا کر نماز پڑھو۔ حضرت مولانا حامد مولیٰ صاحب مسجد شریف تشریف لے گئے اور آپ نے وہیں تیمم کر کے فجر کی نماز باجماعت ادا فرمائی۔ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ نے امامت کی۔ شب وصال تک حضور غریب نواز قدس سرہٗ کی نمازوں کے امام آپ کے فرزند حافظ محمد موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ تھے اور مسجد شریف میں سوائے نماز جمعہ کے باقی نمازوں کے متولی حضرت خواجہ حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ تھے۔

اعلموا آویکم اللّٰہ تحت ظلّ حضور غریب نواز قدس سرہٗ (جان لو! اللہ تعالیٰ تمہیں حضور غریب نواز قدس سرہٗ کے زیرِ سایہ پناہ میں رکھے)۔

اسی رات یعنی شب جمعہ بعد از نماز مغرب آپ نے معرکہ مکھڈیوں کو فرمایا کل حضرت شیخ سراج الحق والدین رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے تم صابونی حلوہ پکا کر تیار کرو اور پانچ آثار آٹے کا شیرہ بنانے کا حکم دیا نماز عشاء سے پہلے معرکہ خدا بخش باورچی کے پاس جا کر پانچ آثار شیرہ لے آئے۔ پس اشراق کے بعد لنگر شریف کی دکان سے گھی اور مصری لے کر آئے اور حلوہ تیار کیا لیکن آپ نے اس حلوے کی تقسیم کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ آخر نماز مغرب کے بعد

آپ نے حضرت مولانا حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ کو حلوہ تقسیم کرنے کا حکم دیا پس شام کے بعد حضرت مولانا حامد مولیٰ صاحب نے اس حلوے کو تقسیم فرمایا۔

اشراق کے بعد مکھڈی پراچوں میں سے کسی نے دس روپے کسی نے پانچ روپے، کسی نے سات روپے اور کسی نے چار روپے جمع کر کے خیرات کے لیے حضرت غریب نواز قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیے آپ نے فرمایا تکلیف نہ کرو، لنگر شریف میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔

القصہ ابتدائے مرضِ وصال سے لے کر وصال تک شہزادگان ہر روز ایک بیل ذبح کرتے فقراء اور دوسرے لوگوں کو کھلاتے تھے۔ دس بجے کے بعد آپ نے مولوی خدا بخش صاحب جراح سے بطور مشورہ پوچھا کہ میں اندرون خانہ جاؤں۔ مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا کہ غریب نواز! آپ کی مرضی ہے۔ پھر آپ اُٹھ کر دہلیز پر تشریف لے گئے وہاں چارپائی رکھی ہوئی تھی آپ اس پر لیٹ گئے کمزوری کی وجہ سے اندر جانے کی طاقت نہیں تھی۔

جب حضور غریب نواز قدس سرہٗ کی غذا کم ہوگئی بلکہ ختم ہوگئی یعنی کچھ بھی تناول نہیں فرماتے تھے تو آپ کے جسم مبارک میں کمزوری آگئی۔ پس حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کی تقویت کے لیے ماء اللحم تیار کرایا تھا۔

القصہ بارہ بجے کے بعد حضور غریب نواز قدس سرہٗ کو بڑی کرسی پر بٹھا کر اس دہلیز سے مشرقی بنگلہ شریف (جو چاہ تھلے والا کے پاس ہے) میں لے آئے آپ کافی دیر تک اسی کرسی پر تکیہ لگا کر بیٹھے رہے لیکن شدید ضعف کی وجہ سے کوئی بات نہ فرمائی پس شہزادگان اور دوسرے حاضرین روئے اور اتنا ضعف تھا کہ حضرت عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرزند حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کی کرسی کے چاروں طرف گھومتے تھے حضور غریب نواز باوجود کمالِ

محبت کے اپنی چھوٹی اولاد کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

الغرض کافی دیر بعد حضور غریب نواز قدس سرہ‘ کو کرسی سے اٹھا کر چارپائی پر لٹا دیا گیا اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں کی تلیوں پر روغن بادام سے مالش کی گئی۔ آخر دو گھنٹے بعد آپ متحرک ہوئے اور کچھ دیر بعد آپ نے تکلم بھی فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ کو مہمانوں کی روٹی کے انتظام کا حکم دے کر گھر کی طرف بھیجا۔ بعدہ‘ دوسرے شہزادوں کو کھانا کھانے کے لیے بھیجا۔ شہزادگان کی گھر سے واپسی تک آپ نے کوئی بات نہیں کی آرام فرمایا۔

گھر سے سب سے پہلے حضرت خواجہ محمد حامد مولیٰ صاحب واپس آئے آپ نے ان سے پوچھا حامد یا کوئی چیز کھا کر آیا ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز! آپ نے کئی بار خواجہ محمد حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ کچھ کھا کر آیا ہے یا نہیں بعدہ‘ آپ نے حضرت خواجہ محمد حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ کی ٹھوڑی مبارک پکڑ کر اپنے منہ مبارک کی طرف کھینچ کر ان کے رخساروں پر بوسہ دیا اور روئے پھر حضرت خواجہ محمد حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ بھی روئے الغرض کافی دیر تک حضور غریب نواز قدس سرہ‘ اور حضرت خواجہ محمد حامد مولیٰ صاحب علیہ الرحمۃ روتے رہے۔

اسی دوران حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت مولانا محمود عالم صاحب قدس اللہ سرہما گھر سے واپس آئے آپ نے دونوں شہزادوں سے پوچھا کہ کوئی چیز کھا کر آئے ہو یا نہیں۔ حضرت مولانا محمود عالم صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں غریب نواز ہم تو کھا کر آئے ہیں لیکن حامد نے کچھ نہیں کھایا۔ پس حضور غریب نواز قدس سرہ‘ نے دونوں شہزادگان کو مخاطب کر کے فرمایا تمہیں اس کو کھلانا چاہیے تھا۔ بعدہ‘ آپ نے حاضرین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

''ایشاں ریش داراں رامن دردہان نان می نہم''

یعنی: ''داڑھی والے ہن اتے روٹی میں انہاں دے وات وچ پیا پیندا ہونداہاں۔''

یعنی: ''یہ باریش جوان ہیں ان کے منہ میں روٹی کا نوالہ میں دیتا ہوں۔''

آپ نے مولوی خدا بخش صاحب سے پوچھا کہ جمعہ کے روز میرا یہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔ مولوی صاحب مذکور نے عرض کیا جی ہاں غریب نواز۔ پھر آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب اور حضرت خواجہ محمود عالم صاحب قدس اللہ سرہما دونوں کو نماز جمعہ کے لیے مسجد شریف میں بھیجا اور حضرت خواجہ محمد حامد صاحب علیہ الرحمۃ کو اپنے پاس بٹھایا۔

جب حضرت مولانا محمود عالم صاحب اور حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہما نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اور زیارت کر کے واپس آئے تو آپ نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی۔ پھر آپ چارپائی پر خود اٹھ کر بیٹھے اور ارادہ کیا کہ چارپائی سے نیچے اتر کر نماز ادا کریں لیکن حضرت مولانا محمود عالم صاحب نے عرض کیا کہ اس چارپائی پر نماز جائز ہے کیونکہ بہت سخت بنی ہوئی ہے۔ حضرت مولانا محمود عالم صاحب نے مولوی خدا بخش سے پوچھا کہ مسئلہ کیسے ہے یعنی میری بات صحیح ہے۔ مولوی صاحب نے بھی تصدیق کی۔ پھر آپ نے کپڑے پر تیمم کر کے چارپائی پر نماز ادا فرمائی کیونکہ جماعت جائز نہیں تھی۔

حضرت ثانی کریم کی وصیت:

حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے نماز ظہر کے بعد حضرت خواجہ محمود عالم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محمود! مجھے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے دور نہ کرنا

مجھے احمد و (حضرت خواجہ احمد صاحب علیہ الرحمۃ) کے ساتھ رکھنا لوگوں نے رونا شروع کیا اور دعائیں دینے لگے۔ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب اور دوسرے شہزادگان بھی رونے لگے اور عرض کرنے لگے یا غریب نواز آپ ہمیں جدائی دے رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا میں نے اسی (۸۰) سال بادشاہی کی جب میں آیا تھا تو اس وقت کوئی راستہ نہیں تھا اب میں تمہارے لیے یہ شاہراہیں بنا کر جا رہا ہوں اگر تم میرے راستے پر چلو گے تو تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی اس وقت ہر شخص نے رو کر کہا غریب نواز آپ کی عمر دراز ہو اور ہم غلاموں کے سروں پر آپ کا سایہ مبارک قائم و دائم رہے۔ شہر کے ہر طرف سے لوگ عیادت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب علیہ الرحمۃ ہر آنے والے کا نام لے کر بتاتے تھے آپ غریب نواز ہر شخص کو ایسا جواب دیتے کہ شہزادگان اور دوسرے لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا اور ہر شخص یہی کہتا کہ سارے ساتھ نال جیویں۔ کیا ہندو کیا مسلمان سب یہی کہتے تھے بلکہ ہندو تو یہ بھی کہتے تھے کہ غریب نواز ہم تو آپ کے زیرِ سایہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ محمود عالم صاحب قدس اللہ سرہٗ سے منقول ہے کہ حضور غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میاں خیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے منظور نظر پیارے تھے اس لیے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے زیرِ نظر رکھا اور تم مجھے ایسی جگہ رکھنا کہ میری نظر حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے قدموں پر رہے۔

''زہے پیر پرستی مردِ خدا''

الغرض حضور غریب نواز قدس سرہٗ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک

لوگوں کو الوداع فرماتے رہے، خصوصاً نمازِ مغرب کے بعد پیر بھائیوں کو اسی طریقہ پر الوداع فرماتے رہے۔

تبرکات کی زیارت:

۲۲ر جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ حضور غریب نواز قدس سرہٗ جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ محمود عالم علیہ الرحمۃ صاحب سے فرمایا تبرکات والی صندوق مبارک لے آؤ۔ انہوں نے فوراً صندوق مبارک لاکر حاضر کی آپ نے صندوق مبارک کھول کر پہلے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی کلاہ مبارک کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر بوسہ دیا بعدہٗ اپنے سرِ مبارک پر رکھا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی سراویل (شلوار) مبارک کو صندوق سے نکال کر زیارت کی، بوسے دیئے اور اپنے سرِ مبارک پر رکھی۔

بعدہٗ حضرت مولانا محمود عالم صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کے تبرکات اٹھا کر تمام لوگوں کو زیارت سے مشرف فرمایا اور بندہ راقم الحروف کے سر پر بھی رکھے۔ الغرض حضرت خواجہ محمود عالم صاحب نے تبرکات شریفہ کی زیارت سے کسی کو محروم نہیں رکھا۔

القصہ جس وقت حضرت خواجہ محمود عالم صاحب حاضرین کو تبرکات حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف کرا رہے تھے اس وقت حضور غریب نواز قدس سرہٗ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کے پیراہن مبارک کو ایسے ذوق وشوق سے اپنے سینہ مبارک سے لگایا کہ گویا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگا رہے ہیں اور کافی دیر تک کرتہ مبارک کو سینہ سے لگا کر بوسہ دیتے رہے اور اپنے سرِ مبارک پر بھی رکھا۔

بعدہٗ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کی لنگی مبارک صندوق سے باہر نکال

کر عاشقانہ انداز میں اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں جب صندوق سے حضرت صاحب رضی اللہ عنہ کا کفش (جوتا) مبارک نکالا گیا تو آپ نے کفش کا نہایت ہی ادب و احترام کیا بلکہ دوسرے تبرکات کی نسبت کفش مبارک سے عشقیہ جوش و جذبے کا اظہار فرمایا۔

القصہ جب حضور غریب نواز قدس سرہٗ تبرکات شریفہ کی زیارت سے فارغ ہوئے تو اپنی تمام چھوٹی بڑی اولاد کو تبرکات حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ اور تبرکات حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے بیعت فرمائی۔ بعدہٗ صندوق مبارک اٹھا کر گھر لے گئے اور شہزادگان کو بھی کھانا کھانے کے لیے گھر بھیجا اور آپ نے کچھ دیر آرام فرمایا۔

شہزادگان جب گھر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت خواجہ محمد حامد موٹی صاحب قدس اللہ سرہٗ کو نماز عشاء کے لیے مسجد شریف بھیجا اور خود بھی نماز کی تیاری کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا نماز میں میرے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کس نے پکڑا تھا۔ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا غریب نواز آپ کے ساتھ میں کھڑا ہوا تھا نماز میں آپ کے قریب کوئی نہیں آیا۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر مبارک کو پکڑ کر فرمایا کسی نے اس طرح میرے سر کو پکڑا ہے۔ پھر تمام حاضرین خاموش ہو گئے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اس رات بھی آپ نے اپنے شہزادوں کو آرام کرنے کا حکم دیا لیکن شہزادے کیسے آرام کرتے۔

حضور غریب نواز قدس سرہٗ ان ایام مرضِ وصال میں مخلوق خدا پر بہت شفقت فرماتے رہے اور وہ لوگ جن پر آپ ناراض تھے خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی مانگی تو آپ نے سب کو معاف فرما دیا اور فرمایا میں تمہارے ہی فائدے

کے لیے تم پر ناراض ہو جاتا تھا ورنہ میں کسی پر ناراض نہیں ہوں۔

ایک دن میں آپ کی چارپائی کے قریب بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی کے متصل روشن فقیر کھڑا شوقیہ شعر پڑھ رہا تھا آپ نے اس کے شعر سُن کر ارشاد فرمایا

"ہاں یار! میں ہمیشہ تیری نگہبانی کرتا تھا لیکن اب میں کیا کروں جو چیز تو چاہتا ہے اب وہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

روشن فقیر نے دوسری مرتبہ توحید سے متعلق شعر پڑھے تو آپ نے فرمایا کہ:

"تسلی کن امید است کہ تو ہم خالی نمانی و ترا چیزے بدست آید"

یعنی: تسلی کر امید ہے تو بھی محروم نہیں رہے گا اور تجھے کوئی چیز ملے گی۔

روشن فقیر نے عرض کیا کہ غریب نواز تسلی تب آئے گی جب آپ ملو گے۔آپ نے فرمایا اُمید ہے کہ مل جائے گا۔

حضرت خواجہ محمود عالم صاحب سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ روشن فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا خالی نہیں ہے اس لیے تو یہاں بیٹھا ہوا ہے۔آپ جب دعا فرماتے تو تمام حاضرین اور غائبین کے لیے دعا فرماتے۔انہی ایام میں بندہ راقم الحروف آپ کی مجلس میں موجود تھا کہ حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب علیہ الرحمۃ (جو اس وقت بچے تھے) سبق سنانے کے لیے آپ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کے چہرے مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا۔

"بابو اگر میں زندہ رہا تو رمضاں شریف میں میں تم سے قرآن مجید سنوں گا۔اور اگر فوت ہو گیا تو میری قبر پر آ کر قرآنِ کریم سنانا"۔

انہی ایام میں ایک دن حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب افازهُ اللّٰه بمقاصد الدارین. حضور غریب نواز قدس سرہ' کی خدمت میں سبق سنانے کے لیے آئے ان کا سبق۔ یحی و یمیت پر ختم ہوا۔ جب انہوں نے سبق مکمل

کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا آخر ویمیت ہے۔ حضرت خواجہ محمود عالم صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ ابھی تو یحیٰ (زندہ) ہے پھر آپ خاموش ہو گئے۔

ایک دن آپ نے حافظ صالح محمد کو یاد فرمایا تو کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز وہ ابھی اُٹھ کر چلا گیا ہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

''انہاں اندھیاں مندیاں دا کون ہے خدا نہ رو لے۔''

یعنی: ان اندھوں اور اپاہجوں کا کون ہے خدا تعالیٰ کسی کو نہ رُولے۔

پھر حاضرین روئے اور دعائیں کرنے لگے۔

ایک دن آپ نے حافظ ممدو کو مخاطب کر کے فرمایا:

''حافظا دعا کر میرے سوا تیرا کوئی نہیں ہے''۔

ایک روز آپ نماز عصر ادا فرما کر چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے بندہ راقم الحروف عیادت کے لیے حاضر ہوا اور عرض کی قبلہ خیریت ہے۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے بندہ نے عرض کیا کہ غریب نواز نور محمد مکھڈی ہوں۔ آپ نے فرمایا حافظ نور محمد مکھڈی؟ بعدہ' آپ نے بڑی مہربانی فرما کر فرمایا دعا نہیں کرتا۔ بندہ راقم الحروف نے عرض کیا کہ غریب نواز دعا کیسے نہیں کرتا میرا آپ کے سوا کون ہے پھر آپ نے نہایت ہی شفقت سے اپنے ہاتھ مبارک سے بندہ کی گردن پر آہستہ آہستہ تھپکیاں دیں۔

ایک دن بندہ راقم الحروف حضور غریب نواز قدس سرہ' کے بنگلہ مبارک میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا معرکے نے بنگلہ شریف کے باہر لوگوں کو حضور غریب نواز کی زیارت سے روکا ہوا تھا اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ آپ نے از راہِ شفقت فرمایا کہ بنگلہ سے باہر موجود لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ پھر معرکہ نے دروازہ کھولا اور ایک ایک آدمی کو اندر لا کر حضور غریب

نواز کی زیارت کرا کے واپس باہر بھیجتے رہے حتیٰ کہ بنگلہ شریف کے باہر موجود کوئی شخص بھی آپ کی زیارت سے محروم نہیں رہا۔

انہی ایام میں ایک دن بندہ راقم الحروف بنگلہ شریف کے باہر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ بنگلہ شریف کا دروازہ بند تھا آپ نے ازراہِ شفقت ارشاد فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور باہر موجود لوگوں کو زیارت کرنے دو۔

پس دروازہ کھولا گیا دروازہ کے مقابل آپ کی چارپائی رکھی ہوئی تھی۔ ایک طاقتور آدمی کو دروازے پر کھڑا کیا گیا تاکہ لوگوں کا ہجوم بنگلہ شریف کے اندر نہ آسکے۔ پھر ہر شخص دروازے سے آپ کی زیارت کر کے واپس چلا جاتا تھا۔ اس وقت آپ نے اپنا رُخ انور شمالی دروازے کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ اکثر اوقات آپ کا چہرہ مبارک بجانب جنوب ہوتا تھا۔

بروز منگل ہم بخاری شریف پڑھ رہے تھے جب بخاری شریف پڑھ چکے تو پڑھنے والے تمام احباب آپ کو دم کرنے کے لیے آپ کے پاس بنگلے پر گئے۔ بندہ راقم الحروف اور دوسرے ساتھی آپ کو دم کر کے ایک طرف کھڑے ہو گئے لیکن جان محمد پاک پتنی دم کر کے آپ کے پاؤں کے مقابل بیٹھ گیا۔ معرکہ نے اسے زبردستی اٹھا کر بنگلہ کے باہر نکال دیا۔

حضور غریب نواز نے شور سن کر پوچھا کون ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز جان محمد پاک پتنی ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا جان محمد! باہر بیٹھ کر دعا کر۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا:

"جتنی تساڈی دل منگدی ہے میڈے واسطے۔ میڈا دل تساڈے واسطے
اُنڈے چھ حصے زیادہ منگدا اے۔ بھلا میں کیا کراں لاچاری ہے۔"

یعنی: جتنا تمھارا دل مجھے چاہتا ہے میرا دل تمھیں اس سے چھ گنا زیادہ چاہتا ہے

لیکن کیا کروں مجبوری ہے۔

انہی ایام کی بات ہے کہ ایک دن بندہ راقم الحروف حضور غریب نواز کی چارپائی کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ فاضل شاہ گڑھی والے کا بھتیجا وسجادہ نشین عبداللہ شاہ آیا اور قدم بوس ہوا۔ آپ نے اس سے خیروعافیت کا حال پوچھا تو اس نے اپنے احوال میں بیان کیا کہ کوٹ سلطان میں بندہ کو کرایہ کا کوئی اونٹ نہیں ملا، آخر یہاں تک پیدل آیا ہوں۔

آپ غریب نواز اس کا حال سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کے ساتھ بہت مہربانی فرمائی اور حاضرین کے سامنے اس کی بہت تعریف کی اور کچھ دیر بعد آپ نے اسے دوبارہ یاد کیا اور فرمایا کہ "مجھے دم کرو، پس اس نے دم کیا"۔

صاحبزادہ احمد یار صاحب سے منقول ہے کہ پیر کے روز مہاروی صاحبان نہیں آئے تھے لیکن ان کے آنے کی امید تھی۔ حضور غریب نواز نے پوچھا کہ مہاروی صاحبان ابھی تک نہیں آئے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا۔

نزع میں ہوں تیرا گلہ کرتا نہیں
دل میں ہے وفا پَر جی وفا کرتا نہیں

❀ ❀ ❀